بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہم القرآن

فہم القرآن کو پڑھنے کا موثر طریقہ

اس فہم قرآن کو سمجھنے کیلئے آپ پہلے [illegible] پیرا پڑھیں۔ اگر آپ کو عربی آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر بھی اَدا کریں [illegible] عربی نہیں آتی تو عربی میں پیرا ضرور پڑھیں خواہ سمجھ آئے یا نہ آئے [illegible] پیرا کو تسلسل سے ایک ہی وقت میں پڑھ کر ختم کریں۔

پھر آپ ترجمے کو تسلسل سے پڑھیں [illegible] پیرا گراف کا مطلب ان شاء اللہ تعالیٰ پوری طرح سمجھ آ [illegible]

اگر ایک آیت پڑھیں اور پھر اسکا ترجمہ پڑھ [illegible] دوسری آیت پڑھیں اور اس کا ترجمہ پڑھیں تو اس سے آپ کو اس پیرا گراف کا مفہوم سمجھ نہیں آئے گا۔

تسلسل سے پڑھنے سے بعض دفعہ ایک بات ہوتی ہے اور بعض دفعہ ایک سے زیادہ باتیں ہوتی ہیں اور بریکٹ میں ہم نے جہاں کوئی عربی میں وقفہ آتا ہے، وہ واضح کر دیا ہے۔ اس طرح آپ ان شاء اللہ تعالیٰ فہم قرآن کے مفہوم کو آسانی سے سمجھ جائیں گے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○

[الاحزاب ۳۳، آیت ۵۶]

یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر رحمت بھیجتا ہے
(اور اسکے) فرشتے اللہ تعالیٰ سے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کیلئے
رحمت کی دُعا مانگتے رہتے ہیں
اے ایمان والو! تم بھی اللہ تعالیٰ سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر
رحمت بھیجنے کی درخواست کرتے رہا کرو اور سلامتی کی بھی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

(العنکبوت ۲۹، آیت ۶۹)

جو لوگ ہمارے راستے میں سخت محنت و مشقت کرتے ہیں
ہم ان کیلئے ہدایت کے راستے کھول دیتے ہیں
اور یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ اچھے کام (نیک کام) کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے

فہم القرآن

جلد پنجم

پارہ ۲۵ — پارہ ۳۰

مولفین

- حافظ محمد ناصر رشید
- ڈاکٹر عبدالحمید سلیمان

جملہ حقوق بحق مصنّفین محفوظ ہیں

بارِاوّل 1000

تاریخ طباعت ..... ستمبر 2018ء

ناشر .....

مطبع ..... ایڈمن سٹوڈیو، ڈیزائنز اینڈ پرنٹر

10-B شمع پلازہ، 72-فیروز پور روڈ، لاہور

کمپوزنگ وڈیزائننگ.....حافظ محمد ناصر رشید

ملنے کا پتہ

ہاؤس نمبر 15-A، سٹریٹ نمبر 15، کیولری گراؤنڈ، لاہور کینٹ

042-36662099-0300-9422295

فہرست

دیباچہ	1
۴۱-حٰمٓ السَّجْدَةِ	6
۴۲-اَلشُّوْرٰی	11
۴۳-اَلزُّخْرُفِ	37
۴۴-اَلدُّخَانِ	64
۴۵-اَلْجَاثِيَةِ	75
۴۶-اَلْاَحْقَافِ	88
۴۷-مُحَمَّدٍ	110
۴۸-اَلْفَتْحِ	128
۴۹-اَلْحُجُرَاتِ.....	144
۵۰-قٓ	159
۵۱-اَلذّٰرِيَاتِ	173
۵۲-اَلطُّوْرِ	185
۵۳-اَلنَّجْمِ	198
۵۴-اَلْقَمَرِ	211
۵۵-اَلرَّحْمٰنِ	222
۵۶-اَلْوَاقِعَةِ	234
۵۷-اَلْحَدِيْدِ	248

٥٨- اَلْمُجَادَلَةِ	.....	272
٥٩- اَلْحَشْرِ	.....	287
٦٠- اَلْمُمْتَحِنَةِ	.....	300
٦١- اَلصَّفِّ	.....	312
٦٢- اَلْجُمُعَةِ	.....	319
٦٣- اَلْمُنَافِقُوْنَ	.....	326
٦٤- اَلتَّغَابُنِ	.....	334
٦٥- اَلطَّلَاقِ	.....	342
٦٦- اَلتَّحْرِيْمِ	.....	351
٦٧- اَلْمُلْكِ	.....	361
٦٨- نٓ	.....	373
٦٩- اَلْحَآقَّةِ	.....	384
٧٠- اَلْمَعَارِجِ	.....	396
٧١- نُوْحٍ	.....	407
٧٢- اَلْجِنِّ	.....	413
٧٣- اَلْمُزَّمِّلِ	.....	422
٧٤- اَلْمُدَّثِّرِ	.....	430
٧٥- اَلْقِيٰمَةِ	.....	440
٧٦- اَلدَّهْرِ	.....	450
٧٧- اَلْمُرْسَلٰتِ	.....	457

۷۸- اَلنَّبَا	.....	465
۷۹- اَلنّٰزِعٰتِ	.....	473
۸۰- عَبَسَ	.....	481
۸۱- اَلتَّكْوِيْرِ	.....	489
۸۲- اَلْاِنْفِطَارِ	.....	498
۸۳- اَلْمُطَفِّفِيْنَ	.....	502
۸۴- اَلْاِنْشِقَاقِ	.....	509
۸۵- اَلْبُرُوْجِ	.....	518
۸۶- اَلطَّارِقِ	.....	523
۸۷- اَلْاَعْلٰى	.....	528
۸۸- اَلْغَاشِيَةِ	.....	534
۸۹- اَلْفَجْرِ	.....	540
۹۰- اَلْبَلَدِ	.....	547
۹۱- اَلشَّمْسِ	.....	552
۹۲- اَلَّيْلِ	.....	557
۹۳- اَلضُّحٰى	.....	562
۹۴- اَلَمْ نَشْرَحْ	.....	566
۹۵- اَلتِّيْنِ	.....	569
۹۶- اَلْعَلَقِ	.....	571
۹۷- اَلْقَدْرِ	.....	575

٩٨- اَلْبَيِّنَةِ	.....	577
٩٩- اَلزِّلْزَالِ	.....	581
١٠٠- اَلْعٰدِيٰتِ	.....	584
١٠١- اَلْقَارِعَةِ	.....	587
١٠٢- اَلتَّكَاثُرِ	.....	590
١٠٣- اَلْعَصْرِ	.....	593
١٠٤- اَلْهُمَزَةِ	.....	596
١٠٥- اَلْفِيْلِ	.....	600
١٠٦- اَلْقُرَيْشِ	.....	602
١٠٧- اَلْمَاعُوْنِ	.....	604
١٠٨- اَلْكَوْثَرِ	.....	608
١٠٩- اَلْكٰفِرُوْنَ	.....	614
١١٠- اَلنَّصْرِ	.....	616
١١١- اَللَّهَبِ	.....	619
١١٢- اَلْاِخْلَاصِ	.....	621
١١٣- اَلْفَلَقِ	.....	625
١١٤- اَلنَّاس	.....	628

اے اللہ تعالیٰ! ہم تیری تعریف جو تیرے مرتبے کے مطابق ہے،
کرنے سے بالکل قاصر ہیں لہٰذا ہم صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ :

یَارَبِّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا یَنْبَغِیْ لِجَلَالِ وَجْھِکَ وَعَظِیْمِ سُلْطَانِکَ

اے اللہ! تیرے لیے ایسی ہی حمد ہے جو تیرے جلال کے شانِ شایاں ہو اور تیری سلطنت جو کہ عظیم ہے، اس کے شانِ شایاں ہو

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

ہم تعریف کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنی رحمت اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر فرمائے

عدل

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے کائنات کو عدل پر پیدا کیا۔ فرمایا کہ ''**وَالسَّمَآءَ رَفَعَھَا وَوَضَعَ الْمِیْزَانَ ○ اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ ○ وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ ○**''۔(الرحمٰن ۵۵، آیات ۷-۹) ترجمہ ''اسی نے آسمان کو بلند فرمایا اور میزان رکھی۔ میزان میں ڈنڈی نہ مارا کرو اور وزن کو سیدھی ڈنڈی سے تولا کرو اور ترازو میں کم مت تولا کرو''۔

فرمایا کہ ''**لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَھُمُ الْکِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ**''۔(الحدید ۵۷، آیت ۲۵) ترجمہ ''ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیاں اور ہدایات دے کر بھیجا ہے اور

ان کیساتھ کتاب اور میزان بھیجے ہیں تا کہ لوگ انصاف پر قائم رہیں''۔

فرمایا کہ ''**اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى** ''۔(المائدۃ۵،آیت۸)

ترجمہ ''عدل کیا کرو۔ یہ تقویٰ کے قریب ہے''۔(یعنی عدل قائم کرنے سے تقویٰ پیدا ہوگا[یعنی اللہ تعالیٰ کی مکمل فرمانبرداری] اور تقویٰ سے عدل کو تقویت ملے گی)

کائنات میں ہر چیز عدل کی وجہ سے ایک مقرر مدت تک زندہ ہے اور پھر ایک دوسرے نظامِ عدل کی وجہ سے کائنات کو تبدیل کر کے ایک دوسری کائنات بنادی جائے گی۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ** ۝ ''۔(ابراہیم۱۴،آیت۴۸)

ترجمہ ''(ڈَراؤ ان کو اس دِن سے جبکہ) زمین کو ایک دوسری زمین میں تبدیل کر دیا جائے گا اور آسمانوں کو ایک دوسری صورت میں بنا دیا جائے گا اور سب کے سب اللہ تعالیٰ واحد اور زبردست کے سامنے حاضر ہو جائیں گے''۔(یعنی زمین و آسمان کو ایک دوسرے نظامِ عدل کا پابند بنا دیا جائے گا)

یہ آیات مبارکہ ہماری رہنمائی کرتی ہیں کہ فرد اور قوموں کی ترقی زمین پر جب تک انکا وقت ہے،صرف ''عدل'' پر ہی ہوگی اور انکو فائدہ ہوگا۔اگر ''عدل'' کو چھوڑ کر ایک فرد اور ایک قوم اپنا راستہ خود بنا لیتی ہے تو وہ اس دُنیا میں بھی ذلیل ہوتی ہے اور آخرت میں ہمیشہ کیلئے ذلیل ہوگی۔فرمایا کہ ''فرعون نے اپنی قوم کو نہ تو ہدایت کی اور نہ ہی گمراہی سے روکا'' اور ''قیامت کے روز وہ انکے آگے آگے ہوگا اور انکو جہنم میں لے جائیگا''۔(دیکھیں سورۃ طٰہٰ ۲۰،آیت۷۹ اور سورۃ ھود۱۱،آیت۹۸)

''عدل'' کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر ایک مقدمہ عدالت میں چلا جائے تو جج ''عدل'' کے مطابق فیصلہ کرے۔دَراصل عدالت ''عدل'' کے لیے نہیں بیٹھی بلکہ ''ظلم'' کو روکنے کے لیے بیٹھی ہے اور عوام الناس میں ''عدل'' کو قائم کرنا حکمران کا ذِمہ ہے(یعنی خلیفہ/ سلطان/ بادشاہ/ ملک کا صدر یا وزیراعظم وغیرہ)

عدالت اس لیے ہے کہ جب حکومت کسی دو افراد کے درمیان یا دو گروہوں کے درمیان عدل کرنے میں ناکام ہوتی ہے تو پھر مظلوم کی دادرَسی کے لیے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑتا ہے۔

''عدل'' گھر سے شروع ہوتا ہے اور پھر بازاروں، سڑکوں، اداروں میں ہوتا ہوا اقتدار کے اعلیٰ ترین ایوانوں تک پہنچ جاتا ہے۔ ہر قدم پر اگر ''عدل'' ہوتا رہے تو بہت ہی کم لوگ ہونگے جن پر ظلم ہوگا اور عدالت کو مظلوم کی دادرَسی کرنی پڑے گی۔ پورے معاشرے میں جب تک عدل کا شعور نہیں ہوگا، معاشرے میں مجموعی طور پر عدل قائم نہیں ہوسکتا۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ ہے کہ **آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''ظالم اور مظلوم کی مدد کرو''۔ لوگوں نے پوچھا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! مظلوم کی مدد تو سمجھ میں آتی ہے۔ ظالم کی مدد کا کیا مطلب ہے؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ظالم کو ظلم کرنے سے روکو''۔ (مشکوٰۃ شریف) جب معاشرے میں مظلوم اور ظالم کے جھگڑے میں عوام الناس مداخلت کر کے اپنے اَثر ورسوخ سے اور اجتماعی کوشش سے ظالم کو ظلم کرنے سے روکیں گے تو بہت حد تک عدل کی فضا قائم ہو جائے گی لیکن اگر وہ نہیں رُکتا تو پھر اسکو عدالت میں لے جائیں گے۔ یہ عوام کی ذِمہ داری ہے۔

''عدل'' کیا ہے؟

''عدل'' وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ انسان کے بنائے ہوئے قوانینِ عدل وانصاف، عدل نہیں ہیں کیونکہ انسان غلطی کا پتلا ہے۔ عدل کے قوانین جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث مبارکہ میں بیان فرمائے ہیں، ان کا مکمل علم ہوگا تو پھر ہی ''عدل'' قائم ہوسکتا ہے۔ اس کیلئے عوام الناس میں قرآن کریم اور احادیث شریف کے مکمل اور گہرے علم کی ضرورت ہے۔

''عدل'' قائم کرنے کا بنیادی علم ''سچ'' بولنا ہے۔ جس معاشرے میں سچ کی

کمی ہو، اس معاشرے میں ''عدل'' قائم نہیں ہوسکتا اور سچ کی کمی اس لیے پیدا ہوتی ہے کہ لوگ سچ پر عمل نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ○**''۔ (الاحزاب ۳۳، آیت ۷۰) ترجمہ ''بالکل سیدھی سیدھی بات کیا کرو''۔ **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''مومن نہ تو جھوٹ بول سکتا ہے، نہ خیانت کرسکتا ہے''۔ (احمد)

ہمارے ہاں علم کی بھی کمی ہے۔ سچ کی انتہائی کمی ہے۔ سچ پر عمل کرتا کوئی نظر نہیں آتا تو ''عدل'' کیسے قائم ہو۔ اس کے متعلق سوچنا چاہیے:

[۱] عوام الناس کو

[۲] حکمرانوں کو

[۳] قرآن کریم اور احادیث شریف کے ان علماء کو جو سچ پر عمل کرتے ہیں

دِین کی اصطلاحی زبان میں جو عالم اپنے علم پر عمل نہیں کرتا، وہ عالم کے زُمرے میں نہیں آتا۔ (کشف المحجوب)

اللہ تعالیٰ ہمیں، ہمارے حکمرانوں کو اور عالم بالعمل کو سچ پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے تو یہ قوم اپنے اندر ترقی کرنے کی پوری پوری صلاحیت رکھتی ہے۔

علامہ اقبال نے فرمایا کہ

میکدے میں اک دِن اک رند زیرک نے کہا
ہے ہمارے شہر کا والی گدائے بے حیا
تاج پہنایا ہے کس کی بے کلاہی نے اسے
کس کی عریانی نے بخشی ہے اسے زرّیں قبا
اس کے نعمت خانے کی ہر چیز ہے مانگی ہوئی
دینے والا کون ہے، مردِ غریب و بے نوا
مانگنے والا گدا ہے، صدقہ مانگے یا خیرات
کوئی مانے یا نہ مانے، میر و سلطاں سب گدا

نہ ہو نومید، نومیدی زوال علم و عرفاں ہے
اُمید مردِ مومن ہے خدا کے رازدانوں میں

[اقبال]

عدل کا قائم کرنا حکومت کی ذِمہ داری ہے۔ عدالت مظلوم کا ازخود نوٹس لے تو یہ اس کی مہربانی ہے ورنہ نوٹس دراصل حکمران کو لینا چاہیے لیکن افسوس ہے کہ ہمارے حاکم دو باتوں سے بالکل خالی ہیں۔ ایک علم سے اور دوسرا حکمت سے۔ قرآن حکیم میں حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کے علم وحکمت کے بارے میں یوں آتا ہے کہ ''اور (حضرت) داؤد (علیہ السلام) اور (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) کا قصہ بیان کرو جبکہ وہ دونوں ایک کھیت کے مقدمہ میں فیصلہ کر رہے تھے۔ (واقعہ یہ ہے کہ) رات کے وقت ایک قوم کی بکریوں نے دوسری قوم کی فصل کو خراب کر دیا اور ہم ان کا فیصلہ خود دیکھ رہے تھے۔ اس وقت ہم نے صحیح فیصلہ (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) کو سمجھا دیا حالانکہ ہم نے دونوں کو **حکمت** اور **علم** سے نوازا تھا''۔ (دیکھیں سورۃ الانبیاء ۲۱، آیات ۷۸-۷۹)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے پر جو پہلا خطبہ دیا، اس کے اقتباسات یہ ہیں۔ فرمایا کہ ''اے لوگو! میں تمہارا حاکم بنایا گیا ہوں (اللہ تعالیٰ نے حاکم بنایا ہے۔ میری کوئی چاہت نہیں تھی اور میں نے کبھی نہیں سوچا تھا حاکم بننے کا) میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں نیک کام کروں، میری مدد کرو۔ اگر بُرا کام کروں تو مجھے ٹوکو۔ صدق (سچائی) امانت ہے اور کذب (جھوٹ) خیانت ہے۔ **تمہارا کمزور میرے نزدیک قوی ہے جب تک میں اسے اسکا حق نہ دلا دوں اور تمہارا قوی میرے نزدیک کمزور ہے جب تک اسکے ذِمہ جو حق ہے، وہ اس سے نہ لے لوں**۔ جو قوم اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد ترک کر دیتی ہے، اس پر اللہ تعالیٰ ذِلت و خواری مسلط کر دیتا ہے۔ تم میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کروں''۔ (ابوبکر رضی اللہ عنہ از محمد حسین ہیکل)

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ؕ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ
مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا
بِعِلْمِهٖ ؕ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِيْ ۙ قَالُوْٓا
اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ۚ﴿۴۷﴾ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا
كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ
مَّحِيْصٍ ﴿۴۸﴾ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ۫
وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿۴۹﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ

ترجمہ◄ (آیات ۴۷ سے ۵۴) آخرت کی گھڑی کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ وہی ان سب پھلوں کو جانتا ہے جب وہ اپنے شگوفوں میں سے نکلتے ہیں اور وہی جانتا ہے کہ کون سی مادہ حاملہ ہے اور وہی جانتا ہے کہ کس نے بچہ دینا ہے۔ (تمہارے بت ہرگز کچھ نہیں جانتے۔ خواہ وہ زمین والے بت ہیں یا قبروں والے) پھر جس دِن (یعنی قیامت کے روز) وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) ان لوگوں (یعنی مشرکین) سے پوچھے گا کہ کہاں ہیں میرے شریک تو لوگ (یعنی مشرکین) کہیں گے کہ ہم کہتے ہیں کہ آج ہمیں ان کی کوئی خبر نہیں۔ [۴۷] (وہ ہم سے گم ہو گئے ہیں)

اس وقت وہ جھوٹے خدا سب غائب ہو جائینگے جن کو یہ پہلے پکارتے تھے اور اب خیال کرینگے کہ انکے لیے کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔ [۴۸] (یعنی اب ہمارے شریک تو کہیں نظر نہیں آتے تو ہمارا کوئی مددگار نہیں ہے۔ اب تو ہمیں سزا مل کر رہے گی)

انسان خیر کی دُعا مانگنے سے تو نہیں تھکتا لیکن اگر کوئی اس پر آفت آ جاتی ہے تو وہ نا اُمید ہو جاتا ہے اور دِل چھوڑ بیٹھتا ہے۔ (انسان کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے نا اُمید ہونے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دُعا کرے اور اُمید رکھے) [۴۹]

رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا
لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ
اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۡ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ
عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝۵۰ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ
اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ
عَرِيْضٍ ۝۵۱ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ
كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ

اور جب مصیبت کے بعد اسکو ہم اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو یہ کہنے لگتا ہے کہ میں تو اس کا مستحق ہوں اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت کبھی آنے والی ہے۔ (اللہ تعالیٰ کا شکر اَدا کرنے کی بجائے اس کے ساتھ پھر شریک ٹھہرانا شروع کر دیتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کرنا ہے) اگر میں اپنے رَبِّ کریم کی طرف واپس بھیجا گیا تو وہاں بھی میرے لیے رحمت ہی ہوگی حالانکہ ہم کفر کرنے والوں کو واضح طور پر بتائیں گے کہ وہ کیسے عمل کر کے آئے ہیں اور انہیں ہم بڑے سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔[۵۰]

اگر ہم انسان کو نعمت دیتے ہیں تو وہ ہم سے منہ پھیر لیتا ہے اور وہ شکر کرنے سے غفلت کرتا ہے پھر جب اسے کوئی آفت آتی ہے تو لمبی لمبی دُعائیں مانگنے لگتا ہے[۵۱]

کیا تم جانتے ہو کہ اگر واقعی یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور تم اسکو ماننے سے انکار کر رہے ہو تو پھر اس شخص سے بڑھ کر زیادہ بھٹکا ہوا اَور کون ہوسکتا ہے جو اسکی سخت ترین مخالفت کرے۔[۵۲]

﴿۵۲﴾ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِى الْاٰفَاقِ وَفِىْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۵۳﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ فِىْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ؕ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿۵۴﴾

ہم ان کو ان کے **ماحول** میں بھی اپنی نشانیاں دکھائیں گے اور ان کی اپنی **ذات** میں بھی حتیٰ کہ یہ بات ان پر کھل جائے گی کہ یہ قرآن کریم واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے برحق ہے۔ کیا یہ بات ان کے لیے کافی نہیں ہے کہ تیرا رَبِّ کریم ہر چیز کا دیکھنے والا ہے۔[۵۳]

دَراصل وہ اپنے رَبِّ کریم کی روزِ آخرت میں ملاقات سے شک میں ہیں (یعنی آخرت کے آنے کا یقین ہی نہیں رَکھتے) یاد رَکھو کہ وہ ہر چیز پر باخبر ہے۔[۵۴]

تشریح: آخرت کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نہیں ہے۔ نہ نبی، نہ ولی۔ یہ بات اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک جگہ نہیں، کئی جگہ ارشاد فرمائی ہے کہ آخرت کی گھڑی کا علم اسکے سوا کوئی نہیں جانتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے **حدیثِ جبریل** میں حضرت جبریل علیہ السلام کو بھی یہی فرمایا تھا کہ اس گھڑی کا علم نہ تمہیں ہے نہ مجھے۔ (دیکھیں مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱)

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی **نفسیات** پر کچھ بحث کی ہے۔

جب انسان رحمت کی دُعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو رحمت عطا فرما دیتا ہے اور وہ بڑا خوش ہوتا ہے اور جب اسے کوئی آفت آتی ہے تو فوراً ہی اللہ تعالیٰ سے مایوس ہو جاتا اور دِلبرداشتہ ہو جاتا ہے۔

پھر جب اللہ تعالیٰ اس آفت کو ٹال دیتے ہیں تو انسان اللہ تعالیٰ کا احسان نہیں مانتا اور شکر اَدا نہیں کرتا اور وہ دِل میں نہیں سمجھتا کہ یہ رحمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ وہ پھر اپنے شریکوں کی طرف پلٹ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ آخرت میں بھی میں اسی طرح رحمت

سے نوازا جاؤں گا اور عذاب سے بچ جاؤں گا اپنے شریکوں کی مدد سے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر بتا دیا ہے کہ شرک کی بخشش ہرگز نہیں ہوگی خواہ انسان کتنے ہی نیک عمل کرتا رہے۔ آخرت میں اعمال کا حساب و کتاب ہوگا اور اس حساب و کتاب پر جنت یا جہنم کا فیصلہ ہوگا۔ انسان کے بنائے ہوئے اللہ تعالیٰ کے شریک اس وقت سب غائب ہو جائیں گے۔

مشرک انسان اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر اور اسکی کتاب پر تو شک کرتا ہے اور اُمید یہ رَکھتا ہے کہ وہ آخرت میں نوازا جائے گا۔ انسان کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ مشرک کیلئے کوئی معافی نہیں ہے خواہ وہ کتنا ہی نیک بننے کی کوشش کرے۔

دَراصل وہ نیک بن ہی نہیں سکتا کیونکہ اسکی بنیاد ہی غلط ہے۔ کائنات کا بنانے والا اللہ تعالیٰ واحد ہی ہے اور کوئی دوسرا اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا مشیر ہے اور نہ ہی کوئی وزیر اور کائنات کا حکمران بھی اللہ تعالیٰ اکیلا ہی ہے۔

اگر کوئی انسان خالق اور حاکمِ اعلیٰ کے قانون کیخلاف چل کر یہ اُمید رَکھتا ہے کہ اسے اپنے نیک کاموں کا بدلہ آخرت میں ملے گا اگر آخرت آئی تو۔ تو اسکو یاد رَکھنا چاہیے کہ اسکے اپنے ماحول میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ ''جیسا کرو گے ویسا بھرو گے''، ''جیسا بیج بوؤ گے ویسی ہی فصل کاٹو گے''۔ شرک سے سب نیک عمل اکارت ہو جاتے ہیں۔

ہمیں نہیں بھولنا چاہیے کہ ہمارے اندر شرک کی کئی قسمیں موجود ہیں۔ بعض کا ہمیں علم ہے اور بعض کا علم نہیں ہے۔ شرک کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی صفات میں، اسکی عبادات میں، اس کے قوانین میں ہم نے کسی دوسری چیز کو شامل کر لیا بشمول اپنا نفس، اپنی مرضی اور اپنا قانون تو یہ شرک ہو جائے گا۔

پوری کائنات چونکہ اللہ تعالیٰ اکیلے نے ہی بنائی ہے اور اس کا حاکم اکیلا اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس لیے یہ عام سمجھ کی بات ہے کہ قانون بنانا بھی اسی کا حق ہے۔ پارلیمنٹ یا کوئی فردِ واحد کا بنایا ہوا کوئی قانون اللہ تعالیٰ کے ہاں شرک تصور کیا جائے گا۔ انسان کو روزمرہ کی پیچیدہ زندگی میں نئے نئے مسائل کا حل حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مبارکہ کے مطابق تلاش کرنا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ یمن

کا گورنر بنا کر بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے پوچھا کہ اے (حضرت) معاذ (رضی اللہ عنہ)! وہاں تم فیصلے کیسے کرو گے تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق (یعنی القرآن الحکیم) پھر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے پوچھا کہ اگر اس مسئلے کا حل قرآن کریم میں نہ ملا تو پھر کیا کرو گے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم میں سے اسکا حل ڈھونڈوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے پھر پوچھا کہ اگر سنت رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے مسئلہ حل نہیں ہوتا تو پھر کیا کرو گے۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ میں پھر اپنی عقل سے کام لوں گا (یعنی اجتہاد کروں گا) (یعنی قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو سامنے رَکھ کر انکی چھپی حکمتوں سے مدد لے کر فیصلہ کروں گا) (مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پاس ایک دیہاتی حاضر ہوا اور عرض کی کہ ''مجھے ایسا عمل بتائیں جس پر عمل کر کے میں جنت میں چلا جاؤں''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ

(۱) ''صرف اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کرو اور اس میں کسی کو شریک نہ بناؤ

(۲) فرض نمازوں کو اَدا کرو

(۳) مال کی زکوٰۃ دیا کرو

(۴) رمضان المبارک کے روزے رَکھا کرو''۔

یہ سن کر دیہاتی نے کہا کہ ''میں اس میں نہ کمی کروں گا نہ زیادتی''۔ جب وہ واپس ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص کسی جنتی کو دیکھنا چاہتا ہے، وہ اس شخص کو دیکھ لے۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۲)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا حق رَبّ تعالیٰ پر یہ ہے کہ جو شخص شرک کا ارتکاب نہ کرے اس کو عذاب نہ دے''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۱)

اَلشُّوۡرٰی ۴۲

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۵۳ آیات ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

حٰمٓ ۚ ﴿۱﴾ عٓسٓقٓ ﴿۲﴾ کَذٰلِکَ یُوۡحِیۡۤ اِلَیۡکَ وَاِلَی
الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکَ ۙ اللّٰہُ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۳﴾ لَہٗ مَا
فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَھُوَ الۡعَلِیُّ
الۡعَظِیۡمُ ﴿۴﴾ تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرۡنَ مِنۡ فَوۡقِھِنَّ
وَالۡمَلٰٓئِکَۃُ یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّھِمۡ وَیَسۡتَغۡفِرُوۡنَ

ترجمہ ◄ (آیات ۱ سے ۱۵) حا-میم-عین-سین-قاف۔تمہاری طرف اسی طرح وحی کی گئی جیسے تم سے پہلے (حضرات) انبیاء (کرام علیہم السلام) کی طرف۔اللہ تعالیٰ بہت زبردست اور بہت حکمت والا ہے۔[۱-۳]

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں، سب اسی کی ملکیت ہے۔وہ بہت عالی مرتبہ اور بہت عظیم ہے۔[۴]

لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ
الرَّحِيْمُ ۝۵ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ
اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝۶
وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ
الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ
فِيْهِ ؕ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝۷ وَلَوْ
شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ

بہت ممکن ہے کہ سب آسمان اوپر سے پھٹ پڑیں لیکن فرشتے اپنے رَبِّ کریم کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور زمین والوں کیلئے معافی کی درخواست کرتے رہتے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ یقیناً معاف فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ [۵] (اگر اللہ تعالیٰ رحم فرمانے والا نہ ہوتا تو انسانوں کے گناہوں کی وجہ سے آسمان پھٹ جاتا)

جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے اپنے ولی بنالیے ہیں، ان ولیوں کی حفاظت تو خود اللہ تعالیٰ ہی کر رہا ہے۔ تم ان (مشرکین) کے وکیل نہیں ہو۔ [۶] (اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی کو اپنا ولی بنانا واضح شرک ہے)

ہم نے اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! یہ قرآن کریم عربی زبان میں تمہاری طرف وحی کیا تاکہ تم دُنیا کے مرکزی شہر (Capital of the World) اور اسکے گرد ونواح میں رہنے والوں کو خبردار کردو اور جمع ہونے کے دِن (یعنی قیامت) سے ڈراؤ جسکے آنے میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس وقت ایک گروہ جنت میں جائیگا اور ایک گروہ دوزخ میں۔ [۷]

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ساری دُنیا کو ایک ہی اُمت بنا دیتا (اسلام پر) مگر وہ

مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ
وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝۸ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۚ
فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۫ وَهُوَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۹ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ
فَحُكْمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ
تَوَكَّلْتُ ۚ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝۱۰ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا
وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ
كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝۱۱ لَهٗ

جسے چاہتا ہے، اپنی رحمت (یعنی ایمان) میں داخل کرتا ہے اور ظالموں (یعنی مشرکین) کا نہ کوئی دوست ہے، نہ کوئی ولی۔ (دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی)[۸]

کیا ان لوگوں (یعنی مشرکین) نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کو دوست بنا لیا ہے حالانکہ سب کا ولی (دوست، سرپرست) اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ وہی مُردوں کو زندہ کرے گا اور وہ ہر کام کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔[۹]

اگر تمہارے درمیان کسی شے میں اختلاف ہو جائے تو اسکا فیصلہ اللہ تعالیٰ کی طرف کر دو کیونکہ وہی تمہارا رَبّ کریم ہے اور اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے اور اسی کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔[۱۰] (یعنی فیصلہ اللہ تعالیٰ کے قوانین کے مطابق ہی کیا جائے)

اللہ تعالیٰ ہی تو ہے جو آسمانوں اور زمین کا موجد ہے۔ اس نے تم ہی میں سے تمہارے جوڑے بنائے اور مویشیوں میں بھی اسی طرح جوڑے بنائے، اس طرح

مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ
يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ شَرَعَ لَكُمْ
مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ
اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى
اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى
الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ
مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا

وہ تمہاری نسل پھیلاتا ہے۔ کائنات میں کوئی چیز اس جیسی نہیں ہے اور وہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ (اور اس کا کوئی جوڑ نہیں، وہ اکیلا ہے)[۱۱]

آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ (بتوں یا ولیوں کے ہاتھ میں نہیں ہیں) وہ جس کا چاہے، رزق زیادہ کر دے اور جس کا چاہے، تنگ کر دے۔ اسے ہر چیز کا علم ہے۔ (جس کی بنا پر وہ رزق کے معاملے میں اور دوسرے معاملوں میں فیصلہ فرماتا ہے)[۱۲]

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہی دِین کا طریقہ رَکھا ہے جو (حضرت) نوح (علیہ السلام) کیلئے رَکھا اور وہی طریقہ ہم نے تمہاری طرف وحی کیا اور وہی طریقہ ہم نے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) اور (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کو دیا تھا۔ وہ یہ کہ قائم کرو ''اَلدِّيْنَ'' اور فرقہ بازی میں مت پڑو۔ بڑی سخت ناگوار ہوئی ہے مشرکین کیلئے وہ بات جسکی تم انہیں دعوت دے رہے ہو (یعنی توحید کی دعوت) اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے، اپنا (پیغمبر) بنا لیتا ہے اور جو اسکی طرف رجوع کرتا ہے، اسی کو اللہ تعالیٰ سیدھا راستہ دکھاتا ہے (جو اللہ تعالیٰ کی طرف سیدھا راستہ اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسکو اس راستے پر چلنے کیلئے دس گنا زیادہ مدد کرتا ہے [مشکوٰۃ])[۱۳]

اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ؕ وَلَوْ
لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى
لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ
بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۴﴾ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ
وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ
وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ
لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ؕ لَنَآ اَعْمَالُنَا

لوگوں نے (سچا) علم آ جانے کے بعد فرقہ واریت اس لیے کی کہ وہ ایک دوسرے پر زیادتی کر سکیں۔ اگر تیرے رَبِّ کریم کا لکھا ہوا پہلے سے موجود (یعنی تقدیر) نہ ہوتا کہ ایک وقتِ مقرر تک (عذاب) ملتوی رَکھا جائیگا تو انکے درمیان (ابھی) معاملہ چکھا دیا گیا ہوتا (یعنی ابھی عذاب دیا جاتا) جن لوگوں کو (حضرت موسیٰ علیہ السلام کے) بعد میں کتاب (یعنی تورات اور انجیل) کا وارث بنایا گیا تھا، وہ اسکی طرف شک اور تذبذب میں مبتلا ہیں۔[۱۴] (یعنی قرآن کریم کے متعلق وہ شک میں ہیں کہ آیا یہ آسمانی کتاب ہے یا نہیں اور یہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا وہی رسول ہے جسکا تذکرہ تورات اور انجیل میں آیا ہے)

(پس اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!) اب اسی دِین ہی کی طرف دعوت دو (یعنی دِین اسلام) اور جیسا تمہیں حکم کیا گیا ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہو اور ان لوگوں کی خواہشات پر مت چلو۔ اعلان کر دو کہ میں ایمان لایا جو کتاب (یعنی قرآن کریم) اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے اور **مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان عدل قائم کروں** (اس کتاب کی بدولت) اللہ تعالیٰ ہمارا بھی رَبِّ کریم ہے اور تمہارا بھی۔ ہمارے اعمال ہمارے لیے اور تمہارے اعمال تمہارے لیے۔ ہمارے

وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝۱۵

اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ایک روز ہم سب کو جمع کر لے گا اور اسی کے پاس سب کو جانا ہے۔[۱۵] (یعنی آخرت میں وہ پھر فیصلہ کر دے گا کہ حق پر کون تھا اور باطل پر کون اور اس کے حساب سے اس کو یا تو انعام ملے گا یا عذاب ملے گا)

تشریح : آسمانوں میں جو کچھ بھی ہے اور زمین میں جو کچھ بھی ہے، وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اسکا محافظ ہے، اللہ تعالیٰ ہی اسکا نگہبان ہے، اللہ تعالیٰ ہی اسکا رکھوالا ہے تو جو لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسری چیزوں کو پوجتے ہیں اور وہ پوجتے اسلئے ہیں تا کہ انکی حاجات میں انکی مدد کریں لیکن اتنی جہالت ہے ان لوگوں کے ذہن میں کہ جب یہ جانتے ہیں کہ کائنات کا خالق، مالک اور محافظ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور جن چیزوں کو وہ پوجتے ہیں، انکا خالق، مالک اور محافظ بھی وہی ہے تو یہ چیزیں ان لوگوں کو کیسے مدد دے سکتی ہیں؟

جن چیزوں کو یہ اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ ہی کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ سورج ہے، چاند ہے، تارے ہیں اور وہ سب کے سب بے جان ہیں جیسے ستارے آسمانوں میں، پہاڑوں سے لائے ہوئے خود اپنے ہاتھوں سے تراش کر بنائے ہوئے بت، یہ سب چیزیں احساسات تک تو رکھتی نہیں ہیں تو جو لوگ انکو پوجتے ہیں، انکی یہ مدد کیسے کر سکتے ہیں؟ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ شرک کرنے والوں کو معاف نہیں کرتا۔

رزق کی تقسیم کا نظام اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اپنی حکمت سے کسی کو زیادہ دیتا ہے، کسی کو کم دیتا ہے اور اسکی حکمت اسکے علم پر منحصر ہے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہو گیا اور تھوڑے رزق پر راضی ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اسکے تھوڑے عمل پر راضی ہو جاتا ہے''۔ (ماخذ از [مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۹۳۶)

اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں کو حکم دیا تھا کہ میرے دین کو قائم کرو اور فرقے فرقے مت بنو۔ یہی حکم ہمیں بھی ملا لیکن ہم نے اس بات میں کسر کوئی نہیں چھوڑی اور بہت سے

فرقے بنا ڈالے۔ ہم نے دو چار فرقے نہیں بنائے بلکہ سینکڑوں بنا چھوڑے ہیں اور یہ صرف نفس پرستی کی وجہ سے ہے ورنہ تمام فرقوں کا بنیادی دِین ایک ہی ہے۔

جو عالم دُنیا کمانے کیلئے دِین کو استعمال کرتا ہے وہ جہنمی ہے (حدیث شریف سے ماخذ)

وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ:

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ (اے لوگو!) تمہارے درمیان عدل قائم کروں:

قوم کی بقا اور صحیح دِین کی جڑ عدل پر مبنی ہے۔ عدل کیلئے قرآن حکیم اور احادیث شریف کے گہرے علم کی ضرورت ہے کیونکہ ہر انسان کا حق جو ایک دوسرے پر ہے، وہ اللہ تعالیٰ نے ہی قائم فرمایا ہے، کسی انسان کا قائم کردہ نہیں ہے۔

جب تک اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے حقوق سے اللہ تعالیٰ کا حق اَدا نہیں کرینگے اور بندے ایک دوسرے کا حق اَدا نہیں کرینگے اور حکومت بندوں کے درمیان حقوق کی تقسیم عدل سے نہیں کریگی تو ملک میں عدل قائم نہیں ہوسکتا۔

؎ سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دُنیا کی امامت کا

پوری کائنات عدل پر قائم ہے۔ چاند، ستاروں، زمین اور سورج کی گردش ایسے نظامِ عدل سے چل رہی ہے کہ اگر سیکنڈ کا فرق بھی پڑ جائے تو سارا نظام درہم برہم ہو جائے۔ یہی عدل اللہ تعالیٰ نے اشیاء کے خلیوں میں رَکھ دیا ہے۔ کائنات کی بقا اور زمین پر ہر شے کی بقا نظامِ عدل پر قائم ہے اور اس کائنات کا ایک خاص وقت مقرر ہے۔ جب کائنات کا ختم کرنے کا اللہ تعالیٰ حکم دے گا تو اسی عدل کو ختم کر دیا جائے گا۔ اس لیے قرآن کریم میں آیا ہے کہ ''**وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ○ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ○**''۔ (التکویر ۸۱، آیات ۲-۳) ترجمہ ''جب ستارے بے نور ہو جائیں گے اور پہاڑ چلا دیئے جائیں گے''۔ عدل سے زمین پر اَمن اور استحکام اور ترقی غالب آتے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''میں نے نبیوں کو بھیجا کہ عدل قائم کریں''۔ (الحدید ۵۷، آیت ۲۵)

○.....○.....○

وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا
اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ
وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۶﴾ اَللّٰهُ
الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ؕ وَمَا
يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ﴿۱۷﴾ يَسْتَعْجِلُ بِهَا
الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ
مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ؕ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ
يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۱۸﴾ اَللّٰهُ

ترجمہ◄ (آیات ۱۶ سے ۲۳) جو (کافر) لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ان لوگوں سے جھگڑتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی دعوت قبول کر چکے ہیں (یعنی ایمان لا چکے ہیں) تو ان کا جھگڑا ان کے رَبِّ کریم کے نزدیک باطل ہے اور ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور ان کے لیے سخت عذاب ہے۔[۱۶]

اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے اس کتاب (یعنی قرآن حکیم) کو نازل فرمایا حق کے ساتھ اور میزان نازل فرمایا (تاکہ عدل قائم ہو) تمہیں کیا خبر کہ قیامت کی گھڑی شاید قریب ہی ہو۔ (اس لیے وقت کو غنیمت سمجھو اور اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے حقوق اَدا کرو)[۱۷]

جو لوگ اس پر ایمان نہیں رَکھتے (یعنی قیامت کے آنے پر) وہ اسکے آنے کیلئے جلدی مچاتے ہیں مگر جو اس پر ایمان لانے والے ہیں، وہ اس گھڑی سے ڈَرتے رہتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ حق ہے۔ (یعنی قیامت آ کر رہے گی) سنو! جو لوگ اسکے آنے میں شک کر رہے ہیں، وہ گمراہی میں بہت دُور نکل گئے ہیں۔[۱۸]

لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ
الْعَزِيْزُ ﴿۱۹﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ
فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ
مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿۲۰﴾ اَمْ لَهُمْ
شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ
اللّٰهُ ؕ وَلَوْ لَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ
الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ
مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ؕ وَالَّذِيْنَ

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے، کشادہ رزق دیتا ہے اور وہ بہت طاقتور اور بڑا زبردست ہے۔[۱۹]

جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے تو اسکی کھیتی کو ہم زیادہ کر دیتے ہیں اور جو دُنیا کی کھیتی چاہتا ہے، اسے دُنیا ہی میں دے دیتے ہیں پھر آخرت میں اسکا کوئی حصہ نہیں رہتا۔[۲۰]

کیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ایسے شریک بناتے ہیں جنہوں نے انکے لیے دِین میں ایسا طریقہ مقرر کر دیا ہو جسکی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔ اگر فیصلے کا وقت پہلے سے طے نہ ہو چکا ہوتا تو انکا فیصلہ ابھی کر دیا جاتا۔ یقیناً ان ظالموں کیلئے دَردناک عذاب ہے۔[۲۱] (فیصلے کا وقت قیامت کا دِن ہے)

تم دیکھو گے کہ یہ ظالم جب عذاب ان پر واقع ہوگا تو ڈریں گے اسکے انجام سے جو کچھ انہوں نے (دُنیا میں) کمایا تھا۔ (اسکے برعکس) جو لوگ ایمان لائے تھے

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ج لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۲۲﴾ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ط قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ط وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۲۳﴾

اور عمل نیک کرتے تھے تو وہ جنت کے باغوں میں ہونگے۔ وہاں جو کچھ وہ چاہیں گے، انکے لیے انکے رَبِّ کریم کے پاس موجود ہوگا۔ یہ ہے بہت بڑی کامیابی۔[۲۲]

یہ ہے وہ خبر جو اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے۔ انکو بتا دو کہ میں اس پر تم سے کوئی اَجر نہیں مانگتا سوائے اسکے کہ تم میرے رشتہ دار ہو (اور دستورِ زمانہ کے مطابق میرے قبیلے کو میری پشت پناہی کرنی چاہیے) جو نیکی کا کام کریگا، اسکی نیکی میں ہم اَور اضافہ کر دینگے۔ بیشک اللہ تعالیٰ دَرگزر کرنے والا اور قدردان ہے۔[۲۳]

تشریح: اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ:

اللہ تعالیٰ نے سچی کتاب اور میزان اُتاری:

قرآن حکیم میں جو کچھ بھی ہے، سراسر سچ ہے۔ احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم قرآن حکیم کی تفسیر ہیں۔ جو کچھ ان کتابوں سے باہر ہے، وہ باطل ہے۔ اگر قرآن حکیم پر عمل کیا جائے گا اس طرح جیسے میزان میں چیزیں تولی جاتی ہیں تو پھر عدل کا قائم ہونا بہت آسان ہو جائے گا۔

قرآن حکیم اور حدیث شریف کی سچائی اس دَرجہ تک ہے جیسے دو جمع دو چار ہوتے ہیں۔ (۴=۲+۲)

کائنات میں دو جمع دو کبھی بھی [۳۰۹] نہیں ہو سکتے اور نہ ہی [۴۰۱] ہو سکتے ہیں۔ جب تک قرآن حکیم پر اس جذبے سے عمل نہیں کیا جائیگا، کامیابی حاصل کرنا بہت مشکل ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ مہربان ہے۔ بہت سی خطاؤں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے اور بہت سے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بھی بدل دیتا ہے بشرطیکہ انسان اپنی ہمت کے مطابق قرآن حکیم اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر خلوصِ نیت سے عمل کرتا رہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ.....الخ:

دو جہان میں ایک دُنیا اور ایک آخرت ہے۔

دُنیا کی زندگی انتہائی مختصر جبکہ آخرت کی زندگی ہمیشہ کیلئے ہے کیونکہ آخرت میں موت نہیں۔ جو جہنم میں چلا گیا، اسکے لیے بھی موت نہیں ہے۔ جو جنت میں چلا گیا، اسکے لیے بھی موت نہیں ہے۔

دُنیا کی زندگی اتنی مختصر ہے کہ کوئی تو پیدا ہوتے ہی فوت ہو جاتا ہے۔ کوئی تقریباً سو سال تک زیادہ سے زیادہ زندگی گزارتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''مدینہ طیبہ میں سو سال کے بعد آج کے لوگ جو ہیں، ان میں سے کوئی زندہ نہیں رہے گا''۔ (مشکوٰۃ شریف)

کیا آپ دُنیا میں پچاس ساٹھ سال اپنی مرضی سے زندگی گزارنا جس میں حلال و حرام کی کوئی تمیز نہیں، جس میں نہ اللہ تعالیٰ کا خوف، نہ جہنم کا ڈر، نہ جنت کا شوق ہو اور آپ عیاشی ہی عیاشی کر رہے ہوں۔ کیا آپ یہ پچاس سال پسند کرینگے یا جہنم میں نہ ختم ہونے والی زندگی پسند کرینگے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''قیامت کے دِن اللہ تعالیٰ جہنمی سے پوچھے گا کہ کبھی تم نے عیش دیکھا ہے تو وہ جہنم کی سخت آگ کے عذاب سے اتنا مصیبت زدہ ہوگا کہ وہ کہے گا کہ میں نے اپنی ساری زندگی میں ایک لمحہ بھی عیش نہیں دیکھی''۔ (مشکوٰۃ)

اگر آپ پچاس ساٹھ سال محنت و مشقت میں گزار دیں۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے طریقوں پر چلیں۔ لوگوں کے طعنوں، گالیوں اور الزامات کو برداشت کریں۔ جسکا بھی سوچیں، بھلائی سے سوچیں۔ کسی پر ظلم نہ کریں بلکہ ظلم سہیں۔ مالی تنگدستی کو برداشت کریں اور حرام کمانے سے بچیں۔ ماں باپ کی

سختیاں جھیلیں۔ بہن بھائیوں کے حقوق اَدا کریں۔ بُرے ہمسایوں سے اچھے سلوک کا مظاہرہ کریں۔ مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے طریقے پر یہ زندگی بسر کریں جس میں آپکو بہت سی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑے گا تو پھر قیامت کے دِن آپ ایسی نعمتوں میں ہونگے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے پوچھے گا کہ کیا تم نے زندگی میں کبھی مصیبت دیکھی ہے تو ان نعمتوں کی بدولت آپکو یوں محسوس ہوگا اور آپ اللہ تعالیٰ کو بتائیں گے کہ میں نے اپنی ساری زندگی میں کوئی مصیبت نہیں دیکھی۔ (مشکوٰۃ)

دُنیا کیا ہے؟

جو جائز کام بھی اپنی مرضی سے کیا جاتا ہے یا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے لوگوں کی مرضی سے کیا جاتا ہے یا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے پیروں، بزرگوں اور مزاروں کیلئے کیا جاتا ہے وہ سب دُنیا ہے۔ جو کام حرام ہے، وہ سراسر دُنیا ہے خواہ وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہی کیا جائے **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''حرام مال سے اللہ تعالیٰ صدقہ قبول نہیں فرماتا''۔ (مشکوٰۃ شریف)

آخرت کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایات جو قرآن حکیم میں واضح طور پر موجود ہیں، ان پر عمل کرنا جنت کا راستہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بتائی ہوئی باتیں جو کتبِ احادیث میں محفوظ ہیں، ان پر عمل کرنا جنت کا راستہ ہے۔

تین ''اللہ والے'' جو دُنیادار تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے دِن آدمی اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونگے۔ **مجاہد، دولتمند** اور **عالم دین**۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا کہ جو کچھ میں نے تمہیں دیا تھا، وہ تم نے کیسے میرے راستے میں خرچ کیا؟ مجاہد کہے گا کہ میں نے تیرے راستے میں جہاد کیا۔ دولتمند کہے گا کہ میں نے تیرے راستے میں خرچ کیا۔ عالم دین کہے گا کہ میں نے تیرے راستے میں لوگوں کو تیرا پیغام پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ تم تینوں جھوٹے ہو۔

مجاہد سے کہے گا کہ تُو تو اپنی بہادری کی شہرت کیلئے لڑتا تھا لہٰذا میں نے دُنیا میں تمہیں بہادر مشہور کر دیا۔ اب تمہارے لیے کچھ نہیں ہے۔

دولتمند سے اللہ تعالیٰ کہے گا کہ تو نے دولت اسلئے خرچ کی کہ لوگ تجھے سخی کہیں اور میں نے تجھے دُنیا میں سخی مشہور کر دیا۔ اب تمہارے لیے یہاں کچھ نہیں۔

عالم دین سے اللہ تعالیٰ کہے گا کہ تم تو اسلئے وعظ ونصیحت کرتے تھے کہ لوگ تجھے بہت بڑا عالم کہیں تو میں نے تمہیں بڑا عالم مشہور کر دیا۔ اب یہاں تمہارے لیے کچھ نہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دینگے کہ ان تینوں کو جہنم میں لے جاؤ۔ (مشکوٰۃ شریف)

تین ''دُنیادار'' جو اللہ تعالیٰ کے بندے تھے

حضرت نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرمائی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا، ''ایک دفعہ تم سے پہلی اُمت کے تین شخص سفر میں تھے کہ اچانک ان پر بارش آ گئی۔ وہ ایک غار میں داخل ہو گئے تو ان پر غار کا منہ ایک پتھر کے لڑھکنے سے بند ہو گیا۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا، خدا کی قسم اے ساتھیو! تمہیں سچائی کے سوا کوئی شئے نجات نہیں دلا سکتی۔ تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اس شئے کے وسیلہ سے دعا کرے جسے وہ جانتا ہو اور وہ اسکے بیان کرنے میں سچا ہو۔

چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا، اے اللہ رَب العزت! تو جانتا ہے کہ میرا ایک مزدور تھا جس نے ایک فرق چاول کے عوض میرا کام کیا۔ وہ چلا گیا اور اُجرت چھوڑ گیا۔ میں نے اس فرق کو لے کر زراعت کی تو میں نے اس سے ایک گائے خریدی۔ وہ میرے پاس آیا اور اپنی مزدوری طلب کی تو میں نے کہا، 'وہ گائے ہانک کر لے جاؤ۔ اس نے کہا، تمہارے پاس میری اُجرت صرف ایک فرق چاول ہیں۔ میں نے اسے کہا، وہ گائے ہانک کر لے جاؤ، وہ اسی فرق سے خریدی ہے۔ وہ گائے ہانک کر لے گیا۔ اے باری تعالیٰ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل تیرے ڈَر سے کیا تھا تو ہم سے یہ پتھر ہٹا دے چنانچہ پتھر کچھ ہٹ گیا۔

پھر دوسرے شخص نے کہا، اے اللہ تعالیٰ! تو جانتا ہے کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے۔ میں ہر رات ان کیلئے بکریوں کا دودھ لے جاتا تھا۔ ایک رات دیر ہو گئی۔ میں آیا تو وہ سو رہے تھے اور میری بیوی اور بچے بھوک کی وجہ سے بلبلا رہے تھے۔ میں نے والدین کو دودھ پلانا تھا لیکن وہ سو گئے لیکن انکو بیدار کرنا بھی اچھا نہ سمجھا اور یہ بھی اچھا نہ سمجھا کہ انہیں چھوڑ دوں کہ وہ اسکے نہ پینے کی وجہ سے کمزور ہو جائیں، اسلئے میں انتظار کرتا رہا حتیٰ

کہ فجر طلوع ہوگئی۔ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ تیرے ڈَر سے کیا ہے تو ہم سے پتھر ہٹا دے۔ چنانچہ ان سے پتھر مزید کچھ ہٹ گیا اور انہوں نے آسمان دیکھ لیا۔

پھر تیسرے شخص نے کہا، اے اللہ تعالیٰ! تو جانتا ہے کہ میرے چچا کی بیٹی مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھی۔ میں نے اس کا دل لبھایا، اس نے انکار کر دیا مگر یہ کہ میں اسے سو دینار دوں۔ میں نے دینار تلاش کیے اور وہ مجھے مل گئے۔ میں وہ لے کر اس کے پاس آیا اور اس کے حوالہ کئے۔ جب میں اس کے پاس بُری نیت سے جانے لگا تو اس نے کہا، اللہ تعالیٰ سے ڈَر تو میں واپس آ گیا اور سو دینار بھی چھوڑ دیئے۔ اے اللہ تعالیٰ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ بُرائی تیرے خوف سے چھوڑی تھی تو ہم سے یہ پتھر بالکل ہٹا دے' تو اللہ تعالیٰ نے ان سے پورا پتھر ہٹا دیا اور وہ غار سے باہر نکل آئے''۔ (تفہیم البخاری، جلد پنجم، حدیث ۳۲۴۱)

موطا امام محمد میں ہے کہ طفیل بن ابی کعب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اکثر بازار جایا کرتے تھے اور وہ صرف اِسلئے جاتے تھے کہ لوگوں کو سلام فرماتے جائیں اور جو بھی اُنکے راستے میں آتا تھا، وہ سب کو سلام فرماتے تھے اور اس روز کوئی خرید و فروخت نہیں فرماتے تھے۔ (موطا امام محمد، حدیث نمبر ۹۰۸)

؎ محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
مسلمانوں میں خوں باقی نہیں ہے
صفیں کج، دِل پریشاں، سجدہ بے ذوق
کہ جذبِ اندروں باقی نہیں ہے

جب تک ہم میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت نہیں ہوگی، اس وقت تک قرآن کریم پر اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نقش قدم پر چلنا انتہائی مشکل ہوگا۔ اگر ہم قرآن کریم پر عمل نہیں کرینگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طریقے کو نہیں اپنائینگے تو اسکا انجام وہی ہوگا جو ہمارے سامنے ہے کہ ہم دُنیا کی پست ترین قوموں میں شمار ہوتے ہیں۔ اسی قرآن کریم نے اور اسی طرح سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو دُنیا کی بہترین قوم بنا دیا تھا۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ
اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ؕ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ
وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ ﴿۲۴﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ
وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾
وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ
شَدِيْدٌ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي

ترجمہ◄ (آیات ۲۴ سے ۵۳) کیا لوگ تم کو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھوٹ بولتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمہارے دِل پر مہر کر دیتا۔ اللہ تعالیٰ باطل کو مٹاتا ہے اور حق کو اپنے احکام سے حق ثابت کر کے دکھاتا ہے۔ وہ تو سینوں کے چھپے ہوئے راز تک جانتا ہے۔ [۲۴] (تم بالکل سچ بول رہے ہو۔ جو تجھ پر جھوٹ کا الزام لگاتے ہیں، وہ خود جھوٹے ہیں اور اللہ تعالیٰ جھوٹوں کو ہدایت نہیں دیتا)

یہ اللہ تعالیٰ ہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور انکی بُرائیوں کو معاف فرماتا ہے۔ وہ لوگوں کے ہر عمل سے باخبر ہے۔ [۲۵] (اے جھوٹ بولنے والے لوگو! اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے گناہوں کی توبہ کرلو۔ وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ وہ تمہیں معاف کر دے گا اور تمہیں سیدھا راستہ دکھا دے گا)

وہ ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کی دُعا قبول کرتا ہے اور اپنے فضل سے انکو اَور زیادہ اَجر اور توفیق دیتا ہے اور کافروں کیلئے دَردناک عذاب ہے۔ [۲۶]

الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ
خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ
بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَهُوَ الْوَلِيُّ
الْحَمِيْدُ ﴿۲۸﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ
اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا
كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۰﴾ وَمَآ اَنْتُمْ
بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ

اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کو زیادہ رزق دے دیتا تو وہ زمین میں فساد برپا کر دیتے لیکن اللہ تعالیٰ ایک حساب کے مطابق جتنا چاہتا ہے، نازل فرماتا ہے کیونکہ وہ اپنے بندوں کے حالات سے باخبر ہے اور انہیں دیکھنے والا ہے۔[۲۷] (زیادہ دولت اکثر لوگوں کا دماغ خراب کر دیتی ہے اور یہ ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے)

وہی تو ہے جو لوگوں کے نا اُمید ہو جانے کے بعد بارش برسا دیتا ہے اور اپنی رحمت کو پھیلا دیتا ہے۔ وہی اکیلا لوگوں کا والی اور مستحقِ تعریف ہے۔[۲۸] (اسکے سوا نہ کوئی دوسرا تعریف کے لائق ہے اور نہ کوئی کسی کا والی بننے کی صلاحیت رکھتا ہے)

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور ان میں جاندار مخلوق پھیلا دی اور جب چاہے گا، وہ انہیں اکٹھا کرنے پر قادر ہے۔[۲۹]

جب تم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو یہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے ہے اور بہت سے تمہارے گناہ تو اللہ تعالیٰ خود ہی معاف فرما دیتا ہے اور تم زمین میں اللہ

اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۳۱﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي
الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ
فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۳﴾ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا
كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۴﴾ وَيَعْلَمَ الَّذِيْنَ
يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿۳۵﴾ فَمَآ
اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا
عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ

تعالیٰ کو ہرانے والے نہیں ہو۔ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر تمہارا کوئی دوست، نہ کوئی مددگار ہے۔[۳۰-۳۱]

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ سمندر میں اس نے جہاز جیسے پہاڑ ہوتے ہیں، چلائے۔ اللہ تعالیٰ جب چاہے، ہوا کو ساکن کر دے اور یہ سمندر پر ساکن کھڑے کے کھڑے رہ جائیں۔ اس میں بڑی سبق آموز نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو صبر کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے والے ہیں۔[۳۲-۳۳]

یا.....انکے گناہوں کی وجہ سے انکو ڈبو دے..... یا.....انکے کثیر گناہوں کو معاف فرما دے۔ (اللہ تعالیٰ جو چاہے، وہ حق بجانب ہے اور جو کرتا ہے حق پر کرتا ہے)[۳۴]

اس وقت (یعنی قیامت کے روز) ہماری آیات میں جھگڑا کرنے والوں کو پتہ چل جائے گا کہ انکے لیے کوئی جائے پناہ نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔[۳۵]

جو کچھ بھی تم لوگوں کو دیا گیا ہے، یہ صرف دُنیا کی زندگی گزارنے کا ساز و سامان ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے (آخرت میں جنت میں) وہی بہتر اور

يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ
وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾
وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ص
وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ص وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ
﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾
وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ج فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ
فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾
وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ

ہمیشہ رہنے والا ہے ان لوگوں کیلئے جو ایمان لائے اور اپنے رَبِّ کریم پر ہی توکل کرتے ہیں۔[۳۶] (وہ نہ اپنی نیکیوں پر توکل رکھتے ہیں اور نہ اپنے بزرگوں پر)

یہ لوگ (جنت میں جانے والے) بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب غصہ آ جائے تو معاف کر دیتے ہیں اور یہ اپنے رَبِّ کریم کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور اپنے معاملات آپس میں مشورے سے حل کرتے ہیں اور جو ہم نے انکو رزق دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) اور جب ان پر زیادتی ہوتی ہے تو وہ اتنا ہی بدلہ لیتے ہیں جتنا مناسب ہے۔ (یعنی زیادتی نہیں کرتے)[۳۷-۳۹]

یہ لوگ بُرائی کا بدلہ اتنی ہی بُرائی سے دیتے ہیں (یعنی ظلم نہیں کرتے) اگر ان میں سے کوئی معاف کر دے اور حسن سلوک سے پیش آئے تو اس کا اَجر اللہ تعالیٰ کے ذِمہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں فرماتا۔[۴۰] (معاف کرنے سے اللہ تعالیٰ بہت زیادہ اَجر عطا فرماتا ہے)

سَبِيْلٍ ﴿۴۱﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ
النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ
ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا
لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا
رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ
﴿۴۴﴾ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ
يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

اور جولوگ ظلم کے بعد اتنا ہی بدلہ لیں، انکو ملامت نہیں کی جاسکتی۔ ملامت کے مستحق تو وہ ہیں جو دوسروں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق فساد مچاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کیلئے دَردناک عذاب ہے۔ البتہ جو شخص صبر کرے اور معاف کردے تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے (یعنی جو شخص ظلم کرتا ہے) اس کا کوئی دوست نہیں ہوسکتا (یعنی اللہ تعالیٰ اس کا دوست نہیں ہے)

اور تم دیکھو گے کہ یہ ظالم (یعنی مشرکین) جب عذاب دیکھیں گے تو کہیں گے کہ واپس بھاگنے کا کوئی راستہ ہے اور تم دیکھو گے جب یہ جہنم کے سامنے لائے جائینگے تو ذِلت کے مارے جھکے جارہے ہوں گے اور وہ نظریں بچا بچا کر آنکھوں کے کناروں سے دیکھیں گے۔ اس وقت وہ لوگ جو ایمان لائے تھے، کہیں گے کہ واقعی نقصان اُٹھانے والے وہ ہیں جنہوں نے آج قیامت کے دِن اپنے آپکو اور اپنے اہل کو خسارے میں ڈالا۔ (یعنی جو ایمان سے خود بھی محروم رہے اور اپنے اہل کو بھی

اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ
مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ
دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ
﴿۴۶﴾ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا
مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا
لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿۴۷﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ
عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّآ
اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ

ایمان لانے سے روکتے رہے) یادرکھو کہ ظالم لوگ (یعنی مشرکین) عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔ (یعنی جہنم کی آگ میں)[۴۱-۴۵]

اور انکا کوئی حامی اور مددگار نہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے پاس انکی مدد کر سکے اور جسے اللہ تعالیٰ نے گمراہ کر دیا، اسکے لیے ہدایت کا کوئی راستہ نہیں۔[۴۶]

مان لو اپنے رَبِّ کریم کی بات پیشتر اسکے کہ وہ دِن آئے جسکے ٹلنے کی کوئی صورت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے۔ اس دِن تمہارے لیے کوئی بچنے کی جگہ نہیں ہوگی اور نہ ہی کوئی تمہارے حالات کو بدلنے کی کوشش کرے گا۔[۴۷]

اور اگر یہ لوگ پیٹھ پھیرتے ہیں (یعنی نبی کی بات نہیں مانتے) تو اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! ہم نے تم کو ان پر محافظ مقرر نہیں فرمایا۔ (کہ تم جہنم سے حفاظت کے لیے انکی سفارش کرو) تمہارا کام تو صرف ہمارا پیغام پہنچا دینا ہے۔ جب

تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ
كَفُوْرٌ ﴿۴۸﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ
مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ
الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ
مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَمَا كَانَ
لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ
حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ
ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿۵۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ

ہم انسان کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو اس پر خوشیاں مناتا ہے اور جب ہم انسان پر اسکے اپنے ہاتھوں کے اعمال کی وجہ سے کوئی مصیبت لے آتے ہیں تو وہ سخت ہمارا ناشکرا بن جاتا ہے۔[۴۸] (ہمارے خلاف گلہ شکوہ کرنا شروع کر دیتا ہے اور خود اپنی کرتوتوں کو بھول جاتا ہے کہ یہ مصیبت تو دَراصل اس کے اپنے بُرے اعمال کی وجہ سے آئی ہے)

آسمانوں اور زمین کی بادشاہت صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ جو چاہتا ہے، تخلیق کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے، لڑکیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے، لڑکے دیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے، لڑکے اور لڑکیاں ملا جلا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ وہ سب کچھ جاننے والا اور ہر کام کرنے کی طاقت رَکھتا ہے۔[۴۹-۵۰]

کسی بشر کا یہ مقام نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے براہِ راست بات کرے۔ اسکی بات یا تو وحی سے ہے یا پردے کے پیچھے سے ہے یا فرشتے کے ذریعے سے ہے یا وہ اسکے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے، (فرشتہ) وحی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت عالی مرتبہ اور حکیم (یعنی دانا) ہے۔[۵۱] (ہر کام حکمت سے کرتا ہے)

رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۵۲ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ۝۵۳

اسی طرح اے (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! ہم نے اپنے حکم سے ایک روح (فرشتہ روح الامین) تمہاری طرف بھیجی۔ تمہیں کچھ علم نہ تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے؟ مگر ہم نے اس کتاب کو ایک نور بنایا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں میں سے جسکو چاہتے ہیں۔ تم یقیناً سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کر رہے ہو۔ [۵۲] اس اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف جو مالک ہے ہر چیز کا جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ یاد رکھو کہ (تمہارے) تمام کام (اچھے یا بُرے) اللہ تعالیٰ کے ہی پاس (ایک کتاب میں) محفوظ ہوتے جاتے ہیں [۵۳] (اور ان کے مطابق ہی تمہارا حساب کتاب ہوگا جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''اِقْرَاْ كِتَابَكَ''۔ [بنی اسرائیل ۱۷، آیت ۱۴] ترجمہ ''آج اپنا اعمال نامہ خود پڑھ لے'')

تشریح: وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ:

اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کو زیادہ رزق دے دیتا تو وہ زمین میں فساد برپا کر دیتے:

غیر تربیت یافتہ انسان کے ہاتھ میں دولت زیادہ آ جائے تو وہ معاشرے میں فساد اور لڑائی کا سبب بنتا ہے۔ غیر تربیت یافتہ شخص وہ ہے جو قرآن حکیم اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر عمل نہیں کرتا، اسلئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ ''مجھے یہ فکر نہیں ہے کہ میرے جانے کے بعد تم کافر ہو جاؤ گے بلکہ مجھے فکر یہ ہے کہ دُنیا تم پر کھول دی جائیگی''۔ (یعنی قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سے غافل ہوکر دُنیا کے کاروبار میں ہی لگے رہا کرو گے اور مال سے محبت کرنے لگو گے)
ایک صحابی نے عرض کی کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! کیا خیر (یعنی دولت) بُرائی لائیگی؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''دیکھو! موسمِ ربیع آتا ہے۔ گھاس میٹھی اور سرسبز ہوتی ہے اور جانور کھاتے ہیں اور جب انکی کھوکھیں (یعنی کولہے) بھر جاتی ہیں تو وہ دھوپ میں بیٹھ جاتے ہیں۔ گوبر اور پیشاب کرتے ہیں'' (صحیح بخاری)

حدیث شریف اتنی ہی ہے لیکن اس حدیث مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ جب دولت تمہارے پاس آئیگی تو تمہارا سارے دِن کا کام یہی رہے گا کہ کھا پی لو، آرام کرلو پھر کھا پی لو پھر آرام کرلو۔ تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں محنت کرنا چھوڑ دو گے اور اس دولت کے پیچھے پڑے رہو گے جو تمہیں آرام سکھاتی ہے۔

انسان کیلئے اس زندگی میں آرام کہاں.....؟

یہ تو زندگی مشقت سے بھری ہوئی ہے اور مشقت بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں کرنی ہے اور اسکی حدود سے تجاوز بھی نہیں کرنا۔ ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں جو ہر صورت اَدا کرنے ہیں اور دوسرے بندوں کے حقوق ہیں جو اگر اَدا نہ کیے تو آخرت میں بہت نقصان اُٹھانا پڑے گا کیونکہ جسکا حق مارا ہوگا، اسکا حق اس وقت نیکیوں کی صورت میں پورا کرنا پڑے گا لہٰذا آپکی نیکیاں ختم ہو جائینگی اور دوسروں کا حق ابھی اَدا نہیں ہو چکا ہوگا تو پھر دوسروں کے گناہ آپکے پلڑے میں ڈال دیئے جائینگے۔ اس طرح آپ لازماً خسارے میں ہونگے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمادے۔

تربیت یافتہ شخصیت مال کو حلال طریقے سے کماتی ہے اور حلال طریقے سے ہی خرچ کرتی ہے، اسلئے ایسی شخصیت کیلئے مال ایک رحمت ہے۔ مدینہ طیبہ میں ایک شخص ثعلبہ نامی تھا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے بہت اصرار کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم میرے مال کی زیادتی کیلئے دُعا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نہیں چاہتے تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو علم تھا کہ یہ شخص ابھی تربیت یافتہ نہیں ہے لیکن اسکے اصرار پر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے دُعا فرمائی۔ وہ بہت امیر ہو گیا اور پھر زکوٰۃ دینے سے بھی انکار کردیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے بھی اس سے زکوٰۃ لینے سے انکار کردیا۔

پھر سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس سے زکوٰۃ لینے سے انکار کر دیا۔ پھر وہ مرتد ہو کر مرا۔

دولت نے اسکو اسلام کے دائرہ سے خارج کر دیا۔ (ماخذ از بخاری)

دوسری مثال حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ دونوں حضرات مدینہ طیبہ کے امیر ترین آدمی تھے۔ چونکہ انکی تربیت پختہ ہو چکی تھی، اسلئے دولت نے انکے ایمان کو نقصان نہیں پہنچایا اور انہوں نے دولت کے ذریعے اسلام کی بہت خدمت کی اور دولت سے آخرت کمائی۔

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ:

جو کچھ بھی تم لوگوں کو دیا گیا ہے، یہ دُنیا کی زندگی گزارنے کیلئے دیا گیا ہے (جو بچا کر رکھا، وہ یہیں رہ جائیگا۔ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر دیا وہ اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ رہے گا آخرت کیلئے) اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہوگا، وہی بہتر اور ہمیشہ رہنے والا ہوگا ان لوگوں کیلئے جو ایمان لائے اور اپنے رَبِّ کریم پر ہی توکل کرتے رہے: (اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے رہے)

جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس دُنیا میں دیا ہے، اس سے بہتر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس آخرت میں ہے۔ اس لیے اس دُنیا میں جو بھی حاصل کرو، اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے حلال طریقے سے حاصل کرو اور اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے حلال طریقے پر ہی خرچ کرو۔ شیطان کے راستے میں خرچ مت کرو۔ جو شیطان کے راستے میں خرچ کر دیا وہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے پاس نہیں ہوگا۔ یہ بنیاد ہے آپکے تمام اعمال کی۔ اعمال میں دولت بھی شامل ہے، اولاد بھی شامل ہے اور دُنیا کا ہر وہ کام شامل ہے جو آپ نے سرانجام دینا ہے۔ اگر دُنیا کا ہر کام اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے طریقے پر کرو گے تو اس کا اَجر اللہ تعالیٰ کے پاس آخرت میں آپ کو مل جائے گا۔

ایک **اُمّ المومنین** رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے ایک بکری ذبح کی (اور اسکے گوشت کو خیرات کر دیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ان سے پوچھا

کہ ''اس میں سے باقی کیا رہا؟'' اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ''صرف شانہ باقی رہا''۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''(نہیں!) شانہ کے سوا باقی گوشت (جو تم نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خیرات کر دیا، وہ) باقی رہا'' (یعنی جو گھر میں رہا، وہ دُنیا کا رہا) (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۱۸۲۴)

مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ:

تمہیں کچھ علم نہ تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے؟ مگر ہم نے اس کتاب (یعنی قرآن کریم) کو ایک نور بنایا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں میں سے جسکو چاہتے ہیں۔ تم یقیناً سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کر رہے ہو:

اگر ہم قرآن حکیم کو ہاتھ نہ لگائیں اور ایمان کی باتیں بھی نہ کریں تو ہم بھی اسی دَور میں چلے جائینگے جس دَور میں مشرکینِ مکہ تھے قرآن حکیم نازل ہونے سے پہلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نبی بننے سے پہلے۔

قرآن حکیم کی تعلیم اور اس پر عمل کرنا ہمارے لیے ایک نور کی حیثیت رکھتا ہے جیسے انسان اندھیرے میں لالٹین لے کر اپنا سیدھا راستہ تلاش کر لیتا ہے اسی طرح انسان قرآن کریم پر عمل کر کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کو اپنا کر اگر اس زندگی کو بسر کریگا تو قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور اس کو جنت کے راستے پر لے جائیگا۔ جب تک قرآن حکیم کو نہیں سمجھا جائیگا اور اس پر عمل نہیں کیا جائیگا، ہم وہ نور حاصل نہیں کر سکتے جسکے ذریعے سے جنت کی طرف کا سیدھا راستہ دیکھ سکیں۔ قرآن حکیم میں ہے کہ ''**يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا**''۔ (النساء ۴، آیت ۱۷۴) ترجمہ ''اے تمام دُنیا کے انسانو! تمہارے رَبِّ کریم کی طَرف سے تمہارے پاس واضح دلیل (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ) آ چکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف ایک ایسا نور (یعنی قرآن حکیم) بھیجا ہے جو صاف صاف راستہ دکھانے والا ہے''۔

قرآن حکیم اور ایمان کو تازہ رکھنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ قرآن حکیم کی تعلیم کو عربی زبان میں اور احادیث شریف کی تعلیم کو عربی زبان میں عام کیا جائے۔ موجودہ مدرسہ کا نظام مفید ثابت نہیں ہوا۔ سکول اور یونیوسٹی کا موجودہ نظامِ تعلیم دِین کے معاملے میں مدد نہیں دیتا۔ یہ حکومت کا ذِمہ ہے کہ ایک ایسا نظام بنائے جس سے **قرآن حکیم** اور **احادیث شریف** کو بی-اے کی سطح تک **عربی زبان** کیساتھ لازم قرار دیا جائے اور اسی طرح عربی زبان کو بی-اے تک لازمی مضمون کے طور پر پڑھایا جائے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قرآن حکیم کے معانی اور مطالب سمجھو اور اسکے غرائب کا اتباع کرو اور غرائب سے مراد یہ ہے کہ اسکے احکامات اور حدود پر عمل کرو''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۰۶۱)

ایک **اُمّ المومنین** رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قرآن حکیم کا نماز میں پڑھنا بہتر ہے نماز کے بغیر پڑھنا اور نماز کے بغیر پڑھنا بہتر ہے تسبیح وتکبیر سے''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۲۰۶۲) **حضرت عبداللہ بن عمر** رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''دِلوں کو اسی طرح زنگ لگتا ہے جس طرح لوہے کو''۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے پوچھا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اس زنگ کو دُور کرنے کا طریقہ کیا ہے؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ (۱) ''موت کو کثرت سے یاد کرنا، (۲) تلاوتِ قرآن حکیم کرتے رہنا''۔ [مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۰۶۴]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قرآن حکیم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بعض قوموں کو عروج عطا فرماتا ہے اور بعض اقوام اسکی وجہ سے زوال پذیر ہوتی ہیں''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۰۱۳)

○.....○.....○

اَلزُّخْرُفِ ۴۳

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۸۹ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

حٰمٓ ۚ ﴿۱﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۙ ﴿۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا
عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۚ ﴿۳﴾ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ
لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ؕ ﴿۴﴾ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ
صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ﴿۵﴾ وَكَمْ اَرْسَلْنَا

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۱۴) حا-میم۔قسم ہے اس کتابِ واضح کی کہ ہم نے اسکو عربی زبان میں قرآن حکیم بنایا (کیونکہ تمہاری زبان عربی ہے) تا کہ تم سمجھ سکو اور یہ قرآن حکیم اس اُم الکتاب میں محفوظ ہے جو ہمارے پاس ہے اور بہت بلند مرتبہ ہے اور حکمت سے بھری ہوئی ہے۔[۱-۴]

کیا ہم یہ کتابِ نصیحت تمہارے پاس اسلئے بھیجنا چھوڑ دیں کہ تم حد سے گزری ہوئی قوم ہو۔[۵] (یعنی کہ تمہاری گمراہی انتہا کو پہنچ چکی ہے یعنی مشرکین مکہ)

ہم پہلے کتنی قوموں کے پاس نبی بھیج چکے ہیں۔ جب بھی کوئی نبی ان کے

مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۝٦ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا
كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝٧ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا
وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ۝٨ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ
الْعَلِيْمُ ۝٩ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا
وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝١٠
وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ
بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝١١ وَالَّذِيْ خَلَقَ

پاس (ہدایت لے کر) آیا تو ان قوموں نے اس کا مذاق ہی اُڑایا پھر وہ لوگ جو (ان مکہ والوں سے) زیادہ طاقتور تھے، انہیں ہم نے ہلاک کر دیا اور ان کی مثالیں پہلے گزر چکی ہیں۔[۶-۸]

اگر تم ان (یعنی مشرکینِ مکہ) سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو وہ کہیں گے کہ اس نے پیدا کیا انکو جو زبردست ہے اور ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔[۹] (یعنی اللہ تعالیٰ) جس نے تمہارے لیے زمین کو رہنے کے قابل بنایا اور اس میں تمہارے لیے راستے رکھ دیئے تاکہ تم اپنا مقصود (یعنی رزق) حاصل کر سکو۔[۱۰]

اور (یاد رکھو کہ) وہی ہے (یعنی اللہ تعالیٰ) جس نے آسمان سے پانی اُتارا ایک خاص اندازے کے مطابق اور اس سے مُردہ زمین کو زندہ کیا۔ اسی طرح (قیامت کے روز وہ یعنی اللہ تعالیٰ) تمہیں زندہ کر کے نکالے گا۔ وہی تو اکیلا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ) جس نے تمہارے جوڑے پیدا کئے اور اسی نے تمہارے لیے

الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ﴿۱۲﴾ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾

(سمندر میں) کشتیوں اور (زمین پر) جانوروں کی سواری بنائی اور جب ان پر بیٹھو تو اپنے رَبِّ کریم کی نعمت کو یاد کیا کرو اور کہا کرو کہ پاک ہے وہ ذاتِ اقدس (ہر نقص سے) جس نے ان چیزوں کو ہمارے قابو میں کر دیا ورنہ ہم ان کو قابو میں لانے کی طاقت نہیں رَکھتے تھے اور (مان لو اور یقین کر لو کہ) ایک روز ہمیں اپنے رَبِّ کریم کی طرف (قیامت کے روز دوبارہ زندہ ہو کر) پلٹ کر جانا ہے۔[۱۱-۱۴]

تشریح: اُمّ الکتاب ہے کیا.....؟

اُمّ الکتاب وہ کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس موجود ہے اور اس کتاب میں پوری کائنات کا علم اللہ تعالیٰ نے محفوظ کیا ہوا ہے اور قرآن حکیم اسی کتاب کا ایک حصہ ہے۔اسی طرح تمام آسمانی کتابیں اسی اُم الکتاب سے زمین پر نازل کی گئی ہیں۔

اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ:

ہم نے اسکو عربی زبان میں قرآن حکیم بنایا تا کہ تم سمجھ سکو:

قرآن حکیم کو سمجھنے کیلئے عربی زبان کا سیکھنا ضروری ہے۔کیا اللہ تعالیٰ کا فرمانا کافی نہیں ہے کہ اس نے عربی زبان میں ہی قرآن حکیم اُتارا ہے اور عربی زبان سے ہی اسکو سمجھا جائیگا۔ہم کوشش کرتے ہیں اسکو ترجموں سے سمجھنے کی لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم کو ترجمے سے سیکھا نہیں جا سکتا۔عام فہم بات ہے کہ کسی کتاب کا علم حاصل کرنے کیلئے اس کتاب کی زبان کا سیکھنا لازمی ہوتا ہے۔یہ ہمارے اور آپکے روزمرہ کے مشاہدے کی

دلیل ہے کہ کوئی طالبعلم انگریزی زبان سیکھے بغیر ڈاکٹری کی کتاب نہیں سیکھ سکتا لہٰذا وہ ڈاکٹر نہیں بن سکتا۔ اسی طرح قرآن حکیم کو عربی زبان کے بغیر سمجھنا ایسا ہی ہے کہ ہم کچھ علم اس کا حاصل تو ضرور کرلیں گے لیکن شاید نجات کے لیے کافی نہ ہو۔

آیت مبارکہ نمبر ۱۳-۱۴:

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اشارہ دیا ہے کہ جیسے تم اپنے روزمرہ کے سفر کسی خاص مقصد اور تجارت کیلئے کرتے ہو اور پھر واپس گھر لوٹ آتے ہو۔ اگر کامیاب ہوتے ہو تو خوش ہوتے ہو اور اگر ناکام لوٹتے ہو تو دِل رنجیدہ ہوتا ہے۔ اسی طرح ہماری یہ زندگی ایک مسافرانہ زندگی ہے کہ اس سفر کا ایک خاص مقصد ہے اور وہ مقصد آخرت کی نعمتوں کا حاصل کرنا ہے یعنی جنت اور ہمیشہ کے عذابوں سے بچنا ہے لہٰذا ہر سفر کرتے وقت آپ یہ یاد رَکھا کریں کہ جیسے ہم نے بامقصد سفر کے بعد گھر واپس لوٹنا ہے اور کامیاب ہو کر لوٹنا ہے، اسی طرح دُنیا کی زندگی کا سفر بھی ہم نے کامیاب بنانا ہے تاکہ ہمیں آخرت میں نہ خوف رہے اور نہ ہی رَنج۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ**''۔ (البقرۃ ۲، آیت ۳۸) ترجمہ ''(جنت میں) نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی کوئی رنج''۔

؎ خرد واقف نہیں ہے نیک و بد سے بڑھی جاتی ہے ظالم اپنی حد سے
خدا جانے مجھے کیا ہو گیا ہے خرد بے زار دِل سے، دِل خرد سے

؎ مرد سپاہی ہے، وہ اس کی زرہ لا الہ
سایہ شمشیر میں اس کی پنہ لا الہ
تجھ سے ہوا آشکار بندۂ مومن کا راز
اسکے دِنوں کی تپش، اسکی شبوں کا گداز
اس کا مقام بلند، اس کا خیال عظیم
اسکا سرور اسکا شوق، اسکا نیاز اسکا ناز
ہاتھ ہے اللہ کا، بندۂ مومن کا ہاتھ!
غالب و کار آفریں، کار کشا، کار ساز

[اقبال]

وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ
لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۵ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ
وَّاَصْفٰكُمْ بِالْبَنِيْنَ ۝۱۶ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا
ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ
كَظِيْمٌ ۝۱۷ اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي
الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ۝۱۸ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ
هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ

ترجمہ ◄ (آیات ۱۵ سے ۲۵) اور لوگوں نے اسکے بندوں میں سے بعض کو اسکا جزو بنا دیا۔ یقیناً انسان بہت ہی ناشکرا ہے۔[۱۵] (یعنی جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنایا اور فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنا دیا)

کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے اپنے لیے بیٹیاں چن لیں اور تمہارے لیے بیٹے حالانکہ صورت یہ ہے کہ جس اولاد کو (یعنی بیٹیوں کو) یہ لوگ رحمٰن کی طرف منسوب کرتے ہیں، اس کی ولادت کی خبر جب ان کو دی جاتی ہے تو ان کا چہرہ غم سے سیاہ ہو جاتا ہے۔[۱۶-۱۷]

کیا اللہ تعالیٰ کے حصہ میں (مشرکین) وہ اولاد لائے جو زیور میں پلتی ہے (یعنی لڑکیاں) اور جب اس (یعنی لڑکی) کو (کسی سے) بحث کا موقع آتا ہے تو اسکی بات بھی واضح نہیں ہوتی۔ انہوں نے فرشتوں کو عورتیں قرار دے دیا حالانکہ وہ خدائے رحمٰن کی بندگی کرنے والے ہیں۔ (وہ مخلوق ہیں، اولاد نہیں ہیں) کیا انہوں نے انکی تخلیق دیکھی ہے۔ ان کی یہ گواہی (کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں) لکھ لی جائیگی اور اسکے متعلق پوچھا جائیگا۔ (قیامت کے دن)[۱۸-۱۹]

سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْئَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ
الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ
اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ
قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿۲۱﴾ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا
وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ
مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ
قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ
اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾
قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ

اور لوگ کہتے ہیں کہ اگر الرحمٰن چاہتا تو ہم ان (یعنی فرشتوں) کی عبادت نہ کرتے۔ یہ لوگ ہرگز کوئی علم نہیں رکھتے۔ یہ صرف خیالی باتیں ہی بنا رہے ہیں۔[۲۰]
(ہم نے نہ تو ان کو حکم دیا اور نہ ہم اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ کوئی فرشتوں کی عبادت کرے)
کیا ہم نے اس سے پہلے کوئی کتاب لکھ کر دی تھی جسکی سند (فرشتوں کی عبادت کے متعلق) اپنے پاس رکھتے ہیں۔[۲۱] نہیں بلکہ یہ تو یوں کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو اسی طریقے پر پایا اور ہم انہی کے نقشِ قدم پر چلیں گے۔[۲۲]
اسی طرح جس بستی میں بھی ہم نے ڈر سنانے کیلئے رسول بھیجا، اسکے خوشحال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو اسی طریقے پر پایا ہے اور ہم انہی کے نقشِ قدم پر چلیں گے۔[۲۳]
ہر نبی نے کہا کہ کیا تم اسی ڈگر پر چلو گے حالانکہ میں تمہارے باپ دادوں

اٰبَآءَكُمْ ؕ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾
فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۵﴾ ع

سے زیادہ صحیح راستہ تمہیں بتانے والا ہوں۔

ان سب نے کہا کہ ہم تو تمہاری رسالت کو نہیں مانتے پھر ہم نے ان سے انتقام لیا تو پھر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا بُرا ہوا۔[۲۴-۲۵] (ہم نے اپنے خاص عذاب سے ان کو زمین سے نیست و نابود کر دیا)

تشریح : ان آیات مبارکہ میں ان مشرکین کا خاص طور پر ذِکر کیا گیا ہے جو ملائکہ کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں اور اس وجہ سے انکو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ملائکہ تو ہماری عبادت گزار مخلوق ہیں، یہ ہمارے شریک کیسے بن سکتے ہیں۔

اکثر قوموں کا یہی حال رہا ہے کہ اپنے دفاع میں انہوں نے یہ کہا کہ ہمارے آباؤ واجداد بھی ایسا ہی کرتے آئے لیکن انہوں یعنی آباؤ واجداد نے خود عقل سے کام نہیں لیا پھر ان کا انجام بُرا ہی ہوا۔

آج کل ہماری حالت صحیح اسلام سے بہت دُور ہٹ چکی ہے۔ اسکی وجہ بھی یہی ہے کہ جو کچھ ہمارے رشتہ دار، قبیلہ، برادری غلط رواج پکڑ لیتے ہیں، وہ سب اسی پر چلنا شروع کر دیتے ہیں خواہ ایک عقلمند آدمی انکو کتنا ہی سمجھانے کی کوشش کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اصل طریقوں یعنی سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی جگہ بہت سی بدعات آ چکی ہیں اور یہ اسلئے کہ جو بھی کوئی اَثر ورسوخ رَکھتا ہے، وہ غیر قوموں کے رواج پکڑ کر اسکو ایک سنت قرار دے دیتا ہے حالانکہ وہ بدعت ہوتی ہے۔ ''**ہر بدعت گمراہی ہے**''۔ (حدیث پاک)

کوئی بدعت اچھی نہیں ہوتی جو بعض لوگوں نے سمجھ رَکھا ہے کہ کچھ بدعات اچھی ہیں اور کچھ بدعات بُری ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا فرمان اوپر دوبار

پڑھ کے غور کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جب ایک بدعت آتی ہے تو ایک سنت چلی جاتی ہے اور پھر وہ سنت واپس نہیں آتی''۔ (مشکوٰۃ)

سنت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی ہوئی بات ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○**''۔ (النجم ۵۳، آیات ۳-۴) ترجمہ ''وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتا۔ وہ تو وہ بات کرتا ہے جو اسے وحی کی جاتی ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے ہمارے اس دِین میں کوئی نئی بات ایجاد کی **جو اس میں پہلے سے نہیں تھی**، وہ عمل یا اس کا کرنے والا مردُود ہے''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۳۳) حضرت اقبال نے فرمایا

؎ آزادیٔ افکار سے ہے ان کی تباہی — رکھتے نہیں جو فکر و تدبر کا سلیقہ
ہو فکر اگر خام تو آزادیٔ افکار! — انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ

ہمارا نظامِ حکمرانی جسکو جمہوریت کہا جاتا ہے، یہ اشعار اسکی ترجمانی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت دے کہ ہم صحیح جمہوریت کو سمجھیں اور اس پر کاربند رہیں تو تب ہی ترقی ہوسکتی ہے۔

؎ خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کر دے — کہ ترے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں ہے
تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو! — کتاب خواں ہے، مگر صاحب کتاب نہیں

[اقبال، ضربِ کلیم، طالب علم]

نوٹ: قرآن مجید کو ہم بغیر سمجھ کے پڑھتے ہیں۔ ہم صاحب کتاب نہیں بن سکتے جب تک کہ اس میں غور وفکر نہ کریں۔ حرکت (سیلاب) کی قوت اور جذبے کا اضطراب (بھٹی کی گرمی) حق کو غالب کرنے میں مدد دیتے ہیں (دیکھیں الرعد ۱۳ آیت ۱۷)

؎ مجھ کو معلوم ہیں پیرانِ حرم کے انداز — ہو نہ اخلاص تو دعویٰ نظر لاف و گزاف
اس کی تقدیر میں محکومی و مظلومی ہے — قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف
فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے — کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

[اقبال، ضربِ کلیم، دین وتعلیم]

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا
تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ﴿۲۷﴾
وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ
﴿۲۸﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ
الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۹﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ
قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقَالُوْا لَوْ لَا
نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ

ترجمہ◄ (آیات ۲۶ سے ۴۴) (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم جن کی بندگی کرتے ہو (یعنی سورج، چاند، ستارے اور بت) ان سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔ میں تو اسکی بندگی کرتا ہوں جس نے مجھے پیدا فرمایا۔ وہی مجھے سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔[۲۶-۲۷] (لہٰذا سیدھا راستہ اختیار کرنے کیلئے تم بھی اسی کی طرف رجوع کرو)

اور (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) یہی کلمہ (یعنی لا الہ الا اللہ) اپنے پیچھے آنے والے لوگوں میں چھوڑ گیا تاکہ وہ اسکی طرف رجوع کریں۔[۲۸] (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور شرک نہ کریں)

ہم انکو اور انکے آباؤ واجداد (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد آنے والی نسلوں) کو زندگی کا ساز وسامان عطا کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے پاس سچ (یعنی القرآن الحکیم) اور ایک واضح رسول (یعنی حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آ گئے۔ جب ان کے پاس یہ سچ (یعنی قرآن حکیم) آیا تو انہوں نے (جھٹلایا اور) کہا کہ یہ تو جادو ہے۔ ہم اس ''سچ'' کو نہیں مانتے۔[۲۹-۳۰]

اور کہنے لگے کہ (اگر) یہ قرآن حکیم (اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو) اسکو

عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ
قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ
بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا
يَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَوْ لَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً
وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ
سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾
وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُوْنَ ﴿۳۴﴾

دونوں شہروں (مکہ مکرمہ اور طائف) کے بڑے آدمیوں میں سے کسی پر کیوں نہ نازل کیا گیا؟[۳۱]

کیا یہ تقسیم کرتے ہیں تیرے رَبِّ کریم کی رحمت کو۔ (یعنی قرآن کریم اور نبی) ہم نے دُنیا کی زندگی میں انکے رزق کو انکے درمیان تقسیم کیا اور بعض (انسان) کو بعض پر فوقیت دی تا کہ یہ ایک دوسرے سے کام لیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت (یعنی قرآن کریم اور نبی کی ہدایات) اس دولت سے بہتر ہے جو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں۔ [۳۲] (جیسے رزق کی تقسیم ہم اپنی حکمت سے کرتے ہیں اور کسی کو تھوڑا اور کسی کو زیادہ دیتے ہیں، اسی طرح نبوت اور کتاب بھی اپنی حکمت سے اسی کو دیتے ہیں جو اس کا اہل ہوتا ہے)

اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تمام لوگ ایک ہی اُمت بن جائینگے (یعنی اُمتِ کافرین) تو رحمٰن کافروں کی چھتیں اور انکی سیڑھیاں جن سے وہ اپنے بالا خانوں پر چڑھتے ہیں اور انکے دروازے اور انکے شاہانہ تخت جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں، سب

وَزُخْرُفًا ؕ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا ؕ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۵﴾ وَمَنْ
يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ
قَرِيْنٌ ﴿۳۶﴾ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ
وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۷﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا
قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ
الْقَرِيْنُ ﴿۳۸﴾ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ
فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ

سونے اور چاندی کے بنا دیتے لیکن یہ سب کچھ تو صرف دُنیا کی زندگی کا سامان ہے (جو چند گنتی کے سال ہیں) اور آخرت کی زندگی کی نعمتیں تو متقین کیلئے مخصوص ہیں۔ [۳۳-۳۵] (جو ہمیشہ کیلئے ہیں)

جو شخص ''الرحمٰن'' کے ذِکر سے غفلت کرتا ہے تو ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہ اسکا ساتھی بن جاتا ہے۔ [۳۶]

اور یہ شیاطین لوگوں کو سیدھے راستے سے روکتے ہیں اور وہ لوگ اپنی جگہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ سیدھے راستے پر جا رہے ہیں یہاں تک کہ جب یہ لوگ ہمارے پاس آئینگے (قیامت کے روز) تو ایسا شخص اپنے شیطان سے کہے گا کہ کاش! میرے اور تمہارے درمیان مشرق و مغرب کا فاصلہ ہو جاتا۔ تُو تو بدترین ساتھی نکلا۔ [۳۷-۳۸]

جو ظلم تم کرتے تھے (دُنیا میں شرک) آج (قیامت میں) تمہارے لیے کچھ بھی فائدہ مند نہ ہوا۔ تم اور تمہارے (جن اور انسان) شیطان عذاب میں ایک جیسے ہیں [۳۹]

اَوْ تَهْدِى الْعُمْىَ وَمَنْ كَانَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۰﴾
فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اَوْ
نُرِيَنَّكَ الَّذِىْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿۴۲﴾
فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِىْٓ اُوْحِىَ اِلَيْكَ ج اِنَّكَ عَلٰى
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۳﴾ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ج
وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ ﴿۴۴﴾

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! کیا تو انکو سنائے گا جو بہرے ہیں یا انکو راستہ دکھائے گا جو اندھے ہیں اور انکو جو واضح طور پر گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں[۴۰]

اگر ہم تمہیں اُٹھا بھی لیں (یعنی موت دے دیں) تو بھی ہم ان سے انتقام لے کر رہیں گے یا تم کو انکا وہ انجام دکھا دیں گے جس سے ہم نے انکو ڈرایا تھا اور ہمیں ہر کام کرنے پر پوری طاقت حاصل ہے۔[۴۱-۴۲]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! اس وحی کو مضبوطی سے پکڑ رکھو جو ہم تمہاری طرف کرتے ہیں۔ تم یقیناً سیدھے راستے پر ہو۔[۴۳]

اور یہ قرآن حکیم تمہارے لیے اور تمہاری قوم کیلئے ایک بہت بڑی کتابِ نصیحت ہے اور ان لوگوں سے عنقریب پوچھا جائیگا۔[۴۴] (یعنی قیامت دُور نہیں ہے)

تشریح: وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ:

اللہ تعالیٰ نے ذاکرین کو بہت فضیلت بخشی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انکے لیے بخشش اور اَجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔ (دیکھیں سورۃ الاحزاب ۳۳، آیت ۳۵)

بہترین ذِکر قرآن حکیم کی تلاوت ہے۔

ایک **اُمّ المومنین** رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ

وسلم نے فرمایا کہ ''نماز میں قرآن حکیم کی تلاوت بغیر نماز کے بہتر ہے اور بغیر نماز کے قرآن حکیم کی تلاوت تسبیح وتکبیر کے ذِکر سے بہتر ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۶۲ سے ماخذ)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جب کوئی جماعت ذِکرِ الٰہی کیلئے بیٹھتی ہے تو فرشتے انکو گھیر لیتے ہیں۔ رحمت انکو ڈھانپ لیتی ہے۔ سکون واطمینان کی دولت ان پر نازل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انکا ذِکر ان فرشتوں میں فرماتا ہے جو اسکے قریب ہوتے ہیں'' (یعنی جو اعلیٰ دَرجے کے فرشتے ہیں)۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۱۵۴)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذِکر کرتے ہیں کہ ''ابنِ آدم کا کوئی بھی عمل ایسا نہیں جو اسکو عذابِ الٰہی سے نجات دلا سکے سوائے ذِکرِ الٰہی کے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۱۷۶)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جب بندہ ذِکرِ الٰہی کیلئے اپنے ہونٹوں کو ہلاتا ہے اور ذِکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے ساتھ ہوتا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۱۷۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ہر چیز کیلئے صفائی کی کوئی چیز ہوتی ہے اور دِلوں کی صفائی اللہ تعالیٰ کا ذِکر ہے اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے مکمل نجات دلا دے مگر وہ ذِکرِ الٰہی ہے''۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! جہاد بھی اسکے مقابل نہیں ہے'' تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ہاں! جہاد بھی خواہ لڑتے ہوئے تمہاری تلوار بھی ٹوٹ جائے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۱۷۸)

قرآن حکیم پر ثابت قدمی سے تلاوت روزانہ جاری رہنی چاہیے اور اسکو سمجھ کر پڑھنا چاہیے اور اس پر جہاں تک ہو سکے، عمل کرنا چاہیے۔ یہی ایک طریقہ ہے گمراہی سے بچنے کا کیونکہ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو شیطان تمہیں گمراہ کر دے گا۔

یہ نصیحت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بھی کی ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! جو کچھ

تم پر وحی کیا جارہا ہے، اسکو مضبوطی سے پکڑے رَکھو۔ اگر اسکو مضبوطی سے پکڑے رَکھو گے تو تم سیدھے راستے پر رہو گے۔ نبی کا مرتبہ بہت بلند ہوتا ہے۔ کوئی انسان خواہ وہ کتنا ہی بڑا صحابی ہو متقی ہو ولی اللہ ہو نبی کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا تو اگر اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو نصیحت کر رہا ہے کہ قرآن حکیم پر مضبوطی سے عمل کرتے رہو یہی سیدھا راستہ ہے تو پھر ہماری کیا حیثیت ہے کہ قرآن حکیم کو چھوڑے بھی رَکھیں اور پھر بھی ہم سمجھیں کہ ہم سیدھے راستے پر ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں بار بار فرماتا ہے کہ تمہارے ماحول میں آسمانوں اور زمین میں اور خود تمہارے اندر اللہ تعالیٰ کی پہچان اور اس پر ایمان لانے کے لیے اور اسی کی بندگی کرنے کے لیے ہزاروں نشانیاں موجود ہیں تو پھر تم ان سے نصیحت کیوں حاصل نہیں کرتے اور تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ باقی چیزوں کو شریک کیوں بناتے ہو۔

کیا تم عقل نہیں رَکھتے.....؟ کیا تمہارے دِلوں کو زنگ لگ گئے ہیں.....؟
کیا تم شیطان کے ساتھی بن گئے ہو.....؟

ہر اک مقام سے آگے گزر گیا مہ نو کمال کس کو میسر ہوا ہے بے تگ و دَو

.....

کھو نہ جا اس سحر و شام میں اے صاحب ہوش اک جہاں اَور بھی ہے جس میں نہ فردا ہے نہ دوش
کس کو معلوم ہے ہنگامہ فردا کا مقام مسجد و مکتب و مے خانہ ہیں مدت سے خموش
میں نے پایا ہے اسے اشک سحر گاہی میں! جس در ناب سے خالی ہے صدف کی آغوش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے کیلئے قرآن کریم قیامت کے دِن شفاعت کریگا''۔ (مشکوۃ جلد اوّل حدیث ۲۰۱۸)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جس گھر میں سورۃ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے تو شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۲۰۱۷)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''قرآن کریم کی عظیم سورت سورہ الفاتحہ ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۲۰۱۶) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''سوتے وقت آیت الکرسی پڑھیں، صبح تک شیطان تمہارے پاس نہیں آئیگا''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۲۰۲۱) ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں سورۃ اخلاص کو محبوب رَکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیری یہ محبت تجھ کو جنت میں لے جائیگی''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۲۰۲۷)

وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا
مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا
مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَاْئِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ
رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا
هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا
هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ز وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا

ترجمہ◄ (آیات ۴۵ سے ۵۶) (اے لوگو!) جو رسول ہم نے تم سے پہلے بھیجے، ان سے ذرا پوچھ کر دیکھو کہ کیا ہم نے الرحمٰن کے سوا کوئی اَور عبادت کے لائق چیزیں بھی مقرر کی ہیں[۴۵] (کیا پُرانے نبیوں کی تعلیم میں کہیں تمہیں یہ بات ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اَور بھی عبادت کے لائق کوئی چیز تھی۔ وہ جن چیزوں کی عبادت کرتے رہے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر انہوں نے تمہاری طرح شرک کیا اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے) ہم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اسکے سرداروں کے پاس بھیجا اور اس نے کہا کہ میں رَبّ العالمین کا رسول ہوں۔[۴۶] (یعنی میں خود تمہیں سیدھا راستہ دکھانے کے لیے نہیں آیا بلکہ کائناتوں کے مالک نے مجھے تمہاری تعلیم کے لیے بھیجا ہے)

جب (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے ہماری نشانیاں اسکو دکھائیں تو لوگ ان پر ہنسنے لگے اور ہم انکو ایک سے ایک بڑھ کر نشانی دکھاتے رہے اور ہر دفعہ ہم نے انکو عذاب میں پکڑا تاکہ وہ ہماری طرف رجوع کریں۔[۴۷-۴۸] (اور اپنے بتوں کی پوجا چھوڑ دیں)

(ہر عذاب کے موقع پر) وہ کہتے کہ اے جادوگر! اپنے رَبّ تعالیٰ سے دُعا

رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَمَّا
كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۵۰﴾
وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ
مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ۚ
اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ
مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ﴿۵۲﴾ فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ
اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ
مُقْتَرِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ۭ اِنَّهُمْ
كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ

کرو اس عہد کی بنا پر جو تیرے ساتھ ہم نے کیا ہے کہ ہم ضرور ایمان لے آئینگے۔ (اگر تیرا ربّ تعالیٰ یہ عذاب ہم سے دُور کر دے)[۴۹] جب ہم ان سے عذاب دُور کر دیتے، وہ اپنے عہد سے پھر جاتے۔[۵۰]

اور فرعون نے ایک دِن قوم کو بلایا اور کہا کہ کیا مصر کی بادشاہی میری نہیں ہے اور یہ نہریں جو میرے حکم سے بہہ رہی ہیں، کیا تم لوگوں کو نظر نہیں آتیں؟[۵۱]

میں بہتر ہوں یا یہ شخص جو بے وفا ہے اور اپنی بات کو فصاحت سے بیان نہیں کر سکتا اور یہ کہ کیوں نہ اس پر سونے کے کنگن اُتارے گئے یا فرشتے کیوں نہیں اسکے ساتھ صف باندھ کر اُتارے گئے۔[۵۲-۵۳] (اگر یہ واقعتاً اللہ تعالیٰ کا رسول ہے)

فرعون کی قوم نے اپنے آپ کو کمزور سمجھا اور وہ اسی (یعنی فرعون) کی اطاعت پر جمے رہے۔ دَراصل وہ تھے ہی غلط لوگ۔[۵۴]

فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۵﴾ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾

جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور ان سب کو غرق کر دیا اور ہم نے ان کو ایک قصہِ پارینہ بنا دیا اور بعد میں آنے والوں کے لیے نمونۂ عبرت بنا کر چھوڑ دیا۔[۵۵-۵۶]

تشریح: حضرت موسیٰ علیہ السلام تقریباً نو[۹] معجزات لے کر فرعون کے پاس گئے۔ فرعون خود رَبّ بنا ہوا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسکو رَبّ العالمین کے متعلق سمجھانے کی کوشش کی اور وہ معجزات دکھائے جو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی اَور نہیں کر سکتا تھا۔

جب ان معجزوں کی وجہ سے وہ مصیبت میں پھنس جاتا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ کرتا تھا کہ اگر یہ مصیبت ہم سے ہٹا دیں تو ہم تمہارے رَبّ پر ایمان لے آئینگے لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دُعا سے اللہ تعالیٰ وہ مصیبت ٹال دیتا تو وہ اپنے وعدے سے پھر جاتا۔ بالآخر اسکا انجام یہی ہوا جو ہونا چاہیے تھا کہ اسکو اور اسکی فوج کو سمندر میں غرق کر دیا اور بعد میں اس کی قوم پر قدرتی عذاب بھیج کر دُنیا سے مٹا دیا گیا۔

یہ ایک آفاقی سچائی ہے کہ جو کوئی بھی معاہدے کی خلاف ورزی کرتا ہے، اس پر چڑھائی کرنا جائز ہے۔ نو[۹] دفعہ وعدہ خلافی کرنے کی سزا یہی ہونی چاہیے تھی کہ اب ان لوگوں کو ختم ہی کر دیا جائے۔ اس میں ہمارے لیے سبق یہ ہے کہ جو معاہدے ہم آپس میں کرتے ہیں یا حکومت عوام کیساتھ کرتی ہے، اگر وہ پورے نہیں کرینگے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب کسی نہ کسی صورت میں اس انسان پر یا اس حکمران پر یا بین الاقوامی طور پر اس قوم پر آ کر رہے گا۔

ہمارے حکمران عوام سے بہت وعدے کرتے ہیں لیکن ان میں شاید ہی کوئی ایسا وعدہ ہو جو کسی حکومت نے پورا کیا ہو۔ انجام آپکے سامنے ہے کہ کسی حکومت نے بھی عزت سے اپنی مدت کو پورا نہیں کیا۔ اگر یہی سلسلہ چلتا رہا تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ہمیں ڈَرنا چاہیے کہ اسکی سنت بدلا نہیں کرتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ**''۔ (المائدۃ ۵، آیت ۱) ترجمہ ''اے ایمان والو! اپنے وعدے (جو تم نے اللہ تعالیٰ سے اور لوگوں سے کیے ہیں) پورے کیا کرو''۔

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ
يَصِدُّوْنَ ﴿۵۷﴾ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ؕ مَا
ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ
﴿۵۸﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا
لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۵۹﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً
فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا
تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾
وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۲﴾
وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ

ترجمہ◄ (آیات ۵۷ سے ۶۵) جیسے ہی (حضرت) ابن مریم (علیہ السلام) کی مثال دی گئی، تمہاری قوم نے شور مچا دیا اور کہا کہ ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ۔ یہ مثال تمہارے سامنے محض بحث کیلئے لائے ہیں۔ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو۔[۵۷-۵۸]

(حضرت) ابن مریم (علیہ السلام) تو صرف اللہ تعالیٰ کے بندے تھے جس پر ہم نے انعام کیا اور بنی اسرائیل کیلئے ایک قدرت کا نمونہ تھے۔[۵۹]

ہم چاہتے تو تمہاری جگہ زمین پر فرشتے بسا دیتے۔[۶۰]

اور وہ تو قیامت کی ایک نشانی ہے۔ پس تم اس میں شک نہ کرو اور میری بات مان لو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔[۶۱]

ایسا نہ ہو کہ شیطان تم کو اس سے روک دے کیونکہ وہ تمہارا واضح دُشمن ہے۔[۶۲]

اور جب (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) واضح نشانیوں کیساتھ آئے تو کہا

بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۴﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۶۵﴾

کہ میں تمہارے پاس حکمت کی کتاب (یعنی انجیل) لے کر آیا ہوں۔ اسلئے کہ جن بعض باتوں میں تم اختلاف کرتے ہو انکی حقیقت کو بیان کروں۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ ہی میرا رَبِّ کریم ہے اور تمہارا بھی پس اسکی ہی عبادت کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے مگر اسکے باوجود لوگوں نے آپس میں اختلاف کیا پس ہلاکت ہو ان کیلئے ایک دَردناک دِن کے عذاب سے جنہوں نے ظلم (یعنی شرک) کیا[۶۳-۶۵]

تشریح : جب آیت نمبر ۴۵ مشرکین کے سامنے پڑھی گئی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے سوال کیا کہ عیسائی حضرت مریم علیہا السلام کے بیٹے کو خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں اور اس کی عبادت کرتے ہیں بلکہ اس کو رَبّ بھی مانتے ہیں تو کیا ہمارے رَبّ (یعنی بت) اس سے کیسے بُرے ہوئے۔ دَراصل بات یہ ہے کہ انہوں نے یہ سوال اُٹھایا اپنی جہالت کی وجہ سے حالانکہ مثال کا مطلب یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو کہ رسول اللہ کے قریبی زمانے میں پیدا ہوئے تھے، نہ بت پرستی کے متعلق کہا، نہ خود ان کی زندگی میں کسی عیسائی نے ان کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہا، نہ ان کو رَبّ بنایا۔ یہ ان کے چلے جانے کے بعد کی باتیں ہیں کہ جہالت کی وجہ سے لوگوں نے ان کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بھی بنا دیا اور رَبّ کا دَرجہ بھی دے دیا۔

مشرکین مکہ کا رویہ یہی تھا کہ ہم نے اس شخص یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بات ہرگز ہرگز نہیں ماننی خواہ وہ کیسی ہی دلیلیں ہمارے سامنے پیش کر دیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کی مستقل جھگڑے کی عادت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ہر بات پر جھگڑا کرتے تھے۔

اس جھگڑالو طبیعت کا مشرکین مکہ کو ہی زیادہ نقصان پہنچا گو مسلمانوں کو بھی ایک وقت پر اپنا وطن، جائیداد وغیرہ چھوڑ کر مدینہ طیبہ ہجرت کرنی پڑی۔ جھگڑے کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ مشرکین مکہ کے بڑے بڑے سردار کفر کی حالت میں قتل ہوتے گئے کیونکہ وہ اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں تھے کہ ہم میں سے ہی ایک شخص اتنی عزت لے لے کہ اللہ تعالیٰ کا نبی بن بیٹھے۔ اسی بات نے ان کو لڑائی کرنے پر مجبور کیا۔

یہ بات تو ہے نبوت کی اور شرک کی لیکن ہم بلاشبہ ایک مسلمان ملک کے شہری ہیں اور ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ ہم اسلام پر چل رہے ہیں لیکن زمینی حقائق یہ بتا رہے ہیں کہ علماء اپنی جگہ پر، سیاسی لوگ اپنی جگہ پر، ادارے اپنی جگہ پر اتنے جھگڑے کھڑے کرتے ہیں جیسے مکہ کے مشرکین جھگڑے کھڑے کیا کرتے تھے۔

ساٹھ ستر سال سے ہم یہی دیکھتے آ رہے ہیں کہ ان جھگڑوں کی وجہ سے ملک کی ترقی کا گراف نیچے کی طرف جا رہا ہے جبکہ ہم سے بعد میں آزاد ہونے والے ممالک مثلاً چین ملائشیا انڈونیشیا اس حد درجہ ترقی کر چکے ہیں کہ وہ تقریباً مغربی قوموں کے برابر کھڑے ہیں۔

ہماری سیاست نے سب سے زیادہ نقصان کیا ہے۔ آپس میں جھگڑے سے فساد پیدا ہوتا ہے۔ فساد اَمن کو تہ و بالا کرتا ہے۔ جہاں فساد ہوگا وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت نہیں ہو گی کیونکہ اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ ''**وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ○**'' (البقرہ ۲، آیت ۲۰۵) ترجمہ ''اور اللہ جل شانہٗ فساد کو ہرگز پسند نہیں فرماتا''۔ جب اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا تو پھر وہاں شیطان آ جاتا ہے اور شیطان اس فساد کو بڑھاتا چلا جاتا ہے

دیکھیں سورۃ سبا ۳۴ آیات ۱۵ سے ۲۱ تک کہ جب قومِ سبا اللہ تعالیٰ کا شکر اَدا کرتی تھی یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو عملی طور پر تسلیم کر کے نیک عمل کرتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو اپنے زمانے کا امیر ترین اور پُر اَمن ملک بنا دیا تھا لیکن جب وہی قوم اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنے لگی، چوری ڈاکے عام ہو گئے۔ ایک دوسرے کی عزت لوٹنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی تمام نعمتوں کو واپس لے لیا اور انکو دُنیا میں منتشر کر دیا۔ انکی ترقی کے قصے کہانیاں کتابوں میں باقی رہ گئے۔ اس قوم کی مثال ہمارے واسطے سبق سیکھنے کیلئے بہترین مثال ہے جو کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ ''ہر اس شخص کیلئے جو صابر اور شاکر ہے اس قوم کی تاریخ میں نشانیاں موجود ہیں''۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا
يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۶﴾ اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ
اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۷﴾ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ
وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۶۸﴾ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا
مُسْلِمِيْنَ ﴿۶۹﴾ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ
تُحْبَرُوْنَ ﴿۷۰﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ
وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ
الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَتِلْكَ

ترجمہ◄ (آیات ۶۶ سے ۸۹) اب کیا یہ لوگ (مشرکین) اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ قیامت یکدم ان پر آ جائے جبکہ انہیں خبر بھی نہ ہو۔[۶۶]

اس دِن متقین (یعنی پرہیزگار) کے علاوہ باقی سب لوگ ایک دوسرے کے دُشمن ہو جائینگے۔[۶۷]

جو میری صحیح بندگی کرنے والے ہونگے، ان سے کہا جائیگا کہ آج کے دِن نہ تم پر کوئی خوف ہے اور نہ ہی تم غمزدہ ہو گے۔[۶۸]

یہ وہ لوگ ہوں گے جو ہماری آیات پر ایمان لائے اور ہماری بندگی کرتے رہے تھے۔ (ہم حکم دیں گے کہ) اب داخل ہو جاؤ جنت میں تم اور تمہاری بیویاں۔ تمہیں راضی کر دیا جائے گا۔ ان کے سامنے سونے کے پیالے اور ساگر گردش کرائے جائیں گے اور جو ان کا دِل چاہے گا اور جس سے ان کی نگاہوں کو لذت ملے گی، ہر چیز موجود ہو گی اور تم اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے۔[۶۹-۷۱]

الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۲﴾
لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِنَّ
الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۷۴﴾ صلج لَا
يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۵﴾ ج وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ
وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ
لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ط قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿۷۷﴾ لَقَدْ
جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ
﴿۷۸﴾ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ ج اَمْ يَحْسَبُوْنَ

یہ ہے وہ جنت جسکے تم وارث کئے گئے ہو ان اعمال کے بدلے جو تم کرتے رہے تھے اور یہاں تمہارے کھانے کیلئے بیشمار میوے ہونگے۔[۷۲-۷۳]

اس دِن مجرمین جہنم کے عذاب میں ہمیشہ کیلئے رہیں گے۔کبھی بھی انکے عذاب کو ہلکا نہیں کیا جائیگا اور وہ اس میں مایوس پڑے رہیں گے۔[۷۴-۷۵]

ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔[۷۶]

وہ آواز دینگے کہ اے مالک (یعنی جہنم کا داروغہ)! تیرا ربّ تعالیٰ ہمیں ختم ہی کر دے (تو بہتر ہے کہ ہم یہاں رہیں) وہ جواب دیگا کہ تم اسی طرح یہاں زندہ رہو گے[۷۷]

ہم تمہارے پاس حق (یعنی سچائی) لے کر آئے تھے مگر تم میں سے اکثر لوگوں کو حق (یعنی سچ) ناگوار تھا۔[۷۸]

کیا ان لوگوں (یعنی مشرکین) نے کوئی اقدام کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔اب ہم بھی اقدام کرتے ہیں۔کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم انکی راز کی مجلسیں اور سرگوشیاں نہیں سنتے۔

اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰهُمْ ؕ بَلٰى وَرُسُلُنَا
لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۸۰﴾ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ
فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَذَرْهُمْ
يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ
يُوْعَدُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي
الْاَرْضِ اِلٰهٌ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۴﴾ وَتَبٰرَكَ

کیوں نہیں! ہم سب کچھ سن رہے ہیں اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے جو انکے ساتھ ہیں، لکھتے جارہے ہیں۔[۷۹-۸۰]

انکو کہو کہ اگر واقعتاً ''الرحمٰن'' کی کوئی اولاد ہوتی تو سب سے پہلے اسکی عبادت کرنے والا میں ہوتا۔ (مشرکین نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں اور یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام [نبی] کو اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام [نبی] کو اللہ تعالیٰ کی اولاد بنایا ہوا تھا)[۸۱]

پاک ہے وہ ذات جو آسمانوں اور زمین کا رَبِّ کریم ہے (کہ اولاد رکھے) اور وہی عرشِ عظیم کا رَبِّ کریم ہے۔ (پاک ہے وہ) ان ساری (مشرکانہ) باتوں سے جو اس کی طرف (لوگ) منسوب (کرتے) ہیں۔[۸۲]

اچھا چھوڑو انہیں ان کی بیہودہ باتوں میں اور کھیل لینے دو انہیں یہاں تک کہ وہ وقت آجائے جس کا انہیں خوف دلایا جارہا ہے (یعنی قیامت)۔[۸۳]

وہی اکیلی ذات ہے جو آسمانوں میں معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے اور وہ بڑا ہی حکمت والا اور علم والا ہے۔[۸۴]

بڑا برکت ہے وہ جسکے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین اور جو انکے درمیان ہے،

الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَلَا یَمْلِكُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰی یُؤْفَكُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَقِیْلِهٖ یٰرَبِّ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ؕ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

کی بادشاہت ہے اور اسی کے پاس قیامت کی گھڑی کا علم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے۔[۸۵]

یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن چیزوں کو پکارتے ہیں، وہ کسی چیز کی سفارش کا اختیار نہیں رکھتیں مگر یہ کہ کوئی علم کی بنا پر حق کی شہادت دینے والا ہو۔[۸۶] (جھوٹے خداؤں میں کوئی ایسا نہیں ہے جو اپنے حق ہونے کی شہادت دے سکے)

اگر تم ان سے پوچھو کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے تو یہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔ پھر یہ کیونکر دھوکہ کھا رہے ہیں۔[۸۷]

قسم ہے رسول کے اس قول کی کہ یا رَبّ تعالیٰ! یہ وہ قوم ہے جو کبھی ایمان نہیں لائے گی۔[۸۸] (تاریخ شاہد ہے کہ فتح مکہ سے پہلے ان کے بڑے بڑے سردار سب کفر کی حالت میں مارے جا چکے تھے)

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم)! ان سے دَرگزر کرو اور کہہ دو کہ ''سلام'' (یعنی اب بس کافی ہے) عنقریب تمہیں انجام معلوم ہو جائے گا۔[۸۹]

تشریح : ان آیات مبارکہ میں مشرکینِ مکہ کو پھر سمجھانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی

توحید پر اور قیامت کے آنے پر ایمان لے آؤ اور ایمان کی نعمت سے جو حاصل ہوگا، وہ بتایا جا رہا ہے کہ جنت میں تم اور تمہاری بیویاں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رہو گے۔ وہاں نہ تمہیں کوئی غم ہوگا، نہ کوئی خوف ہوگا۔ کھانے پینے کیلئے بیشمار میوے ہوں گے۔ جو کچھ تمہارا دِل چاہے گا، تمہیں حاصل ہوگا اور جس چیز سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی، وہ حاضر کر دیا جائے گا اور تمہارے کھانے پینے کے برتن سونے کے ہونگے۔ یہ ہے وہ انعام جو تمہیں ایمان اور نیک اعمال کے بدلے ملے گا۔

اسکے برعکس انہیں ڈَرایا جا رہا ہے کہ اگر تم ایمان نہیں لاؤ گے تو جہنم کا عذاب بھی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہے۔ پھر تم التجا کرو گے کہ ہمیں یہاں سے نکال لیا جائے یا ہمارا کام ہی تمام کر دیا جائے لیکن جیسے جنت ہمیشہ رہنے کیلئے ہے، اسی طرح دوزخ میں بھی ہمیشہ کیلئے عذاب میں رہنا پڑے گا اور یہ بھی انہیں بتایا کہ تمہاری خفیہ تدبیریں اسلام کیخلاف اور خفیہ مشورے، تم سمجھتے ہو کہ کوئی دیکھتا نہیں، کوئی لکھتا نہیں لیکن ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ ہم دیکھ بھی رہے ہیں اور ہمارے مقرر کیے ہوئے فرشتے لکھتے بھی جا رہے ہیں جو کہ آخرت میں تمہارے سامنے ثبوت کے طور پر لکھا ہوا حاضر کر دینگے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات تو بہت بلند ہے۔ وہ آسمانوں اور زمین کا اکیلا بادشاہ ہے اور اسکی ذات بہت ہی بابرکت ہے اور وہ دانا ہے، وہ ہر چیز کا علم رَکھنے والا ہے۔

قیامت کا علم سوائے اسکے اَور کوئی نہیں جانتا اور خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر ان لوگوں نے جو معبود بنائے ہوئے ہیں، یہ سمجھتے ہیں کہ وہ قیامت میں انکی سفارش کر دینگے حالانکہ سفارش تو صرف وہ کر سکے گا جو ایمان والا ہوگا اور جسکو اللہ تعالیٰ اجازت دے گا۔

جب تمہارے اعمال ہی باطلانہ ہیں تو کون تمہارے لیے سفارش لے کر آئے گا۔ تم جانتے ہو کہ تمہیں پیدا کرنے والا ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی دوسری ہستی نہیں ہے لیکن پھر بھی تم نے جہالت سے کام لے کر اَور بہت سے خدا بنا لیے ہیں۔

ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بات سچی ہے کہ تمہیں جس طرح بھی سمجھایا جائے، تم ایمان نہیں لاؤ گے۔

ہمارا حال بھی کچھ اس طرح کا ہے کہ ہم حق کو چھوڑ کر ہر روز باطل کی طرف ایک قدم اَور آگے بڑھ جاتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ باطل کی جگہ جہنم ہے اور حق کی جگہ جنت ہے اور دونوں ہی ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ جہنم کے عذاب انتہائی خوفناک ہیں۔ جنت کی نعمتیں ایسی ہیں کہ کسی انسان نے انکو نہیں دیکھا اور نہ کسی انسان کے دِل میں انکا کبھی خیال گزرا۔

مختصر یہ کہ جنت کی ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی۔ اس طرح پوری جنت بنائی گئی ہے۔ (مشکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے روز میری شفاعت سے پورا فائدہ وہ اُٹھائے گا جس نے خالص دِل سے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۳۵)

اللہ تعالیٰ کا نام بہت وزنی ہے۔ ایک شخص کے ننانوے گناہوں کے رجسٹر اللہ تعالیٰ کے ایک کلمہ کے مقابلے میں تولے گئے تو اللہ تعالیٰ کا نام ان ننانوے رجسٹروں سے بھاری نکلا۔ کلمہ یہ ہے ''**اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ**''۔ (اور وہ شخص جنت میں داخل کر دیا گیا) (ممکن ہے کہ وہ اس کا ذِکر کرتا ہوگا) (ماخذ از مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۲۲)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ''**اُذْكُرُوا اللّٰـهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا**''۔ (الاحزاب ۳۳، آیت ۴۱) ترجمہ ''(اے لوگو جو ایمان لائے ہو!) اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کیا کرو''۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جو لوگ رات کو عبادت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو حساب کے بغیر جنت میں داخل کر دے گا''۔ ([بیہقی] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۲۸) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جہنم میں سب سے ہلکا عذاب اس کو ہوگا جس کو آگ کے دو جوتے پہنائے جائیں گے۔ ان سے اس کا دماغ ہانڈی کی طرح کھولے گا۔ وہ سمجھے گا کہ سب سے سخت عذاب اسی کو دیا جا رہا ہے حالانکہ اس کا عذاب سب سے ہلکا ہوگا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۲۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جہنم کا پانی جب جہنمی کے منہ کے قریب کیا جائے گا تو وہ اس کو ناپسند ہوگا اور اس کے چہرے کو بھون ڈالے گا اور اس کے سر کی کھال گر جائے گی''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۳۵)

قیامت کے قریب فتنوں کے بارے میں:

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''لوگوں کے دِلوں میں امانت اُٹھ جائے گی۔ یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ ادھر فلاں قبیلے میں ایک امانتدار آدمی ہے اور کہا جائے گا کہ فلاں آدمی کتنا عقلمند ہے اور کہا جائے گا کہ فلاں آدمی کتنا خوش مزاج ہے اور کہا جائے گا کہ فلاں آدمی کتنا ہوشیار ہے لیکن دَرحقیقت ان کے دِلوں میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا''۔([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۱۴۶)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میرے بعد ایسے امام (حکمران، سردار وغیرہ) آئیں گے جو میرے راستے پر نہیں چلیں گے اور نہ میرا طریقہ اختیار کریں گے۔ ان میں ایسے لوگ بھی ہوں گے کہ انسانی جسموں کے اندر ان کے دِل شیطانوں جیسے ہوں گے''۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اگر میں وہ وقت پاؤں تو کیا کروں؟'' فرمایا کہ ''امیر کی بات سننا اور اطاعت کرنا۔ وہ تمہیں مارے اور تمہارا مال چھین لے تب بھی اسکی بات سننا اور اطاعت کرنا''۔([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۱۴۷)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''عنقریب فتنے ہوں گے جن میں [۱] بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا۔ [۲] کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا [۳] چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ جو ان فتنوں کی طرف توجہ کرے گا، وہ اسے کھینچ لیں گے۔ جس کو کوئی ٹھکانہ یا پناہ گاہ مل جائے تو وہ اس پناہ گاہ کو حاصل کرے''۔([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۱۴۹) **حضرت اُسامہ بن زید** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مدینہ منورہ کے ایک ٹیلے پر کھڑے ہوئے اور پوچھا کہ ''کیا تم بھی دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں؟'' لوگوں نے کہا کہ ''جی نہیں!''۔ فرمایا کہ ''میں فتنوں کو تمہارے گھروں میں بارش کی طرح گرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۱۵۲)

اَلدُّخَانِ ۴۴

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۵۹ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

حٰمٓ ۝۱ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝۲ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ
مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝۳ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ
حَكِيْمٍ ۝۴ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَآ ۭ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝۵
رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۶

ترجمہ ◄ (آیات ۱ سے ۳۳) حا-میم۔قسم ہے اس کتاب کی جو آسان ہے کہ ہم نے اسے ایک بابرکت رات میں نازل کیا۔ہم ضرور لوگوں کو (ان کی بُرائیوں کے بُرے انجام سے) خبردار کرنے والے ہیں۔[۱-۳]

اس رات (یعنی لیلۃ القدر) میں ہمارا ہر فیصلہ جو کہ حکیمانہ ہوتا ہے، ہمارے ہی حکم سے صادر ہوتا ہے۔[۴]

ہم نے رسول بھیجنا ہی تھا (ہر پیغمبر کے ساتھ ہم ایک کتاب بھیجتے ہیں اور ہر کتاب کے ساتھ ہم ایک پیغمبر بھیجتے ہیں) تیرے رَبِّ کریم کی رحمت سے۔(تا کہ

رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ
مُّوْقِنِيْنَ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ رَبُّكُمْ
وَرَبُّ اٰبَاۗىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ
يَّلْعَبُوْنَ ۝ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَاۗءُ بِدُخَانٍ
مُّبِيْنٍ ۝ يَّغْشَى النَّاسَ ۭ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝
رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ۝ اَنّٰى
لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَاۗءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝ ثُمَّ

لوگ جہنم سے بچ جائیں) یقیناً وہ سب کچھ سنتا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔[۵-۶]
وہ رَبِّ کریم ہے آسمانوں اور زمین کا اور ہر اس چیز کا جو انکے درمیان ہے۔ اگر تم واقعی یقین رکھنے والے ہو۔[۷] (یعنی یقین رکھو کہ ہم سچ کہہ رہے ہیں)
اسکے سوا کوئی دوسرا رَبّ نہیں۔ وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ وہی تمہارا رَبّ ہے اور وہی ہے رَبّ تمہارے پہلے آباؤ واجداد کا۔[۸]
لیکن لوگ (ایک ہی رَبّ ہونے پر) شک کرتے ہیں اور اپنے کھیل تماشوں (یعنی باطل حرکتوں) میں مصروف رہتے ہیں (اور جھوٹے خدا بناڈالتے ہیں)[۹] (اکثر لوگ آخرت کے خوف سے غافل ہیں اسلئے وہ سارا دِن بیہودہ کاموں میں لگے رہتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ ان کا انجام قیامت میں بہت بُرا ہوگا یعنی جہنم)
اچھا تو انتظار کرو اس دِن کا جب آسمان دھواں بن جائیگا اور لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔ یہ ہوگا دَردناک عذاب۔[۱۰-۱۱] (یہ قیامت کے دِن ہوگا)
اور یہ لوگ (یعنی مشرکین) کہیں گے کہ اے ہمارے رَبِّ کریم! ہم پر سے یہ عذاب ٹال دے۔ ہم ایمان لاتے ہیں۔ اس وقت انکو نصیحت کیسے ملے گی جبکہ پہلے

تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّا كَاشِفُوا
الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ نَبْطِشُ
الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا
قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۷﴾
اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ
اَمِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّيْٓ اٰتِيْكُمْ

ان کے پاس ایک واضح رسول آ چکا تھا اور انہوں نے اس سے منہ پھیر لیا تھا اور کہتے تھے کہ یہ تو ایک تربیت یافتہ مجنون شخص ہے۔[۱۲-۱۴] (یعنی جو کچھ بتا رہا ہے، یہ کہیں سے تربیت حاصل کر کے آیا ہے علم سحر کی حالانکہ اللہ تعالیٰ ایک دوسری جگہ فرماتا ہے کہ تم ہرگز مجنون نہیں ہو یعنی تمہاری صلاحیتیں بالکل ٹھیک راستے پر ہیں)

اگر ہم کچھ عذاب کم کر دیں تو یہ پھر وہی کرنے لگیں گے جو پہلے کر رہے تھے۔ جب ہم بہت بڑی ضرب ان پر لگائیں گے تو اس دِن ہم ان سے پورا انتقام لیں گے۔[۱۵-۱۶] (یعنی آخرت کا عذاب)

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) سے پہلے ہم نے فرعون کی قوم کو (جو کہ اپنے زمانے کی طاقتور ترین قوم تھی) اسی طرح آزمائش میں ڈالا تھا جبکہ ان کے پاس ایک مہربان رسول آیا (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام) (مہربان اس لئے کہ وہ ان کی بھلائی کیلئے انکو جنت کا راستہ دکھا رہا تھا)[۱۷]

اس نے فرعون سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو میرے حوالے کر دو اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں بڑے بننے کی کوشش نہ کرو۔ میں تمہارے پاس واضح ثبوت لے کر آیا ہوں۔ (نبوت اور رسالت کا)[۱۸-۱۹] (اللہ تعالیٰ کے بندوں کا مطلب بنی

بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٩﴾ وَاِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ
تَرْجُمُوْنِ ﴿٢٠﴾ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿٢١﴾
فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿٢٢﴾ فَاَسْرِ
بِعِبَادِيْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ
رَهْوًا ط اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿٢٤﴾ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ
جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿٢٥﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿٢٦﴾ وَّنَعْمَةٍ
كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ﴿٢٧﴾ كَذٰلِكَ قف وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا

اسرائیل ہے جوتوحید پر ایمان رکھتے تھے جبکہ فرعون کی قوم بت پرست تھی)

(حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ) میں اپنے اور تمہارے رَبّ کریم کی پناہ لیتا ہوں کہ تم مجھے سنگسار کرسکو۔[۲۰] (تم مجھے ہرگز سنگسار نہیں کرسکتے کیونکہ میں رَبّ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوں)

(حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا) اگر تم میری بات نہیں مانتے تو مجھ پر ہاتھ ڈالنے سے باز رہو۔ آخرکار (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے رَبِّ کریم کو پکارا کہ یہ لوگ تو ایک مجرم قوم ہیں۔[۲۱-۲۲] (لہٰذا یہ اب سزا کے مستحق ہیں۔ ایمان نہیں لائیں گے)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندوں کو راتوں رات یہاں سے لے کر چل پڑو۔ تم لوگوں کا پیچھا کیا جائیگا۔[۲۳]

سمندر کو اس کے حال پر چھوڑ دینا۔ ان کا سارا لشکر غرق ہوجائے گا۔[۲۴]

کتنے ہی باغات، چشمے، کھیتیاں اور شاندار محل تھے جو وہ چھوڑ گئے اور کتنے ہی عیش کے سامان تھے جن میں وہ مزے کرتے تھے۔ یہ ہوا انکا انجام۔ پھر ہم نے

اٰخَرِيْنَ ﴿۲۸﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ
وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۳۰﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ
عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى
عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا
فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ﴿۳۳﴾

دوسرے لوگوں کو ان چیزوں کا وارث بنا دیا (یعنی بنی اسرائیل کو) پھر نہ تو ان پر آسمان رویا، نہ زمین اور نہ ہی ذرا سی مہلت ان کو دی گئی۔[۲۵-۲۹]

اس طرح بنی اسرائیل کو ہم نے بہت بڑے ذِلت کے عذاب سے نجات دی فرعون سے کیونکہ وہ زیادتی کرنے والوں میں سب سے بڑا بنا بیٹھا تھا۔[۳۰-۳۱]

اور ہم نے ان کو (یعنی بنی اسرائیل کو) اپنے علم کی بنا پر تمام جہاں والوں پر برتری دی تھی اور انہیں ایسی نشانیاں دیں جن میں واضح انعام تھا۔[۳۲-۳۳]

تشریح : مشرکینِ مکہ کو بتایا جا رہا ہے کہ قرآن کریم بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے اور نازل بھی سارے سال میں سے بہترین رات میں نازل فرمایا ہے یعنی لیلۃ القدر۔

یہ اس رَبِّ کریم کی کتاب ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور وہی ان کا رَبِّ کریم ہے اور اس کتاب میں جو بھی بات ہے، حکمت کی بات ہے۔ کوئی بات حکمت سے خالی نہیں ہے اور اگر آپ کو اس کتاب سے باہر کوئی حکمت کی بات ملتی ہے تو جان لیجئے کہ وہ حکمت کی بات نہیں ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کریم میں حکمت کو کامل فرما دیا ہے۔ فرمایا کہ ''اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط'' (المائدۃ ۵، آیت ۳)
ترجمہ ''آج میں نے تمہارے لیے دِین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور

تمہارے لیے اِسلام کو بہ طور دِین کے پسند کرلیا''۔ یہاں نعمت کا مطلب قرآن حکیم ہے۔
مشرکینِ مکہ کو ہر طرح سے سمجھایا گیا لیکن وہ قومِ فرعون کی طرح ہٹ دھرم ہی رہے سوائے چند ایک کے باقی سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مذاق ہی اُڑاتے رہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی دعوت تو تمام دُنیا کیلئے ہے تو جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ایمان نہیں لائے گا، اللہ تعالیٰ اس سے آخرت میں انتقام لیں گے اور اسے سخت عذاب دیا جائے گا۔

عرب اور دُنیا کی قوموں سے پہلے ایک فرعون کی قوم گزر چکی ہے۔ فرعون کی قوم نے آخر دَم تک اس وقت کے نبی یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ واحد پر ایمان لانے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو غرق کر دیا۔ آج کل جو قومیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان نہیں لاتیں، ایک دِن اللہ تعالیٰ ان کو ختم فرما دے گا۔ **حضرت مہدی** علیہ السلام اور **حضرت عیسیٰ** علیہ السلام کے نزول کے وقت جو بھی ایمان نہیں لائیگا، ایمان والے اسکو قتل کر دینگے اور حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حکومت کا دورانیہ تقریباً چالیس سال ہوگا۔ اس وقت ساری دُنیا پر ایک ہی دِین ہوگا، دِینِ اسلام۔
کوئی قوم کسی اَور دِین کیساتھ زندہ نہیں ہوگی۔ نہ ہی یہودی، نہ ہی ہندو، نہ ہی دہریئے، نہ ہی آتش پرست، نہ ہی کوئی ایسا بت پرست جسکو ہم نہیں جانتے، نہ ہی نصاریٰ۔ سب ایک ہی دِین پر ہونگے اور وہ دِینِ اسلام ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ''**قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا** ''(سورۃ الاعراف ۷ آیت ۱۵۸) ترجمہ ''اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرمایا، تم اعلان فرما دو کہ اے ''تمام دُنیا کے'' انسانو! میں تم سب کی طرف رسول بن کر آیا ہوں''۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی بدولت قیامت تک دُنیا کے ہر فرد اور ہر قوم پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کو واحد مان لینے کیساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی آخری نبی مانا جائے ورنہ اسکی کسی نیکی کا اَجر نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ** ''(آلِ عمران ۳ آیت ۲۲) ترجمہ ''ایسے لوگوں کے اعمال دُنیا اور آخرت میں ضائع ہو جائینگے'' (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان نہیں لائینگے)

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۳۴﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا
الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَا اِنْ
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۶﴾ اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَّالَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ اَهْلَكْنٰهُمْ ۫ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۳۷﴾
وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ
﴿۳۸﴾ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ
﴿۴۰﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْئًا وَّلَا هُمْ

ترجمہ◄ (آیات ۳۴ سے ۵۹) یہ لوگ (یعنی مشرکین مکہ) کہتے ہیں کہ یہی پہلی موت ہماری مستقل موت ہے۔ اسکے بعد ہم دوبارہ زندہ نہیں کیے جائینگے۔ اگر تم سچے ہو تو زندہ کرلاؤ ہمارے باپ دادوں کو۔[۳۴-۳۶]

کیا یہ شان وشوکت میں بڑھ کر ہیں یا تُبَّع کی قوم اور اس سے پہلے کے لوگ۔ ہم نے ان کو (یعنی تبع اور دوسری قوموں کو) اسی لیے تباہ کیا کہ وہ جرائم پیشہ لوگ بن گئے تھے۔[۳۷] (سب سے بڑا جرم شرک ہے جو ہر جرم کو جنم دیتا ہے)

ہم نے آسمانوں اور زمین اور انکے درمیان جو بھی چیزیں ہیں، کھیل تماشے کیلئے نہیں بنائیں۔[۳۸] (بلکہ ٹھوس عدل کی بنیادوں پر بنائی ہیں)

ہم نے انکو سچائی کی بنیاد (یعنی حق) پر پیدا کیا ہے لیکن اکثر لوگ حقیقت کو نہیں جانتے۔[۳۹]

تمام دُنیا کے اکٹھے ہونے کیلئے ایک طے شدہ فیصلے کا دِن ہے۔ اس دِن کوئی

يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ
الرَّحِيْمُ ﴿۴۲﴾ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ
﴿۴۴﴾ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ﴿۴۵﴾ كَغَلْيِ
الْحَمِيْمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ
﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۸﴾
ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ﴿۴۹﴾ اِنَّ هٰذَا مَا
كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ
﴿۵۱﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۲﴾ يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ

دوست وسرپرست کسی دوست یا سرپرست کے کچھ کام نہ آئیگا اور نہ کہیں سے انہیں کوئی مدد ملے گی سوائے اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کے جس پر وہ رحم فرمانا چاہے۔ وہ یقیناً زبردست ہے لیکن رحم فرمانے والا ہے۔[۴۰-۴۲]

(اب سنو! جہنم کے) زقوم کے درخت (کے متعلق) یہ گناہگاروں کی خوراک ہوگا۔ تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا اور پیٹ میں اس طرح جوش کھائیگا جیسے کھولتا ہوا گرم پانی۔[۴۳-۴۶]

پکڑو اس (یعنی کافر) کو اور گھسیٹتے ہوئے لے جاؤ اسکو جہنم کے بیچ میں پھر ڈال دو اسکے سر پر کھولتے ہوئے پانی کا عذاب۔ اے کافر! چکھو اسکا مزہ۔ تُو دُنیا میں بنتا تھا بڑا زبردست اور معزز۔[۴۷-۴۹]

یہ ہے وہ چیز جس میں تم شک کرتے تھے[۵۰] (یعنی آخرت میں تم شک کرتے تھے) (اسکے برعکس) متقین (یعنی صالح مومنین) اَمن کے مقامات میں ہوں

وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝۵۳ كَذٰلِكَ قف وَزَوَّجْنٰهُمْ
بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝۵۴ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ
۝۵۵ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ج
وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝۵۶ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ط
ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۵۷ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ
لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝۵۸ فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ۝۵۹ ع

گے۔ باغوں میں اور چشموں میں۔ ریشم و دیبا کے لباس پہنے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہونگے۔ یہ ہوگی انکی شان اور ہم بڑی آنکھوں والی عورتوں سے انکا نکاح کر دینگے۔ [۵۱-۵۴]

وہ وہاں اَمن سے ہر طرح کے لذیذ میوے طلب کرینگے۔[۵۵]

وہاں وہ موت کا مزہ کبھی نہ چکھیں گے۔ بس وہی موت جو دُنیا میں آ چکی اور تمہارا رَبِّ کریم اپنے فضل سے انہیں جہنم کے عذاب سے بچا لے گا۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔[۵۶-۵۷]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! ہم نے اس قرآن کریم کو تمہاری زبان میں سہل بنا دیا ہے تا کہ یہ لوگ سمجھیں۔[۵۷]

اب تم بھی انتظار کرو۔ یہ بھی انتظار کرتے ہیں۔ (آخری گھڑی کا)[۵۸]

تشریح : بہت سے کافرین فرقے دُنیا میں جو اس وقت موجود ہیں، آخرت پر یقین نہیں رَکھتے۔ آخرت کا آنا یقینی ہے کیونکہ یہ کائنات ایک خاص مقصد کے تحت علم کی بنا پر بنائی گئی ہے۔ یہ کھیل تماشے کی غرض سے نہیں بنائی گئی۔

زمین پر جو مخلوق ہے، اسکے اعمال کا حساب کتاب ضرور ہوگا۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

جو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پرواہ کیے بغیر اپنی مرضی سے باطل کے راستے پر چلتے ہیں تو وہ اپنے شیطان کیساتھ جہنم کے عذاب میں مبتلا ہونگے۔

جہنم کے کچھ عذابوں کی جھلک دکھائی گئی ہے مثلاً کھانے کیلئے زقوم کا درخت ہوگا جو پیٹ میں گرم پانی کی طرح کھولے گا اور یہ انسان کی بھوک نہیں مٹائے گا۔ بار بار اسی کو کھانا پڑے گا پھر جہنمیوں کے سر پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائیگا اور انہیں اس بات کی یاددہانی کرائی جائیگی کہ یہ ہے وہ جہنم جس سے اللہ تعالیٰ کے نبی تمہیں ڈرایا کرتے تھے۔

پھر جنت کا کچھ نقشہ پیش کیا گیا کہ جنتی لوگ جنت میں اَمن وچین میں ہونگے، باغوں میں رہیں گے، ہر طرف چشمے ہونگے، ریشم کے لباس ہونگے، انکی خوبصورت بیویاں ہونگی، جو کچھ وہ طلب کرینگے، وہاں انکو دیا جائیگا اور اس میں موت ہرگز نہیں آئیگی یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فضل جو انکو انکے تقویٰ کی بنا پر دیا جائیگا۔

اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ قرآن حکیم کے متعلق فرمایا کہ یہ قرآن کریم ہم نے تمہاری زبان میں بھیجا ہے یعنی عربی زبان میں تاکہ تم اسکو سمجھ سکو۔ عجمیوں کے لیے ضروری ہے کہ اگر ہم نے قرآن حکیم سمجھنا ہے اور اس پر عمل کرنے کی چاہت ہے اور جنت کی اُمید رَکھنی ہے تو پھر عربی زبان کا سیکھنا لازمی ہے۔ بغیر سمجھے بوجھے قرآن کریم حفظ کر لینے یا پڑھ لینے سے مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ قرآن کریم کا مقصد ہدایت ہے۔ جب سمجھ نہیں آئے گی تو ہدایت کیسے ملے گی۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ:

زمین اس کائنات کا حصہ ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ زمین وآسمان اور اسکے درمیان کی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے کھیل تماشے کیلئے نہیں پیدا کیں۔ اللہ تعالیٰ کائنات کا بادشاہ ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ ''**وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ**'' (آلِ عمران۳، آیت۱۸۹) ترجمہ ''اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ تعالیٰ ہی کی ہے''۔

زمین کے حکمران اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہوتے ہیں خواہ وہ اچھے ہوں یا بُرے۔ جو حکمرانی کو سنجیدگی سے لے گا، وہ اپنا فرض اَدا کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائے گا۔ جو حکمران، حکمرانی کو کھیل تماشا بنائے گا، وہ ایک دِن اللہ تعالیٰ کے عذاب میں گرفتار ہو جائے گا۔ یہ گرفتاری اس کو جہنم میں لے جائے گی۔

حکمرانی یا حکومت کا کوئی عہدہ بہت ہی ذِمہ داری کی امانت ہے۔ بعض حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور حضرات اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حکمران بننا یا حکومت کے کسی منصب کو قبول کرنا سخت ناپسند سمجھتے تھے۔

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بلایا کہ میں تمہیں قاضی مقرر کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انکار کر دیا۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ترغیب دینے کیلئے یہ بھی فرمایا کہ تمہارے والد تو حاکم بھی تھے اور قاضی بھی تھے، تم کیوں نہیں یہ منصب قبول کر رہے لیکن اسکے باوجود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس منصب کو ٹھکراتے رہے۔ **حضرت عمرو بن مرۃ** رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ اگر کوئی حاکم اپنی رعایا کے حاجتمندوں محتاجوں اور مسکینوں کیلئے اپنے دروازے بند کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی حاجات، ضروریات اور فقر کو دُور کرنے سے پہلے آسمانوں کے دروازے بند کر دیتا ہے۔ (**ترمذی**، جلد اوّل، حدیث ۱۱۹۶) **حضرت ابو ہریرۃ** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر کوئی حاکم فیصلہ کرتے وقت صحیح فیصلہ کرتا ہے تو اس کو دو [۲] اَجر ملتے ہیں اور اگر (خلوصِ نیت کے باوجود) فیصلہ اس کا غلط ہو گیا تو ایک اَجر ملتا ہے''۔ (ترمذی شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۱۹۱) **حضرت معاذ بن جبل** رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں (حاکم بنا کر) یمن کی طرف بھیجا۔ پوچھا کہ اے (حضرت) معاذ (رضی اللہ عنہ)! تم فیصلے کیسے کرو گے؟ عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کے حکم کے مطابق۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ اگر قرآن کریم میں اس مسئلے کا حل نہ ملے تو پھر کیا کرو گے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر سنت میں بھی نہ ملے تو پھر کیا کرو گے تو (حضرت) معاذ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ تمام تعریفیں اسی اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے رسول (یعنی نمائندے) کو توفیق بخشی اس بات کی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو محبوب ہے''۔ (ترمذی شریف جلد اوّل حدیث ۱۱۹۲)

اَلْجَاثِيَةِ ۴۵

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۳۷ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

حٰمٓ ۚ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ
② اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ
③ وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ
يُّوْقِنُوْنَ ④ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ

ترجمہ ◄ (آیات ۱ سے ۱۵) حا-میم۔ یہ کتاب (یعنی قرآن کریم) اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو زبردست ہے اور دانا ہے۔[۱-۲]

آسمانوں اور زمین میں ان لوگوں کیلئے (توحید، رسالت اور آخرت کی) نشانیاں موجود ہیں جو ایمان لانا چاہتے ہیں۔[۳]

یہی نشانیاں موجود ہیں تمہاری اپنی پیدائش میں اور ان جانوروں کی پیدائش میں جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں پھیلا رکھا ہے، ان لوگوں کیلئے جو یقین کرنا چاہتے ہیں۔[۴]

اور پھر یہی نشانیاں موجود ہیں رات دِن کے اختلاف میں اور اس رزق میں

اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ
مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۵
تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ
حَدِيْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝۶ وَيْلٌ لِّكُلِّ
اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝۷ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ
يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ
اَلِيْمٍ ۝۸ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئًا ۨ اتَّخَذَهَا
هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۹ مِنْ

(یعنی بارش) جو اللہ تعالیٰ آسمان سے نازل فرماتا ہے اور نشانیاں موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس بارش کے ذریعے مُردہ زمین کو زندہ کرتا ہے اور نشانیاں موجود ہیں ہواؤں کے چلنے میں، ان کے لیے جو عقل سے کام لینا چاہتے ہیں۔[۵]

یہ ہیں اللہ تعالیٰ کی آیات جنہیں ہم تمہارے سامنے سچ سچ بیان کر رہے ہیں تو اب اللہ تعالیٰ کی ان باتوں کے بعد اور ان نشانیوں کے بعد کون سی بات رہ گئی ہے جسکی وجہ سے یہ لوگ ایمان لائینگے۔[۶]

ہلاکت ہے ہر جھوٹے گناہگار شخص کیلئے جو کہ اللہ تعالیٰ کی ان آیات مبارکہ کو جو اسکے سامنے پڑھی جاتی ہیں سنتا تو ہے لیکن تکبر کیساتھ اپنے کفر پر ایسا اَڑا رہتا ہے گویا کہ اس نے سنا ہی نہیں۔ ایسے شخص کو دَردناک عذاب کی خبر سنادو۔[۷-۸]

ایسے شخص کے علم میں جب ہماری کوئی نشانی آتی ہے تو وہ اسکا مذاق بنالیتا ہے۔ اس طرح کے لوگوں کیلئے ذِلت کا عذاب ہے (دُنیا میں)۔[۹]

پھر اسکے بعد جہنم کا عذاب ہے۔ جو کچھ انہوں نے دُنیا میں بُری کمائی کی،

وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْئًا
وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۱۰ هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝۱۱ اَللّٰهُ
الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ
بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۱۲
وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
جَمِيْعًا مِّنْهُ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

اس میں سے کوئی چیز ان کے کام نہیں آئے گی اور نہ ہی وہ چیزیں جن کو اپنا دوست اور سرپرست بنا رکھا تھا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر (یعنی جھوٹے خداؤں کو)۔ ایسے لوگوں کیلئے بہت بڑا عذاب ہوگا (قیامت کے روز)۔[۱۰]

یہ قرآن حکیم تو کتابِ ہدایت ہے اور ان لوگوں کیلئے سخت اذیت ناک عذاب ہے جنہوں نے اپنے رَبّ تعالیٰ کی (اس قرآن کریم کی) آیات کو ماننے سے انکار کر دیا۔[۱۱]

اللہ تعالیٰ ہی نے تو تمہارے لیے سمندر کو ایک قانون کا پابند بنا دیا تا کہ اس میں کشتیاں چلیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور تم اللہ تعالیٰ کی روزی تلاش کرو اور اسکے شکر گزار بندے بن جاؤ۔[۱۲]

اسی نے جو کچھ آسمان اور جو کچھ زمین میں ہے، سب کو تمہارے لیے ایک ضابطہ کا پابند کر دیا۔ اس میں بڑے سبق ہیں ان لوگوں کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں[۱۳]

يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا
يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا ۢ بِمَا كَانُوْا
يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ
اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۡ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۵﴾

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! ایمان لانے والوں سے کہہ دو کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بُرے دِن کے آنے کا کوئی ڈر نہیں رَکھتے، انکی حرکتوں پر دَرگزر سے کام لیں تا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک گروہ کو اسکی کمائی کا مزہ چکھائیں۔[۱۴]

جو کوئی نیک عمل کریگا، اپنے ہی لیے کریگا اور جو بُرائی کریگا، اسکا خمیازہ اسی کو بھگتنا پڑے گا۔ تم سب اپنے رَبّ کریم کی طرف لوٹ جانے والے ہو (موت کے بعد)[۱۵]

تشریح: اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں اور خود انسان کے اندر ایسی نشانیاں رَکھ دی ہیں جن سے ہمیں روزمرہ کا واسطہ پڑتا ہے کہ اگر ہم غور کریں تو ہم اس بات پر ایمان لے آئیں گے کہ کائنات کا پیدا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ہمیں رزق دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ہمارے سارے کام کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن ان واضح نشانیوں کے باوجود لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسری چیزوں کو دُعا کا مرکز بنا لیتے ہیں یا اللہ تعالیٰ تک دُعا کے پہنچانے کا وسیلہ سمجھ لیتے ہیں۔ یہ سراسر شرک ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کیلئے بہت بڑا عذاب آخرت میں تیار کر رَکھا ہے۔

آپ خود غور کریں کہ آپکے اندر اللہ تعالیٰ نے کیا کچھ صلاحیتیں رَکھی ہیں جس سے آپ دُنیا کے کاروبار میں اپنے فائدے کے کام کرتے ہیں اور نقصانات سے بچنے کی صلاحیت رَکھتے ہیں۔ اگر ان تمام نعمتوں کا ہم شکر اَدا نہیں کرینگے تو اللہ تعالیٰ ایک تو وہ نعمتیں واپس لے لے گا اور دوسرا شکر یہ اَدا نہ کرنے کی پاداش میں ہمیں اس دُنیا میں اور آخرت میں **عَذَابِ مُهِيْن** سے واسطہ پڑے گا۔

قرآن حکیم، کتابِ ہدایت ہے۔ انسان کو ساری زندگی میں جہاں جہاں بھی ہدایت کی ضرورت ہے، وہ اس کتاب میں موجود ہے۔ اسکو چھوڑ کر کسی دوسری کتاب کو

اُٹھانا جہالت اور حماقت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ ''**اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ**''۔ (المائدۃ ۵، آیت ۳) ترجمہ ''میں نے تمہارے دِین کو مکمل کر دیا''۔ اگر اس نے دِین کو مکمل کر دیا تو وہ دِین قرآن حکیم ہی میں تو محفوظ ہے اور احادیث شریف اس کی تفسیر ہیں تو ان دو کتابوں کو چھوڑ کر کسی اَور کتاب کے پیچھے بھاگنا کہ اس سے ہدایت حاصل کریں زیادہ فائدہ مند نہیں ہوگا۔

پوری کائنات، آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے، جاندار یا بے جان چیزیں، سب انسان کے استعمال کیلئے پیدا کی گئی ہیں تاکہ انسان اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کے احکامات پر بسر کرے اور اس کو کوئی تنگی نہ ہو۔

بارش کا ہونا اور خشک زمین میں گھاس، جڑی بوٹیوں کا اُگ آنا، اس بات کا ثبوت ہے کہ جو انسان نیچے زمین میں مُردہ پڑے ہیں، وہ قیامت کے روز اسی طرح زندہ ہو کر زمین سے نکل آئیں گے لیکن بہت سے لوگ اس زمانے میں بھی ایسے ہیں جو دوبارہ جی کر اُٹھنے اور حساب کتاب کیلئے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے پر یقین نہیں رَکھتے۔

ابھی وقت ہے کہ باقی بیہودہ کتابوں، پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر غیر معیاری باتوں اور پروگراموں کو چھوڑ کر قرآن حکیم کو پکڑ لیا کرو۔ **حضرت عثمان** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ ''تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن شریف کو سیکھے اور سکھائے''۔ (مشکوٰۃ)

یہ ولی اور بزرگ جن کے مزاروں پر جا کر تم براہِ راست ان سے دُعا مانگتے ہو یا ان کا وسیلہ دیتے ہو، یہ واضح شرک ہے اور یہ ولی اور بزرگ آخرت میں تمہارے کسی کام نہیں آئیں گے۔ علامہ اقبال نے بالِ جبریل [پیر و مرید] میں فرمایا کہ

ے اب مسلماں میں نہیں وہ رنگ و بو سرد کیونکر ہو گیا اس کا لہو
ے کس طرح قابو میں آئے آب و گِل کس طرح بیدار ہو سینے میں دِل
ے سرِّ دِیں ادراک میں آتا نہیں کس طرح آئے قیامت کا یقیں
ے تجھ پر روشن ہے ضمیر کائنات کس طرح محکم ہو ملت کی حیات
ے آسمانوں پر میرا فکر بلند میں زمیں پر خوار و زار و دَرد مند
ے ''ملک'' میں اب نور ہے باقی نہ سوز اہل دِل اس دیس میں ہیں تیرہ روز

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ
وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا
اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًا
بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى
شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ
شَيْئًا ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ

ترجمہ ◄ (آیات ۱۶ سے ۲۲) ہم نے بنی اسرائیل کو **کتاب** اور **حکومت** اور **نبوت** عطا فرمائی تھی اور انکو پاکیزہ رزق عطا فرمایا اور تمام دُنیا پر انکو برتری دی۔[۱۶]

اور دِین کے بارے میں انہیں واضح ہدایات دیں لیکن علم آ جانے کے بعد انہوں نے آپس میں اختلاف کیا اور اس بنا پر کیا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر زیادتی کرنا چاہتے تھے۔ قیامت کے دِن اللہ تعالیٰ انکے درمیان فیصلہ فرما دیگا جن چیزوں میں وہ اختلاف رَکھتے تھے۔[۱۷]

اسکے بعد اب اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! ہم نے تمہیں دِین کے معاملے میں ایک (خاص) شریعت عطا فرمائی ہے۔ پس اسی پر چلو اور ان لوگوں کی خواہشات پر مت چلو جو علم سے بے بہرہ ہیں۔[۱۸]

اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں وہ تمہارے کچھ بھی کام نہیں آئینگے اور ظالم لوگ

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹﴾ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ
وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْ حَسِبَ
الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ
وَمَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَخَلَقَ اللّٰهُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ
بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾

ایک دوسرے کے دوست ہیں لیکن اللہ تعالیٰ متقیوں کا دوست ہے۔[۱۹]

اس کتاب (یعنی قرآن کریم) میں بصیرت کی روشنیاں ہیں سب لوگوں کیلئے اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کیلئے جو پختہ یقین رکھتے ہیں۔[۲۰]

کیا وہ لوگ جنہوں نے جرائم کیے، یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں اور ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو برابر کردیں گے کہ انکا زندہ رہنا اور مرنا ایک سا ہو گا۔ کیسا بُرا فیصلہ ہے جو یہ لوگ کررہے ہیں۔[۲۱]

اور اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو حق (یعنی سچ) کیساتھ پیدا فرمایا تاکہ ہر شخص کو وہی اَجر ملے جو اس نے کام کیا اور لوگوں پر ہرگز ظلم نہ کیا جائیگا۔[۲۲]

تشریح: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو بھی ایک واضح شریعت دی گئی تھی لیکن لوگوں نے اس میں وقت گزرنے کیساتھ بڑا اختلاف کیا اور کئی فرقے بن گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھی ایک واضح شریعت (قوانینِ زندگی وموت) عطا فرمائی ہوئی ہے اور ہمیں متنبہ کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قانون پر چلو، نہ کہ دوسرے لوگوں کی خواہشات پر۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کرو، نہ کہ دوسرے لوگوں کو۔

دوسرے لوگوں کو آج خوش کرو گے تو اللہ تعالیٰ کو دُشمن بنا لو گے۔ اللہ تعالیٰ کی شریعت پر چلو گے تو اللہ تعالیٰ کو دوست بنا لو گے۔

شریعت سے ہٹ کر کام کرنے والے لوگ اور شریعت پر چلنے والے لوگ ایک جیسے نہیں ہیں۔ ہر انسان کے عمل کا بدلہ اسکی نیت اور اسکے عمل پر منحصر ہوگا۔ جو اللہ تعالیٰ کو واحد سمجھتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے طریقے پر اپنی زندگی بسر کرتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اچھی جزا حاصل کرے گا۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے قوانین سے ہٹ کر بُرائیوں میں ملوث ہیں، ان کی جزا ان کی بُرائیوں کے مطابق ہوگی۔ یہ دونوں گروہ اس دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بالکل ایک دوسرے سے الگ پہچانے جا سکتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''یہودیوں کے بہتر (۷۲) فرقے تھے اور تمہارے تہتر (۷۳) ہونگے۔ ان میں سے صرف ایک جنتی ہوگا، باقی جہنمی ہونگے''۔ (مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث شریف کا مطلب صرف خبر دینا نہیں ہے بلکہ اُمت کو متنبہ کرنا ہے کہ آپس کے اختلافات سے بچو اور فرقے فرقے مت بن جاؤ جیسے یہودی فرقے فرقے بن کے منتشر ہو گئے اور ان کی ایک متحدہ اُمت نہ رہی۔ افسوس کی بات ہے کہ آج ہم وہی کر رہے ہیں جو بنی اسرائیل نے کیا تھا۔ اسی لیے آج ہماری ایک قیادت کی بجائے بیسیوں قیادتیں ہیں اور ہر ملک میں ایک فرقے کی بجائے بیسیوں فرقے بنے ہوئے ہیں۔ ملک کے اندر فرقوں نے انتشار پھیلایا ہوا ہے اور اُمت کے اندر ملکوں نے انتشار پھیلایا ہوا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی اس بات پر ذرا بھی کان نہیں دَھرا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے قرآن کریم کو بھی چھوڑ رَکھا ہے اور احادیث شریف کو بھی پس پشت رَکھا ہوا ہے۔ اب ہم نئی تہذیب جو شیطانی تہذیب ہے، اس کے پیچھے چل رہے ہیں اور اس کا انجام جو شیطان کا ہوا، وہی ہمارا ہوگا۔ ہر فرد اور ہر حکومت کو اللہ تعالیٰ سے توبہ کر کے واپس سیدھے راستے پر آنا چاہیے۔ اگر وہ اس دائمی زندگی کی آرزو رَکھتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت موجود ہو۔

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلَاغ ..... اَللّٰھُمَّ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى
عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى
بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا
تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا
نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ
بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِذَا
تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ
اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ

ترجمہ◄ (آیات ۲۳ سے ۳۷) کیا تو نے اس شخص کے حال پر غور کیا جس نے اپنی خواہشاتِ نفس کو اپنا رَبّ بنا لیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے علم کے باوجود اسے گمراہ کر دیا (کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم سے فائدہ نہیں اُٹھایا) اور اسکے کانوں پر اور دِل پر مہر لگا دی اور اسکی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ کے بعد اب اَور کون اسکو ہدایت دے گا۔ کیا تم سوچتے نہیں ہو۔[۲۳] (یہ حالت تھی مکہ کے مشرکین کی کہ باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تعلیم کے ان کی عقل پر پردہ ہی پڑا رہا)

یہ لوگ (یعنی مشرکین مکہ) کہتے ہیں کہ زندگی بس یہی دُنیا کی زندگی ہے۔ یہی ہمارا مرنا اور جینا ہے۔ زمانہ اور وقت کے سوا کوئی چیز ہمیں ہلاک نہیں کر سکتی۔ انکے پاس ایسا کوئی علم نہیں ہے۔ یہ محض قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔[۲۴]

جب انکے سامنے ہماری آیات سنائی جاتی ہیں تو انکے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا سوائے اسکے کہ پھر وہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو زندہ اُٹھا کر

اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

لے آؤ۔[۲۵]

انکو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ ہی تمہیں زندہ کرتا ہے اور پھر وہی تم کو موت دیتا ہے پھر وہی تم سب کو قیامت کے دِن (دوبارہ زندہ کر کے) جمع کرے گا جسکے آنے میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر لوگ علم حاصل نہیں کرتے۔[۲۶]

آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ جب قیامت کی گھڑی آئیگی تو اس دِن باطل (جھوٹ) پر زندگی بسر کرنے والے نقصان اُٹھائینگے۔[۲۷]

اس وقت تم ہر قوم کو گھٹنوں کے بل گرا دیکھو گے۔ ہر اُمت کو پکارا جائیگا کہ آؤ اور اپنا اعمال نامہ دیکھو۔ آج تمہیں اسی کا بدلہ ملے گا جو کچھ تم کرتے رہے تھے۔[۲۸]

یہ ہے تمہارا اعمال نامہ جو سچ سچ تمہارے متعلق بیان کریگا۔ جو کچھ بھی تم کرتے تھے، ہم لکھتے جا رہے تھے۔[۲۹]

جو لوگ تو ایمان والے ہونگے اور نیک عمل کیے ہونگے، انہیں انکا رَبِّ کریم

الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ
هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۰﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قف اَفَلَمْ
تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ
قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ
وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ
اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿۳۲﴾
وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا
بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ

اپنی رحمت میں داخل فرمالے گا (یعنی جنت میں)۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔[۳۰]

اور جن لوگوں نے انکار کی روش اختیار کی (یعنی کفر کیا)، ان سے کہا جائے گا کہ کیا میری ہدایات تم کو پڑھ کر سنائی نہیں جاتی تھیں مگر تم نے تو تکبر کیا اور تم جرائم پیشہ لوگ بن کر رہ گئے۔[۳۱]

اور جب کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے، قیامت آ کر رہے گی جس میں کوئی شک نہیں تو تم کہا کرتے تھے کہ ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا ہوتی ہے؟ تم تو ایک اپنا گمان رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمیں یقین نہیں آتا۔[۳۲] (کہ قیامت آئیگی)

اس وقت ان پر ان کے بُرے اعمال ظاہر ہو جائیں گے اور جس چیز کی وہ ہنسی اُڑایا کرتے تھے، اسی میں وہ گرفتار ہو جائیں گے۔[۳۳] (یعنی وہ دوبارہ زندہ ہونے اور عذاب کا سامنا کرنے پر ہنستے تھے)

اور ان سے کہا جائیگا کہ آج ہم نے بھی تمہیں اسی طرح بھلا دیا ہے جس

لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ
نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ
هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا
يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلِلّٰهِ
الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۷﴾

طرح تم اس دِن کی (ہماری) ملاقات کو بھلاتے تھے۔ آج تمہارا ٹھکانہ آگ ہے اور تمہیں کہیں سے مدد نہیں ملے گی۔[۳۴] (باہر نکلنے کی)

تمہارا یہ انجام اسلئے ہوا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو مذاق ٹھہرایا اور دُنیا کی زندگی نے تم کو دھوکے میں ڈالے رکھا۔ آج یہ لوگ جہنم سے نہیں نکالے جائیں گے اور انہیں معافی بھی نہیں دی جائے گی۔[۳۵]

پس سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں جو آسمانوں کا رَبِّ کریم ہے اور زمین کا بھی اور تمام جہانوں کا رَبِّ کریم ہے۔ آسمانوں اور زمین میں وہی سب سے بڑا ہے اور وہ بڑا زبردست اور حکمت والا ہے۔[۳۶-۳۷]

تشریح: اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ:

انسانی تاریخ میں انسان کو راہِ راست سے بھٹکانے والا سب سے زیادہ متحرک **انسان کا اپنا نفس** ہے۔ اپنی خواہشات کو پورا کرنے کیلئے انسان اللہ تعالیٰ اور اسکے نبیوں اور اسکی کتابوں کی پرواہ کیے بغیر **اپنی مرضی** پر عمل پیرا رہتا ہے۔

نفسانی خواہشات کی تسکین کیلئے ہی بت پرستی جنم لیتی ہے۔ یہی قبر پرستی پر

اُبھارتی ہے۔یہی قتل وغارت کا سبب بنتی ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو اسی خواہشِ نفس نے بھٹکایا اور شیطان کے ورغلانے پر اس درخت کا پھل کھا بیٹھا جس سے اسکو منع کیا تھا۔شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو جھوٹا وعدہ دیا کہ اگر تم یہ پھل کھالو گے تو ہمیشہ کیلئے زندہ رہو گے۔خواہشِ نفس نے اس بات کو پسند کیا اور شیطان کی بات مان بیٹھا۔اب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کیلئے **سب سے بڑا مسئلہ خواہشِ نفس کی تسکین یا اسکو دبانے کی کوشش جاری رہتی ہے۔**

جو انسان خواہشِ نفس پر چلتا ہے، شیطان اسکی مدد کرتا ہے اور ایک دِن اسکو اپنا ساتھی بنالیتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا کہ ''**وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ**''۔(الزخرف۴۳، آیت ۳۶) ترجمہ ''جو اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس پر شیطان مسلط فرما دیتا ہے جو اسکا رفیق بن جاتا ہے''۔ جو انسان خواہشِ نفس کیخلاف چلتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی حدود میں اپنی زندگی بسر کرنے کی کوشش کرتا ہے خواہ اسکو کتنی ہی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑے، اللہ تعالیٰ اسکی مدد کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''**وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ**''۔(آلِ عمران۳، آیت ۶۸) ترجمہ ''اللہ تعالیٰ مومنین کا دوست ہے''

اور **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''جو شخص **اللہ تعالیٰ کی طرف** ایک قدم جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی طرف دَس قدم آتا ہے (اسکو مدد کرنے کیلئے) جو اللہ تعالیٰ کی طرف چل کر آتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے بھاگ کر ملتا ہے (اسکی مدد کیلئے) جو اللہ تعالیٰ کا ذِکر خفیہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو اپنے دِل میں یاد کرتا ہے۔جو اللہ تعالیٰ کا ذِکر بندوں میں کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسکا ذِکر اس سے بہتر مخلوق یعنی فرشتوں میں کرتا ہے''۔(مشکوٰۃ)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمت دے کہ ہم اپنی خواہشات کی بجائے اللہ تعالیٰ کے قوانین کو اپنی نظروں کے سامنے رَکھیں اور اسکی مقرر کی گئی حدود کے اندر رہ کر اپنی زندگی بسر کریں تاکہ ہم نارِ جہنم سے بچ جائیں۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے ہمارے رَبِّ کریم! ہمیں دُنیا میں بھی بہترین زندگی عطا فرما اور آخرت میں بھی بہترین زندگی عطا فرما اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچالے

اَلْاَحْقَافِ ۴۶

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۳۵ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

حٰمٓ ۚ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ
② مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا
بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ
اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ③ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۱۰) حا-میم۔ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو زبردست ہے لیکن دانا ہے۔[۱-۲]

ہم نے تمام آسمان اور زمین اور جو ان دونوں کے درمیان ہے، سچ کی بنیاد پر پیدا فرمایا ایک مدتِ خاص تک کیلئے مگر یہ کافر لوگ جس چیز (یعنی قیامت) سے ڈرائے جاتے ہیں اس سے منہ پھیر لیتے ہیں[۳] (آخرت کے حساب اور جہنم سے ڈرائے جاتے ہیں)

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! ان سے پوچھو کہ جن چیزوں کو تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پکارتے ہو، انہوں نے زمین میں کوئی چیز بنائی ہو تو مجھے دکھاؤ یا آسمان

دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ
لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ؕ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ
قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ
④ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا
يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ
دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ⑤ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ
اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ⑥ وَاِذَا تُتْلٰى
عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ

میں اللہ تعالیٰ کیساتھ انہوں نے شراکت کی ہے تو مجھے دکھاؤ۔اس (قرآن کریم) سے پہلے آئی ہوئی (آسمانی) کتابوں یا (آسمانی) علم اگر اس کے ثبوت میں تمہارے پاس ہیں تو حاضر کرو اگر تم سچے ہو۔[۴]

اس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان چیزوں کو پکارے جو قیامت تک اسے کبھی جواب نہ دے سکیں بلکہ اس (بات) سے بھی بے خبر ہوں کہ ان کو پکارا جاتا ہے۔[۵] (یعنی وہ اس بات سے بے خبر ہیں ان سے دُعائیں مانگی جاتی ہیں یا دُعاؤں کا وسیلہ بنایا جاتا ہے۔کیا بت بھی کبھی سنتے ہیں)

جب تمام انسانوں کو جمع کیا جائے گا،اس وقت وہ جھوٹے خدا اپنے پکارنے والوں کے دُشمن اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔[۶]

جب ان (یعنی مشرکین) کے سامنے ہماری واضح آیات مبارکہ پڑھی جاتی ہیں اور حق (یعنی سچی بات) ان کے سامنے آجاتا ہے تو جو لوگ کفر کرنے والے ہیں،

لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷ اَمْ يَقُوْلُوْنَ
افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ
اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ كَفٰى بِهٖ
شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۸
قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا
يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ
وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۹ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ

وہ کہتے ہیں کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔[۷] (جو کچھ آیات مبارکہ میں ہوتا تھا، اسکو وہ مانتے تو نہیں تھے لیکن ان میں سے ہی کوئی نہ کوئی ایمان لے آتا تھا، اسلئے انہوں نے کہا کہ یہ عقل تو ہماری نہیں مانتی جو کچھ کہا جا رہا ہے۔ اگر یہ ایمان لے آیا ہے تو یہ جادو کے اَثر سے ایمان لے آیا ہے)

کیا یہ کہتے ہیں کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) نے خود گھڑ لی ہے۔ ان سے کہو کہ اگر میں نے اسے خود گھڑ لیا ہے تو تم مجھے خدا تعالیٰ کی پکڑ سے نہیں بچا سکتے۔ جو باتیں تم بناتے ہو، اللہ تعالیٰ انکو خوب جانتا ہے۔ میرے اور تمہارے درمیان وہی گواہ کافی ہے اور وہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے[۸]

تم ان سے کہو کہ میں کوئی نیا رسول تو نہیں آیا۔ (مجھ سے پہلے بہت سے رسول آ چکے ہیں) میں تو یہ بھی نہیں جانتا کہ کل میرے ساتھ یا تمہارے ساتھ کیا ہونا ہے؟ میں تو اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف بھیجی جاتی ہے اور میں تو بس صرف تمہیں خبردار کرنے والا ہوں۔[۹] (تم کو زبردستی مومن نہیں بنا سکتا)

ان سے پوچھو! کیا تم سوچتے نہیں کہ اگر یہ کلام اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے

مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۰ ع

ہے اور تم نے اس کا انکار کر دیا جبکہ اس جیسا ایک کلام (یعنی تورات) پر تو بنی اسرائیل کا ایک گواہ، گواہی بھی دے چکا ہے اور وہ ایمان لے آیا ہے لیکن اگر تم تکبر میں ہی پڑے رہے (اور ایمان نہ لائے) تو تمہارا کیا انجام ہوگا؟ ایسے ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا۔[۱۰] (حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تورات کے عالم تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے تھے)

تشریح : ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ مشرکین کو یہ دعوت دے رہا ہے کہ اگر تمہارے بنائے ہوئے شریک آسمانوں میں یا زمین میں کچھ پیدا کر سکتے ہیں یا پیدا کیا ہے تو اسکا ثبوت لاؤ اگر تم ان کو معبود ماننے میں واقعتاً حق پر ہو۔ قیامت کے دِن یہ معبود اپنے ماننے والوں کے دُشمن ہونگے اور انکی عبادت سے انکار کرینگے۔

انسانی تاریخ میں بت پرستی اور شرک پرستی اتنی عام رہی ہے کہ بڑے بڑے دانشور اس موضوع پر شیطان کے چنگل سے آزاد نہیں ہو سکے۔

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ انسان جب اللہ تعالیٰ کی طرف خود کوشش کرتا ہے تو پھر ہی اللہ تعالیٰ اس کو سیدھے راستے پر آنے کی توفیق دیتا ہے۔ جب انسان رسم ورواج میں پڑ کر اندھا دھند تقلید کیے جا رہا ہوتا ہے تو پھر ایسے انسان کو اللہ تعالیٰ سوچ سمجھ کی توفیق نہیں دیتا۔ شرک ایک ایسا گناہ ہے جس کی کوئی معافی نہیں ہے اور اس کی بنیاد تکبر اور خواہشاتِ نفسانی کی پوجا ہے۔

انسان کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب جو قرآن حکیم ہے اور جو حقیقت میں حکمت سے بھرا ہوا ہے، اسکو سمجھ بوجھ سے ہی پڑھنا چاہیے۔ بغیر سمجھے قرآن حکیم کا پڑھنا خود قرآن کریم کی تعلیم کے برعکس ہے۔ فرمایا کہ ''اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ''۔ (الزخرف ۴۳، آیت ۳) ترجمہ ''ہم نے اس قرآن حکیم کو عربی زبان میں بھیجا (جو کہ تمہاری اپنی زبان ہے) تا کہ تم اسکو سمجھ سکو''۔

پھر دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ**''۔(النساء۴، آیت۴۳) ترجمہ ''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب مت جاؤ۔ نماز اس وقت پڑھو جب تم جان لو کہ کیا کہہ رہے ہو (یعنی تمہارا نشہ اُتر جائے)''۔ یہ آیت مبارکہ شراب حرام ہونے سے پہلے کی ہے **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''مومن کا محبوب ترین عمل نماز کا وقت پر پڑھنا ہے''۔(صحیح بخاری) ذرا اوپر والی آیت مبارکہ پر غور کریں کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اگر تم قرآن کریم نہیں سمجھو نشے کی وجہ سے گو تمہاری زبان عربی زبان ہے تو اس حالت میں نماز مت پڑھو۔ اگر ہم نماز پڑھتے ہیں اور ہم نہیں سمجھ رہے عربی زبان سے لاعلمی کی وجہ سے تو کیا ہماری نماز واقعتاً نماز ہے۔ یہ دو آیات مبارکہ واضح کرتی ہیں کہ قرآن حکیم کو عربی زبان میں سمجھ کے پڑھنا چاہیے یعنی جن لوگوں کی زبان عربی نہیں ہے انکو چاہیے کہ پہلے عربی سیکھیں تاکہ قرآن حکیم کو نماز کے وقت سمجھ سکیں لیکن ہم تراویح کی نماز میں گھنٹے دو گھنٹے صَرف کر دیتے ہیں۔ نہ تو اکثر اماموں کو عربی کا علم ہوتا ہے اور نہ ہی اکثر مقتدیوں کو۔ تو یہ گھنٹے دو گھنٹے معلوم نہیں ہم کیا پڑھ رہے ہیں۔ افسوسناک پہلو ہے کہ ہم بہت سا وقت بیہودہ کتابیں پڑھنے میں اور ٹیلیویژن کے پروگرام دیکھنے میں اور کھیلوں کے میچ دیکھنے میں اور غیبت کی مجلسوں میں ضائع کرتے ہیں لیکن کبھی نہیں سوچتے کہ عربی زبان کو سیکھنے کیلئے اگر ہم روزانہ آدھ پون گھنٹہ بھی نکالیں اور نیت صرف قرآن حکیم کو سمجھنے کی ہو تو اللہ تعالیٰ کی مدد سے آپ بہت جلدی عربی سیکھ جائینگے اور پھر قرآن حکیم عربی میں جب پڑھو گے تو تمہیں خود اندازہ ہوگا کہ بغیر عربی زبان سیکھے قرآن کریم پڑھنے میں اور عربی زبان سیکھنے کے بعد قرآن کریم پڑھنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** نے فرمایا کہ ''عربی زبان سیکھو کیونکہ قرآن کریم عربی زبان میں ہے۔ اگر ایسا کرو گے تو تم عرب سے محبت کرنے لگو گے''۔(جب عرب سے محبت کرو گے تو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے لگو گے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم عربی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہمیں جنت میں لے جائیگی)[مشکوٰۃ] حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''عرب کو گالی مت دینا۔ وہ گالی مجھ تک پہنچے گی کیونکہ میں عرب ہوں''۔[مشکوٰۃ]

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا
مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ؕ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ
هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى
اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا
لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲﴾ ۚ
اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ

ترجمہ◄ (آیات ۱۱ سے ۱۶) جن لوگوں نے ایمان لانے سے انکار کر دیا، انہوں نے ایمان والوں کے متعلق کہا کہ اگر اس کتاب (یعنی قرآن کریم) کو مان لینا کوئی اچھا کام ہوتا تو یہ لوگ اس معاملے میں ہم سے آگے نہ بڑھتے۔ (یعنی ہم ان سے پہلے ایمان لاتے۔ قرآن کریم پر ایمان لانا تو کوئی اچھا کام نہیں ہے) چونکہ انہوں (یعنی کافروں) نے اس سے ہدایت حاصل نہیں کی، اب یہ ضرور کہیں گے کہ یہ تو پرانی طرز کا گھڑا ہوا جھوٹ ہے۔ [۱۱] (مثلاً زمانہ دراز سے سنتے آ رہے ہیں کہ قیامت آ رہی ہے۔ جنت دوزخ موجود ہے اور مُردہ دوبارہ زندہ ہوں گے۔ ابھی تک تو کچھ ہوا نہیں لہٰذا یہ جھوٹ ہی جھوٹ ہے)

اور اس سے پہلے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کی کتاب (یعنی تورات) رہنمائی کرنے والی تھی اور باعثِ رحمت تھی اور یہ کتاب (یعنی قرآن کریم) اس کی تصدیق کرتی ہے عربی زبان میں (جو تمہاری اپنی زبان ہے تاکہ تم بات سمجھ سکو) تاکہ ظالموں (یعنی مشرکین اور کافروں) کو خبردار کر دیا جائے اور ایمان لانے والوں کیلئے اچھی خبر دے دی جائے۔ [۱۲]

جن لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ واحد ہی ہمارا رَبّ کریم ہے اور پھر اس پر ثابت قدم رہے تو انکے لیے نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم [۱۳] (وہ جنت میں ضرور جائینگے ان شاء اللہ

اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۱۳ ج
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ج جَزَآءً بِمَا
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۴ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ
اِحْسٰنًا ط حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ط
وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ط حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ
اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً لا قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ
اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى
وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِيْ
فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ج اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ

یہ اصحابِ جنت وہاں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ ہے بدلہ انکے (نیک) اعمال کا جو وہ دُنیا میں (کیا) کرتے تھے۔[۱۴]

ہم نے انسان کو ہدایت کی تھی کہ وہ اپنے والدین کیساتھ بہترین سلوک رَکھے۔ (ذرا سوچو) اسکی ماں مشقت اُٹھا کر اسے پیٹ میں رَکھتی ہے اور مشقت اُٹھا کر ہی اسکو جنتی (یعنی پیدا کرتی) ہے اور اسکے حمل اور دودھ چھڑانے کی کل مدت تیس مہینے ہیں یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری جوانی کو پہنچ جاتا ہے اور عمر کے چالیس سال پورے ہو جاتے ہیں تو کہتا ہے کہ اے میرے رَبِّ کریم! تو مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر اَدا کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمائیں اور مجھے توفیق دے کہ میں ایسا نیک عمل کروں جس سے تو راضی ہو جائے اور میری اولاد کو میرے لیے نیک بنا میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور میں تیری ہی بندگی کرتا رہونگا[۱۵]

الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

یہ ہیں وہ لوگ کہ ہم ان کے بہترین اعمال قبول کرتے ہیں اور ان کی بُرائیوں سے دَرگزر کرتے ہیں۔ یہ جنتی لوگوں میں شامل ہوں گے اس سچے وعدے کی بدولت جو ان سے کیا جاتا رہا ہے۔[۱۶]

تشریح: اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ:

ایمان لانے کے بعد جو مرتے دَم تک ایمان پر قائم رہتا ہے، وہ جنتی انسان ہے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جو بھی لا الہ الا اللہ کا اقرار کریگا، وہ جنت میں ضرور جائیگا''۔ (مشکوٰۃ شریف)

جنت میں لے جانے والے اس دُنیا میں بے شمار نیک کام ہیں۔ جو انسان بھی ان کاموں کو جتنا کر سکے، کرتا رہے اور **نیت میں خلوص باللہ** رَکھے تو وہ ضرور ایک دِن جنت میں داخل ہوگا۔ یہاں ان آیات مبارکہ میں ان کاموں میں سے ایک کام کی تاکید کی گئی ہے۔ وہ کام یہ ہے کہ انسان **اپنے والدین سے حسنِ سلوک رَکھے**۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے پوچھا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟'' فرمایا کہ ''تیری والدہ''۔ اس شخص نے دوبارہ سوال کیا کہ ''پھر کون ہے؟'' فرمایا کہ ''تیری والدہ''۔ اس شخص نے پھر سوال کیا کہ ''اسکے بعد کون؟'' فرمایا کہ ''تیری والدہ''۔ اس شخص نے پھر سوال کیا کہ ''اسکے بعد کون''۔ فرمایا کہ ''تمہارا والد''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۶۹۲)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ

''اسکی ناک خاک آلود ہو

اسکی ناک خاک آلود ہو

اسکی ناک خاک آلود ہو''۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! کس کی ناک خاک آلود ہو؟''

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اس شخص کی جس نے اپنے بوڑھے والدین کو، دونوں کو یا دونوں میں سے ایک کو اپنی زندگی میں پایا اور پھر بھی جنت میں داخل نہ ہوا'' (یعنی اس نے خدمت نہیں کی) (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۶۹۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے''۔ لوگوں نے کہا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! کیا کوئی اپنے والدین کو گالی دیتا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ہاں! اگر ایک شخص کسی کو ماں کی گالی دیتا ہے تو دوسرا شخص بھی اسکو ماں کی گالی دیگا۔ اگر وہ اسکے باپ کو گالی دیتا ہے تو دوسرا شخص اسکو اسکے باپ کی گالی دیتا ہے۔ اس طرح خود انسان اپنے والدین کو گالی دینے کا سبب بنتا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۶۹۷)

ہمارے ملک کی بنیاد توحید پر قائم ہوئی اور یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو حضرت قائداعظم رحمہ اللہ علیہ کے پاس بھیجا جبکہ حضرت قائداعظم رحمہ اللہ علیہ لندن میں اپنے فلیٹ میں رات کو سو رہے تھے۔ حضرت قائداعظم رحمہ اللہ علیہ کی ملاقات آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے بیداری میں ہوئی اور بیداری میں ہی گفتگو ہوئی۔ حضرت قائداعظم رحمہ اللہ علیہ نے اپنی ظاہری آنکھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اپنے کمرے میں دیکھا جبکہ کمرہ روشن تھا اور ایک شخص حضرت قائداعظم رحمہ اللہ علیہ کو نظر آ رہا تھا۔ حضرت قائداعظم رحمہ اللہ علیہ نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے جواب دیا کہ میں تمہارا پیغمبر ہوں۔ یہ گفتگو انگریزی میں ہو رہی تھی۔ آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے

حضرت قائداعظم رحمہ اللہ علیہ سے فرمایا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو تیری ضرورت ہے لہٰذا لندن چھوڑ کر تم ہندوستان کے مسلمانوں کی رہنمائی کیلئے جاؤ پھر حضرت قائداعظم رحمہ اللہ علیہ لندن سے بمبئی آ کر آل انڈیا مسلم لیگ کے لیڈر بن گئے۔ حضرت قائداعظم رحمہ اللہ علیہ کو جو مشن اللہ تعالیٰ نے دیا، وہ انہوں نے مکمل کیا اور پھر اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے تو تقاضا یہ تھا کہ ہمارے حکمران اس ملک کے معاشرے کو اسلام کے سانچے میں ڈھالیں لیکن ہوا یہ کہ بڑوں نے اس مقصد کو بھلا دیا جیسے بنی اسرائیل نے سمندر پار کرتے ہی توحید کو بھلا کر بچھڑے کو پوجنا شروع کر دیا۔ ہمارے بڑوں نے بچھڑا اپنے سینے میں چھپائے رکھا اور جو اپنی مرضی تھی، وہ کرتے رہے حتیٰ کہ ہم ایسے بھنور میں پھنس چکے ہیں جس کا حل اللہ تعالیٰ ہی **اپنی قدرتِ خاص** سے کرے تو کرے ورنہ ہم صراطِ مستقیم سے بہت دُور نکل چکے ہیں۔

ہر شہری کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے۔ اپنی نیت کو درست کرے۔ اپنے اعمال کو صراطِ مستقیم پر لائے اور اللہ تعالیٰ سے اچھے دِنوں کی اُمید رکھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''**وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ○**''۔ (الانفال ۸، آیت ۶۰) ترجمہ ''جہاں تک ممکن ہو، زیادہ سے زیادہ جنگی قوت تیار رکھو اور ہر وقت تیار کیے ہوئے گھوڑے حاضر رکھو تا کہ اللہ تعالیٰ کے اور تمہارے دُشمنوں پر تمہارا خوف طاری رہے اور ان دُشمنوں پر بھی خوف چھایا رہے جن کو تم نہیں جانتے لیکن ہم (یعنی اللہ تعالیٰ) جانتے ہیں۔ یقین رکھو کہ جو کچھ بھی تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرو گے، اسکا پورا پورا بدلہ تمہیں دے دیا جائے گا اور تمہارے ساتھ ذرا برابر بھی ظلم نہیں ہو گا''۔ اے میرے اہل وطن اور میرے حکمرانو! اوپر والی دونوں آیات مبارکہ پر غور کرو کہ کیا ہمارے حکمران اور ہم اللہ تعالیٰ کی بات پر کان دَھر رہے ہیں یا نہیں۔ بات واضح ہے۔ غور کرنے کی ضرورت ہے۔

وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَاۤ اَتَعِدٰنِنِیْۤ اَنْ
اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ ۚ وَهُمَا
یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ ۖ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ
ۖ فَیَقُوْلُ مَا هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۷﴾
اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ فِیْۤ اُمَمٍ قَدْ
خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ؕ اِنَّهُمْ
كَانُوْا خٰسِرِیْنَ ﴿۱۸﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ
وَلِیُوَفِّیَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَیَوْمَ

ترجمہ◄ (آیات ۱۷ سے ۲۰) جو شخص اپنے والدین سے کہتا ہے ''اُف''، تم دونوں نے مجھے تنگ کر رکھا ہے۔ تم مجھے خوف دلاتے رہتے ہو کہ میں مرنے کے بعد قبر سے نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے بہت قومیں گزر چکی ہیں جو کبھی واپس نہیں آئیں۔ ماں اور باپ اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر اسکو کہتے ہیں کہ ارے کمبخت! ایمان لے آ۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ تو وہ شخص جواب دیتا ہے کہ یہ تو پرانے زمانے کی گھڑی ہوئی کہانیاں ہیں۔[۱۷] (والدین اور اللہ تعالیٰ دونوں کی نافرمانی کر رہا ہے)

ایسے لوگ وہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ ان سے پہلے جنوں اور انسانوں کی جو قومیں گزر چکی ہیں (جو ایمان نہیں لائیں مثلاً قومِ نوح، عاد، ثمود وغیرہ) انہی میں یہ لوگ بھی جا شامل ہونگے۔ یقیناً یہ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔[۱۸]

ان کے دَرجات ان کے اعمال کے مطابق ہوں گے اور ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ہرگز ظلم نہیں ہوگا۔[۱۹] (پورا پورا عدل ہوگا)

يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ﴿۲۰﴾

جب یہ کافر لوگ آگ کے سامنے لائے جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ تم نے اپنے اچھے اعمال کا بدلہ دُنیا میں حاصل کرلیا اور ان کے مزے لوٹ لیے۔ اب جو تکبر تم زمین میں بلاوجہ کرتے رہے تھے اور جو نافرمانیاں تم نے کیں، ان کے بدلے آج تم کو ذِلت کا عذاب دیا جائے گا۔[۲۰]

تشریح : [نیک اور بُرے اعمال کے متعلق بات جاری ہے۔ یہ شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بھی کررہا ہے (بت پرستی) اور والدین کی بھی نافرمانی کررہا ہے۔ دونوں باتیں گناہِ کبیرہ میں آتی ہیں]

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے پوچھا گیا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! والدین کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''وہی تمہاری جنت ہیں، وہی تمہاری دوزخ ہیں''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۷۲۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر کوئی صبح کرے اور اللہ تعالیٰ اور اپنے والدین کی نافرمانی کرے تو صبح ہوتے ہی جہنم کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اگر ایک ہو تو ایک دروازہ''۔ ایک شخص نے پوچھا کہ ''اگر وہ دونوں ظلم کریں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اگرچہ وہ ظلم کریں، اگرچہ وہ ظلم کریں، اگرچہ وہ ظلم کریں''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۷۲۴)

حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ

آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''تمام گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے جسکو ان میں سے چاہے **ماسوائے والدین کی نافرمانی کے**۔ ایسا کرنے والے کو مرنے سے پہلے زندگی میں جلد ہی سزا دے دی جاتی ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۷۲۶)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ''**مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ○**'' (الشوریٰ ۴۲، آیت ۲۰)

ترجمہ ''جو کوئی آخرت کی کھیتی کا طالب ہے، ہم اسے اسکی کھیتی میں ترقی دینگے اور جو کوئی دُنیا کی کھیتی کا طالب ہے، ہم اسے دُنیا میں ہی دینگے اور آخرت میں اسکا کچھ حصہ نہ ہوگا''۔ (جو شخص آخرت کی نیت سے نیکی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو دُنیا میں بھی اچھا بدلہ دیتا ہے اور آخرت میں بھی اچھا بدلہ دیتا ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کی جان ہے! اس اُمت میں کوئی یہودی اور نصرانی اگر میرے متعلق سنے اور ایمان نہ لائے مجھ پر اور میری شریعت پر جو میں لے کر آیا ہوں اور مر گیا تو وہ جہنمیوں میں سے ہوگا'' (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص اہل کتاب میں سے اپنے نبی پر بھی ایمان رکھتا تھا اور پھر (حضرت) محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر بھی ایمان لایا تو اللہ تعالیٰ اسکو دہرا اَجر و ثواب دیگا'' (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم [انسان] مجھے تکلیف دیتا ہے جب وہ زمانے کو بُرا بھلا کہتا ہے کیونکہ زمانہ تو میں خود ہوں۔ میں نے ہی دِن اور رات کو بنایا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۱۹) [ہمیں یہ عادت چھوڑ دینی چاہیے ورنہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہمارے لیے باعث عذاب ہوسکتی ہے]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے اور بندوں کا حق یہ ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی کو شریک نہ کریں تو وہ انہیں عذاب نہ دے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۱) [جو شرک نہیں کرے گا وہ ضرور جنت میں جائے گا ان شاء اللہ]

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ؕ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ
خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا
تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ
يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۲۱﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ
فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ
اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ
وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ
عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ
مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِيْحٌ فِيْهَا

ترجمہ◄ (آیات ۲۱ سے ۲۸) قومِ عاد کے بھائی (حضرت) ھود (علیہ السلام) کا قصہ سنو جب اس نے مقامِ احقاف میں اپنی قوم کو خبردار کیا اور ایسے خبردار کرنے والے پہلے بھی گزر چکے تھے اور اسکے بعد بھی آتے رہے۔ (حضرت) ھود (علیہ السلام) نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی بندگی مت کرو۔ میں تم پر ایک بڑے دِن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔[۲۱] (قیامت کا عذاب یا اس دُنیا کا عذاب)

انہوں نے کہا کہ کیا تو اسلئے ہمارے پاس آیا تھا کہ ہمیں اپنے معبودوں سے بہکا دے۔ اچھا تو لے آ وہ عذاب جس سے تو ہمیں ڈَراتا ہے اگر تو سچا ہے۔[۲۲]

(حضرت) ھود (علیہ السلام) نے کہا کہ اسکا علم تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ میرا کام تو صرف اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دینا ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم ایک جاہل قوم ہو[۲۳]

پھر جب لوگوں نے اس عذاب کو اپنی وادیوں کی طرف آتے دیکھا تو کہنے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا
فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِى
الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ
مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْئِدَةً
ۖ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ
اَفْئِدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِ
اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ
اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ

لگے کہ یہ بادل ہے جو ہم پر مینہ برسائے گا۔نہیں! (یہ مینہ برسانے والا بادل نہیں ہے) بلکہ یہ وہ چیز ہے جسکے آنے کی تم جلدی کر رہے تھے۔ یہ ایک ہوا کا طوفان ہے جس میں دَردناک عذاب موجود ہے۔[۲۴]

اپنے رَبّ تعالیٰ کے حکم سے (اس ہوا کے طوفان نے) ہر چیز کو تباہ کر ڈالا پھر ایسا ہوا کہ انکے رہنے کے گھروں کے سوا وہاں کچھ نظر نہ آتا تھا۔ہم مجرم قوموں کو ایسی سزا دیا کرتے ہیں۔[۲۵]

(اے مشرکین مکہ!) ہم نے انکو ایسا طاقتور کیا تھا کہ تم اتنے طاقتور نہیں ہو۔ ہم نے ان کو کان، آنکھیں اور دِل و دماغ دیئے لیکن نہ وہ کان ان کے کسی کام آئے، نہ آنکھیں کسی کام آئیں اور نہ ہی دِل و دماغ کام آئے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے رہے اور بالآخر وہ اسی چیز میں گرفتار ہو گئے جسکا وہ مذاق اُڑاتے تھے۔ [۲۶](یعنی دُنیا کا عذاب)

(اے مشرکین مکہ!) ہم نے تمہارے قریب کے علاقوں میں بہت سی

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَوْ لَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾

بستیوں کو ہلاک کیا۔ ہم نے اپنی آیات بھیج کر کئی طرح سے ان کو سمجھایا تا کہ شاید وہ ہماری طرف پلٹ آئیں۔[۲۷]

پھر کیوں نہ ان معبودان نے ان کی مدد کی جن کو ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے تقرب کا ذریعہ سمجھا ہوا تھا (جیسا اے مشرکین مکہ! تم نے سمجھا ہوا ہے) بلکہ وہ تو ان سے گم ہو گئے (جب ان پر عذاب کا وقت آیا) اور یہ تھا ان کا جھوٹ اور ان بناوٹی عقیدے کا انجام جو انہوں نے گھڑے ہوئے تھے۔[۲۸]

تشریح : قوم عاد اپنے زمانے کی بہت بڑی ترقی یافتہ قوم تھی اور طاقت کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر تھی لیکن ان کی ترقی اور ان کی طاقت سراسر مادّی اور دُنیاوی تھی۔

آخرت پر وہ یقین نہیں رَکھتے تھے۔ بتوں کی پوجا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے دُور تھے۔ ان کی تاریخ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ کوئی انسان یا قوم دُنیاوی اور مادّی ترقی تو کر سکتی ہے بغیر توحید پر ایمان کے اور بغیر اللہ تعالیٰ کے نبی اور اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ایمان کے لیکن جنت کیلئے توحید اور آخرت پر ایمان اختیار کرنا پڑے گا۔

دُنیا کی ترقی کا راستہ مختلف ہے۔ یہ جہنم کو جاتا ہے اور آخرت کا راستہ جنت کو جاتا ہے۔ جو قومیں ایمان سے خالی ترقی یافتہ ہیں، انکو جزا اور سزا یہاں ہی دے دی جاتی ہے اور آخرت میں جو ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ہے جہاں موت نہیں ہے، ان کیلئے جہنم ایک مستقل ٹھکانہ بن جاتا ہے جبکہ آخرت کا راستہ اختیار کرنے سے اگر انسان یا قوم بھوکی بھی مرتی ہو لیکن اعمال اللہ تعالیٰ کے نام پر اور اللہ تعالیٰ کے راستے پر اور آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے طریقے پر کرتی ہو تو اس کی ہمیشہ کی زندگی پُر لطف ہوگی۔

جنت میں نہ خوف ہے، نہ غم ہے اور ایسی ایسی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے مومنین کیلئے وہاں بنائی ہوئی ہیں کہ جسکو کسی انسان نے نہ دیکھا، نہ سنا، نہ اسکے دِل میں خیال گزرا۔[مشکوٰۃ]

اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے پر چلنے والے بھوکے ہی مرتے ہیں۔ ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہے۔ یہ عقیدہ بالکل غلط ہے۔ بات یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے پر چلتا ہے اور آخرت میں مغفرت اور جنت کی اُمید رَکھتا ہے، اسکو جو بھی مصیبتیں آتی ہیں، وہ ان پر صبر کرتا ہے اور مسلسل اپنی محنت جاری رَکھتا ہے پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں ان پر بھی دُنیا میں نازل کر دیتا ہے اور وہ دُنیا کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملکوں کا لیڈر بن جاتا ہے۔ ایسی صورتحال مسلمان اُمت پر آ چکی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زمانے میں بہت غربت تھی۔ پھر آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ انہیں رزق دیتا گیا حتیٰ کہ ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ تک وہ دُنیا کی امیر ترین اور طاقتور ترین قوم رہی۔ پھر اس قوم کا تنزل جنگ عظیم اوّل کے بعد شروع ہوا۔

آپکو چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے لے کر آج تک مسلمان قوم کی تاریخ کا بغور مطالعہ کریں تو آپکو یہ حقیقت بالکل کھل کر سامنے آ جائیگی کہ جو اللہ تعالیٰ کے بندے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ انکو ایک وقت پر دوسروں سے زیادہ نوازتا ہے اور پھر انکو آخرت میں بھی دوسروں سے زیادہ نوازے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے وقت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت زیادہ غمگین ہوئے۔ ان میں سے میں بھی ایک تھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور میں نے ان سے کہا کہ اے (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قبل اسکے کہ ہم ان سے نجات کا ذریعہ معلوم کر لیتے، وفات دے دی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے (حضرت) عثمان (رضی اللہ عنہ)! میں نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''نجات کا طریقہ وہی کلمہ ہے جو میں نے اپنے چچا کو پیش کیا تھا اور انہوں نے اس کو رَدّ کر دیا تھا۔ وہی کلمہ نجات کا ذریعہ ہے۔ وہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہے''۔ (مشکوٰۃ جلد اوّل حدیث ۳۶) **آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جب تیری نیکی تجھے خوش کر دے اور بُرائی تجھے غمگین کر دے تو یقین کر لے کہ تو مومن ہے'' (مشکوٰۃ جلد اوّل حدیث ۴۰) **آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''مسلمان وہ ہے جسکے شر سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں اور مومن وہ ہے جسکے شر سے تمام انسان محفوظ رہیں'' (مشکوٰۃ جلد اوّل حدیث ۲۹)

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ج فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ج فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ

ترجمہ◄ (آیات ۲۹ سے ۳۵) ہم نے ایک دفعہ جنوں کی ایک جماعت کو تمہاری طرف بھیجا تا کہ وہ قرآن حکیم سنیں۔ جب وہ آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کے پاس پہنچے تو انہوں نے آپس میں کہا کہ خاموش ہو جاؤ پھر جب قرآن حکیم کا پڑھنا ختم ہوا تو وہ اپنی قوم کی طرف خبردار کرنے والے بن کر گئے۔[۲۹] (یعنی معلّم بن کر گئے)

انہوں نے کہا کہ اے ہماری قوم! ہم نے ایک ایسی کتاب سنی ہے (یعنی قرآن حکیم) جو (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد نازل کی گئی ہے۔ تصدیق کرتی ہے اپنے سے پہلے آئی ہوئی کتابوں کی اور حق کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور صراطِ مستقیم دکھاتی ہے۔[۳۰]

اے ہماری قوم کے لوگو! اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کی دعوت قبول کر لو اور اس پر ایمان لے آؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور تمہیں دَردناک عذاب سے نجات دے گا۔[۳۱] (جنوں کو یہ دعوت، دعوتِ اسلام تھی)

بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ؕ
اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۲﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ
الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ
بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰٓى
اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ
قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا
كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۴﴾ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ

اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کی بات نہیں مانے گا تو وہ نہ زمین میں کوئی طاقت رَکھتا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کو شکست دے اور نہ کوئی اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اسکے ایسے دوست ہوں گے۔ ایسے لوگ واضح طور پر گمراہ ہیں۔[۳۲]

کیا لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ جس اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اسے کوئی تھکان نہیں ہوئی تو کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ مُردوں کو دوبارہ زندہ کر دے۔ کیوں نہیں! وہ ضرور اس بات پر قدرت رَکھتا ہے۔ وہ تو ہر چیز کرنے کی طاقت رَکھتا ہے۔[۳۳]

جس دِن کفار آگ کے سامنے پیش کیے جائینگے، ان سے پوچھا جائیگا کہ کیا یہ (جہنم جسکو تم نہیں مانتے تھے) حقیقت نہیں ہے؟ وہ کہیں گے کہ جی ہاں! کیوں نہیں اے ہمارے رَبّ! تو ان سے کہا جائیگا کہ اچھا تو اب عذاب کا مزہ چکھو اپنے اس کفر کے بدلے میں جو تم کرتے رہے تھے (یعنی آخرت پر ایمان نہیں رَکھتے تھے)[۳۴]

مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا السَّاعَةَ مِنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۳۵﴾

تو اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) صبر کرو جیسے باہمت رسولوں نے صبر کیا اور **جلدی مت کرو**۔ جس روز یہ لوگ اس چیز (یعنی قیامت) کو دیکھ لیں گے جسکا انہیں خوف دلایا جا رہا ہے تو انہیں یوں معلوم ہوگا گویا کہ دُنیا میں وہ ایک گھڑی بھر سے زیادہ نہیں رہے۔ اطلاع کر دی گئی ہے۔ (یعنی آخرت کے عذاب کی) پس تباہ تو وہی ہونگے جو نافرمانی کرنے والے ہونگے۔ [۳۵]

تشریح : زمین پر رہنے والی مخلوقات میں سے ایک مخلوق جنات ہیں جو انسان کے زمین پر آنے سے پہلے ہی زمین پر آباد تھے اور انکی اُڑان آسمانوں تک ہوتی تھی۔

قرآن حکیم کے نزول کے وقت ان کی پرواز آسمانوں تک روک دی گئی۔ اب وہ اسی زمین پر اسی ماحول میں رہتے ہیں۔ اس مخلوق میں ایمان والے بھی ہیں اور کافر بھی۔ جیسے انسانوں کیلئے اعمال کے حساب سے جہنم اور جنت ہے، اسی طرح جنات کیلئے بھی ان کے اعمال کے حساب سے جہنم اور جنت ہے۔

یہ جماعت جو قرآن حکیم سننے کیلئے آئی تھی، مومنین کی جماعت تھی اور انہوں نے جا کر تبلیغ کا کام اپنی قوم میں شروع کیا۔ بعض روایات کے مطابق جنات چھ [۶] دفعہ مکہ معظّمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پاس قرآن حکیم سیکھنے کیلئے آئے۔

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے پھر مشرکینِ مکہ کو بتایا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ زمین اور آسمانوں کو اور جو کچھ ان میں ہے، بنا سکتا ہے تو کیا وہ مُردوں کو زندہ نہیں کر سکتا؟

کیا تمہارے سامنے ہم نے اپنی قدرت کا ایک نمونہ قرآن حکیم میں پیش نہیں کیا کہ ایک مخلوق جو قرآن حکیم پر ایمان لانے اور قرآن حکیم سیکھنے کیلئے حاضر ہوتی ہے، وہ تم کو تو نظر ہی نہیں آتی اور اسکو ہم نے ہی پیدا کیا ہے تو اگر یہ سب نشانیاں تم لوگوں کے سامنے موجود ہیں تو پھر تم یہ بات کیوں نہیں سمجھ رہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں سب مخلوقات

کو زندہ کریگا اور قیامت کی گھڑی قائم ہوگی اور حساب کتاب لازم ہوگا۔ صرف انسانوں کا ہی نہیں بلکہ جنات کا بھی اور باقی تمام مخلوق کا بھی۔

مکہ مکرمہ میں مشرکینِ مکہ کی مخالفت ہر روز تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی مثال ایسی نہیں چھوڑی کہ اسکے ذریعے سے مشرکین توحید کے قائل ہو جائیں اور آخرت کے آنے پر یقین کر لیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جتنا قرآن کریم پڑھ کر کافروں کو سناتے تھے، اتنا ہی ان کا کفر زیادہ شدت اختیار کر لیتا تھا۔ مکہ مکرمہ کی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو ہر قدم پر حوصلہ دیا۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ آخری آیات مبارکہ میں فرما رہا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! صبر کرتے رہو ایسا صبر جیسے گذشتہ باہمت حضرات انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی قوموں کی مخالفت میں کیا۔ ایک دِن ضرور آئے گا کہ یہ لوگ جہنم میں جل رہے ہونگے اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم دُنیا اور آخرت کی نعمتوں کے مزے لے رہے ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص اپنے اسلام کو خوبصورت ترین طریقے پر اَدا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر نیکی کے بدلے دَس گنا سے لے کر سات سو گنا تک اَجر دیتا ہے اور ہر بُرائی صرف ایک ہی لکھی جاتی ہے''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۳۹)

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے کچھ سوالات کیے۔ سائل نے پوچھا کہ ''افضل اسلام کیا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے جواب دیا کہ ''**پاکیزہ گفتگو** [سچی اور موقع محل کے مطابق] اور **کھانا کھلانا**''۔ سائل نے دوسرا سوال کیا کہ ''**ایمان کیا ہے؟**'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''**صبر اور سخاوت**''۔ سائل نے پھر سوال کیا کہ ''**بہترین انسان کون ہے؟**'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے **مسلمانوں کو اپنی زبان اور ہاتھ سے سلامتی** پہنچائی''۔ اس نے پھر سوال کیا کہ ''**ایمان میں کون سی بات بہتر ہے؟**'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''**اچھا اخلاق**''۔ سائل نے پھر سوال کیا کہ ''**کون سی نماز بہتر ہے؟**'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''**طُوْلُ**

اَلْقُنُوْت والی نماز''۔سائل نے ایک اَور سوال کیا کہ ''**کس عمل کو چھوڑ دینا بہتر** ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''**جس کو تیرا رَبّ بُرا جانے**''۔ سائل نے ایک اَور سوال کیا کہ ''**کون سا جہاد افضل** ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''**جس کا گھوڑا بھی مار دیا گیا اور سوار بھی**''۔سائل نے آخری سوال یہ کیا کہ ''**عبادت کے لیے کون سی گھڑی افضل** ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''**درمیانی شب کا آخری حصہ**''۔([احمد] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۴۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''کبیرہ گناہ یہ ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا [اپنے مزاروں اور عرسوں پر غور کریں اور حکمران اپنے نفس پر غور کریں] (۲) والدین کی نافرمانی کرنا [موجودہ نوجوانوں کے رویوں کو دیکھیں] (۳) جھوٹی گواہی دینا [عدالتوں میں جا کر خریدے ہوئے گواہوں کو دیکھیں] (۴) جھوٹی قسم کھانا (۵) ناحق قتل کرنا (۶) سود کھانا (۷) یتیم کا مال ہضم کرنا''۔ (ماخذ از مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۴۵-۴۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر کوئی شخص ان باتوں کا مرتکب ہے تو وہ منافق ہے خواہ وہ نماز پڑھتا ہو خواہ وہ روزہ رَکھتا ہو خواہ وہ اپنے آپ کو کتنا ہی مسلمان ہونے کا یقین دلاتا ہو: [۱] جب بات کرے تو جھوٹ بولے [۲] جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے [۳] جب امانت رَکھی جائے تو اس میں خیانت کرے [۴] جب جھگڑا کرے تو بُرا بھلا کہے''۔([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۴۸-۴۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''کسی ظالم کا ظلم اور عادل کا عدل جہاد کو نہیں روک سکتا۔ جہاد اس وقت تک جاری رہے گا جب تک اس اُمت کا آخری فرد دجال کو قتل نہ کر دے''۔(مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۵۲)

علامہ اقبال نے فرمایا کہ

؎ اس میں کیا شک ہے کہ محکم ہے یہ ابلیسی نظام — پختہ تر اس سے ہوئے خوئے غلامی میں عوام
ہے ازل سے ان غریبوں کے مقدر میں سجود — ان کی فطرت کا تقاضا ہے نمازِ بے قیام
ہے طواف و حج کا ہنگامہ اگر باقی تو کیا — کند ہو کر رہ گئی مومن کی تیغ بے نیام
کس کی نومیدی پہ حجت ہے یہ فرمانِ جدید؟ — ہے جہاد اس دَور میں مردِ مسلماں پر حرام
؎ تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام — چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر

مُحَمَّدٍ ۴۷

مدینہ منورہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۳۸ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ
اَعْمَالَهُمْ ① وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ
رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ② ذٰلِكَ
بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۱۲) جن لوگوں نے کفر کیا (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو نبی ماننے سے انکار کر دیا) اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے (لوگوں کو) روکا، اللہ تعالیٰ نے انکے اعمال ضائع کر دیئے۔[۱]

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور اس چیز پر بھی ایمان لائے جو (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) پر نازل ہوئی ہے (یعنی قرآن کریم) اور وہ ہے بھی سراسر حق انکے رَبِّ کریم کی طرف سے۔ اللہ تعالیٰ نے انکی بُرائیاں مٹا دی

اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ
اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝۳ فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا اَثْخَنْتُمُوْهُمْ
فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى
تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۚۛ ذٰلِكَ ۛؕ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ
لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَاْ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ؕ
وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ
اَعْمَالَهُمْ ۝۴ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝۵

ہیں اور انکا حال درست کر دیا ہے (یعنی ان کو سیدھے راستے پر ڈال دیا ہے) یہ اسلئے کہ جن لوگوں نے کفر کیا، انہوں نے باطل (جھوٹ) کا راستہ اختیار کیا اور جو ایمان لائے، انہوں نے حق (سچ) کی پیروی کی جو انکے رَبِّ کریم کی طرف سے آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس طرح لوگوں کو مثالوں سے سمجھاتا ہے۔[۲-۳]

جب ان کافروں سے تمہاری مڈبھیڑ ہو تو ان کی گردنوں کو اُڑا دو حتیٰ کہ جب ان کو اچھی طرح کچل دو تو قیدیوں کو مضبوط باندھ لو۔ اس کے بعد ان سے احسان کرو یا فدیہ کا معاملہ کرلو تمہیں اختیار ہے حتیٰ کہ لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے۔ یہ ہے جو تمہیں کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تو خود ہی ان سے انتقام لے لیتا لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے آزمائے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جائیں، اللہ تعالیٰ ان کے اعمال ہرگز ضائع نہیں فرمائے گا۔[۴]

وہ انکی رہنمائی فرمائے گا اور ان کی دِینی اور دُنیاوی حالت کو درست کر دیگا

وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝٦ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ
اَقْدَامَكُمْ ۝٧ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ
اَعْمَالَهُمْ ۝٨ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝٩ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ
فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ
دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۫ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝١٠ ذٰلِكَ بِاَنَّ
اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى
لَهُمْ ۝١١ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اور انہیں اس جنت میں داخل کرے گا جس کے متعلق ان کو بتایا جا چکا ہے۔[۵-۶]

اے ایمان والو! اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو گے (یعنی فرمانبرداری کرو گے) تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہارے قدم مضبوط کر دے گا۔[۷]

جن لوگوں نے کفر کیا (یعنی ایمان نہیں لائے) انکے لیے ہلاکت ہے اور انکے اعمال اللہ تعالیٰ نے ضائع کر دیئے، یہ اسلئے کہ انہوں نے اس چیز کو ناپسند کیا جسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (یعنی قرآن کریم) لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انکے اعمال رائیگاں کر دیئے۔[۸-۹]

کیا انہوں نے زمین میں سفر کر کے نہیں دیکھا کہ ان لوگوں کا انجام کیا ہوا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں (یعنی وہ ایمان نہیں لائے تھے) اللہ تعالیٰ نے انکو بالکل نیست و نابود کر دیا تھا اور ان کافروں (یعنی مکہ مکرمہ کے مشرکین) کیلئے ایسی ہی مثال ہوگی کیونکہ ایمان لانے والوں کا مولیٰ تو اللہ تعالیٰ ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں ہے۔[۱۰-۱۱]

الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَتَمَتَّعُوْنَ وَیَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ﴿۱۲﴾

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ایسے باغوں میں داخل فرمائیگا (یعنی جنت میں) جنکے نیچے ندیاں بہہ رہی ہیں اور کافروں کیلئے یہ ہے کہ جانوروں کی طرح دُنیا میں کھا پی لیں (یعنی کوئی نیک اور عقل کا کام نہ کریں) اور مزے اُڑالیں اور پھر انکا ٹھکانہ آگ (یعنی جہنم) ہوگا۔[۱۲]

تشریح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ساری دُنیا کے نبی اور رسول ہیں گویا کہ ساری دُنیا ان کی اُمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا**'' (سورۃ الاعراف ۷، آیت ۱۵۸) ترجمہ ''اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے فرمایا، تم اعلان فرمادو کہ اے ''تمام دُنیا کے'' انسانو! میں تم سب کی طرف رسول بن کر آیا ہوں''۔ اس ایک بین الاقوامی اُمت میں سے جو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ایمان لے آئیگا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا اُمتی کہلائے گا۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ایمان نہیں لائے گا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا اُمتی نہیں ہوگا اس دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی لہٰذا وہ اس دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کی مدد سے محروم رہے گا اور مزید یہ کہ وہ آخرت میں رسول للہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شفاعت کا حقدار بھی نہیں ہوگا۔

جو کافر ہے، اسکا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں ہے، اسی لئے آخرت میں اسکا ٹھکانہ جہنم ہے۔ جو ایمان لے آئیگا، اللہ تعالیٰ اسکی بُرائیوں معاف فرمادیگا اور نیک اعمال کے بدلے جنت میں داخل فرمائیگا۔

کافر باطل (جھوٹ) پر زندگی بسر کرتا ہے۔ باطل کا آخرت میں کوئی فائدہ نہیں۔

مومن حق (سچ) پر زندگی بسر کرتا ہے۔ حق کا فائدہ اس دُنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی۔ جو مومن اللہ تعالیٰ کی مدد کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسکی مدد فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد یہ

ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلے۔ جو اچھے اعمال کے متعلق حکم دیئے گئے ہیں، انکو سرانجام دے۔ جو بُری باتیں ہیں جن سے بچنے کو کہا گیا ہے، ان سے بچتا رہے۔

جو شخص ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے میں غفلت کرتا ہے، اسکو غفلت کی یا تو سزا ملے گی یا اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا۔ اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے۔

یاد رکھو کہ ہر مومن جنت میں ضرور جائے گا ان شاءاللہ جبکہ منافق اور کافرین جہنم میں جائیں گے۔ ایک دفعہ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ جو بھی ''**لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ**'' کا اقرار کرلے گا، وہ جنت میں ضرور جائے گا خواہ اس نے چوری کی ہو، خواہ اس نے بدکاری کی ہو۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے حیرانگی سے پوچھا کہ آیا وہ جنت میں ضرور جائے گا؟ خواہ اس نے چوری کی ہو، خواہ اس نے بدکاری کی ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہاں ہاں! وہ ضرور جنت میں جائے گا خواہ اس نے چوری کی ہو، خواہ اس نے بدکاری کی ہو۔ یہ مکالمہ تین [۳] دفعہ ہوتا رہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بدستور مثبت انداز میں حوصلہ افزائی فرماتے رہے حتیٰ کہ آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ کہنے کی ضرورت محسوس ہوئی کہ خواہ ابوذر (رضی اللہ عنہ) کی ناک خاک آلود ہو، کلمہ گو ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ (مشکوٰۃ، کتاب الایمان، حدیث ۲۳) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ''[۱] اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اسکی عبادت کریں اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں [۲] اور بندوں کا حق رَبّ تعالیٰ پر یہ ہے کہ جو شخص شرک نہیں کرتا اس کو عذاب نہ دے''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۱) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ''جو [دِل سے] اقرار کرتا ہے **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ** تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام فرمادیتا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۳۱) **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے دوسری حدیث شریف میں فرمایا کہ ''**لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ** جنت کی کنجی ہے لیکن ہر کنجی کے دندانے ہوتے ہیں تو تالہ کھلتا ہے ورنہ نہیں''۔ (اعمال جنت کی کنجی کے دندانے ہیں) (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۳۸)

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ
الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿۱۳﴾
اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ
سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ
الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ
اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ
مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ
مُّصَفًّى ؕ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ

ترجمہ ◄ (آیات ۱۳ سے ۲۸) اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم)! کتنی ہی ایسی بستیاں گزر چکی ہیں جو تمہاری اس بستی سے زیادہ طاقتور تھیں جس نے تمہیں نکال دیا۔ انہیں ہم نے اس طرح ہلاک کیا کہ کوئی ان کی مدد کو نہیں آیا۔[۱۳]

جو شخص واضح طور پر اپنے رَبِّ کریم کی طرف سے ہدایت پر ہو، کیا اس شخص جیسا ہو جائے جس کا عمل خوشنما بنا دیا گیا ہے (لیکن ہدایت پر نہیں) اور وہ اپنی خواہشات (یعنی مرضی) کے پیچھے چلتا ہے۔[۱۴]

جس جنت کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے، اسکی شان تو یہ ہے کہ اس میں دریا ہیں پانی کے جو کبھی خراب نہیں ہوگا اور دریا ہیں دودھ کے جس کا مزہ کبھی بدلے گا نہیں اور دریا ہیں شراب کے جو پینے والوں کے لیے سراسر لذت ہوگی اور دریا ہیں صاف شفاف شہد کے اور اس میں انکے لیے ہر طرح کے میوے موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کیلئے مکمل معافی ہوگی۔ کیا یہ شخص ان جیسا ہے جو ہمیشہ جہنم میں

مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً
حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ
اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا
لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۚ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا
اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى
وَّاٰتٰهُمْ تَقْوٰهُمْ ﴿۱۷﴾ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ
تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا

رہے گا اور جسے گرم پانی پلایا جائیگا جو اسکی آنتیں تک کاٹ ڈالے گا۔[۱۵] (ہرگز نہیں! جنتی بہتر ہے جہنمی سے)

ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں (یعنی منافقین) جو لگتا ہے کہ کان لگا کر تمہاری بات سنتے ہیں لیکن جب تمہارے پاس سے نکل جاتے ہیں تو یہ ان لوگوں سے جن کو علم دیا گیا ہے (جنہوں نے غور سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کو سنا) پوچھتے ہیں کہ ابھی ابھی انہوں نے کیا کہا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دِلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے اور یہ اپنی خواہشات (مرضی) کے پیچھے ہی چلے جا رہے ہیں۔[۱۶] (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ذرا دھیان نہیں دیتے اور دھیان دیتے بھی ہیں تو اہمیت نہیں دیتے۔ اہمیت صرف اپنی خواہشات کو دیتے ہیں اور اسی کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں)

جن لوگوں نے ہدایت قبول کی، اللہ تعالیٰ نے ان کو مزید ہدایت دے دی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو تقوے (یعنی مکمل فرمانبرداری) کی توفیق عطا فرمائی۔[۱۷]

جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا لَوْ لَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ مُّحْكَمَةٌ ۚ وَّذُكِرَ فِيْهَا
الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۚ
يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ؕ
فَاَوْلٰى لَهُمْ ﴿۲۰﴾ طَاعَةٌ ۚ وَّقَوْلٌ ۚ مَّعْرُوْفٌ ۚ قف فَاِذَا

(اب یہ کافر اور منافق) بس قیامت کا ہی انتظار کر رہے ہیں جو کہ یکدم ان پر آ جائیگی۔ اس (یعنی قیامت) کی نشانیاں تو آ چکی ہیں۔ جب وہ خود برپا ہوگی تو ان لوگوں کیلئے نصیحت قبول کرنے کا کوئی وقت نہیں ہوگا۔[۱۸] (اُس زمانے کے لوگوں کے لیے قیامت کی سب سے بڑی نشانیاں آخری پیغمبر کا آنا اور اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب کا نازل ہونا تھیں۔ یہ دو نشانیاں پہلی کتابوں میں لکھی ہوئی تھیں)

پس اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! تو جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رَبّ نہیں ہے اور اپنے لیے معافی مانگا کرو اور مومنین مردوں اور عورتوں کیلئے بھی معافی مانگا کرو۔ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کی ساری سرگرمیاں جانتا ہے اور تمہارے ٹھکانوں سے بھی واقف ہے۔[۱۹]

جو لوگ ایمان لائے، وہ کہتے تھے کہ کوئی سورت کیوں نہیں نازل کی جاتی (جس میں جنگ کا حکم ہو) مگر جب ایک واضح (جنگی احکام والی) سورت نازل کر دی گئی جس میں جنگ کا ذِکر تھا تو تم نے دیکھا کہ جن کے دِلوں میں مرض تھا (نفاق کا) تو وہ تمہاری طرف ایسے دیکھتے ہیں جیسے کسی پر موت کی بیہوشی چھا گئی ہو۔ افسوس ہے ان

عَزَمَ الْاَمْرُ قف فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۝۲۱ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ۝۲۲ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ۝۲۳ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۝۲۴ اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ

کے حال پر۔[۲۰]

ان کی باتیں تو اچھی ہیں اور اطاعت کا اقرار کرتے ہیں لیکن جب قطعی حکم دے دیا گیا (جنگ کا) اس وقت وہ اللہ تعالیٰ سے اگر اپنے عہد میں سچے نکلتے تو ان ہی کے لیے اچھا ہوتا۔[۲۱] (جنگ کے موقع پر وہ جنگ سے کترانے کی کوشش کرتے تھے اور اکثر واقعتاً کوئی بہانہ بنا کر علیحدہ ہو جاتے تھے)

(اے منافقین!) اگر تم نے منہ پھیر لیا (جنگ میں ہمارا ساتھ دینے سے) تو تم سے اس کے سوا کوئی اَور توقع نہیں کی جا سکتی کہ تم زمین میں فساد مچاؤ گے (حتیٰ کہ) اپنے خاندانی رشتوں کو بھی توڑ دو گے۔[۲۲]

یہ وہ لوگ ہیں (یعنی منافقین) جن پر اللہ تعالیٰ لعنت بھیجتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اندھا اور بہرا کر دیا ہے۔[۲۳] (یعنی نہ وہ غور سے دیکھتے ہیں اور نہ غور سے سنتے ہیں اور جو کچھ دیکھا اور سنا، نہ ہی اس پر غور کرتے ہیں)

کیا یہ (یعنی منافقین) قرآن کریم میں غور نہیں کرتے۔ کیا انکے دِلوں پر قفل (یعنی تالے) لگے ہوئے ہیں (معلوم تو یہی ہوتا ہے کہ ان کے دِلوں پر مہر لگا دی گئی ہے)[۲۴]

جو لوگ ہدایت واضح ہو جانے کے بعد ایمان سے پھر گئے (یعنی منافق بن

لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ؕ وَاَمْلٰى لَهُمْ
۝۲۵ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ
سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
اِسْرَارَهُمْ ۝۲۶ فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ
يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۝۲۷ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ
اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ
اَعْمَالَهُمْ ۝۲۸ ع

گئے) ان کو شیطان نے ورغلایا اور جھوٹی اُمیدیں دلائیں۔[۲۵]

اسلئے وہ (یعنی منافقین) اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہدایات کو ناپسند کرنے والوں (یعنی یہود و نصاریٰ) سے کہتے ہیں کہ ہم بعض معاملات میں تمہارا (یعنی یہود و نصاریٰ کا) ساتھ دیں گے (یعنی مسلمانوں کی اطاعت اس وقت نہیں کریں گے) اللہ تعالیٰ ان کی یہ پوشیدہ باتیں جانتا ہے۔[۲۶]

کیا حال ہوگا ان لوگوں (یعنی منافقین) کا جب فرشتے ان کی روحیں قبض کر رہے ہوں گے اور ان کے چہروں اور کمروں پر مارتے جا رہے ہوں گے۔[۲۷]

یہ حال اسلئے ہوگا کہ انہوں نے اس طریقے کو اختیار کیا جو اللہ تعالیٰ کو **ناراض** کرنے والا ہے اور اس کی **رضا** کا راستہ اختیار کرنا پسند نہ کیا۔ اسی بنا پر ان کے سب **اعمال ضائع** ہو گئے۔ (ایمان لانے کے بعد پھر کافر ہو گئے)[۲۸]

تشریح: یہ آیات مبارکہ منافقین کے بارے میں ہیں۔ جو اپنی خواہشات کے پیچھے پڑتا ہے فرد ہو یا قوم، اس زندگی میں اسکے لیے ذِلت کا عذاب اور آخرت میں آگ کا عذاب ہے۔

جبکہ جو لوگ اپنی خواہشات (یعنی مرضی) کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رَضا کیلئے کام

کرتے ہیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایسے دریا بنا رکھے ہیں جن میں پانی، دودھ، شراب اور شہد رواں دواں ہیں اور ہر قسم کا پھل ہے اور اللہ تعالیٰ کی بخشش ہے۔

جبکہ جہنم میں گرم پانی پینے کیلئے ہے جو آنتوں کو کاٹ دے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''چار باتیں جس شخص میں پائی جائیں، وہ خالص منافق ہوگا اور جس شخص میں ان میں سے ایک بات بھی ہوئی، اس میں نفاق کی ایک علامت ہوئی یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے:

(۱) جب اسکے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

(۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

(۳) اور جب وعدہ یا عہد کرے تو عہد شکنی کرے یا وعدہ خلافی کرے۔

(۴) جب جھگڑا کرے تو بُرا بھلا کہے۔ [مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۴۹]

امام مسلم میں مزید اضافہ یہ ہے کہ اگرچہ وہ مسلمان ہونے کا دعوے دار ہو، نماز بھی پڑھتا ہو، روزہ بھی رکھتا ہو۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۴۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''منافق کی مثال اس بکری جیسی ہے جو دو ریوڑوں میں پھرتی ہے۔ کبھی ایک ریوڑ میں چلی جاتی ہے اور کبھی دوسرے میں''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۵۰)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں منافقین کے بارے میں فرماتا ہے کہ ''جب ان سے کہا جاتا ہے کہ (منافقت کر کے) زمین میں فساد برپا نہ کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو حقیقتاً اصلاح کرتے ہیں''۔ (دیکھیں سورۃ البقرۃ ۲، آیت ۱۱) اس آیت مبارکہ سے ظاہر ہے کہ منافق ہمیشہ فسادی ہوگا اور یہ بھی اس سے اخذ ہوتا ہے کہ جو فسادی ہے، وہ منافق ہے۔ اب ہم ذرا سوچیں کہ ہماری سیاست کیسی چل رہی ہے۔ ہم فیصلہ آپ پر چھوڑتے ہیں۔

؎ خودی کی موت سے مغرب کا اندروں بے نور! خودی کی موت سے مشرق ہے مبتلائے جذام
خودی کی موت سے ملک شکستہ بالوں پر قفس ہوا ہے حلال اور آشیانہ حرام
خودی کی موت سے پیر حرم ہوا ہے مجبور کہ بیچ کھائے مسلماں کا جامہ احرام
[اقبال، ضربِ کلیم]

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ
يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ
فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ط وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ
الْقَوْلِ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۰﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ
حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ لا
وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْ م بَعْدِ مَا
تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى لا لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ط

ترجمہ◄ (آیات ۲۹ سے ۳۲) کیا وہ جنکے دِلوں میں (نفاق کا) مرض ہے، یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے دِلوں کی نفرتیں ظاہر نہیں کرسکتا۔[۲۹]

اگر ہم چاہیں تو انہیں (یعنی منافقین کو) تم کو آنکھوں سے دکھا بھی دیں اور ان کے چہروں سے تو تم ان کو پہچان سکتے ہو اور ان کے طرزِ کلام سے تم ان کی شناخت کرلوگے۔ اللہ تعالیٰ تم سب کے اعمال جانتا ہے۔[۳۰] (کیونکہ وہ **عَلِيْم** ٌ **خَبِيْر** ہے)

ہم تم سب (یعنی تمام ایمان لانے والوں) کو آزمائش میں مبتلا کرینگے تاکہ جان لیں کہ تم میں (سچے) مجاہدین اور صبر کرنے والے کون ہیں اور تاکہ ہم جان لیں تمہارے سب (لوگوں یعنی مخلص اور منافقین) کے حالات۔[۳۱]

جو کافر (یعنی یہود و نصاریٰ، منافقین اور مشرکین) ہیں اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے ہیں اور رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کی مخالفت کرتے ہیں جبکہ واضح ہدایت ان کے پاس آچکی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نقصان نہیں کرسکتے

وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ﴿۳۲﴾

بلکہ اللہ تعالیٰ ہی انکے سب اعمال ضائع کر دیگا (انکے نیک اعمال کا کوئی اَجر نہیں ملے گا) [۳۲]

تشریح : جو منافق ہیں اور جو کافر ہیں، وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے ہیں اور ہمیشہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت میں رہتے ہیں لیکن انکی یہ حرکتیں اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں بلکہ ان حرکتوں کی وجہ سے انکے اپنے اعمال کا بدلہ کچھ نہیں دیا جائیگا سوائے اسکے کہ وہ جہنم میں دھکیل دیئے جائینگے۔ **اللہ تعالیٰ** فرماتا ہے کہ ''**اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ** ''۔(آلِ عمران ۳، آیت ۱۹) ترجمہ ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک دِین صرف دِینِ اسلام ہے''۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم** کی بعثت کے بعد اب کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا۔ یہی دِین اسلام قیامت تک رہے گا۔ جو بھی کوئی اس دِین میں داخل نہیں ہوگا، وہ جنت میں نہیں جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس آیت مبارکہ میں بھی یہی فرما رہا ہے کہ اب باقی تمام دِین ساقط کر دیئے گئے ہیں۔ قرآن کریم کی ایک اس سے بھی واضح آیت مبارکہ یہ ہے کہ ''**قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا** ''۔(الاعراف ۷، آیت ۱۵۸) ترجمہ ''(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) بتا دو اے دُنیا کے تمام لوگو! میں تم سب کی طرف رسول بن کر آیا ہوں''۔

منافقین کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّار** ''۔(النساء ۴، آیت ۱۴۵) ''یقیناً منافقین جہنم کے سب سے نچلے دَرجے میں ہوں گے''۔

اے دُنیا کے تمام انسانو اور قومو! اگر تم آخرت کی دائمی زندگی بہترین طریقے سے گزارنا چاہتے ہو جنت میں جو کہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہے کیونکہ وہاں موت نہیں تو ایمان لے آؤ اور خلوص سے ایمان لاؤ ورنہ ایمان نہ لانے والوں اور غیر مخلص ایمان لانے والوں کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''**هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ** ''(الاعراف ۷ آیت ۱۴۷) ترجمہ ''جیسے اعمال کرو گے ویسا ہی بدلہ پاؤ گے''۔ اگر ایمان کیساتھ نیک عمل کرو گے تو جنت میں جاؤ گے۔ اگر بغیر ایمان کے یا غیر مخلص ایمان کے عمل کرو گے تو جہنم میں جاؤ گے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴿۳۴﴾ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۖ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ

ترجمہ ◄ (آیات ۳۳ سے ۳۸) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔[۳۳]

جو کافر ہیں اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے ہیں اور مرتے دَم تک کفر پر ہی جان دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہرگز انکو معاف نہ کریگا۔[۳۴] (وہ جہنم میں جائینگے)

(اے ایمان والو!) کمزوری مت دکھاؤ اور نہ ہی صلح کی درخواست کرو۔ تم ہی غالب رہو گے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے اعمال کو ضائع نہیں کرے گا۔[۳۵]

(تم سمجھتے ہو کہ یہ) دُنیا کی زندگی تو ایک کھیل تماشا ہے۔ (نہیں! یہ ایک سنجیدہ زندگی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے قوانین وحدود کے اندر رہ کر گزارنی ہوتی ہے) اگر تم ایمان لے آؤ (ان قوانین وحدود پر) اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اَجر عطا فرمائے گا (قیامت میں) اور وہ تم سے مال و دولت طلب نہیں کرتا۔ [۳۶] (مال و دولت تو ہم تم کو دینے والے ہیں۔ رازق تمہارے ہم ہیں۔ ہمیں تمہارے مال کی ضرورت نہیں بلکہ تمہیں ہمارے مال کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ

اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْئَلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ﴿۳۶﴾ اِنْ يَّسْئَلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ﴿۳۷﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ج فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ج وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ط وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ج وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ لا ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾ ع

وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ''۔[محمد ۴۷، آیت ۳۸]) ترجمہ''اللہ تعالیٰ تو غنی ہے (یعنی ساری کائنات اسی کی ملکیت ہے اور مال وہی تمہیں دیتا ہے کیونکہ) تم محتاج ہو''۔

اگر کہیں وہ تمہارے مال و دولت (جو کہ ہم ہی نے تمہیں دیئے ہوئے ہیں) تم سے مانگ لے اور تم سے سب کچھ طلب کر لے تو تم بخل کرنے لگو اور وہ تمہارے دِل کے کھوٹ ظاہر کر دے۔[۳۷]

دیکھو! تم لوگوں کو دعوت دی جا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرو۔ (یہ تمہارے ہی فائدے کے لیے ہے) کچھ لوگ تم میں ہیں جو بخل کر رہے ہیں۔ جو بخل کرے گا تو اس کا وبال اسی پر ہو گا۔ اللہ تعالیٰ تو غنی ہے (یعنی ساری کائنات اسی کی ملکیت ہے اور مال وہی تمہیں دیتا ہے کیونکہ) تم محتاج ہو اور اگر تم اس کی اطاعت سے منہ موڑو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ کسی اَور قوم کو لے آئے گا اور وہ تم جیسے (بخیل) نہیں ہونگے۔[۳۸] (بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں دِل کھول کر خرچ کرینگے)

تشریح: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ:

اللہ تعالیٰ نصیحت فرما رہا ہے کہ اے مومنو! اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق اور رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حکموں کے مطابق اپنے کام کاج انجام دو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو تمہارے کام کاج اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہونگے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم معلوم کرنے کیلئے قرآن حکیم کو سمجھنا ضروری ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حکموں کو معلوم کرنے کیلئے احادیث شریف کا علم ضروری ہے۔ یہ دونوں کتابیں عربی زبان میں ہیں لہٰذا عربی زبان کا اعلیٰ معیار کیساتھ سیکھنا ہمارے لیے لازم ہوا۔ اسکا انتظام حکومتِ وقت کو کرنا چاہیے۔

عربی زبان کے بغیر قرآن حکیم کا سیکھنا ممکن نہیں۔ قرآن حکیم کا ترجمہ اس دَرجے کا ہم کر ہی نہیں سکتے کہ ہم عربی آیت مبارکہ کا مفہوم صحیح طور پر اَدا کر سکیں۔ کہاں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس جو یہ عربی لکھ رہی ہے اور کہاں ایک انسان اور وہ بھی آج کل کے زمانے کا اور پھر اس زبان میں ترجمہ جو کہ بمقابلہ عربی زبان کے بہت ہی نامکمل ہے۔

پہلی غلط فہمی یہ ہے کہ ہمارے مذہبی حلقوں میں قرآن حکیم کا صرف پڑھ لینا ہی کافی سمجھا جاتا ہے۔

دوسری غلطی فہمی یہ ہے کہ ترجمے سے ہم قرآن حکیم کی گہرائی کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جو کہ ناممکن ہے۔

اے میرے بھائیو! اگر اللہ تعالیٰ کی تمہیں مدد چاہیے تو عربی سیکھنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوگا، وہی غالب آئے گا اس دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ موجودہ بین الاقوامی حالات ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ ماننا پڑے گا کہ ہمارے حکمران اور ہم سب بحیثیت ایک قوم کے اللہ تعالیٰ کے قوانین پر نہیں چل رہے اس لیے دُنیا میں ہمارا رُعب، دَبدبہ، عزت اور وقار بہت نچلی سطح پر ہیں۔

؎ کل ساحل دریا پہ کہا مجھ سے خضر نے تو ڈھونڈ رہا ہے سم افرنگ کا تریاق
اک نکتہ مرے پاس ہے شمشیر کی مانند برندہ و صیقل زدہ و روشن و براق
کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہے آفاق

اِنَّمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا لَعِبٌ وَّ لَهۡوٌ:

جو لوگ دُنیا کو ہی اپنا مقصد بنا لیتے ہیں کہ دُنیا کو حرام حلال کی تمیز کیے بغیر اکٹھا کر لو

اور حیوانوں کی طرح آ کر رات کو سو جاؤ اور ظالموں کی طرح صبح کو اُٹھ کر پھر اپنے بے مقصد زندگی میں مصروف ہو جاؤ تو یہ دُنیا ان لوگوں کیلئے کھیل تماشے سے زیادہ حقیقت نہیں رَکھتی کیونکہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں، اسکا اَجر انکو نہیں ملے گا بلکہ انکی مثال ایسے ہے کہ ایک طالبعلم کالج میں جانے کی بجائے سارا دِن کرکٹ کا میچ دیکھتے گزار دیتا ہے۔ جب وہ شام کو گھر جاتا ہے تو اسکے والدین اسکو انعام دینے کی بجائے پٹائی کرتے ہیں کیونکہ اس نے صحیح چیز کو چھوڑ کر غلط چیز میں اپنا وقت صَرف کیا۔

جو لوگ آخرت کو اپنا مقصد بناتے ہیں، وہ اس زندگی کے سنجیدہ قوانین جو قرآن حکیم اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم میں بالکل واضح لکھے ہوئے ہیں، ان پر عمل کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ سے ڈَرتے رہتے ہیں کہ آیا انکا عمل اس دَرجے کو پہنچا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو قبول فرمائیگا یا نہیں؟ پھر وہ اَور اللہ تعالیٰ سے معافیاں مانگتے رہتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ انکو اس زندگی کا اَجر عطا فرماتا ہے۔ ان کیلئے یہ زندگی بامقصد ہے۔ بے مقصد کھیل تماشا نہیں ہے۔ اس پر غور کرنا چاہیے اور قرآن حکیم کی یہ آیت مبارکہ یاد رَکھیں۔

قرآن حکیم میں ہے کہ ''**تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا**''۔ (السجدۃ ۳۲، آیت ۱۶) ترجمہ ''اُنکے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں۔ اپنے رَبِّ کریم کو خوف اور اُمید سے پکارتے ہیں''۔

وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ:

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جب بندے صبح کرتے ہیں تو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ! خرچ کرنے والے کو نعم البدل عطا فرما (یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے والا)۔ دوسرا فرشتہ کہتا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ! بخیل کے مال کو برباد کر دے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۶۶)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ

''ظلم سے بچو کیونکہ ہر ظلم قیامت کے دِن تاریکی ہوگا۔

اسی طرح بخل سے بچو کیونکہ اس نے اس سے پہلے بہت لوگوں کو اس طرح ہلاک

کیا کہ پہلے ظلم پر اُکسایا اور انہوں نے خون ریزی کی اور حرام کو حلال سمجھا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۷۱)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ

''سخی شخص اللہ تعالیٰ سے قریب، جنت سے قریب اور لوگوں کے قریب ہوتا ہے اور دوزخ سے دُور ہوتا ہے۔

جبکہ بخل کرنے والا شخص اللہ تعالیٰ سے دُور ہوتا ہے، جنت سے دُور ہوتا ہے، بندگانِ خدا سے دُور ہوتا ہے اور دوزخ سے قریب ہوتا ہے۔

اور **سخی جاہل** اللہ تعالیٰ کو **عابد بخیل** سے زیادہ محبوب ہے''۔

(مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۷۵)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''دو خصلتیں مومن میں جمع نہیں ہوتیں۔ **بخل** اور **بداخلاقی**''

(مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۷۸)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا ہے ''مکار، بخیل اور **احسان جتانے والے** جنت میں داخل نہیں ہونگے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۷۹)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''**سخاوت** جنت کا ایک درخت ہے۔ سخی اس کی شاخیں پکڑتا ہے اور یہ شاخیں اس کو جنت میں داخل کیے بغیر نہیں چھوڑتیں۔

اسی طرح **بخل** بھی دوزخ کا ایک درخت ہے۔ جو بخیل ہوتا ہے، وہ ان شاخوں کو پکڑتا ہے اور وہ شاخیں اس کو دوزخ میں داخل کیے بغیر نہیں چھوڑیں گی''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اول، حدیث ۱۷۹۲)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''بخل اور ایمان ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۸۰، جلد دوم، حدیث ۳۶۵۰)

اَلْفَتْحُ ۴۸

مدینہ منورہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۲۹ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ﴿۱﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَ يَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ﴿۲﴾ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ﴿۳﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ؕ وَلِلّٰهِ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۲۹) اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! ہم نے تم کو واضح فتح عطا کر دی ہے۔[۱] (صلح حدیبیہ فتح کا پیش خیمہ ہے)

اللہ تعالیٰ نے تمہاری اگلی پچھلی ہر کوتاہی سے دَرگزر کیا اور تم پر اپنی نعمت مکمل کی اور تمہیں سیدھا راستہ دکھایا اور اللہ تعالیٰ تمہیں زبردست مدد دیتا ہے۔[۲-۳]

وہی تو ہے جس نے مومنوں کے دِلوں میں اطمینان بخشا تاکہ ان کے

جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا
حَكِيْمًا ۝۴ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ
عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا
عَظِيْمًا ۝۵ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ
وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ
السَّوْءِ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ
عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ
مَصِيْرًا ۝۶ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

ایمان مزید پختہ ہو جائیں اور آسمانوں اور زمین کے تمام لشکر اللہ تعالیٰ ہی کے قبضے میں ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی علم والا اور دانا ہے۔[۴] (اللہ تعالیٰ جب چاہے، ان تمام لشکروں کو تمہاری مدد کے لیے بھیج سکتا ہے)

اللہ تعالیٰ مومنین اور مومنات کو ان جنتوں میں داخل فرمائیگا جن میں دریا بہتے ہونگے اور وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے اور اللہ تعالیٰ انکی بُرائیاں انکے نامہِ اعمال سے ساقط فرما دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ ہے سب سے بڑی کامیابی۔[۵]

اور اللہ تعالیٰ عذاب دے گا منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں بُرا گمان باندھا۔ بُرائی کی گردش انہی پر ہوگی اور اللہ تعالیٰ کا غضب اور اس کی لعنت ان پر ہے اور ان کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے جو بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔[۶]

وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝۷ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ
شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝۸ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝۹
اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ
اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ
عَلٰى نَفْسِهٖ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ
فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۱۰ سَيَقُوْلُ لَكَ

آسمانوں اور زمین کے لشکر تو اللہ تعالیٰ ہی کے کنٹرول میں ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست لیکن حکیم ہے۔[۷]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! ہم نے تمہیں بھیجا ہے صرف نگران بنا کر، خوشخبری دینے والا (نیک باتوں پر) اور خبردار کر دینے والا (بُری باتوں پر)۔ پس اے لوگو! ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) پر اور اس (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کی مدد کرو اور اس (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کی تعظیم کرو اور صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے رہا کرو۔[۸-۹] (یعنی نمازوں کی پابندی کرو)

جو لوگ اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! تم سے بیعت کر رہے تھے، وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے بیعت کر رہے تھے۔ انکے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ تھا۔ اب جو اس بیعت (یعنی عہد) کو توڑے گا، اسکی عہد شکنی (یعنی بیعت شکنی) کی سزا اسکی اپنی ہی ذات پر ہوگی اور جو اس بیعت (یعنی عہد) سے وفاداری کریگا جو اس نے اللہ تعالیٰ سے کی ہے تو اللہ تعالیٰ عنقریب اسکو بہت بڑا اَجر عطا فرمائیگا۔[۱۰]

الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا
وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْلَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ
فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ
شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ؕ بَلْ
كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۱﴾ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ
لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ
اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ
السَّوْءِ ۖۚ وَكُنْتُمْ قَوْمًا ۢ بُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! دیہاتی عربوں میں سے جو لوگ پیچھے رہ گئے، وہ تم سے کہیں گے کہ ہمیں اپنے مال اولاد نے مشغول رکھا۔ اب آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں۔ اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! یہ لوگ اپنی زبانوں سے جو کہہ رہے ہیں، وہ انکے دِلوں میں نہیں ہے۔ ان سے کہو کہ اللہ تعالیٰ اگر تمہیں کوئی نقصان پہنچانے یا نفع پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہے تو کون ہے جو تمہیں اس سے بچا سکتا ہے۔ نہیں! یہ بات نہیں ہے جو تم کہہ رہے ہو۔ اصل بات اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ [۱۱] (کہ تم جھوٹے اور منافق ہو)

تم نے تو یہ سمجھا تھا کہ رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) اور مومنین مڑ کر کبھی واپس نہیں آئیں گے۔ یہ بات تمہارے دِلوں کو بڑی اچھی لگی تھی اور جو تم نے خیال کیا، بہت بُرا خیال کیا۔ تم تو ہو ہی برباد ہونے والے لوگ۔ [۱۲] (یعنی جہنم میں جانے والے منافق)

جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) پر ایمان نہیں

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۳﴾
وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ
وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۴﴾
سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ
لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا
كَلٰمَ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ
قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ؕ بَلْ كَانُوْا لَا
يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ
الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ

لائیگا، ان کافروں کیلئے ہم نے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔[۱۳] (یعنی جہنم کی آگ)

آسمانوں اور زمین کی حکمرانی تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جس کو چاہے، معاف فرما دے اور جس کو چاہے، عذاب دے لیکن ہے اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا۔[۱۴]

پیچھے رہنے والے لوگ (یعنی منافقین) تم سے کہیں گے کہ ہمیں بھی ساتھ لے چلو جب تم مالِ غنیمت کیلئے جانے لگو۔ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قانون کو بدل دیں۔ ان سے صاف کہہ دینا کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چلو گے۔ اللہ تعالیٰ پہلے ہی یہ فرما چکا ہے۔ یہ کہیں گے کہ نہیں بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو۔ (نہیں! بات حسد کی نہیں) بات یہ ہے کہ یہ لوگ حقیقت کو سمجھتے ہی نہیں۔[۱۵] (یہ پُرخلوص مسلمان نہیں ہیں)

پیچھے رہ جانے والے دیہاتی لوگوں (یعنی دیہاتی منافقین) سے کہو کہ

تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ
اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ
قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶﴾ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى
حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى
الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ
يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۷﴾ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ
الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ

عنقریب ایسے لوگوں سے لڑنے کیلئے بلایا جائیگا جو بڑے جنگجو ہیں۔تم ان سے یا تو جنگ کرو گے یا وہ مطیع ہو جائینگے۔اس وقت اگر تم نے حکمِ جہاد کی اطاعت کی تو اللہ تعالیٰ تمہیں بہترین اَجر دیگا۔اگر تم نے پھر اسی طرح منہ موڑا جس طرح پہلے موڑ چکے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں دَردناک عذاب دے گا۔[۱۶] (منافق کی سزا جہنم ہے)

کوئی حرج نہیں اگر کوئی اندھا یا کوئی لنگڑا یا کوئی مریض جنگ میں شامل نہ ہو۔ جو بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کی اطاعت کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن میں دریا بہہ رہے ہیں اور جو پیٹھ پھیرے گا، اسے وہ دَردناک عذاب دے گا۔[۱۷]

اللہ تعالیٰ ان مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے۔(صلح حدیبیہ کے وقت بیعت رضوان) انکے دِلوں کا حال وہ جانتا تھا اور اسی نے ان پر سکون نازل کیا اور ثواب میں قریبی فتح بخشی اور بہت سا مالِ غنیمت

مَا فِىْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ
فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَكَانَ
اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۹﴾ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً
تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِىَ
النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ
وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲۰﴾ وَاُخْرٰى لَمْ
تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۱﴾ وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا

جو انکو دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ یقیناً زبردست اور دانا ہے۔ [۱۸-۱۹] (صلح حدیبیہ کے دو ماہ بعد خیبر کو فتح کیا جو کہ ایک زرخیز علاقہ تھا)

اللہ تعالیٰ تم سے کثیر مالِ غنیمت کا وعدہ کرتا ہے جنہیں تم حاصل کرو گے اور یہ فتح تو تمہیں فوری طور پر عطا کر دی اور لوگوں کے ہاتھ تمہارے خلاف اُٹھنے سے روک دیئے تا کہ یہ مومنوں کیلئے ایک نشانی بن جائے (یعنی یہ صلح اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہوئی) اور اللہ تعالیٰ تمہیں سیدھا راستہ دکھائے۔ [۲۰]

اور دوسری **غنیمتوں** کا بھی وعدہ تم سے کرتا ہے جن پر تم ابھی قابض نہیں ہوئے اور اللہ تعالیٰ ان کا احاطہ کر چکا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ [۲۱] (یعنی خیبر کی فتح)

اگر یہ کافر لوگ اس وقت تم سے لڑتے تو یقیناً پیٹھ پھیر جاتے اور کوئی مددگار اور

نَصِيْرًا ﴿۲۲﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۖ
وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ
اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ
بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿۲۴﴾ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ
عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ
مَحِلَّهٗ ؕ وَلَوْ لَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ
لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ
مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ

دوست نہ پاتے۔ یہ ہے طریقہ اللہ تعالیٰ کا جو پہلے سے چلا آ رہا ہے (اللہ تعالیٰ مومنین کی مدد کرتا ہے) اور تم اللہ تعالیٰ کے طریقے میں کوئی تبدیلی نہیں دیکھو گے۔[۲۲-۲۳]

وہی تو ہے جس نے وادیٔ مکہ میں انکے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے حالانکہ وہ ان پر تمہیں غلبہ دے چکا تھا۔ جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ تعالیٰ ہر چیز دیکھ رہا ہے۔[۲۴]

(مکہ مکرمہ میں) جو کافر تھے انہوں نے تمہیں مسجدِ حرام سے روکا اور ہدی کے جانوروں کو انکی قربانی کی جگہ نہ پہنچنے دیا۔ اگر (مکہ مکرمہ میں کچھ) ایسے مومن مرد اور عورتیں موجود نہ ہوتے جنکا تم کو علم نہیں ہے اور یہ خدشہ نہ ہوتا کہ تم انجانے انہیں روند ڈالو گے اور اس سے تم پر حرف آئے گا تو جنگ نہ روکی جاتی۔ (جنگ) اس لئے روکی گئی کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں جسکو چاہے، داخل کرے اور وہ مومن اگر الگ ہو

يَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ
عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۲۵﴾ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ
قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ
سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ
كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ؕ وَكَانَ
اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۲۶﴾ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ
الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ
شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ

گئے ہوتے تو (مکہ مکرمہ کے) کافروں کو ہم ضرور سخت سزا دیتے۔[۲۵]

جب کافروں نے اپنے دِلوں میں جاہلانہ ضد بٹھالی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) اور مومنوں پر سکون نازل فرمائی اور مومنوں کو تقویٰ کی بات کا پابند کر دیا (کہ تم ان کی ضد کا مقابلہ ضد سے نہ دو بلکہ نرمی دکھاؤ تاکہ صلح کا معاہدہ مکمل ہو جائے) کیونکہ (تقویٰ کے) زیادہ حقدار اور اہل وہی تھے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔[۲۶]

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کو جو خواب دکھایا تھا، سچ کر دکھایا۔ (خواب یہ تھا کہ) ان شاء اللہ تم ضرور مسجد حرام میں اَمن کیساتھ داخل ہو گے۔ تم اپنے سر منڈواؤ گے اور بال کٹواؤ گے اور تمہیں کوئی خوف نہ ہوگا اور تم وہ بات نہیں جانتے تھے جو وہ جانتا ہے، اسلئے وہ خواب پورا ہونے سے پہلے اس نے یہ قریبی فتح تم کو عطا فرما دی۔[۲۷] (اس صلح کے نتیجے میں اگلے سال تم بلاخوف وخطر عمرہ کرو گے)

لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ
دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ
رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى
الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۲۸﴾ مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ
رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا
مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ
اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ

یہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کو ہدایت اور دینِ حق (سچے دین) کے ساتھ بھیجا تا کہ تمام دینوں پر غالب کر دے اور اس بات پر اللہ تعالیٰ ہی گواہ کافی ہے۔[۲۸]

(حضرت) محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور جو لوگ انکے ساتھ ہیں، وہ کفار کیساتھ سخت رویہ اور آپس میں رحم کا رویہ رکھتے ہیں۔ جب بھی تم انکو دیکھو تو وہ رکوع اور سجدہ میں ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسکی خوشنودی تلاش کر رہے ہوتے ہیں۔ سجدوں کے اثرات انکے چہروں پر موجود ہیں جن سے وہ الگ پہچانے جاتے ہیں۔ یہ ہے انکی صفت تورات میں اور انجیل میں۔ انجیل میں ان کی مثال یہ بھی دی گئی ہے کہ گویا ایک کھیتی ہے جس نے پہلے ایک کونپل نکالی پھر اسکو مضبوط کیا پھر وہ موٹی ہوئی پھر اپنے تنے پر کھڑی ہوگئی۔ کاشت کرنے والوں کو وہ خوش کرتی ہے اور کفار کو غصہ دلاتی ہے۔ (یہ مثال حضرات صحابہ

وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۲۹

کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی دی گئی ہے جو اپنے ایمان میں اب مضبوط ہو چکے تھے۔ اب ان کی مضبوطی اور تعداد کفار اور منافقین کو حسد دلاتی تھی) اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے، ان کو وہ بخش دے گا اور بہت بڑا اَجر عطا فرمائے گا۔[۲۹] (یعنی جنت میں داخل کرے گا)

تشریح : ہجرت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے پہلی دفعہ سنہ ۶-ہجری میں عمرہ کرنے کا ارادہ فرمایا۔ سنہ ۶-ہجری مہینہ ذی قعدہ کا واقعہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے ساتھ مکہ معظّمہ کی طرف عمرے کا سفر کیا۔

عمرہ کا احرام باندھا اور قربانی کے اونٹ ساتھ لیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے یہ بھی حکم فرمایا کہ کوئی شخص ہتھیار باندھ کر نہ آئے سوائے تلوار کے جو عرب میں سفر کا ضروری ہتھیار ہوتا تھا۔ اس میں یہ بھی ضروری تھا کہ نیام میں بند ہو۔ چودہ سو (۱۴۰۰) افراد اس سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ساتھ تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مکہ معظّمہ سے ایک منزل کے فاصلے پر حدیبیہ گاؤں میں ٹھہرے۔ قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو روکنے کی کوشش کی اور ایک دستہ بھیجا کہ مسلمانوں پر حملہ آور ہوں لیکن یہ لوگ گرفتار کر لیے گئے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے معافی دے دی اور چھوڑ دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے قریش کے ساتھ صلح کا ارادہ کیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انکے پاس بھیجا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قریش کو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا پیغام سنایا۔قریش نے انکونظر بند کرلیا لیکن عام خبر یہ مشہور ہوئی کہ وہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ یہ خبر سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ (حضرت) عثمان (غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے خون کا قصاص لینا ہم پر فرض ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ایک درخت کے نیچے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے جاں نثاری کی بیعت لی۔

اس واقعہ کا نام ''**بیعت الرضوان**'' ہے۔

قریش نے سہیل بن عمرو کو سفیر بنا کر بھیجا۔قریش نے ان سے کہہ دیا کہ صلح صرف اس شرط پر ہوسکتی ہے کہ (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) اس سال واپس چلے جائیں۔ دیر تک صلح کی بات چیت ہوتی رہی۔ جب شرائط پر اتفاق ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الفاظ قلمبند کرنے کیلئے فرمایا۔

صلح کی شرائط یہ تھیں:

(۱) مسلمان اس سال واپس چلے جائیں۔

(۲) اگلے سال آئیں اور صرف تین دِن قیام کریں۔

(۳) ہتھیار لگا کر نہ آئیں۔صرف تلوار ساتھ لائیں، وہ بھی نیام میں ہو۔

(۴) مکہ معظّمہ میں جو مسلمان پہلے سے موجود ہیں، ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ لے کر نہ جائیں اور تمہارے ساتھ مسلمانوں میں سے اگر کوئی مکہ معظّمہ میں رہنا چاہتا ہے تو اسکو نہ روکو۔

(۵) جو مرد خواہ وہ کوئی ہو، اگر مدینہ طیبہ چلا جائے تو مسلمان اس کو واپس کریں گے لیکن اگر کوئی مسلمان مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ میں آجائے تو واپس نہیں کیا جائیگا۔

(۶) قبائل عرب کو اختیار ہوگا کہ فریقین میں سے جسکے ساتھ چاہیں، معاہدہ میں شریک ہوجائیں۔

یہ شرائط بظاہر مسلمانوں کو قبول نہیں تھیں کیونکہ ظاہراً پلڑہ بھاری کفار کا نظر آتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے زیادہ غصہ میں تھے۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ یارسول

اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! کیا آپ پیغمبر برحق نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں! میں ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! ہم حق پر ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ تو ہم دِین میں ذِلت کیوں گوارا کر رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں خدا تعالیٰ کا پیغمبر ہوں اور خدا تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ میری مدد فرمائیگا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سمجھایا کہ اے (حضرت) عمر (فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! وہ خدا تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔ جو کچھ کرتے ہیں، خدا تعالیٰ کے حکم سے کرتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے صلح کے بعد تین دِن تک حدیبیہ میں قیام فرمایا پھر مدینہ طیبہ روانہ ہوگئے تو راستہ میں یہ سورت مبارکہ اُتری۔

اس سورت مبارکہ کا نفسیاتی تجزیہ:

صلح حدیبیہ سے پہلے کفارِ مکہ تین دفعہ بدر، اُحُد اور خندق میں مسلمانوں کے گھر یعنی مدینہ طیبہ پر حملہ کر چکے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ جنگِ خندق میں جو کہ سنہ ۵- ہجری کو ہوئی، عرب کے سب کافر قبائل شامل تھے، اسلئے اس جنگ کو جنگِ احزاب کہتے ہیں۔

ان تینوں جنگوں میں کفارِ مکہ نے حملہ کیا تھا اور مسلمانوں نے دفاع میں جنگ لڑی تھی لیکن اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کفار کے گھر جا رہے تھے اور خطرہ ہر انسان کو یہ لاحق تھا کہ جو ہمیں مدینہ طیبہ میں زندہ دیکھنا نہیں چاہتے تھے تو مکہ معظّمہ میں وہ ہمیں کیسے زندہ دیکھیں گے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کیساتھ اللہ تعالیٰ کی طاقت ہوتی ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم اور مدد سے اپنے ساتھیوں کو بے خوف و خطر لے کر عمرہ کیلئے جا رہے تھے۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے فرعون کو دیکھا کہ وہ فوجوں کیساتھ انکا تعاقب کر رہا ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم چیخ اُٹھی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے

فرمایا کہ کوئی گھبرانے کی بات نہیں، میرے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے۔ یہی کیفیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کیساتھ تھی تو اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس اپنے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کیلئے ہر وقت موجود ہوتی تھی۔

صلح حدیبیہ کی شرائط کو دیکھ کر ہر شخص شکستہ دِل تھا کیونکہ ظاہری شرائط سب ان کی مانی گئی تھیں۔ حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ سامنے بیڑیوں میں کفار کے قیدی بنے ہوئے تھے اور صلح کی شرائط کے مطابق انکو واپس نہیں کیا جا سکتا تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو یہ بھی فرمادیا کہ ہم اس سال عمرہ نہیں کرسکیں گے تو تمام لوگ یہیں قربانی کریں اور احرام اُتار دیں لیکن لوگ اس قدر دِل شکستہ تھے کہ کسی نے یہ حکم نہ مانا گویا کہ وہ دِلبرداشتہ سے نیم بیہوشی کی حالت میں تھے ورنہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی تو یہ حالت ہوتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی انگلی کے اشارے پر فوراً عمل کیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے تین دفعہ فرمایا اور کسی نے تعمیلِ ارشاد نہیں کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے خود قربانی کی، احرام اُتارا اور بال منڈوائے۔ اسکے بعد حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو یقین ہوگیا کہ فیصلے میں تبدیلی نہیں ہوسکتی تو سب نے قربانیاں کیں اور احرام اُتار دیئے۔ پھر تین دِن کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہاں سے مدینہ طیبہ واپس روانہ ہوگئے۔

پوری فوج کی حالت یہ تھی گویا کہ انکے خزانے لُٹ گئے۔ ایک غیور قوم اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہو تو اتنی ذِلت آمیز شرائط پر صلح کیسے کرسکتی تھی؟

صرف ایک بات انکو تسلی دے رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ کا نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جو کرتا ہے، اسکو حکم اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے اور اس حکم کی حکمت اللہ تعالیٰ اور اسکا رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی جانتے ہیں لیکن لوگوں کی قلبی کیفیت ایسی تھی گویا کہ جسم سے جان نکل گئی ہے۔ اس وقت انکو سخت حوصلہ کی ضرورت تھی، اسلئے اللہ تعالیٰ نے اس سورت مبارکہ کو شروع ہی ایسے فرمایا کہ یہ تمہاری شکست نہیں ہے بلکہ یہ صلح فتحِ عظیم ہے اور صلح بھی ایسی جس میں کوئی شک وشبہ کی بات نہیں ہے۔

پھر مزید فرمایا کہ

(۱) اللہ تعالیٰ اپنی نعمت کی تکمیل فرماتا ہے یعنی دِینِ اسلام کو مکمل فرماتا ہے۔ جہاں بھی

تم ہو گے، تمہیں سیدھا راستہ دکھائے گا اور تمہاری مدد فرمائیگا۔

(۲) تمہارے دِلوں کو اللہ تعالیٰ نے تسکین بخشی اور تمہارے ایمان میں ترقی دی۔

(۳) اللہ تعالیٰ جنگ نہیں چاہتا حالانکہ اسکے پاس آسمانوں اور زمین کے تمام لشکر موجود ہیں لیکن وہ حکمت سے کام لیتا ہے۔

(۴) یہ مت سمجھو کہ ہم انکو ایسے ہی چھوڑ دینگے۔ ہم منافقوں کو اور مشرکین کو سخت سزا دینگے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور لعنت ہے اور جہنم انکا ہمیشہ کیلئے ٹھکانہ ہوگا

(۵) ہم پھر بتائے دیتے ہیں کہ آسمانوں اور زمین کے تمام لشکر اللہ تعالیٰ کے ہیں وہ جب چاہے گا تمہاری مدد کیلئے بھیج دیگا لیکن یہ مت بھولو کہ وہ اپنے کام حکمت سے کرتا ہے

(۶) تمہارا رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تمہارے لیے گواہی دینے والا ہے اور تمہیں جنت کی بشارت دینے والا ہے اور جو اسکی مخالفت کرینگے، انکو خبردار کرنے والا ہے

(۷) اپنے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ایمان لاؤ۔ اسکا ساتھ دو۔ اسکی تعظیم کرو اور صبح وشام اللہ تعالیٰ کا ذِکر کرو۔

(۸) جو بیعت کی گئی، وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کی گئی۔ گو ہاتھ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا تھا لیکن وہ بیعت اللہ تعالیٰ سے تھی۔

(۹) جو اللہ تعالیٰ سے باندھے ہوئے عہد کی وفا کریگا، اللہ تعالیٰ اسکو بڑا اَجر عطا فرمائیگا

(۱۰) منافقین کے رویے سے تم دِلبرداشتہ نہ ہو جانا۔ اللہ تعالیٰ نے منافقین کیلئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے تو اے مومنین! دِل میں ملول نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے۔ وہ جسکو چاہے، چھوڑ دے اور جسکو چاہے، سزا دے۔

(۱۱) یہ منافقین ابن الوقت ہیں۔ اب انکو ایک دوسرا موقع دیا جائیگا۔ اگر انہوں نے اپنا نظریہ بدل لیا اور تمہاری طرح خلوص سے اطاعت کی تو اللہ تعالیٰ انکو اَجر دیگا اور اگر انہوں نے پہلے کی طرح منہ موڑا تو ہم انکو سخت عذاب دینگے۔

(۱۲) جو بھی اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی اطاعت کریگا جیسا کہ حدیبیہ کے وقت کی تو اللہ تعالیٰ انہیں جنتوں میں داخل فرمائیگا اور جو بھی منہ پھیرے گا جیسا کہ منافقین نے پہلے منہ پھیرا، انکو ہم سخت سزا دینگے۔

(۱۳) اے جماعتِ مومنین! جو لوگ درخت کے نیچے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ

وسلم سے بیعت کررہے تھے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے انکے لیے سکونِ قلب اُتارا اور عنقریب ملنے والا بہت سا مالِ غنیمت کا بندوبست کیا۔ اشارہ ہے چند مہینے کے بعد خیبر کی فتح کا۔

(۱۴) اللہ تعالیٰ نے مکہ معظّمہ میں جنگ ہونے سے روک دی۔ اس میں تمہارے لیے ہی بہتری تھی تو اگر کافر لڑتے بھی تو شکست کھا جاتے۔

(۱۵) جنگ روک لینے کی ایک حکمت یہ تھی کہ مکہ معظّمہ میں بہت سے مسلمان ایسے تھے کہ اگر لڑائی ہوتی تو انکو نقصان پہنچتا۔ اگر یہ مومن الگ ہوتے تو ہم کافروں کو سزا ضرور دیتے۔

(۱۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اور مومنین نے تقویٰ کا رویہ اختیار کیا، ضد کا بدلہ ضد سے نہیں دیا۔ ذِلت آمیز شرائط پر صبر کیا اور اللہ تعالیٰ کی منشاء اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حکم کیخلاف کوئی قدم نہیں اُٹھایا۔

(۱۷) اے جماعتِ مومنین! یاد رکھو کہ یہ دِین مکمل ہوکر رہے گا اور تمام دِینوں پر غالب آئیگا۔ اللہ تعالیٰ اس بات کی گواہی دیتا ہے۔ یہ تمہارے لیے ایک بہت بڑی خوشخبری ہے کہ بالآخر تم ہی کافرین اور منافقین پر غالب رہو گے۔

(۱۸) یاد رکھو کہ (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات پر ہی چلتے ہیں اور انکے مومنین ساتھی کفار کیلئے سخت ہیں (جیسے لوہا ہوتا ہے) لیکن آپس میں بہت رحمدِل ہیں (جیسے موم ہوتی ہے) تو دِلبرداشتہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۱۹) سختی اور نرمی حکمت سے استعمال کی جاتی ہے۔

(۲۰) تمہاری مثال تو اب ایسی ہے کہ جیسے ایک کھیتی بوئی گئی۔ پہلے کونپل نکلی پھر کونپل بڑی ہوکر مضبوط ہوئی اور پھر سیدھے اپنے تنے پر مضبوط کھڑی ہوگئی۔ کاشتکار کو تو یہ فصل بہت ہی بھلی لگتی ہے۔ ایمان لانے والے ایسی ہی فصل تھے۔

(۲۱) کفار کو یہ مضبوط، تنومند اور صحتمند مومنین کی فصل غصہ دلاتی ہے۔

(۲۲) اے جماعتِ مومنین! یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کیلئے بخشش کا وعدہ کیا ہوا ہے اور بہت بڑے اَجر کا۔

اَلْحُجُرٰتِ ۴۹

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۱۸ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۱ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۱۰) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) سے آگے مت بڑھو۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے رہو۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔[۱]

اے مومنین! اپنی آوازوں کو نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کی آواز سے بلند مت کرو اور نہ نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کے ساتھ اونچی آواز سے بات چیت کرو جیسا تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں علم بھی نہ ہو۔[۲]

بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ
لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ
رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ
لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۳ اِنَّ الَّذِيْنَ
يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا
يَعْقِلُوْنَ ۝۴ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ
لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ
تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ
نٰدِمِيْنَ ۝۶ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ

جولوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کے پاس بات کرتے ہوئے اپنی آواز نیچی رکھتے ہیں، وہ ہیں ایسے لوگ جنکے دِلوں میں تقویٰ ہے۔ (یعنی وہی ہمارے حکم کی تعلیم کر رہے ہیں) انکے لیے اللہ تعالیٰ کی بخشش ہے اور بہت بڑا اَجر موجود ہے۔[۳]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! جو تمہیں گھروں کے باہر سے پکارتے ہیں، انکو کوئی عقل نہیں ہے۔ اگر وہ صبر کرتے حتیٰ کہ تم باہر نکل آتے تو انکے لیے بہتر تھا لیکن اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے اور رحم فرمانے والا ہے۔[۴-۵]

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو نادانستہ نقصان پہنچا دو اور پھر اپنے کیے پر شرمند ہونا پڑے۔[۶]

اللّٰهِ ط لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ
قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ
وَالْعِصْيَانَ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۙ﴿۷﴾ فَضْلًا مِّنَ
اللّٰهِ وَنِعْمَةً ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۸﴾ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ج فَاِنْۢ
بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ
تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ج فَاِنْ فَآءَتْ

جان لو کہ تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کا رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) ہے۔ اگر وہ بہت سے معاملات میں تمہاری بات مان لیا کرے تو تم مصیبت میں پھنس جاؤ گے مگر اللہ تعالیٰ نے تم کو ایمان کی محبت دی ہے اور اسکو تمہارے لیے دِل پسند بنا دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے کفر کو، فسق کو اور نافرمانی کو ناپسند کیا ہے۔ یہی لوگ (یعنی ایمان والے جو فرمانبردار ہیں) سیدھے راستے پر ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل اور اسکی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور **حکمت** والا ہے۔[۷-۸]

اگر مومنین کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو انکے درمیان صلح کرا دیا کرو اور اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے گروہ سے زیادتی کرے تو سب زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ گروہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف پلٹ آئے اور اگر وہ پلٹ آئے تو انکے درمیان عدل کیساتھ صلح کرا دو اور انصاف کرو۔ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والے کو پسند کرتا ہے۔[۹] (اگر وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف نہیں پلٹتا تو اس پر لڑائی

فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۹ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۱۰ ع

کے ذریعے غلبہ حاصل کرو)

بیشک مومنین آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ پس اپنے بھائیوں کے درمیان تعلقات کو درست کر دیا کرو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے رہا کرو تا کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا رحم فرمائے۔[۱۰]

تشریح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے بات کرنے کے آداب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم عظیم ہستی ہیں۔ سید الانبیاء ہیں۔ کائنات میں سب سے محبوب ہستی اللہ تعالیٰ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اپنی قوم میں ہی پیدا ہوئے، اپنی قوم میں ہی جوان ہوئے، اسلئے نبوت کے بعد انکی قوم کے افراد ان سے وہی بے تکلفی رکھتے تھے جو نبوت سے پہلے تھی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں کئی جگہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو تعلیم فرمائی کہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تم جیسا نہیں ہے۔ یہ ہمارا نمائندہ ہے۔ اسکی عزت ہماری عزت ہے۔ اسکی اطاعت ہماری اطاعت ہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا وہ احترام کرو جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی عظمت:

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے روز اولادِ آدم کا سردار میں ہوں۔ سب سے پہلے شفاعت کرنے والا میں ہوں۔ سب سے پہلے میری شفاعت منظور ہو گی''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۹۴)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹانے والا میں ہوں۔ خازن کہے گا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کون ہیں؟ میں کہوں گا کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) وہ کہے گا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے پہلے کسی کیلئے دروازہ نہ کھولوں''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۹۵-۵۴۹۶)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''مجھے آخری نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئی ہیں''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۹۸-۵۵۰۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک طویل حدیث مبارکہ میں یہ ذِکر ہے کہ ''میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں۔ تمام اگلے پچھلے لوگوں سے زیادہ عزت والا ہوں اور یہ فخر کے طور پر نہیں کہتا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۵۱۳)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میں رسولوں کا قائد ہوں اور یہ فخر یہ نہیں کہتا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۵۱۵)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے دِن مجھے جنت کے جوڑوں میں سے ایک جوڑا پہنایا جائیگا پھر میں عرش کے دائیں جانب کھڑا ہو جاؤنگا اور اس مقام پر مخلوق کا کوئی فرد میرے سوا کھڑا نہیں ہوگا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۵۱۷)

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میرے لیے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ کا سوال کیا کرو''۔ پوچھا گیا کہ ''وسیلہ کیا ہے؟'' فرمایا کہ ''جنت میں سب سے اونچا دَرجہ ہے جو ایک ہی شخص کو ملے گا اور مجھے اُمید ہے کہ وہ شخص میں ہوں''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۵۱۸)

ادبِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم:

(۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر دُرود شریف بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ

وسلم پر درُود پاک بھیجا کرو۔ (دیکھیں سورۂ الاحزاب ۳۳، آیت ۵۶)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ایک دفعہ درُود پاک بھیجنے سے اللہ تعالیٰ اس شخص پر دَس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کے دَس گناہ مٹاتا ہے اور اس کے دَس دَرجات بلند فرماتا ہے۔ ([نسائی] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۸۶۱)

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور عرض کی کہ ''دُور ہو وہ شخص جسکے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام لیا جائے اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر درُود پاک نہیں پڑھا''۔ [ترمذی و بخاری]

(۴) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جب دعوت کریں تو وقت سے پہلے نہ آؤ اور کھانا کھانے کے بعد دیر تک مت بیٹھو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو تکلیف ہوتی ہے۔ وہ تو بات کرنے سے حیا فرماتے ہیں لیکن ہم سچی بات کر دیتے ہیں۔ (دیکھیں سورۂ الاحزاب ۳۳، آیت ۵۳)

(۵) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) سے آگے نہ بڑھو''۔ (دیکھیں سورۂ الحجرات ۴۹، آیت ۱)

آگے بڑھنے کا مطلب:

(الف) گفتگو میں پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو گفتگو مکمل کرنے دی جائے پھر اگر وہ آپ سے پوچھیں تو جواب دیں۔

(ب) فیصلہ کرنے میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فیصلہ نہ کر لیں، اپنا مشورہ نہ دیں اور جب تک آپ سے مشورہ نہ مانگیں، خاموش رہیں۔

(ج) چلنے میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے آگے آگے نہ چلیں بلکہ پیچھے چلیں۔

(۶) اپنی آواز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی آواز سے بلند مت کریں اور اپنی آواز میں عجز اور انکساری پیدا کریں، نہ کہ زور اور قوت۔

(۷) اگر آپکو بلائیں خواہ آپ نفل نماز میں ہی ہوں تو نفل نماز توڑ کر انکی بات سنیں۔

(۸) گھر کے باہر سے ان کو آواز مت دیں۔ انتظار کریں۔ جب وہ اپنے وقت پر باہر نکل آئیں تو پھر اپنی حاجت پیش کریں۔

(۹) بلامقصدان سے کوئی سوال نہ کریں۔

(۱۰) بات کرنے سے پہلے کوئی صدقہ کریں تو بہتر ہے گو یہ حکم اللہ تعالیٰ نے کچھ دیر کے بعد منسوخ کر دیا تھا۔

(۱۱) جمعے کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر دُرود شریف کثرت سے بھیجا کریں۔

(۱۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی حدیث مبارکہ میں کوئی اپنی طرف سے وہ بات نہ کہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے نہیں فرمائی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص وہ بات کہتا ہے جو میں نے نہیں کہی، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ (سنن ابن ماجہ)

ان باتوں میں سے بہت سی باتیں ایسی ہیں جب آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ مبارکہ پر جاتے ہیں تو وہاں ان باتوں کا خیال رَکھا کریں جیسے سلام بھیجنا ہو تو آہستہ آواز میں بھیجیں۔ دُرود پاک پڑھنا ہو تو آہستہ آواز میں دُرود پاک پڑھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کیلئے وسیلہ کی دُعا کریں تو آہستہ آواز میں دُعا کریں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اگر کوئی دو شخص یا دو خاندان یا دو قبیلے یا دو ملک آپس میں لڑ پڑیں تو باقی اُمت پر لازم ہے کہ ان میں صلح کرا دیں اور صلح بھی عدل وانصاف پر ہونی چاہیے۔

آج کل کے زمانے میں اُمت بکھر چکی ہے۔ ہر ملک اپنا ایک آزاد ملک بنائے ہوئے ہے۔ پوری ملت میں کوئی اتحاد نہیں ہے۔ بھائی بھائی سے لڑا ہوا ہے اور دُشمنانِ اسلام ان بھائیوں کو لڑاتے رہتے ہیں اور انکا مقصد یہ ہے کہ مسلم اُمہ دوبارہ اکٹھی نہ ہو اور نظامِ خلافت یا نظامِ ملوکیت یا نظامِ امارت جو کہ انصاف کی بنا پر ہونا چاہیے، رائج نہ ہو سکے۔ دُشمن اس بات سے بھی خوفزدہ ہے کہ اگر اُمت (یعنی مسلمان) ایک ہو جائے گی تو ہم پر فوج کشی کر دے گی حالانکہ ایسی بات کوئی نہیں ہے۔ ہم اپنی کمزوریوں کی وجہ سے اتنے کمزور ہو چکے ہیں کہ دُنیا کے لیڈر بننے کا تو اللہ تعالیٰ نے حق ہمیں دیا ہے لیکن لیڈر وہ بنے ہوئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر اور اسکی آخری کتاب پر ایمان نہیں رَکھتے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم

نے فرمایا کہ ''قرآن حکیم بعض قوموں کو بلند کرتا ہے اور بعض قوموں کو پست کرتا ہے''۔ ہم نے آج کل قرآن حکیم کو چھوڑا ہوا ہے، اسلئے ہم اسفل السافلین میں داخل ہوئے۔ ابھی وقت ہے کہ ہم اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیں اور سیدھے راستے پر واپس آ جائیں تو وہ دن دُور نہیں جب اللہ تعالیٰ ہمیں دوبارہ غلبہ عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا کہ ''**وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ**'' (نساء۴ آیت ۱۳۹) ترجمہ ''اگر تم صحیح مومن ہو تو بالآخر تم ہی غالب رہو گے''

؎ وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

؎ چشم اقوام سے مخفی ہے حقیقت تیری ہے ابھی محفل ہستی کو ضرورت تیری
زندہ رکھتی ہے زمانے کو حرارت تیری کوکب قسمت امکاں ہے خلافت تیری
وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

؎ کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

[اقبال، بانگ درا]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ایک مرتبہ درُود شریف پڑھا، اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس شخص پر ستر (۷۰) رحمتیں بھیجتے ہیں''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۸۷۳)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئیں جو پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں [۱] ایک مہینے کی مسافت تک میری رُعب سے مدد فرمائی گئی [۲] ساری زمین میرے لیے مسجد اور پاک قرار دی گئی [۳] غنیمتیں میرے لیے حلال فرمائی گئیں جبکہ مجھ سے پہلے کسی کیلئے حلال نہیں تھیں [۴] مجھے شفاعت عطا فرمائی گئی [۵] ہر نبی اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا لیکن مجھے تمام انسانوں کیلئے بھیجا گیا''۔ مسلم میں ہے کہ ''مجھے جامع الکلام کیساتھ بھیجا گیا'' (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۵۵۰۰-۵۵۰۱)

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''مجھے دو خزانے عطا فرمائے گئے۔ ایک سرخ اور دوسرا سفید''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۵۵۰۳)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ
عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ
عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا
اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ
الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ⑪ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا
كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ز اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا
تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ

ترجمہ ◄ (آیات ۱۱ سے ۱۳) اے لوگو جو ایمان لائے ہو! نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اُڑائیں۔ ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اُڑائیں۔ ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے پر الزامات نہ لگاؤ اور نہ کسی کو بُرے القاب دو۔ ایمان کے بعد کسی (مومن یا مومنہ) کو بُرا نام دینا بہت بُری بات ہے۔ جو لوگ اس حرکت سے توبہ نہیں کرتے، وہ ظالم ہیں۔ [۱۱]
(پاکستان میں یہ عادت عام ہے خاص طور پر سیاسی حلقوں میں اور یونیورسٹی کے طلبہ میں۔ یہ بداخلاقی ہے اور یہ عادت بند ہونی چاہیے)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! زیادہ قیاس آرائیاں مت کیا کرو کیونکہ بعض قیاس آرائیاں گناہ ہوتی ہیں اور نہ ہی کسی کے عیب ڈھونڈا کرو اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کیا کرو۔ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے۔ دیکھو تم خود اس کو ناپسند کرتے ہو (تو پھر دوسرے کی غیبت کیوں کرنی

اَحَدَكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾

چاہیے) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔[۱۲] (اپنے گناہوں سے روزانہ توبہ کرلیا کرو اور اپنی بُری عادت کو روزانہ ٹھیک کرنے کی کوشش کرو۔ اچھی عادات پر ثابت قدم رہو)

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہارے کنبے اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو (کوئی قبیلہ ایک دوسرے سے برتر نہیں ہے) برتر وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقوے والا ہے۔ (جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتا ہے) اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے (کہ کون تقوے والا ہے) اور باخبر ہے۔[۱۳]

تشریح : یہ بُرائیاں جو ان آیات مبارکہ میں بیان کی گئی ہیں، ہماری معاشرتی زندگی میں بہت عام ہیں۔ الزام تراشی، کردار کشی، غیبت، یہ ہمارے سیاسی ٹولے میں سب سے زیادہ ہیں، اسی وجہ سے کوئی حکومت مستحکم نہیں بن رہی۔

نئے نئے نام رکھنا جن میں بہت سے بُرے نام بھی ہوتے ہیں، یہ سکولوں اور کالجوں میں عام ہے اور غرباء میں بھی بہت عام ہے۔

کسب یعنی پیشہ کی بنا پر کسی کو گھٹیا سمجھنا، یہ بھی براعظم ہندوستان کے ممالک میں ایک مستقل عادت ہے۔

کسی خاندان، کسی قبیلے، کسی ذات، کسی قوم کو برتر بنا دینا یا کم تر سمجھنا، یہ بھی بہت

بُری بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی کو اچھا بُرا سمجھنا صرف ایک ہی کسوٹی ہے، وہ ہے تقویٰ۔ جو تقوے میں بڑھ کر ہے، خواہ وہ صفائی کرنے والا ہے یا وہ صدر ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابلِ احترام ہے اور عوام کے نزدیک بھی قابلِ احترام ہونا چاہیے۔

جو شخص رذیل ہے، خواہ وہ صفائی کرنے والا ہے یا ملک کا سربراہ ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی رذیل ہے اور لوگوں کے نزدیک بھی رذیل ہی ہونا چاہیے۔

وی آئی پی کلچر بھی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ وی آئی پی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بڑھ کر کائنات میں اَور کون انسان ہوسکتا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے ساتھ چلتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کھانا کھاتے تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے ساتھ کھاتے۔ کسی مجلس میں بیٹھتے تھے تو باہر سے آنے والے کسی شخص کو معلوم نہیں ہوتا تھا کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کون ہیں۔ (ماخذ از مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۹۳) وہ لوگوں سے پوچھتا تھا۔

یہاں سب سے بڑا رذیل سب سے بڑا وی آئی پی بن جاتا ہے۔ یاد رکھیے کہ یہ تکبر کی نشانی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جسکے دِل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہوگا، وہ جنت میں نہیں جائیگا''۔ (ابن ماجہ)

ان بُرائیوں سے بچنے کا فائدہ یہ ہے کہ قوم میں انتشار کی جگہ اَمن پیدا ہوتا ہے۔ فرقہ واریت کی جگہ اتحاد پیدا ہوتا ہے۔ پارٹی بازی کی جگہ یکجہتی پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو یہی چیزیں پسند ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی سے انسان جتنا قرب حاصل کرتا ہے، ناپسندیدہ کاموں سے نہیں حاصل کرسکتا۔ ناپسندیدگی انسان کو جہنم کے قریب لے جاتی ہے۔ ''صلہ رحمی سے آپس میں محبت، مال میں کثرت اور عمر میں درازی پیدا ہوتی ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۷۱۵) لوگوں کے عیب ڈھونڈنا بہت بڑی بُرائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ''**وَلَا تَجَسَّسُوْا**''۔ (الحجرات ۴۹، آیت ۱۲)

ہماری قوم میں ان خصلتوں کا پیدا ہو جانا ہمارے حکمرانوں کی نااہلی ہے۔ نہ وہ قرآن حکیم کے آداب جانتے ہیں، نہ وہ حدیث شریف کے آداب جانتے ہیں تو قوم میں آداب کہاں سے آئیں۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ
قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ
قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ
مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾
اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ
لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾ قُلْ
اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي

ترجمہ ◄ (آیات ۱۴ سے ۱۸) دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ ان سے کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ تم مجبوراً مطیع ہو گئے ہو اور ایمان تو ابھی تک تمہارے دِلوں میں داخل ہی نہیں ہوا۔ اور تم اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہارے اعمال کے اَجر میں کوئی کمی نہ کرے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔[۱۴]

اصلی مومن تو وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) پر ایمان لائے پھر وہ کسی شک میں نہ پڑے اور خوب جہاد کرے اپنے مال و دولت کے ساتھ اور خود اپنی جانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں۔ یہی لوگ دَراصل سچے لوگ ہیں۔[۱۵]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! اب دیہاتی ایمان لانے والوں سے کہہ دو کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کو اپنے دِین کی اطلاع دینا چاہتے ہو؟ وہ تو آسمانوں اور زمین

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ ۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾

کی ہر چیز کو جانتا ہے اور وہ ہر شے کا پورا علم رکھتا ہے۔[۱۶]

یہ لوگ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ ان کو کہہ دو کہ اپنے اسلام کا احسان مجھ پر مت جتلائیں بلکہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا احسان جتلاتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی توفیق دی اگر تم واقعتاً ایمان کا دعویٰ کرنے میں سچے ہو۔ اللہ تعالیٰ تو آسمانوں اور زمین کی غیب کی چیزوں کا جاننے والا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے جو کچھ تم لوگ کرتے ہو۔[۱۷-۱۸]

تشریح: دیہاتی لوگ ایمان کا دعویٰ کرتے تھے حالانکہ اکثر ان میں منافقین تھے۔ ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے انکے دِل کی بات کھول کر رکھ دی ہے کہ ابھی صحیح ایمان تمہارے دِلوں میں نہیں ہے۔ صحیح ایمان اس وقت ہوگا جب تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور قرآن حکیم پر پوری طرح یقین آ جائیگا کہ یہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں اور جب تم اپنے مال سے اور اپنی جانوں سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کر کے اپنے ایمان کی صداقت ثابت کر دو گے۔

اس زمانے میں بھی ایمان کی بہت کمزوری ہے۔ قرآن حکیم کو پڑھنا بہت مشکل ہے۔ جاسوسی فضول کہانیوں ناولوں کو پڑھنا بہت آسان ہے۔ نماز پڑھنا بہت مشکل ہے۔ حکومت کے عطا کردہ لیپ ٹاپ سے کھیلنا بہت آسان ہے۔

اے میری قوم کے نوجوانو! اللہ تعالیٰ نے آپ کو مشرک ہندو کے غلبہ سے بچا دیا۔ ہم نے اس کا وہ شکر اَدا نہیں کیا جو حقیقت میں کرنا چاہیے تھا۔ اگر ہم آج ہندو کے غلبہ میں رہتے تو ہماری آدھی اولاد ہندو اور مشرک بن چکی ہوتی۔

جنہوں نے پاکستان بنایا تھا، ان کی قربانیوں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے اپنے عذاب کو روکا ہوا ہے۔ لاکھوں کروڑوں نے جامِ شہادت نوش کیا لیکن زمانہ نے پلٹا کھایا اور ہمارے لیڈر وہ آئے جنہوں نے پاکستان بنانے میں رَتی بھر کردار اَدا نہیں کیا تھا۔ خاں لیاقت علی خاں کے بعد حکومت کی باگ ڈور ان ہاتھوں میں رہی جو ہاتھ نجاست آلودہ تھے۔ اب زمانہ آپ کا ہے۔ آپ خدمت کریں۔ اپنے ہاتھوں کو صاف رَکھیں۔ اپنے کپڑوں کو صاف رَکھیں۔ اپنے دِل کو صاف رَکھیں تو وہ دِن دُور نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں پھر دوبارہ عزت کے مقام پر کھڑا کر دے۔ اس وقت دُنیا کے رذیل ترین ممالک میں سے کوئی واضح طور پر دُشمن بنا ہوا ہے اور کوئی دوستی کے لبادے میں دُشمن ہے۔ اس ملک کے لوگوں کے دِین کے محافظ آپ ہیں۔ اپنے اطوار ٹھیک کریں۔ قرآن حکیم کو ایسا پڑھیں جیسے آپ ٹیکسٹ بک پڑھتے ہیں۔ احادیث شریف کی کتابوں کو ایسا پڑھیں جیسے آپ نے امتحان دینا ہے اور عمل ایسے کریں کہ کوئی آپ کی طرف انگلی نہ اُٹھائے اور اس دَرجہ تقویٰ اختیار کریں جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی سورت مبارکہ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر وہ ہیں جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔

اگر آپ نے عقل سے، علم سے، حکمت سے، تقویٰ سے کام نہ لیا تو پھر ہمارا مستقبل تاریک سے تاریک تر ہو جائے گا۔ نا اُمید ہونے کی بات نہیں ہے۔ بہت سی قومیں پستی میں گری ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے انکو دوبارہ ہمت عطا کی اور وہ دُنیا کی بہترین قومیں بن گئیں۔ ذرا غور کریں جو حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

؎ کبھی اے نوجواں مسلم! تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردُوں تھا تو جسکا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سر دارا
غرض میں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرا نشیں کیا تھے
جہاں گیر و جہاں دار و جہاں بان و جہاں آرا

تجھے آباء سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت، وہ سیارا
گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

[علامہ اقبال]

پھر حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

؎ اوجِ گردُوں سے ذرا دُنیا کی بستی دیکھ لے
اپنی رفعت سے ہمارے گھر کی پستی دیکھ لے
قافلے دیکھ اور ان کی برق رفتاری بھی دیکھ
رَہروِ دَرماندہ کی منزل سے بے زاری بھی دیکھ
فرقہ آرائی کی زنجیروں میں ہے مسلم اسیر
اپنی آزادی بھی دیکھ انکی گرفتاری بھی دیکھ

[علامہ اقبال]

عدل: ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے خلوص پر زور دیا ہے۔ایمان کا سب سے بلند مرتبہ عدل کا قائم کرنا ہے اور عدل پر کائنات کی بقا کا انحصار ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے عدل پر بہت زور دیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں چھوٹی بات سے لے کر بڑی بات تک پورا پورا عدل کیا ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''اے (حضرت) داؤد (علیہ السلام)! ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا۔لوگوں کے درمیان حق کیساتھ فیصلہ کرو اور خواہشات کی پیروی مت کرو''۔(صٓ ۳۸، آیت ۲۶) ''اللہ تعالیٰ یقیناً عدل کرنے والوں کو محبوب رَکھتا ہے''۔(المائدۃ ۵، آیت ۴۲) ''اے ایمان والو! انصاف پر اچھی طرح قائم ہونے والے بن جاؤ''۔(نساء ۴، آیت ۱۳۵) ''کسی قوم سے عداوت تم کو عدل کرنے سے نہ روکے''۔(المائدۃ ۵، آیت ۸) ''انصاف کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو محبوب رَکھتا ہے''۔(الحجرات ۴۹، آیت ۸) ''قیامت کے دِن انصاف کرنے والا حکمران اللہ تعالیٰ کے سائے میں ہوگا''۔(بخاری) ''انصاف کرنے والے حکمران کا ایک دِن ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے''۔(طبرانی)

قٓ ۵۰

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۴۵ آیات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۚ﴿۱﴾ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ
جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ
عَجِيْبٌ ۚ﴿۲﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ
بَعِيْدٌ ﴿۳﴾ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ
وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ﴿۴﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۱۹) قاف۔قسم ہے قرآن حکیم کی جو انتہائی مستحقِ تعریف ہے۔ان لوگوں کو حیرانگی ہوئی اس بات پر کہ ایک خبردار کرنے والا انہی میں سے آیا۔ کافروں نے کہا کہ یہ تو عجیب بات ہے کہ جب ہم مر گئے اور خاک ہو گئے تو دوبارہ اُٹھائے جائیں گے۔یہ تو عقل سے بہت بعید ہے۔[۱-۳]

حالانکہ زمین جو کچھ انکے جسم کو کھا جاتی ہے، وہ سب ہمارے علم میں ہے اور ہمارے پاس ایک کتاب بھی ہے جس میں سب کچھ لکھا ہوا موجود ہے۔اسکے باوجود

جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝۵ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى
السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ
فُرُوْجٍ ۝۶ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ
وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝۷ تَبْصِرَةً
وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝۸ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ
مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝۹
وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝۱۰ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ
وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ؕ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ

ان لوگوں نے جھٹلایا جبکہ حق (سچا قول) ان کے پاس آ گیا۔ اسی وجہ سے یہ اُلجھن میں پڑے ہوئے ہیں۔ کیا یہ اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھتے۔ کس طرح ہم نے اسے بنایا اور اس کو زینت دی اور اس میں کہیں کوئی رخنہ نہیں ہے۔[۴-۶]

اور زمین کو ہم ہی نے بچھایا اور اس میں پہاڑ رکھ دیئے اور اس میں ہر طرح کی خوش منظر نباتات کے جوڑے پیدا کیے۔ یہ ساری چیزیں آنکھیں کھولنے والی اور سبق آموز ہیں ہر اس بندے کیلئے جو خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا ہے[۷-۸]

ہم نے ہی آسمان سے برکت والا پانی نازل کیا پھر اس سے باغات اور غلے کی فصل اُگائی اور اونچے کھجور کے درخت پیدا کیے جن پر پھلوں کے گوشے تہہ بہ تہہ لگتے ہیں۔[۹-۱۰]

یہ ہے رزق بندوں کیلئے جو ہم ہی نے پیدا کیا اور ہم نے ایک مُردہ (یعنی خشک اور بنجر) زمین کو زندہ کیا۔ اسی طرح مُردہ انسان (قیامت کے روز) زندہ ہو کر

⑪ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ
وَثَمُوْدُ ⑫ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ⑬
وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ
الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ⑭ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ
بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ⑮ وَلَقَدْ
خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ
وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ⑯ اِذْ
يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ
قَعِيْدٌ ⑰ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ

نکالے جائیں گے۔[۱۱]

ان سے پہلے قومِ نوح، قومِ رَسّ، قومِ ثمود، قومِ عاد، قومِ فرعون، قومِ لوط، قومِ ایکہ، قومِ تُبَّع، سب نے اپنے اپنے نبیوں کو جھٹلایا۔ پھر آخر کار ہمارا عذاب ان پر آ کر رہا۔[۱۲-۱۴]

(کیا تم سمجھتے ہو کہ) ہم پہلی دفعہ پیدا کر کے تھک گئے۔ (بات یہ نہیں) بلکہ یہ لوگ دوبارہ تخلیق میں شک کرتے ہیں۔ ہم ہی نے انسان کو پیدا کیا اور اسکے دِل میں آنے والے وسوسوں تک کو ہم جانتے ہیں اور ہم اسکی رَگِ گردن سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔[۱۵-۱۶]

دو لکھنے والے (فرشتے) انسان کے دائیں اور بائیں بیٹھے ہیں۔ ہر چیز لکھ رہے ہیں۔ کوئی لفظ اسکی زبان سے نہیں نکلتا مگر جسے محفوظ کرنے کیلئے ایک نگران

عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ﴿۱۹﴾

موجود نہ ہوحتیٰ کہ جان کنی کی حالت سچ مچ آ جاتی ہے۔اے انسان یہ وہی چیز ہے جس سے تو دُور بھاگتا تھا۔[۱۷-۱۹]

تشریح : مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زمانے میں اور آج بھی اس بات پر ایمان نہیں رَکھتے کہ انسان کو دوبارہ زندہ اُٹھایا جائیگا اور آخرت میں حساب کتاب ہوگا۔ ان کا خیال تھا کہ جو زندگی ہے، وہ یہی ہے۔اسکے بعد کوئی دوسری زندگی نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہرگز ایسا نہیں! ہم ضرور تمہیں زندہ کر کے دکھائیں گے اور دُنیا میں جو کچھ تم کرتے آئے ہو، اسکا حساب کتاب لیں گے۔ جو جنت کا حقدار ہوا، اسکو جنت میں بھیجیں گے اور جو جہنم کا حقدار ہوا، اسکو جہنم میں بھیجا جائیگا۔

حیات بعد الموت کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے ان آیات مبارکہ میں مثالیں دے کر بات واضح کی ہے۔**حضرت ابو ہریرۃ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''صور دو دفعہ پھونکا جائے گا۔ پہلے صور پھونکنے کے وقت تمام ذی روح مر جائیں گے۔ دوسرا صور پھونکنے پر تمام مُردہ مخلوق زندہ ہو جائے گی''۔آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی نازل فرمائے گا تو مخلوق یوں اُگے گی جیسے سبزہ اُگتا ہے''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۲۸۵)

حضرت ابو رزین عقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جیسے خشک سالی کے بعد بارش سے سبزہ لہلہا رہا ہوتا ہے اس طرح انسان دوبارہ زندہ ہو کر اُٹھیں گے''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۲۹۵)

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''لوگ قیامت کے روز ننگے پاؤں ننگے جسم اور ختنہ کے بغیر اُٹھائے جائیں گے''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل حدیث ۵۳۰۰)

؎ ملت کے ساتھ رابطہ اُستوار رَکھ پیوستہ رہ شجر سے اُمید بہار رَکھ

[اقبال، بانگ درا]

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ﴿۲۰﴾
وَجَاۗءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَاۗىِٕقٌ وَّشَهِيْدٌ ﴿۲۱﴾ لَقَدْ
كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاۗءَكَ
فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿۲۲﴾ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا
لَدَيَّ عَتِيْدٌ ﴿۲۳﴾ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۲۴﴾
مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبِۨ ﴿۲۵﴾ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ
اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ﴿۲۶﴾
قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ

ترجمہ◄ (آیات ۲۰ سے ۳۰) پھر (جب دوبارہ) صور پھونکا جائیگا۔ کہا جائیگا کہ یہ ہے وہ دِن (یعنی قیامت کا) جس سے تمہیں ڈرایا جاتا تھا اور ہر شخص کو ایک ہانک کر لانے والا ہوگا اور ایک گواہی دینے والا اور کہا جائیگا کہ اس چیز کی طرف سے تو غفلت میں تھا تو ہم نے تجھ پر سے وہ پردہ ہٹا دیا جو تیرے سامنے پڑا ہے اور آج تیری نگاہ خوب تیز ہے۔[۲۰-۲۲] (آج تیری آنکھ تیز ہے کہ تو اب سب کچھ دیکھ رہا ہے جسکو تو دُنیا میں جھٹلایا کرتا تھا)

اسکا ساتھی (یعنی فرشتہ) کہے گا کہ یہ جو میرے پاس تمہارا اعمال نامہ ہے، حاضر ہے۔[۲۳]

حکم دیا جائیگا کہ پھینک دو جہنم میں ہر اس شخص کو جو حق (یعنی سچ) کا دُشمن تھا۔ بھلائی کو روکنے والا تھا اور حد سے بڑھ جانے والا تھا (یقین کی بجائے آخرت کے متعلق) شک کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کیساتھ دوسرے خدا بنا بیٹھا تھا۔ پس ڈال دو اسے سخت عذاب میں۔[۲۴-۲۶]

ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۲۷﴾ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ
قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ﴿۲۸﴾ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ
وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ
امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿۳۰﴾

اسکا دوسرا ساتھی (یعنی شیطان) عرض کریگا کہ اے ہمارے رَبّ تعالیٰ! میں نے اسکوسرکش نہیں بنایا۔ یہ خود ہی گمراہی میں دُور نکل گیا تھا۔[۲۷]

جواب دیا جائیگا کہ میرے ساتھ جھگڑا مت کرو۔ میں تم لوگوں کو پہلے ہی خبردار کر چکا ہوں۔[۲۸]

میرے پاس میرا حکم نہیں بدلتا اور نہ ہی میں اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا ہوں۔ایک دِن آئیگا کہ ہم جہنم سے پوچھیں گے کہ کیا تو بھر گئی اور وہ کہے گی کہ کیا کچھ اَور (آنے والے لوگ) بھی ہیں۔[۲۹-۳۰] (یعنی جہنم بُرے لوگوں سے بھر دی جائے گی)

تشریح : ان آیات مبارکہ میں قیامت اور حساب کتاب کا مختصر سا نقشہ کھینچا گیا ہے۔جہنم میں وہ جائیگا جو مشرک اور کافر ہوگا اور اسکا کفر اور اسکا شرک اپنے ضمیر سے ہوگا لیکن وہ الزام دیگا شیطان کو جو کہ انسان کیساتھ لگا رہتا ہے لیکن شیطان کہے گا کہ میں نے اسکو نہیں ورغلایا بلکہ یہ خود ہی گمراہ تھا۔شیطان گو جھوٹا ہے لیکن اسکی یہ بات سچی ہے۔

نیکی اور بدی میں اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہ ہے کہ اگر انسان بُرا سوچتا ہے، بُرا ارادہ کرتا ہے تو شیطان اپنے وسوسے کے ذریعے اس کو بُرائی پر عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور وہ بُرائی کر بیٹھتا ہے۔

اگر انسان اچھا سوچتا ہے اور اچھا ارادہ کرتا ہے تو اسکا ساتھی فرشتہ اس کو اچھا کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور وہ شخص نیکی سرانجام دے دیتا ہے۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''تم میں سے ہر کوئی عنقریب اپنے رَبِّ کریم سے کلام کریگا

(قیامت میں) جبکہ اسکے اور رَبِّ کریم کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا اور نہ پردہ ہوگا جو اسکو چھپالے۔ پس وہ اپنے دائیں جانب نظر اُٹھائیگا تو دیکھے گا کہ وہی اعمال ہیں جو اس نے آگے بھیجے تھے اور اپنے بائیں جانب نظر اُٹھائیگا تو دیکھے گا کہ وہی اعمال ہیں جو اس نے آگے بھیجے تھے اور جب اپنے سامنے دیکھے گا تو اسکو آگ کے سوا اَور کچھ نظر نہیں آئیگا لہٰذا اے لوگو! آگ سے بچو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا صدقہ کر کے ہی بچو"۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۱۳)

جہنم سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان دِل سے "لا الہ الا اللہ" کا اقرار کر لے۔ شرک کے علاوہ کوئی گناہ خواہ کتنا ہی بڑا ہو، اسکو بالآخر جنت میں جانے سے نہیں روک سکتا۔ **حضرت جبریل علیہ السلام** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرمایا کہ "جو بھی لا الہ الا اللہ کہہ لے گا وہ جنت میں ضرور جائیگا"۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا کہ "خواہ اس نے چوری کی ہو خواہ اس نے بدکاری کی ہو"۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ "خواہ اس نے چوری کی ہو خواہ اس نے بدکاری کی ہے"۔ یہ مکالمہ تین دفعہ ہوا۔ (**مشکوٰۃ شریف**) جنت میں جانے کا ایک ہی گُر ہے کہ انسان شرک سے بچتا رہے جسکی کئی قسمیں ہیں۔ آج کل سب سے بڑا شرک اللہ تعالیٰ کی مرضی کو ٹال کر اپنی مرضی پر چلنا ہے۔ اپنی مرضی سے اور اپنے طریقے سے نیک کام کرتے رہنا لیکن جنت میں جانے کیلئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کیساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں ایک معمول بنالیں۔ بدعات سے بچیں کیونکہ "ہر بدعت گمراہی ہے"۔ (مشکوٰۃ شریف) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ "جسکے دِل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ بالآخر جنت میں ضرور جائیگا"۔ (مشکوٰۃ شریف) **آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے یہ بھی فرمایا کہ "جسکے دِل میں رائی کے برابر تکبر ہوگا (جو شرک کی بنیاد بنتا ہے) وہ ہرگز جنت میں نہیں جائیگا"۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ "جس شخص نے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کی گواہی دی اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام کر دے گا"۔ (شرح صحیح مسلم)

؎ لا دِین ہو تو ہے زہر ہلاہل سے بھی بڑھ کر ہو دِین کی حفاظت میں تو ہر زہر کا تریاق

وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ﴿۳۱﴾ هٰذَا مَا
تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿۳۲﴾ مَنْ خَشِيَ
الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ﴿۳۳﴾
ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ط ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿۳۴﴾ لَهُمْ مَّا
يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿۳۵﴾

ترجمہ◄ (آیات ۳۱ سے ۳۵) جنت متقی لوگوں کے قریب لائی جائیگی۔ ہرگز دُور نہ ہو گی۔ کہا جائیگا کہ یہ ہے وہ چیز جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہر اس شخص کیلئے جو بہت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا اور اپنے اعمال کی حفاظت کرنے والا ہے۔[۳۱-۳۲] جو بن دیکھے ''**الرحمٰن**'' سے ڈرتا رہتا تھا اور دِلِ گرویدہ لیے ہوئے آیا کرتا تھا۔[۳۳] کہا جائے گا کہ داخل ہو جاؤ جنت میں سلامتی کے ساتھ۔ یہ ہے وہ زمانہ جو ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ انکے لیے سب کچھ وہاں موجود ہوگا اور ہمارے پاس سے کچھ اَور زیادہ نعمتیں بھی۔[۳۴-۳۵] (سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا)

تشریح: ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنین متقین کیلئے جنت کی جھلک دکھائی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ مومن کو اپنا قرب بخشتا ہے اور اپنا پردہ ڈال کر اسے چھپا لے گا اور فرمائیگا کہ کیا تو فلاں گناہ کو جانتا ہے؟ کیا تو فلاں گناہ کو جانتا ہے؟ وہ عرض کریگا کہ جی ہاں اے میرے رَبِّ کریم! حتیٰ کہ اپنے سارے گناہوں کا اقرار کرلے گا اور اپنے دِل میں سمجھ لے گا کہ وہ ہلاک ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ میں نے دُنیا میں پردہ پوشی کی میں آج تیرے گناہوں کو معاف کرتا ہوں۔ پس اسے اسکی نیکیوں کی کتاب دے دی جائیگی۔ کافروں اور منافقوں کے متعلق ساری مخلوق کے سامنے اعلان فرمایا جائیگا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رَبّ تعالیٰ کے متعلق جھوٹ بولا لہٰذا آگاہ ہو جاؤ کہ ظالموں پر خدا

تعالیٰ کی لعنت ہے''۔(مشکوٰۃ شریف،جلدسوم،حدیث ۵۳۱۵)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ''میرے رَبِّ کریم نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ میری اُمت کے ستر ہزار (۷۰،۰۰۰) افراد کو حساب اور عذاب کے بغیر جنت میں داخل کر دیا جائیگا اور ہر ہزار (۱۰۰۰) کے ساتھ ستر ہزار (۷۰،۰۰۰) اَور ہونگے اور میرے رَبِّ کریم کی تین (۳) لپّیں الگ''۔(الحمدللہ رب العالمین)(مشکوٰۃ شریف،جلدسوم،حدیث ۵۳۲۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ''اللہ تعالیٰ قیامت کے روز میری اُمت کے ایک آدمی کو ساری مخلوق کے سامنے اپنے پاس بلائیگا اور اسکے سامنے ننانوے رجسٹر کھول دیئے جائینگے اور ہر رجسٹر حدِ نگاہ تک لمبا ہوگا پھر اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ تو ان میں سے کسی بات کا انکار کرتا ہے۔کیا میرے لکھنے والوں نے تجھ پر ظلم کیا ہے۔وہ عرض کریگا کہ یا رَبِّ کریم! یہ نہیں ہو سکتا۔اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ کیا تیرے پاس کوئی نیکی ہے۔وہ آدمی عرض کریگا کہ اے میرے رَبِّ کریم! میرے پاس کوئی نیکی نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ کیوں نہیں! ہمارے پاس تیری ایک نیکی موجود ہے اور آج کسی پر ظلم نہیں کیا جائیگا۔پس ایک کاغذ کا پرزہ نکال لیا جائیگا جس میں لکھا ہوگا''اشہدان لا الہ الا اللہ واشہدان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ''۔اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ اسکو لے کر میزان پر حاضر ہو جاؤ۔وہ شخص کہے گا کہ اے میرے رَبِّ کریم! گناہوں کے اتنے رجسٹر میرے سامنے موجود ہیں، یہ پرزہ کیا کریگا۔اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ آج تجھ پر ظلم نہیں کیا جائیگا۔پس جب اسکے گناہوں کے رجسٹر اور یہ پرزہ تولے جائینگے تو پرزے والا پلڑہ بھاری نکلے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نام سے زیادہ وزنی کائنات میں کوئی چیز نہیں ہے''۔(مشکوٰۃ شریف،جلدسوم،حدیث ۵۳۲۲)اسی لیے اللہ تعالیٰ کے ذِکر کی بڑی فضیلت ہے۔

؎ خونِ دِل و جگر سے ہیں سرمایہ حیات فطرت''لہوترنگ'' ہے غافل! نہ جلترنگ!
؎ زمانہ اپنے حوادث چھپا نہیں سکتا تیرا حجاب ہے قلب ونظر کی ناپاکی
؎ تیری سزا ہے نوائے سحر سے محرومی مقامِ شوق و سرور ونظر سے محرومی
؎ وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ
بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ؕ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۳۶﴾
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ
اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ
وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ﴿۳۸﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ
وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ
الْغُرُوْبِ ﴿۳۹﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ

ترجمہ ◄ (آیات ۳۶ سے ۴۵) ہم ان (یعنی مشرکینِ مکہ) سے پہلے بہت سی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو کہ ان سے زیادہ طاقتور تھیں اور دوسرے ملکوں کو روند ڈالا تھا پھر (جب ہمارا عذاب آیا تو) کیا کوئی انہیں بچنے کی جگہ ملی؟[۳۶]

ان کے انجام میں نصیحت موجود ہے ہر اس شخص کیلئے جو **دِل رَکھتا ہے** (یعنی قلبِ سلیم/ نیک نیت) یا **کانوں سے متوجہ ہو کر سنتا** ہے اور وہ یقین رَکھتا ہے (ان قوموں کی تاریخ پر جن کی تاریخ قرآن کریم میں بیان کر دی گئی ہے)[۳۷]

ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، چھ دِن میں پیدا کیا اور ہمیں تھکاوٹ نے چھوا تک نہیں۔[۳۸] (اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک دِن کئی ہزاروں سالوں کا ہوتا ہے کیونکہ اس دِن کی حقیقت تو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، ہم نہیں جانتے)

پس اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! تم بھی طویل) صبر کرو ان باتوں پر جو یہ لوگ بناتے ہیں اور سورج طلوع ہونے سے پہلے (یعنی فجر کی نماز) اور غروب ہونے سے پہلے (یعنی عصر کی نماز) اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے رہو اسکی حمد کیساتھ اور پھر

۝۴۰ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ
۝۴۱ يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ
الْخُرُوْجِ ۝۴۲ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا
الْمَصِيْرُ ۝۴۳ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ؕ
ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ۝۴۴ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا
يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ قف فَذَكِّرْ
بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۝۴۵

رات کے وقت (مغرب اور عشاء کے وقت) اسکی تسبیح بیان کرو اور سجدوں (یعنی تہجد) کے بعد بھی (یعنی نوافل پڑھا کرو اور ذِکر واذکار میں مشغول رہا کرو)[۳۹-۴۰]

اور سنو اے مخاطب! جس دِن پکارنے والا قریب ہی سے پکارے گا۔ وہ دِن ہوگا جب سب لوگ قیامت کی چیخ و پکار کو واضح طور پر سنیں گے۔ وہ دِن زمین سے مُردوں کے نکلنے کا دِن ہوگا۔[۴۱-۴۲]

ہم ہی زندگی بخشتے ہیں اور ہم ہی موت دیتے ہیں اور ہمارے پاس ہی سب نے لوٹ کر آنا ہے۔ جب زمین پھٹ جائے گی اور لوگ اس کے اندر سے نکل کر تیز دوڑے جا رہے ہوں گے۔ یہ ہے حشر (یعنی دوبارہ زندہ کر کے جمع کرنے کا دِن) جو کہ ہمارے لیے بہت آسان ہے۔[۴۳-۴۴]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! جو باتیں یہ لوگ بنا رہے ہیں، انہیں ہم خوب جانتے ہیں اور تمہارا کام ان پر زبردستی کرنا نہیں ہے اور اس قرآن کریم کے ذریعے ہر اس شخص کو نصیحت کر دو جو میری تنبیہ سے ڈرتا ہے۔[۴۵]

تشریح: ایک طرف پوری قومِ مکہ مشرکین، جاہلین، ضدی، متعصب، زور آور ہیں۔ دوسری

طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اکیلی ذات جو کہ انکے ساتھ نبرد آزما ہے اور خواہش اللہ تعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہ رکھتا ہے کہ میری قوم جہنم سے آزاد ہو جائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی قوم آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اس پیغام کو نہیں سمجھ رہی۔

آئے دِن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخلاف ہر قسم کا پراپیگنڈہ، ہر قسم کے نازیبا الفاظ ہر قسم کی ایذا دینے والی حرکتیں چل رہی ہیں۔ان حالات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''**فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْن**'' کہ جو کچھ بھی وہ کہتے ہیں،اس پر صبر کیے جاؤ۔ذرا دیکھو کہ میں نے پوری کائنات جو چھ دِن میں بنائی اور میرے چھ دِن تمہارے چھ دِنوں کے برابر نہیں ہیں بلکہ انکا اندازہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اندازے میں نہیں آئیگا۔پھر ایک دوسری جگہ فرمایا کہ میرا ایک دِن تمہارے پچاس ہزار سال کے برابر ہوتا ہے تو اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !اگر میں صبر سے کائنات بناتا جا رہا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی صبر سے کائنات کے خالق کا پیغام پہنچاتے رہیں۔اس صبر کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نمازوں کا اہتمام کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر میں مدد ملے گی۔قرآن حکیم میں ہے کہ ''**يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○**''۔(البقرۃ۲، آیت۱۵۳) ترجمہ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر سے اور نماز سے مدد حاصل کیا کرو۔ یقین جانو! اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کیساتھ ہوتا ہے''۔نماز آپ کو سیدھے راستے پر رکھتی ہے۔سورۃ فاتحہ میں آپ اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگتے ہیں کہ ''**اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم**''۔(الفاتحہ۱، آیت۵) ترجمہ ''اے اللہ تعالیٰ! ہمیں سیدھے راستے پر رکھ'' لہٰذا جب آپ صبر کرتے ہیں لوگوں کی اذیتوں پر تو اللہ تعالیٰ نماز کی برکت سے آپ کے صراطِ مستقیم پر قدم مضبوط کرتا ہے۔

ان آیات مبارکہ میں جن نمازوں کی طرف اشارہ ہے، وہ ہیں نمازِ فجر،نمازِ عصر، نمازِ مغرب اور نمازِ عشاء اور نمازِ تہجد جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے فرض تھی اور ہمارے لیے نفل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات مبارکہ میں مشرکین کو خبردار کیا ہے کہ اپنے آپکو بہت بڑا

مت سمجھو۔ ہم نے تم سے زیادہ طاقتور قوموں کو ہلاک کیا ہے کیونکہ انہوں نے میرے نبیوں اور میری کتابوں کو ٹھکرایا تھا۔

جہاں تک آخرت کا تعلق ہے، اے مشرکین! تم سمجھتے ہو کہ آخرت نہیں آئیگی اور تمہیں دوبارہ کوئی نہیں زندہ اُٹھائیگا۔ یاد رکھو کہ ہم ہی کائنات میں جسکو چاہیں، زندگی بخشیں۔ جسکو چاہیں، موت دے دیں۔ اسی طرح ہم قیامت کے روز مُردوں کو زندگی دیں گے جیسے آج ہم زندوں کو موت دے رہے ہیں۔ ہم اس پر پوری طرح قادر ہیں۔

اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! اپنا کام کرتے جاؤ۔ ہم خوب جانتے ہیں جو یہ تمہارے خلاف باتیں کرتے ہیں لیکن ان پر جبر کرنا درست نہیں ہے۔ تم صرف اس قرآن حکیم کے ذریعے انکو نصیحت کرتے جاؤ اور معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو کیونکہ کسی کو ایمان کی توفیق دینا تمہارے بس کی بات نہیں ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ:

اللہ تعالیٰ نہ خود، نہ کوئی دوسری مخلوق سے یہ پسند کرتا ہے کہ انسانوں پر ظلم کیا جائے۔ اس آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ تم شائستگی سے، نرمی سے اور پیار سے میرا پیغام لوگوں کو پہنچاتے جاؤ۔ جو کوئی مانے، یہ اس کی قسمت۔ جو نہیں مانے، وہ اس کی قسمت۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے کسی پر زبردستی نہیں کرنی، کسی پر ظلم نہیں کرنا۔ جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی باتیں مان لیں گے، ہم ان کو جنت کا انعام دیں گے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی باتیں نہیں مانیں گے، ہم ان کو پورے عدل کے ساتھ جہنم بھیج دیں گے۔

ہم نے انسان کو نیکی اور بُرائی میں تمیز کرنے اور اختیار کرنے کی صلاحیتیں دی ہیں۔ وہ جو بھی کرتا ہے، ہم اسکا ہاتھ پکڑ کر زبردستی نہیں کرینگے۔ اسکی رہنمائی کیلئے ہم نبی بھی بھیجتے ہیں، کتاب بھی بھیجتے ہیں اور اس کے آگے پیچھے فرشتے بھی لگاتے ہیں کہ وہ انسان کو شیطان کے شر سے بچائیں اور ہم یہ بھی بتا دیتے ہیں کہ اگر ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بات مانو گے، ہماری کتاب کے مطابق عمل کرو گے اور فرشتوں سے مدد لے کر سیدھے راستے پر رہو گے تو ہم دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تمہیں انعام دیں گے۔ اگر اس کے برعکس کرو گے تو ہم بالآخر تمہیں اس دُنیا میں بھی کچھ سزا دیں گے اور مکمل

سزا آخرت میں دینگے۔ یہ سزا تمہارے بُرے اعمال کے متناسب ہوگی اور تم پر ذرا برابر بھی ظلم نہیں ہوگا۔

اے انسان! ذرا سوچ کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر کتنی مہربانی کی ہے کہ تمہیں اپنی رائے اختیار کرنے کا پورا پورا اختیار اور آزادی دی ہے۔ اس آزادی کو غنیمت سمجھ کے نیکی کو اختیار کر اور بُرائی کو ناپسند کر اور اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہو جا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تمام اعمال کا بدلہ نیتوں پر منحصر ہے۔ جس کی نیت اچھی ہے تو اس کو اچھا بدلہ ملے گا۔ جس کی نیت بُری ہے، اس کو بُرا بدلہ ملے گا''۔ (خواہ دونوں ایک ہی نیک کام کر رہے ہوں) (اختصار شدہ، صحیح بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ایک لشکر خانہ کعبہ پر چڑھائی کرنے کی نیت سے نکلے گا۔ راستے میں تمام لشکر زمین میں دھنسا دیا جائے گا''۔ ایک صحابی نے پوچھا کہ ''سب کیسے دھنسا دیئے جائیں گے حالانکہ ان میں بعض اہل بازار اور دوسرے لوگ کام کرنے والے ہیں جن کا تعلق لشکر سے کوئی نہیں تھا'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''دھنسانے کے بعد وہ قیامت میں اپنی اپنی نیتوں پر اُٹھیں گے''۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مال و دولت کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دِلوں (یعنی نیتوں) اور عملوں کو دیکھتا ہے''۔ [صحیح مسلم] **حضرت ابوامامہ باہلی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے پوچھا کہ ''ہمیں **اَجر و شہرت** کے لیے لڑنے والے کے متعلق بتائیں کہ اسے کیا ملے گا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''**اسے کچھ نہیں ملے گا**''۔ پھر فرمایا کہ ''**اسے کچھ نہیں ملے گا**''۔ پھر فرمایا کہ ''**اسے کچھ نہیں ملے گا**''۔ پھر فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ صرف اس عمل کو قبول کرتا ہے جو خالص اسی کے لیے ہو اور اسی کی رَضا کے لیے کیا گیا ہو''۔ (سنن نسائی) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''اگر کوئی بُرائی کا ارادہ کرے تو اس کی برائی نہیں لکھی جاتی۔ اگر کوئی نیکی کا ارادہ کرے اور نیکی نہ کرے تو ایک نیکی کا ثواب لکھا جاتا ہے''۔ (صحیح بخاری)

اَلذّٰرِيٰتِ ۵۱

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۶۰ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۙ﴿۱﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۙ﴿۲﴾ فَالْجٰرِيٰتِ
يُسْرًا ۙ﴿۳﴾ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۙ﴿۴﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ
لَصَادِقٌ ۙ﴿۵﴾ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿۶﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ
الْحُبُكِ ۙ﴿۷﴾ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۙ﴿۸﴾

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۱۴) قسم ہے ان ہواؤں کی جو گرد پھیلانے والیاں ہیں پھر پانی سے بھرے ہوئے بادل اُٹھانے والیاں ہیں پھر وہ آہستہ چلنے والیاں ہیں پھر ایک بڑے کام (مطلب بارش) کو تقسیم کرنے والیاں ہیں۔ جس چیز سے تمہیں خبردار کیا جا رہا ہے، وہ بالکل سچی ہے۔ (وہ ایسی سچی ہے جیسے یہ ہوائیں جن کا تجربہ تم ہر روز کرتے ہو اور تم ان کے وجود سے انکار نہیں کر سکتے) یقیناً یومِ حساب واقع ہو کر رہے گا۔[۱-۶]
قسم ہے مداروں والے آسمان کی۔ یقیناً تمہاری (یعنی مشرکین مکہ کی) بات (آخرت کے بارے میں) حقیقت سے اختلاف رکھتی ہے۔ اس (یعنی عقیدۂ

يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ۝۹ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۝۱۰
الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۝۱۱ يَسْئَلُوْنَ اَيَّانَ
يَوْمُ الدِّيْنِ ۝۱۲ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ۝۱۳
ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ط هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ
تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝۱۴

قیامت) سے وہی انکار کرتا ہے جو حق (سچ) کا انکاری ہے۔قتل ہو جائیں قیاس آرائیاں کرنے والے جو کہ جہالت میں غرق ہیں اور غفلت میں مدہوش ہیں۔[۷-۱۱]
(علم کی بنا پر عقید ہونا چاہیے اور علم حاصل کرنے میں غفلت نہیں برتنی چاہیے)

ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ آخر وہ روزِ جزا وسزا کب آئیگا؟[۱۲]

یہ اس وقت آئے گا جب یہ لوگ (یعنی کافر، مشرک) آگ میں ڈالے جائیں گے۔[۱۳]

کہا جائے گا، اب چکھو اس عذاب کا مزہ۔لو یہ وہ عذاب ہے جس کے آنے کی تم جلدی مچا رہے تھے۔[۱۴]

تشریح: مشرکین مکہ آخرت پر یقین نہیں رکھتے تھے۔مُردوں کے دوبارہ زندہ ہونے کو ناممکن سمجھتے تھے۔آج بھی ہمارے زمانے میں بہت سے لوگ ایسے ہیں اور بعض قومیں ایسی ہیں جو آخرت میں یقین نہیں رکھتیں۔

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات واضح کرنے کیلئے روزمرہ کی زندگی سے مثال دی ہے۔زمین پر ہواؤں کا نظام ایک مستقل نظام ہے جسکے بہت سے فائدے ہیں اور بہت سے نقصان ہیں۔کوئی ذی روح ایسی نہیں ہے جسکو زمین پر ہوا سے واسطہ نہ پڑتا ہو۔جہاں تک انسان کا تعلق ہے، اگر انسان کا پانچ منٹ کیلئے سانس بند کر دیا جائے کہ وہ ہوا کو اندر پھیپھڑوں میں نہ لے جا سکے تو وہ مر جائیگا اور ان ہواؤں کو چلنے پھرنے سے روک دیا جائے تو بارش کا نظام ختم ہو جائیگا۔بارش کا نظام ختم ہونے سے ہر قسم کی

کاشت زمین پر ختم ہو جائیگی اور انسان زندہ نہیں رہ سکے گا کیونکہ تمام مخلوق انسان، حیوانات، پرندے سب زمین کی پیداوار پر زندہ رہ رہے ہیں۔

اگر ان ہواؤں کو ضرورت سے زیادہ تیز کر دیا جائے تو یہ بڑی بڑی طاقتور قوموں کا ستیاناس کر کے زمین پر سے ان کو نیست و نابود کر دیتی ہیں۔ اس کی مثالیں قرآن حکیم میں آپ کو ایک سے زیادہ ملیں گی۔

ان ہواؤں سے روزمرہ کا ہمارا واسطہ پڑتا ہے اور ہم جھٹلا نہیں سکتے جو کچھ ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جیسا یہ سب کچھ سچ ہے، اسی طرح آخرت کا آنا بھی سچ ہے۔ یہ باتیں تمہارے ذاتی تجربے میں ہیں۔ تم ان کو کیسے جھٹلا سکتے ہو؟ تو تمہارے لیے بہتر یہی ہے کہ اے انسان! آخرت پر یقین رکھو کہ تمہارے دُنیا پر کیے ہوئے اعمال کا حساب کتاب اس دِن ہوگا جس دِن کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے جیسا کہ ہوا کی موجودگی جو تمہارے اردگرد ہے اور جس سے آندھیاں اور بارشیں آتی ہیں، اس میں تم شک نہیں کر سکتے۔

جب وہ دِن آئیگا اور نہ ماننے والے آگ میں ڈال دیئے جائینگے اور ان سے کہا جائیگا کہ اب چکھو مزہ اس آگ میں جسکا تم مذاق میں جلدی آنے کا کہہ رہے تھے۔ آج تمہیں پتہ چل جائیگا کہ یہ سچ مچ باتیں جو اگر تم اس وقت مان لیتے تو تمہارا انجام موجودہ انجام سے مختلف ہوتا۔ اگر تم اب بھی آخرت پر ایمان نہیں لاؤ گے تو تمہارا انجام ہمیشہ رہنے والی جہنم ہوگا جس میں کبھی موت نہیں آئیگی۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''قیامت کی نشانیوں میں سے چند ایک یہ ہیں [۱] علم اُٹھا لیا جائے گا اور جہالت غالب آ جائیگی [۲] مرد کم ہونگے اور عورتیں تعداد میں زیادہ ہونگی حتیٰ کہ پچاس عورتوں کے مقابلے میں صرف ایک مرد ہو گا''۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''قیامت سے پہلے بہت ہی جھوٹ بولنے والے ہونگے، ان سے دُور رہنا''۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''جب امانت کا ضیاع ہونے لگے یعنی نااہل لوگوں کے سپرد منصب دے دیئے جائیں تو قیامت کا انتظار کرو''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۲۰۱-۵۲۰۲-۵۲۰۳) **آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''مصیبتیں اتنی ہونگی کہ ایک آدمی قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے کہے گا، کاش! اس قبر والے کی جگہ میں ہوتا''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۲۰۹)

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۵﴾ اٰخِذِيْنَ مَآ
اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ
﴿۱۶﴾ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾
وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ
حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۱۹﴾ وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ
لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾
وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَوَرَبِّ
السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ

ترجمہ◄ (آیات ۱۵ سے ۳۰) [گذشتہ پیراگراف میں کافروں کو خبردار کیا گیا تھا جہنم کے متعلق۔اب بات شروع ہوتی ہے ایمان والوں کی]

اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار لوگ اس روز باغوں اور چشموں میں ہونگے۔ جو کچھ ان کا رَبِّ کریم ان کو دے گا، اس کو (بخوشی) لے رہے ہوں گے۔ وہ اس دِن کے آنے سے پہلے زمین پر اچھے کام کیا کرتے تھے۔[۱۵-۱۶]

(آخرت کے حساب کتاب کے خوف سے) وہ راتوں کو کم ہی سوتے تھے (یعنی عبادت کیا کرتے تھے) اور صبح کے وقت اللہ تعالیٰ سے معافی مانگا کرتے تھے اور یہ ایسے لوگ تھے جو سائل کو اور محروم کو اپنی دولت میں سے (صدقہ) دیا کرتے تھے۔[۱۷-۱۹]

زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں آخرت کے یقین کی جو یقین لانا چاہتے ہوں اور خود تمہارے اندر ایسی بہت سی نشانیاں ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟[۲۰-۲۱]

آسمان میں ہی تمہارا رزق ہے اور اسی میں وہ (جنت/ دوزخ ہے) جسکا تم لوگوں (یعنی متقین اور کافرین) سے وعدہ کیا جارہا ہے۔[۲۲]

تَنْطِقُوْنَ ﴿۲۳﴾ هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ
الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ
قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ
فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿۲۶﴾ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا
تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا
تَخَفْ ؕ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ
فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ

قسم ہے آسمانوں اور زمین کے رَبِّ کریم کی! یہ وعدہ حق ہے۔ ایسا حق ہے جیسے تمہاری آپس میں بول چال (حق) ہے۔[۲۳]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! کیا تمہارے پاس (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے معزز مہمانوں کا قصہ پہنچا ہے جب وہ انکے پاس آئے تو کہا کہ آپ (علیہ السلام) پر سلام ہو۔ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ آپ لوگوں پر بھی سلام ہو۔ یہ اجنبی لوگ تھے اور (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) اپنے گھر والوں کے پاس گئے اور ایک موٹا تازہ بچھڑا پکا کر مہمانوں کیلئے لے آئے اور انکے سامنے رَکھ دیا۔ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کہنے لگے کہ کیا بات ہے کہ تم کھاتے نہیں ہو؟ (اس زمانے میں جو مہمان دعوت نہیں کھاتا تھا، وہ دُشمن تصور کیا جاتا تھا اسلئے حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) اپنے دِل میں ان سے ڈَرنے لگے۔ انہوں نے کہا کہ ڈَریے نہیں! (ہم فرشتے ہیں) اور انہوں نے ایک عالم لڑکے کی پیدائش کی بشارت دی۔[۲۴-۲۸] (اس سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کوئی اولاد نہیں تھی)

یہ سن کر (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کی بیوی گنگناتی ہوئی آگے بڑھی اور اپنا

۲۹ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۝۳۰

منہ پیٹ کر کہنے لگی کہ میں تو بوڑھی بانجھ ہوں۔ فرشتوں نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا۔ یہ تیرے رَبِّ کریم نے فرمایا ہے۔ وہ دانا بھی ہے اور سب کچھ جاننے والا بھی ہے۔[۲۹-۳۰]

تشریح: ان آیات مبارکہ میں دُنیا کے ان لوگوں کا ذِکر ہے جو آخرت پر ایمان رَکھتے ہیں۔ آخرت کے خوف سے وہ بُرائیوں سے بچتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں۔ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کا خوف جس دَرجے کا رَکھتا ہوگا، اسی دَرجے کا وہ متقی بن جائیگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تم لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈَرنے والا میں ہوں''۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام تمام لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈَرنے والے ہوتے ہیں، اسلئے وہ عام لوگوں سے زیادہ متقی ہوتے ہیں۔ متقی وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کو توڑنے کی جرات نہیں کرتا۔ جن نیک کاموں کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، انکو وہ سرانجام دیتا ہے اور جن بُرے کاموں سے اللہ تعالیٰ نے باز رہنے کا حکم دیا ہے، ان سے باز رہنے کی کوشش کرتا ہے پھر اس کے بعد انجانے اللہ تعالیٰ کے احکام ٹوٹ جانے کی فکر میں اللہ تعالیٰ سے ہر وقت معافی مانگتا رہتا ہے۔ خاص طور پر رات کے وقت عبادت کرنا اور عبادت کے بعد اپنی غلطیوں کی معافی مانگنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پسندیدہ ہے کیونکہ وہ اپنی زندگی کی مرغوب ترین چیز ''**نیند**'' کو قربان کر کے اللہ تعالیٰ کیساتھ مناجات میں رات بسر کرتا ہے۔

ایسے لوگوں کیلئے جنت ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین اَجر اس کے اعمال کا آخرت میں ملے گا۔

اللہ تعالیٰ کو مال خرچ کرنا بہت مرغوب ہے اور اللہ تعالیٰ کنجوس کو ناپسند کرتا ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر میرے پاس اُحُد کے برابر سونا ہو تو مجھے اس بات سے خوشی ہوگی کہ میں اسکو تین دِن کے ختم ہونے سے پہلے ختم کر دوں اور صرف اتنا روک لوں جتنا

کہ مجھے اَدائے قرض کیلئے درکار ہو''۔(مشکوٰۃ شریف،جلداوّل،حدیث ۱۷۶۵)

یہ تقویٰ کی انتہاء ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''بے حساب خرچ کرو اللہ تعالیٰ تمہیں بے حساب عطا فرمائیگا۔اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے گریز نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تم پر رزق روک دے گا۔ جہاں تک ممکن ہو خیرات کیا کرو''۔(مشکوٰۃ شریف، جلداوّل،حدیث ۱۷۶۷) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''رَبِّ کریم کا ارشاد ہے کہ ابنِ آدم! خرچ کر۔تجھ پر خرچ کیا جائیگا یعنی جتنا تم خرچ کرو گے،اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے زیادہ عطا کرے گا''۔(مشکوٰۃ شریف،جلداوّل،حدیث ۱۷۶۸)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ظلم سے بچو کیونکہ ہر ظلم قیامت کے دِن تاریکی ہوگا۔اسی طرح بخل سے بچو کیونکہ اس نے اس سے پہلے بہت لوگوں کو ہلاک کر دیا۔اس طرح کہ پہلے (مال نے) ظلم پر اُکسایا اور انہوں نے (آپس میں) خونریزی کی اور (لوٹے ہوئے مال یعنی) حرام کو حلال سمجھ لیا''۔(مشکوٰۃ شریف،جلداوّل،حدیث ۱۷۷۱)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ پر غور کریں کہ اگر اللہ تعالیٰ ایک خشک رحم (Uteras) سے بچہ پیدا کرسکتا ہے اور خشک زمین سے غلہ پیدا کرسکتا ہے تو اسکے لیے کیا مشکل ہے کہ وہ مُردوں کو دوبارہ زندہ نہیں کرسکتا۔کیا تم میں اتنی بھی عقل نہیں ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میری اُمت کے آخری دَور میں ایک خلیفہ ہوگا جو دِل کھول کر مال بانٹے گا اور بالکل نہیں گنے گا''۔(مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۲۰۵) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''قیامت سے پہلے دریائے فرات سونے کے پہاڑ کی جگہ سے کھل جائے گا۔لوگ اس پر آپس میں لڑیں گے۔ ہر سو (۱۰۰) میں سے ننانوے قتل ہو جائیں گے۔ ہر ایک یہی کہے گا کہ کاش! بچنے والا شخص میں نکلوں''۔(مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۲۰۷) **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''سخی جنت کے قریب ہے اور بخیل دوزخ کے قریب ہے''۔(ماخذ از مشکوٰۃ شریف،جلداوّل،حدیث ۱۷۷۵)

○.....○.....○

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْٓا
اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ
حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿۳۳﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ
لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۴﴾ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ
الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ
الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۳۷﴾ وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى
فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ

ترجمہ◄ (آیات ۳۱ سے ۶۰) (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے (اپنے مہمانوں سے) پوچھا کہ اے بھیجے جانے والو! تم کس کام کے لیے آئے ہو؟[۳۱]

انہوں نے کہا کہ ہم ایک ایسی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں جو مجرم ہیں تا کہ ہم ان پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر برسا دیں جو کہ آپ (علیہ السلام) کے رَبِّ کریم کی طرف سے نشان زدہ ہیں اس قوم پر جو حد سے گزرنے والی ہے۔[۳۲-۳۴]

پھر ہم نے ان سب لوگوں کو جو مومن تھے (اس بستی سے) نکال لیا اور ہم نے ایک گھر کے سوا مسلمانوں کا کوئی گھر نہ پایا۔[۳۵-۳۶]

اسکے بعد ہم نے ان لوگوں کیلئے جو دَردناک عذاب سے ڈَرنے والے ہیں، ایک نشانی چھوڑ دی۔[۳۷] (یعنی اس بستی کے تباہ شدہ کھنڈرات)

اور (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے قصہ میں بھی تمہارے لیے سبق ہے جب ہم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو واضح اختیارات کیساتھ فرعون کے

سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ
فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۴۰﴾ وَفِيْ عَادٍ اِذْ
اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿۴۱﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ
اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴿۴۲﴾ وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ
قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۴۳﴾ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ
رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَمَا
اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ﴿۴۵﴾
وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ

پاس بھیجا لیکن اس نے **اپنی قوت** کے گھمنڈ میں منہ موڑ لیا اور کہا کہ یہ شخص یا تو جادوگر ہے یا جنونی ہے تو ہم نے پھر اس کو اور اس کے لشکروں کو پکڑ لیا (یعنی فرعون اور اس کے لشکر) اور سمندر میں پھینک دیا اور وہ ملامت زدہ ہو کر رہ گیا۔[۳۸-۴۰]

اور عاد کے قصہ میں بھی تمہارے لیے ایک سبق ہے جبکہ ہم نے ان پر ایک تباہ کر دینے والی ہوا بھیجی۔ وہ جس چیز پر بھی گزری، اسکو ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیا۔ [۴۱-۴۲]

اور ثمود کے قصہ میں بھی تمہارے لیے سبق ہے۔ جب ان سے کہا گیا کہ کچھ وقت کیلئے مزے اُڑا لو۔ انہوں نے بھی اپنے رَبّ تعالیٰ کے حکم سے سرتابی کی۔ آخر انکے دیکھتے دیکھتے ایک دھماکے نے ان کو پکڑ لیا۔ پھر نہ ان میں اُٹھنے کی طاقت رہی اور نہ ہی وہ اپنا کوئی بچاؤ کر سکے۔[۴۳-۴۵]

قومِ (حضرت) نوح (علیہ السلام) کی مثال میں بھی تمہارے لیے سبق ہے کہ ان سب سے پہلے ہم نے قومِ نوح کو ہلاک کیا۔ وہ قوم بھی فاسق لوگوں کی تھی[۴۶]

ع ﴿۴۶﴾ وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ﴿۴۷﴾
وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْ كُلِّ
شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَفِرُّوْٓا
اِلَى اللّٰهِ ط اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ ج وَلَا
تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ط اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ
مُّبِيْنٌ ﴿۵۱﴾ ج كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ

اور آسمان کو ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اور ہم اسکی قدرت رکھتے ہیں اور زمین کو ہم نے فرش کی طرح بچھا دیا اور ہم کیسے اچھے بچھانے والے ہیں اور ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنائے شاید کہ تم سمجھ سکو۔[۴۷-۴۹] (اکیلی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ کائنات میں جہاں بھی افزائش نسل کا عمل جاری ہے وہاں نر اور مادہ کا جوڑا ضرور بنایا گیا ہے۔ اے نصاریٰ! جب اللہ تعالیٰ کی ذات اکیلی ہے۔ اس کی کوئی بیوی نہیں ہے تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے بیٹے کیسے بن گئے)

پس (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ) دوڑو اللہ تعالیٰ کی طرف (یعنی بُرائیوں کو چھوڑو اور نیکیاں اپنی استطاعت کے مطابق کرتے رہو) میں تمہارے لیے اس کی طرف سے خبردار کرنے والا بن کر آیا ہوں اور نہ بناؤ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو رَبّ۔ میں اس کی طرف سے تمہیں صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں۔ (اشارہ اس طرف ہے کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رَبّ بنالیا اور یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کو رَبّ کا بیٹا بنالیا)[۵۰-۵۱]

اسی طرح ان سے پہلے جو بھی رسول آیا، لوگوں نے ایسا ہی کہا کہ یہ یا تو جادوگر ہے یا جنونی۔[۵۲]

رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۵۲﴾ اَتَوَاصَوْا
بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ
اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ
الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا
لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ
يُّطْعِمُوْنِ ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّةِ
الْمَتِيْنُ ﴿۵۸﴾ فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ
ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۵۹﴾ فَوَيْلٌ

کیا یہ سب (مشرک قومیں) اس بات کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے گئے ہیں۔نہیں! بلکہ یہ سب سرکش لوگ ہیں۔ پس اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم)! ان کی پرواہ مت کرو (یعنی مشرکین مکہ کی)۔تم پر کوئی ملامت نہیں ہوگی لیکن نصیحت کرتے رہو کیونکہ نصیحت ایمان لانے والوں کیلئے مفید ہوگی۔[۵۳-۵۵]

میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی ہی عبادت کیلئے پیدا کیا۔نہ تو میں ان سے رزق مانگتا ہوں اور نہ میں چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔اللہ تعالیٰ تو بذاتِ خود رزق دینے والا ہے اور وہ بڑی قوت والا اور بڑا طاقتور ہے۔[۵۶-۵۸]

پس جن لوگوں نے ظلم کیا ہے (یعنی شرک کرتے ہیں مکہ میں) جیسا ظلم (یعنی شرک) ان جیسے لوگوں نے پہلے کیا تھا تو ان کیلئے عذاب تیار ہے۔انہیں (عذاب کی) جلدی نہیں مچانی چاہیے۔[۵۹]

پس ہلاکت ہے ان کافروں کیلئے جو اس دِن پر یقین نہیں رکھتے (یعنی

لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ۝٦٠ ع

قیامت پر) جن سے ان کو ڈرایا جاتا ہے۔[۶۰]

تشریح: اللہ تعالیٰ نے ان آیات مبارکہ میں مثال دی ہے قومِ لوط کی، قومِ فرعون کی، قومِ عاد کی، قومِ ثمود کی اور قومِ نوح کی۔ یہ تمام قومیں مشرک تھیں۔ اللہ تعالیٰ کیساتھ سینکڑوں دوسرے خدا بنا رَکھے تھے اور یہ قومیں اپنے رسولوں کا مذاق اُڑاتی تھیں اور آخرت میں دوبارہ زندہ اُٹھنے پر یقین نہیں رَکھتی تھیں۔

- اللہ تعالیٰ کو ایک نہ ماننا
- حیات بعد الموت پر یقین نہ رَکھنا
- آخرت پر یقین نہ رَکھنا

یہ باتیں انسان کو بُرائی کی طرف لے جاتی ہیں، اسلئے انکا ٹھکانہ آخرت میں جہنم ہوگا۔

جو شخص اور قومیں یقین رَکھتی ہیں:

- اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے پر
- مرنے کے بعد دوبارہ اُٹھنے پر
- اور حساب کتاب پر
- اور قیامت پر
- اور جنت اور دوزخ پر

وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت گزار بن جاتی ہیں اور اسکا اَجر اللہ تعالیٰ نے جنت رَکھا ہے۔

باوجود اس بات کے کہ لوگ نیکی کی نصیحت سننے کیلئے تیار نہیں ہیں انسان کو تبلیغ کا فریضہ چھوڑنا نہیں چاہیے۔

سمندر میں مچھلیاں، ہوا میں پرندے، آسمان پر فرشتے اور زمین پر بڑے بڑے پہاڑ سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔

صرف جنات اور انسان کو کچھ اختیار دیا نیکی بدی کی تمیز کرنے میں اور اسکو اختیار کرنے میں۔ یہ صلاحیت اور آزادیٔ اختیار کسی دوسری مخلوق کو نہیں ہے اور تقاضا یہ تھا کہ انسان اور جن اپنے ارادے سے ہماری بندگی کریں۔ جو ہماری بندگی کا ارادہ کرے گا، ہم اس پر راضی ہو کر اس کو انعام دیں گے جنت کا۔ جو ہماری بندگی کا ارادہ نہیں کرے گا، ہم اس کو جہنم کی طرف دھکیل دیں گے۔ جنت اور جہنم ہمیشہ رہنے والی جگہیں ہیں۔

۝.....۝.....۝

اَلطُّوْرِ ۵۲

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۴۹ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

وَالطُّوْرِ ۙ﴿۱﴾ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۙ﴿۲﴾ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۙ﴿۳﴾
وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۙ﴿۴﴾ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۙ﴿۵﴾
وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۙ﴿۶﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۙ﴿۷﴾
مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۙ﴿۸﴾ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۙ﴿۹﴾
وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ؕ﴿۱۰﴾ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۱۶) قسم ہے طور (پہاڑ) کی اور لکھی ہوئی کتاب کی جو کہ واضح پتلے اوراق میں ہے اور آباد گھر کی اور اونچی چھت کی اور متلاطم سمندر کی کہ تیرے رَبّ تعالیٰ کا عذاب آ کر رہے گا۔ کوئی اسے ٹال نہیں سکتا۔[۱-۸]

یہ اس دِن آئے گا جب آسمان بُری طرح ڈگمگانے لگے گا اور پہاڑ اُڑتے پھریں گے۔[۹-۱۰]

الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ
يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿۱۳﴾ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ
كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا
تُبْصِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ج
سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ط اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

اس دِن ہلاکت ہے ان کی جو اس دِن کو جھٹلاتے ہیں۔ جو اپنی باطل چالوں میں مشغول ہیں۔[۱۱-۱۲]

جس دِن دھکے دے دے کر نارِ جہنم کی طرف تمہیں لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ وہی آگ ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔[۱۳-۱۴]

اب بتاؤ کیا یہ جادو ہے یا تم دیکھ نہیں رہے؟[۱۵]

حکم ہوگا کہ جلتے رہو اس میں۔ اب صبر کرو یا صبر نہ کرو برابر ہے تمہارے لیے۔ تمہیں ویسا ہی بدلہ دیا جا رہا ہے جیسے تم عمل کرتے تھے۔[۱۶]

تشریح: اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں۔ یہ پانچ چیزیں مشرکین مکہ کے سامنے موجود تھیں۔ ان چیزوں کی قسم کھانے کا مطلب یہ ہے کہ جیسے یہ چیزیں تمہیں نظر آتی ہیں، تم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو بالکل اسی طرح تم آخرت کو دیکھو گے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دیکھو گے۔ وہ عذاب ضرور آ کر رہے گا اور اسکا ایک وقت معین ہے جو کسی کے ٹالے ٹل نہیں سکتا۔ اس دِن تم پہاڑوں کو اُڑتے ہوئے دیکھو گے۔

یہ باتیں کوئی خیالی باتیں نہیں ہم کر رہے بلکہ یہ اسی طرح حقیقت ہیں جیسے کہ

(۱) کوہِ طور ایک حقیقت ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ سے پہلی ملاقات ہوئی اور بعد میں بھی کئی دفعہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوتی رہی اور تورات کے احکام بھی اسی پہاڑ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی کتابیں ایک حقیقت ہیں۔(تورات، زبور، انجیل اور قرآن کریم)

(۳) بیت المعمور۔ یہاں مطلب یہ ہے کہ خانہ کعبہ جس کا حج اور عمرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بعثت تک اور بعد میں قیامت تک جاری رہیں گے یعنی یہ گھر ہر وقت آباد رہتا ہے (اور آسمان میں فرشتوں کا خانہ کعبہ بھی موجود ہے)

(۴) آسمان۔آسمان بھی ہر انسان کو اس کا پتہ ہے کہ نظر اوپر اُٹھائے تو ایک بہت وسیع و عریض چھت نظر آتی ہے جس میں ستارے، سورج اور چاند ہیں۔یہی آسمانِ دُنیا ہے۔کل آسمان اللہ تعالیٰ نے سات بنائے ہیں۔

(۵) متلاطم سمندر۔ یہ اشارہ ہے بحر قلزم کی طرف جس کو یہود و نصاریٰ اور سارا عرب جانتا تھا کہ اس سمندر میں سے مومنین بنی اسرائیل بخیر و عافیت پار کر گئے تھے جبکہ بدترین مشرک اور اس کی مشرک فوجیں اسی میں ہم نے غرق کر دیں۔

جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے اور حساب کتاب پر یقین نہیں رَکھتے، انکا ٹھکانہ نارِ جہنم ہوگا۔اس وقت وہ صبر کریں یا نہ صبر کریں، ایک برابر ہے۔

آخرت پر یقین رَکھنے سے انسان بُرائی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور اچھے کام کرنے کی طرف راغب ہوتا ہے۔جن لوگوں کو اس بات کا یقین نہیں ہے کہ انکے اعمال کا حساب کتاب ہوگا، انکو اپنے اعمال کی پرواہ نہیں ہوتی اور وہ حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتے۔حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمہ اللہ علیہ نے کہا

؎ جس کے پرتو سے منور رہی تری شب دوش — پھر بھی ہوسکتا ہے روشن وہ چراغِ خاموش!
مردِ بے حوصلہ کرتا ہے زمانے کا گلہ — بندۂ حر کے لیے نشتر تقدیر ہے نوش
نہیں ہنگامہ پیکار کے لائق وہ جواں — جو ہوا نالہ مرغانِ سحر سے مدہوش
مجھ کو ڈَر ہے کہ ہے طفلانہ طبیعت تری — اور عیار ہیں دُشمن کے شکر پارہ فروش
؎ ترے صوفے ہیں افرنگی ترے قالین ہیں ایرانی — لہو مجھ کو رُلاتی ہے جوانوں کی تن آسانی
؎ عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں — نظر آتی ہے اس کو اپنی منزل آسمانوں میں
نہ ہو نومید، نومیدی زوالِ علم و عرفاں ہے — اُمید مردِ مومن ہے خدا کے راز دانوں میں

○.....○.....○

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ﴿۱۷﴾ فٰكِهِيْنَ بِمَآ
اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۱۸﴾
كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا ۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾
مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ
عِيْنٍ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ
اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ
شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿۲۱﴾
وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۲﴾
يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ﴿۲۳﴾

ترجمہ ◄ (آیات ۱۷ سے ۳۱) [یہ انجام تو تھا کافروں کیلئے جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے۔ اب آپ انکا حال سنیے جو ایمان والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں]

متقی لوگ باغوں اور نعمتوں میں ہونگے۔ انکا رَبِّ کریم جو چیزیں ان کو دے رہا ہوگا، اس سے وہ لطف اندوز ہو رہے ہونگے اور ان کے رَبِّ کریم نے انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالیا۔[۱۷-۱۸]

کہا جائے گا کہ کھاؤ، پیو مزے سے ان نیک اعمال کے بدلے جو تم کرتے رہے تھے۔ وہ آمنے سامنے شاہانہ تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے اور ہم انہیں خوبصورت آنکھوں والی عورتوں سے بیاہ دیں گے۔[۱۹-۲۰]

جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی ایمان لائی تو انکی اولاد کو ہم انکے ساتھ ملا دینگے اور انکے عمل میں کوئی کمی نہیں کرینگے۔ ہر شخص اپنی کمائی کا بدلہ پائیگا۔[۲۱]

ہم ان کو ہر طرح کے پھل اور گوشت اور جس چیز کی بھی ان کو چاہت ہوگی،

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ
مَّكْنُوْنٌ ﴿۲۴﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ
﴿۲۵﴾ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ فَمَنَّ
اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ اِنَّا كُنَّا مِنْ
قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿۲۸﴾ فَذَكِّرْ فَمَآ
اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ﴿۲۹﴾ اَمْ
يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ﴿۳۰﴾ قُلْ
تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴿۳۱﴾

دیں گے۔ وہ ایک دوسرے سے جامِ شراب خوشی خوشی لے رہے ہونگے جس میں نہ بیہودہ گوئی ہوگی اور نہ گناہ کا کوئی کام۔[۲۲-۲۳]

ان کے پاس ایسے (خوبصورت) بچے پھر رہے ہوں گے گویا کہ چھپے ہوئے موتی ہیں۔ یہ جنتی لوگ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے دُنیا میں اپنے گھر والوں میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ڈر کر زندگی بسر کی تو یہاں اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحم فرمایا کہ (نہ کوئی یہاں خوف ہے نہ غم اور) ہمیں جھلسا دینے والی ہوا کے عذاب سے بچالیا۔ (یعنی جہنم سے)[۲۴-۲۷]

ہم دُنیا میں پہلے ہی اللہ تعالیٰ کو ہی پکارا کرتے تھے، وہ واقعتاً بہت بڑا مہربان ہے اور بڑا رحم فرمانے والا ہے۔[۲۸]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! کافروں کے طنز سے بے پرواہ ہوکر) تم نصیحت کرتے جاؤ۔ اپنے رَبِّ کریم کی رحمت سے نہ تو تم کاہن ہو اور نہ مجنون (جیسا کہ یہ کافر تم کو سمجھتے ہیں) اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے اور ہم اسکے متعلق

گردشِ ایام کا انتظار کر رہے ہیں (یعنی یہ کہ بُرے دِن کب اس پر آتے ہیں)[۲۹-۳۰]
انکو کہہ دو کہ تم بھی انتظار کرو (اپنے لیے ایک وقت تک) میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں۔ (تمہارے لیے یعنی موت آنے تک کہ کب عذاب کے دِن تم پر آتے ہیں)[۳۱]

تشریح : آخرت پر ایمان ویقین رَکھنے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے قیامت کا ایک مختصر نقشہ کھینچا ہے۔ اسکو اگر آپ بار بار پڑھیں گے تو آپکو جنت کا شوق اور جہنم کا ڈَر پیدا ہوگا جسکی وجہ سے آپ بُرائی سے بچنے کی کوشش کرینگے اور نیکی اختیار کرنے کی تگ ودَو کرینگے۔

آخرت کی نعمتیں بیشمار ہیں ایمان والوں کے لیے اور آخرت میں سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ جنتی اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے۔ (مشکوٰۃ شریف)

مشرکین مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو کئی ناموں سے تحقیر کے طور پر پکارتے تھے۔ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو کہتے تھے کہ کاہن (نجومی، جوتشی) ہے۔ کبھی کہتے تھے کہ مجنوں ہے یعنی اسکو جنون لاحق ہوگیا ہے، شیطان لگ گیا ہے شیطان مس کر گیا ہے۔ کبھی کہتے تھے کہ یہ شاعر ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ بابرکات اتنی بارُعب تھی کہ انکو ہاتھ اُٹھانے کی جرات نہیں ہوتی تھی، اسلئے وہ کہتے تھے کہ اچھا! ایک وقت آئیگا، ہم اس وقت کا انتظار کر رہے ہیں جب تمہاری طرف ہمارے ہاتھ بڑھنے لگیں گے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے رُعب سے میری مدد فرمائی ہے کہ میرا رُعب ایک مہینے کی مسافت تک ہے'' (مشکوٰۃ)

مشرکین مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دُشمنی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بہت سے بیہودہ القاب دیئے لیکن یہاں ہم مثال کے طور پر چند ایک حدیثیں لکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا مقام حقیقتاً بہت بلند ہے۔ **آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''[۱] قیامت کے روز میں اولادِ آدم کا سردار ہوں گا (یعنی ساری دُنیا کا) [۲] میرے اُمتی تمام نبیوں سے زیادہ ہونگے۔ [۳] سب دُنیا سے پہلے جنت کا دروازہ میں کھٹکھٹاؤں گا اور میں ہی پہلا شخص ہوں گا جس کیلئے دروازہ کھولا جائیگا۔ [۴] قیامت میں شفاعت کرنے والا پہلا شخص میں ہوں گا۔ [۵] جنت میں ایک مقام ہے جسکا نام وسیلہ ہے۔ یہ سب سے اونچا مقام ہے۔ اُمید ہے کہ یہ مجھے دیا جائے گا۔ [۶] ہر نبی اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا۔ مجھے تمام دُنیا کیلئے بھیجا گیا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم)

اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ
۝۳۲ اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝۳۳ فَلْيَاْتُوْا
بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۝۳۴ اَمْ خُلِقُوْا
مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ۝۳۵ اَمْ خَلَقُوا
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ۝۳۶ اَمْ
عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ۝۳۷
اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ۚ فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ
بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۳۸ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ۝۳۹

ترجمہ◄ (آیات ۳۲ سے ۴۳) (موضوع پھر کافرین کی طرف آتا ہے) کیا انکی عقلیں انہیں یہی بتا رہی ہیں یا یہ قوم ہے ہی ایسی جو کہ مستقل باغی ہے۔[۳۲]

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس نے یہ قرآن حکیم خود گھڑ لیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایمان لانا نہیں چاہتے۔ اچھا! اگر یہ بات ہے تو اسی قسم کا کلام لے کر آئیں اگر یہ سچے ہیں۔ (کیا کوئی مخلوق ایسی شان کا قرآن گھڑ سکتی ہے)[۳۳-۳۴]

کیا یہ کسی خالق کے بغیر خود پیدا ہو گئے ہیں یا یہ اپنے خود خالق ہیں یا آسمانوں اور زمین کو انہوں نے خود پیدا کیا ہے۔ دَرحقیقت یہ یقین رَکھنا نہیں چاہتے۔[۳۵-۳۶]

کیا تیرے رَبِّ کریم کے خزانے انکے پاس ہیں کہ ان پر یہ حکم چلانے کا حق رَکھتے ہیں۔ کیا انکے پاس کوئی ایسی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر یہ عالمِ بالا کی باتیں سن لیتے ہیں۔ پھر اگر کوئی کہتا ہے (کہ اس نے سن لیا ہے) تو وہ لائے اس کا کوئی واضح ثبوت۔[۳۷-۳۸]

کیا اللہ تعالیٰ کیلئے یہ بیٹیاں چنیں (یعنی فرشتے) اے کافرو! اور انسانوں

اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۴۱﴾ اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ۭ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۳﴾

کیلئے بیٹے۔[۳۹] (مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے تھے لیکن وہ خود اپنے گھر میں بیٹی کا پیدا ہونے سے نفرت کرتے تھے)

(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! افسوس ہے ان پر کہ تم بلا معاوضہ انہیں جہنم کی آگ سے چھڑانا چاہتے ہو لیکن وہ ایسا رویہ رکھتے ہیں گویا کہ) تم ان سے اُجرت مانگتے ہو کہ یہ جرمانے کے بوجھ تلے دَبے جا رہے ہیں۔ کیا انکے پاس غیب کی باتیں ہیں (جس سے ان کو پتہ چل گیا کہ ان کا انجام بخیر ہوگا) اور انہوں نے لکھ رکھا ہے۔[۴۰-۴۱]

یہ دراصل کوئی چال چلنا چاہتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو کفر کرنے والوں کی چال ان ہی پر آ پڑے گی۔[۴۲]

(مشرکین نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت سے دوسرے رَبّ بھی بنا رکھے ہیں) (پوچھو ان سے کہ سچ سچ بتاؤ) کیا اللہ تعالیٰ کے سوا ان کا کوئی اَور رَبّ ہوسکتا ہے (ہرگز نہیں!) اللہ تعالیٰ تو پاک ہے اس شرک سے جو یہ (مشرکین) لوگ کر رہے ہیں۔[۴۳]

تشریح: یہ تمام آیات مبارکہ مشرکین مکہ کیلئے براہِ راست ہیں اور تمام انسانوں کیلئے عمومی ہیں چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری قوموں کے نبی ہیں اور قرآن حکیم ساری قوموں کیلئے اللہ تعالیٰ کی کتابِ ہدایت ہے، اسلئے یہ آیات مبارکہ موجودہ زمانے کے مشرکین اور کافرین کیلئے ایسے ہی ہیں جیسے مکہ مکرمہ کے مشرکین اور عرب کے کافرین کیلئے تھیں۔

اقوامِ عالم کے غیر مسلموں کو ان آیات مبارکہ سے سبق حاصل کرنا چاہیے کہ اس

کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔اس کائنات کے خزانوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس کائنات کی حکمرانی اسی کے ہاتھ میں ہے۔

اگر آخرت کی زندگی تم عیش کی چاہتے ہوتو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر اوراس قرآن حکیم پر ایمان لے آؤاور آخرت کو یقینی جانو اور حساب کتاب پر اعتقاد رکھو۔

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو قبول کرو۔اسکے سوا کوئی بت،کوئی سورج، چاند،ستارہ اور فرشتے رَبّ نہیں بن سکتے اور نہ ہی فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور نہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام رَبّ ہیں، نہ ہی رَبّ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**اِنَّ اللّٰهَ لَايَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ**''(النساء۴،آیت ۴۸)ترجمہ''اللہ تعالیٰ ہرگز شرک کرنے والے کونہیں بخشے گا۔اسکے علاوہ وہ جسکو چاہے،بخش دے گا''۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ''ایذا (تکلیف) کے کلمات کو سننے اوران پر صبر کرنے والا کوئی اللہ رَبّ العالمین سے بڑھ کرنہیں ہے۔لوگ اس کے لیے بیٹا (یا بیٹی) منسوب کرتے ہیں لیکن وہ پھر بھی ان کو معاف کر کے رزق دیے جارہا ہے''۔([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف،جلداوّل،حدیث۲۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفرمایا کہ''اے (حضرت) معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ اسکے بندے اسکے ساتھ کسی کوشریک نہ ٹھہرائیں۔اگر وہ شریک نہ ٹھہرائیں تو انکا حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کوعذاب نہ دے''۔([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف،جلداوّل،حدیث۲۱)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ''**وَاتَّبَعَ هَوٰهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ**'' (الاعراف۷،آیت۱۷۶)ترجمہ''(اس شخص کا حال دیکھو جو) اپنے نفس کی پیروی کرنے لگا پھراسکی حالت کُتّے کی سی ہوگئی''۔نیت اورعمل میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کوچھوڑ کر اپنی مرضی کواختیار کرنے (یعنی ترجیح دینے) کا انجام یہی ہوگا۔**رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ''اے (حضرت) عمرو بن عاص (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)!اسلام ان گناہوں کو مٹادیتا ہے(بشمول شرک) جو پہلے ہو چکے تھے''۔(مشکوٰۃ شریف جلداوّل حدیث ۲۵)

وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ﴿۴۴﴾ فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ﴿۴۵﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۴۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿۴۹﴾

ترجمہ ◄ (آیات ۴۴ سے ۴۹) [مشرکین (کافرین) کے بارے میں بیان جاری ہے] اگر یہ مشرکین آسمان کا کوئی ٹکڑا (یعنی عذاب) بھی گرتا ہوا دیکھ لیں تو کہیں گے کہ یہ تو بادل ہے جو آ رہا ہے۔ (یہ عقل کے اندھے ہیں اور یہ ماننے والے نہیں ہیں) [۴۴]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! انہیں انکے حال پر چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ اپنے اس انجام کو پہنچ جائیں جس دِن یہ مار گرائے جائینگے۔ [۴۵]

اس دِن کوئی چال انکے لیے فائدہ مند نہیں ہوگی اور نہ ہی انکو کوئی مدد آئیگی۔ [۴۶]

آخرت کے عذاب سے پہلے ان ظالموں کیلئے یہاں (دُنیا میں) بھی ایک عذاب ہے مگر اکثر ان میں سے جانتے نہیں۔ [۴۷]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اپنے رَبِّ کریم کا فیصلہ آنے تک صبر کرتے رہو۔ تم ہماری نگاہوں کے سامنے ہو۔ تم جب اُٹھو تو اپنے رَبِّ کریم کی حمد کیساتھ تسبیح کرو۔ رات کو بھی اسکی تسبیح کرو اور ستارے جب پلٹ رہے ہوں اس وقت

بھی (یعنی فجر سے پہلے یا فجر کے وقت)[۴۸-۴۹]

تشریح: مشرکین مکہ اتنے ضدی تھے کہ کسی طرح اپنے بتوں کو چھوڑنے کیلئے تیار نہیں تھے۔ نہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو رسول مانتے تھے۔ نہ وہ قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب مانتے تھے۔ نہ وہ قیامت کے حساب کتاب کو مانتے تھے، اسلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے فرمایا کہ صبر کرتے رہو۔ ایک دِن آئیگا کہ اس دُنیا میں بھی انکو عذاب ہوگا اور ایک دِن آئیگا کہ یہ سب جہنم میں جائینگے۔

تمہارے لیے حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرو اور اللہ تعالیٰ کیلئے نمازیں پڑھو۔

اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے اور صبر کرتے جاؤ۔

صبر اور اللہ تعالیٰ کا ذِکر دو ایسی چیزیں ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے فتح وکامرانی کا نسخہ بتادیا ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''**وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ**''۔ (البقرۃ ۲، آیت ۴۵) ترجمہ ''صبر اور نماز سے مدد لو''۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص اپنے آپ پر جبر (زبردستی) کر کے صبر کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے صبر واستقلال دے دیتا ہے اور کسی کو صبر سے زیادہ بہتر اور اس سے زیادہ بے پایاں خیر نہیں ملی''۔ (صبر تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے) ([صحیح بخاری] فضائل اعمال از ابوعبداللہ علی بن محمد المغربی)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا**''۔ (الاحزاب ۳۳، آیت ۴۱) ترجمہ ''(اے لوگو جو ایمان لائے ہو!) اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کیا کرو''۔ پھر ایک اَور جگہ فرمایا کہ ''**وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ**''۔ (الجمعہ ۶۲، آیت ۱۰) ترجمہ ''بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذِکر کیا کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ''۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''میں اپنے بندے کیساتھ ہوں جب تک وہ مجھے یاد کرتا رہتا ہے اور اسکے ہونٹ میری یاد میں حرکت کرتے رہتے ہیں''۔ ([مسند احمد] فضائل اعمال از ابوعبداللہ علی بن محمد المغربی)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت

سے یاد کرنے والی عورتیں، اللہ تعالیٰ نے انکے لیے بخشش اور اَجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے''۔ (الاحزاب ۳۳، آیت ۳۵)

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ بندے کے سب سے زیادہ قریب رات کے آخری حصے میں ہوتا ہے۔ اگر تُو اس وقت اللہ تعالیٰ کا ذِکر کرنے کی استطاعت رکھے تو ضرور ذِکر کر''۔ ([جامع ترمذی] فضائل اعمال از ابوعبداللہ علی بن محمد المغربی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ہر نبی کیلئے ایک دُعا کی قبولیت کی خصوصیت عطا کی گئی تو ہر نبی نے دُعا مانگنے میں جلدی کی۔ مجھے بھی خصوصیت عطا کی گئی لیکن میں نے اس خاص دُعا کو اپنی اُمت کی شفاعت کیلئے قیامت تک محفوظ کر دیا ہے۔ اب اس دُعا میں ان شاء اللہ ہر وہ شخص شامل ہوگا جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۲۱۱۹) **رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''قرآن مجید کا نماز میں پڑھنا بہتر ہے قرآن حکیم کو بغیر نماز کے پڑھنے سے اور نماز کے علاوہ قرآن حکیم کی تلاوت تسبیح وتکبیر سے بہتر ہے اور تسبیح، صدقہ سے افضل ہے اور صدقہ نفل روزے سے بہتر ہے حالانکہ روزہ دوزخ سے ڈھال ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۲۰۶۲) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''اگر مومن اپنے بھائی کیلئے اس کی عدم موجودگی میں دُعا مانگتا ہے تو وہ دُعا قبول ہوتی ہے اور دُعا کرنے والے کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے کہ جب وہ اپنے بھائی کیلئے دُعا کرتا ہے تو یہ فرشتہ اس کی دُعا پر آمین کہتا ہے اور اس کیلئے بھی ویسی ہی دُعا کی قبولیت کیلئے دُعا کرتا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۲۱۲۴) **آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''دُعا عبادت کا مغز ہے'' (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۲۱۲۷) **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''دُعا تقدیر کو بدل دیتی ہے اور نیکی عمر کو زیادہ کرتی ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۲۱۲۹) **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۲۱۳۳) **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جب اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو تو قبولیت کا یقین ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ غافل دِلوں

کی دُعا کو قبول نہیں کرتا''۔(مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۲۱۳۶)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ''**وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ** ''۔(التوبۃ ۸،آیت ۶۶) ترجمہ''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کیساتھ ہے جو صبر کرنے والے ہیں''۔جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہے،اس کو کس چیز کی کمی ہے۔اللہ تعالیٰ تو ساری کائنات کا بادشاہِ مطلق ہے۔ذرا صبر کر کے تو دیکھو۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ''ایمان کی ستر (۷۰) سے اوپر شاخیں ہیں۔سب سے افضل ترین حصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے (نیت سے،زبان سے، عمل سے)''۔([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف،جلد اوّل،حدیث ۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ''اے (حضرت) معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)![۱] روزہ ڈھال ہے (شیطان کے حملوں سے بچاتا ہے اور گناہوں سے بچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی نافرمانی سے بچاتا ہے)[۲] صدقہ گناہوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے پانی آگ کو[۳] نصف شب کے وقت نماز پڑھنا بھلائی کے کاموں میں سے ہے[۴] اپنی زبان کو بند رکھا کر کیونکہ لوگوں کو آگ میں منہ یا ناک کے بل زبان سے نکلی ہوئی باتیں ہی گراتی ہیں''۔(ماخذ از مشکوٰۃ شریف،جلد اوّل،حدیث ۲۶)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ''اس شخص نے اپنا ایمان مکمل کر لیا[۱] جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی چیز کو محبوب رکھا [۲] اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی چیز سے نفرت رکھی[۳] اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی کو مال و دولت یا علم عطا کیا یا کوئی اچھی نصیحت عطا کی[۴] اور اللہ تعالیٰ ہی کی خاطر کسی کو بُرائی سے روک دیا یا اپنے آپکو روک لیا''۔(مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۲۷) اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا کہ''**كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ** ''(آلِ عمران ۳،آیت ۱۱۰) ترجمہ''تم ایک بہترین اُمت ہو جو کہ تمام انسانوں کی رہنمائی کیلئے نکالی گئی ہو۔تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو''۔

اَلنَّجْمِ ۵۳

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۶۲ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝۱ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝۲ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝۳ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝۴ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝۵ ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ۝۶ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝۷ ثُمَّ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۱۸) قسم ہے تارے کی جبکہ وہ غروب ہو رہا ہو۔ تمہارے ساتھی نے نہ تو راستہ گم کیا اور نہ راستے سے ذرا ہٹا۔[۱-۲]

وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتا۔ وہ تو وہ بات کرتا ہے جو اسے وحی کی جاتی ہے۔ اسکو سکھانے والا (یعنی وحی کرنے والا) بڑی زبردست قوت والا ہے (یعنی فرشتہ حضرت جبریل علیہ السلام) جو بڑا صاحبِ حکمت ہے۔ وہ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے) سامنے آ کھڑا ہوا جبکہ وہ (یعنی حضرت جبریل علیہ السلام) اونچے اُفق پر تھا۔

دَنَا فَتَدَلّٰى ۝٨ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝٩ فَاَوْحٰٓى اِلٰى مَا عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ۝١٠ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝١١ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝١٢ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝١٣ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝١٤ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝١٥ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝١٦ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝١٧ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝١٨

پھر وہ (یعنی حضرت جبریل علیہ السلام) قریب آیا پھر اور زیادہ قریب ہوا حتیٰ کہ دو کمان کا فاصلہ رہ گیا یا اس سے کچھ کم۔[۳-۹] پھر اس (یعنی اللہ تعالیٰ) نے (حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے) اپنے بندے کو وحی کیا جو وحی کیا۔ جو اس (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) نے دیکھا، (یعنی فرشتہ) اس کے دِل نے اس کو جھوٹ نہیں جانا۔[۱۰-۱۱] (یعنی دِل نے یقین کیا کہ میں فرشتے کو ہی دیکھ رہا ہوں)

اب کیا تم اس (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) سے جھگڑتے ہو جسے اس نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور ایک مرتبہ وہ پھر اسے دیکھ چکے ہیں سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جسکے قریب جنت الماویٰ ہے۔[۱۲-۱۵]

جبکہ سدرۃ المنتہیٰ پر جو کچھ چھا رہا تھا، چھا رہا تھا۔ نہ تو نظر (ادھر ادھر) پھری اور نہ حد سے آگے یا پیچھے گئی۔[۱۶-۱۷]

پھر اس نے اپنے رَبِّ کریم کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔[۱۸]

تشریح : مشرکین مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ہر قسم کا الزام تھوپ دیتے مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو نبی نہیں مانتے تھے۔ قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب نہیں

مانتے تھے۔ کہتے تھے کہ یہ آدمی خود کسی سے لکھوالایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کو تو مانتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی صفات سے بالکل بے خبر تھے۔ فرشتوں کو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنایا ہوا تھا اور کئی بتوں کو بھی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنایا ہوا تھا۔ کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو مجنون کہتے تھے، کبھی شاعر کہتے تھے۔

یہاں اللہ تعالیٰ ان سب کا جواب دے رہا ہے کہ قرآن کریم کو ہم بھیجنے والے ہیں اور اسکو لانے والا ایک زبردست فرشتہ ہے جو **امین** ہے اور **صاحبِ حکمت** ہے۔ ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسکو اپنی زندگی میں دو دفعہ دیکھا بھی ہے۔ ایک تو پہلی وحی آنے پر وہ مشرق میں آسمان کے کنارے ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ دوسری دفعہ سدرۃ المنتہیٰ جو کہ ہمارے لیے کائنات کی آخری انتہاء ہے، معراج کے موقع پر وہاں دیکھا تو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جو بھی آپ کو نصیحتیں کرتے ہیں، وہ وحی کے ذریعے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہنچائی جاتی ہیں۔ وہ خود اپنی مرضی سے کوئی بات نہیں کرتے، اسلئے جو کچھ آپ کو کہا جاتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا جاتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بیان فرماتے ہوئے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ایک دفعہ میں جارہا تھا کہ آسمان سے ایک آواز سنی۔ نظر اُٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ جو غارِ حرا میں میرے پاس آیا تھا کرسی پر زمین آسمان کے درمیان بیٹھا ہوا ہے۔ مجھے اس سے خوف آیا یہاں تک میں زمین کی طرف مائل ہوا۔ میں گھر گیا اور کہا کہ مجھے کمبل اوڑھا دو، مجھے کمبل اوڑھا دو، مجھے کمبل اوڑھا۔ پھر یہ وحی نازل ہوئی (دیکھیں سورۃ **المدثر ۷۴ آیات ۱-۵**) ترجمہ ''اے چادر اوڑھنے والے! اُٹھو اور لوگوں کو خبردار کرو اور اپنے رَبّ تعالیٰ کی بڑائی کا ذِکر کرو اپنے کپڑے پاک رَکھا کرو اور بتوں سے دُور رہو'' (مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۵۹۲)

؎ تیرے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے خودی تیری مسلماں کیوں نہیں ہے؟
عبث ہے شکوۂ تقدیر یزداں تو خود تقدیر یزداں کیوں نہیں ہے

؎ کہن ہنگامہ ہائے آرزو سرد کہ ہے مردِ مسلماں کا لہو سرد
بتوں کو مری لادِینی مبارک کہ ہے آج آتش **اللہ ھو** سرد

[اقبال، ارمغانِ حجاز]

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ
الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿۲۱﴾ تِلْكَ اِذًا
قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿۲۲﴾ اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ
اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ
اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ
جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴿۲۳﴾ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا
تَمَنّٰى ﴿۲۴﴾ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ وَكَمْ مِّنْ
مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا

ترجمہ ◄ (آیات ۱۹ سے ۳۲) اب ذرا غور کرو لات اور عزیٰ پر اور تیسرے منات پر کہ انکی حقیقت کیا ہے۔ کیا تم اپنے لیے بیٹے منسوب کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ کیلئے بیٹیاں (کافران بتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے تھے) یہ تو بڑی ناانصافی کی تقسیم ہے [۱۹-۲۲]

انکی حقیقت کچھ نہیں سوائے اسکے کہ تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے کچھ چیزوں کے نام رکھ لیے۔ اللہ تعالیٰ نے انکے لیے کوئی ثبوت نازل نہیں کیا (کہ یہ رَبّ ہیں یا اللہ تعالیٰ کے شریک) یہ لوگ صرف وہم وگمان اور اپنی خواہش پر چلتے ہیں حالانکہ اب ان کے پاس ان کے رَبّ تعالیٰ کی طرف سے صحیح ہدایت آ چکی ہے۔ [۲۳]

کیا انسان کیلئے وہی حق ہے جسکی وہ تمنا کرتا ہے حالانکہ دُنیا اور آخرت کا مالک تو اکیلا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ [۲۴-۲۵] (حق وہ ہے جو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے)

آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے موجود ہیں جن کی سفارش کچھ بھی کام نہیں آتی جب تک کہ اللہ تعالیٰ کسی کے حق میں ان کو اجازت نہ دے دے اور جسکے لیے وہ کوئی

مِنْ ۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿۲۶﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ
الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ
اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ
الْحَقِّ شَيْـًٔا ﴿۲۸﴾ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ
ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ
مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ
ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ

سفارش سننا چاہے اور اس سفارش کو پسند بھی کرے۔[۲۶] (کیا تم سمجھتے ہو کہ اسی اللہ تعالیٰ کے پاس تمہارے بت سفارش کرتے ہوں گے۔ یہ بالکل غلط بات ہے)

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، وہ فرشتوں کو زنانہ نام سے پکارتے ہیں حالانکہ اس بارے میں انہیں کوئی علم نہیں ہے۔ وہ صرف قیاس کی پیروی کر رہے ہیں اور قیاس حق کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتا (علم غلط نہیں ہوتا، قیاس غلط ہو سکتا ہے) پس اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! جو شخص ہمارے ذِکر سے منہ پھیرتا ہے، اسکی پرواہ مت کرو۔ وہ دُنیا کے سوا اَور کچھ نہیں چاہتا۔[۲۷-۲۹] (وہ آخرت کا طالب نہیں ہے)

ان کے علم کی حد یہی ہے (یعنی دُنیا) اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ کون اس کے راستے سے بھٹکا ہوا ہے اور وہی جانتا ہے کہ کون سیدھے راستے پر ہے۔[۳۰]

زمین و آسمان کی ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ وہی ان لوگوں کو بُرا بدلہ

الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾

دے گا جو بُرائی کرتے ہیں اور جو اچھے کام کرتے ہیں، ان کو اچھا بدلہ دے گا۔[۳۱]

(اچھے لوگ وہ ہیں) جو کہ بڑے بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں۔ ہاں! اگر غلطی سے قصور سرزد ہو جائے تو یقیناً تیرا رَبِّ کریم بہت وسیع مغفرت والا ہے۔ وہ اس وقت سے تمہیں جانتا ہے جب سے اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور جب سے تم اپنی ماؤں کے بطنوں میں ابھی جنین (Fetus) ہی تھے۔ پس اپنے آپ کو بہت پاک صاف نہ سمجھا کرو۔ وہ خوب جانتا ہے کہ کون متقی (یعنی پرہیزگار) ہے۔ (اور کون نہیں ہے)[۳۲]

تشریح: بت پرستی انسانی تہذیب میں ایک بہت ہی قدیم شرک کی صورت ہے۔ جب مکہ والے اور مکہ کے گرد و نواح کے عرب اس بیماری میں مبتلا تھے تو ہندوستان میں بھی بت پرستی اپنی انتہا پر تھی۔ یہ سب بت پرست تھے۔ اللہ تعالیٰ کے وجود کو مانتے تھے لیکن انکا قیاس تھا کہ ہمارے بت اللہ تعالیٰ کے سامنے ہماری سفارش کرتے ہیں، اسلئے براہِ راست اللہ تعالیٰ سے دُعائیں کرنے کی بجائے وہ بتوں سے دُعائیں کرتے تھے کہ یہ ہماری دُعا اللہ تعالیٰ تک لے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انکی بات مان لیتا ہے۔

مکہ مکرمہ میں **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم** کے پاس ایک آدمی آیا۔ باتیں شروع ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ تمہارے

کتنے خدا ہیں؟ اس نے کہا کہ چار تو زمین پر ہیں اور ایک آسمان پر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ جب تمہیں سخت مصیبت آتی ہے اور تمہیں کوئی اُمید نہیں رہتی تو پھر تم کس کو پکارتے ہو تو اس نے کہا کہ پھر میں آسمان والے خدا کو پکارتا ہوں اور میرا کام ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ وہی اصلی تمہارا خدا ہے۔ باقی چار کو تم چھوڑ دو اور صرف اسی آسمان والے خدا کو پکڑ لو تو وہ شخص اسی وقت ایمان لے آیا۔

اس سے ملتی جلتی شرک کی دوسری صورت یہ ہے کہ لوگ بزرگوں کے مزاروں پر جاتے ہیں اور بزرگ سے دُعا کرتے ہیں کہ ہماری اللہ تعالیٰ تک یہ دُعا پہنچ جائے اور تمہاری سفارش سے ہمارا کام ہو جائے۔ یہ بت پرستی سے کم نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا''۔ (تفہیم البخاری، جلد نہم حدیث ۶۳۴۱) وہ بھی اسی طرح نبیوں کو اللہ تعالیٰ تک دُعا پہنچانے کا اور سفارش کا ایک وسیلہ سمجھتے تھے۔ یہ بھی واضح بت پرستی کی طرح شرک ہے۔

آج کل قبروں کی بت پرستی ہم میں بہت زیادہ رواج پکڑ گئی ہے۔ حکومت اور علماء کو چاہیے کہ اسکا سدباب کر کے صحیح توحید کی طرف آئیں کیونکہ شرک کیساتھ آپکی سب نیکیاں بھی تباہ ہو جاتی ہیں لیکن یہ آیات مبارکہ ہمیں بار بار یاددہانی کرا رہی ہیں کہ مشرکین مکہ کو تو دُنیا ہی محبوب تھی تو ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کے ذِکر اور توحید کی نسبت دُنیا ہی محبوب ہے خواہ ہمیں قبروں پر غلاف چڑھانا پڑے اور گلاب کے عرق سے قبر کو دھونا پڑے اور وہاں کھڑے ہو کر بزرگوں سے دُعا اس طرح مانگنی پڑے جیسے مکہ والے بتوں سے مانگا کرتے تھے۔

؎ اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ
یہ دَور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے صنم کدہ ہے جہاں لا الہ الا اللہ
یہ مال و دولت دنیا یہ رشتہ و پیوند بتان وہم و گماں لا الہ الا اللہ
[اقبال]

۝.....۝.....۝

اَفَرَءَيْتَ الَّذِىْ تَوَلّٰى ﴿۳۳﴾ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى
﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۵﴾ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ
بِمَا فِىْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِىْ وَفّٰٓى
﴿۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ وَاَنْ لَّيْسَ
لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى
﴿۴۰﴾ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ
الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ﴿۴۳﴾ وَاَنَّهٗ

ترجمہ◄ (آیات ۳۳ سے ۶۲) (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے اللہ تعالیٰ سے اپنا منہ موڑ لیا (یعنی نافرمانی کی) اس نے کچھ تھوڑا سا (مال) تو دیا لیکن پھر رُک گیا۔ کیا اسکے پاس غیب کا علم ہے جس سے وہ حقیقت کو دیکھ رہا ہے۔[۳۳-۳۵]

کیا اسے ان باتوں کی خبر نہیں پہنچی جو کہ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے صحیفوں اور (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے صحیفوں میں بیان ہوئی ہیں جس (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام) نے اللہ تعالیٰ کیساتھ وفاداری کا حق پوری طرح اَدا کیا۔ (یعنی ان پر عمل کیا)[۳۶-۳۷]

(ان صحیفوں میں یہ ہے کہ)

(۱) کوئی ایک دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔ (قیامت کے دِن)[۳۸]

(۲) انسان کیلئے وہی (جزا اور سزا) ہے جسکے لیے اس نے محنت کی۔[۳۹]

(۳) اسکی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی۔ (یعنی حساب کتاب ہوگا)[۴۰]

(۴) اسکو پوری جزا ملے گی جو کچھ اس نے کیا۔ (اچھا یا بُرا)[۴۱]

(۵) آخر کار پہنچنا تو تیرے رَبِّ کریم کے پاس ہی ہے۔[۴۲] (قیامت کے روز)

هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ﴿۴۴﴾ وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ
وَالْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَاَنَّ عَلَيْهِ
النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ﴿۴۸﴾
وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾ وَاَنَّهٗ اَهْلَكَ عَادَ ۨ
الْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾ وَثَمُوْدَاۡ فَمَآ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ
قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ﴿۵۲﴾
وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ

(۶) وہی ہنساتا ہے اور وہی رُلاتا ہے۔ (یعنی وہی مصیبت میں مبتلا کرتا ہے، وہی مصیبت سے رہائی دیتا ہے)[۴۳]

(۷) وہی موت دیتا ہے اور وہی زندگی دیتا ہے۔[۴۴]

(۸) اسی نے نر اور مادہ کا جوڑا پیدا کیا ایک قطرہ سے جب اس کو ٹپکایا جاتا ہے۔ [۴۵-۴۶]

(۹) دوبارہ زندہ کرنا اسی کا ذِمہ ہے۔[۴۷]

(۱۰) اسی نے غنی کیا اور اسی نے ہی مفلس کیا۔[۴۸]

(۱۱) شعریٰ ستارے کا رَبّ کریم بھی وہی ہے۔[۴۹]

(۱۲) اسی نے عادِ اوّل کو ہلاک کیا۔[۵۰]

(۱۳) اسی نے ثمود کو ایسا مٹایا کہ اسکا کوئی نام ونشان نہیں چھوڑا۔[۵۱]

(۱۴) ان سے پہلے قومِ نوح کو تباہ کیا۔

(۱۵) یہ سب تھے ہی ظالم اور سرکش لوگ۔[۵۲]

(۱۶) تباہ شدہ بستیوں کو ہم نے ہی اُلٹا پھینکا اور ان پر چھا گیا جو چھا گیا[۵۳-۵۴]

اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ
الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾
وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾
فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾

(۱۷) تو اے مخاطب! تو اپنے رَبِّ کریم کی کن کن نعمتوں میں بحث کریگا۔[۵۵]

(۱۸) اے مخاطب! یہ کتاب (یعنی قرآن حکیم) پہلی تنبیہات میں سے ایک تنبیہ ہے۔[۵۶]

(۱۹) قریب آنے والی گھڑی آ ہی لگی ہے۔[۵۷](یعنی قیامت)

(۲۰) اللہ تعالیٰ کے سوا اسکو کوئی ٹالنے والا نہیں ہے۔[۵۸]

کیا یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان پر تعجب کرو اور انکا ہنسی مذاق اُڑاؤ اور آہ و بکا نہ کرو اور گردن اکڑاتے رہو۔[۵۹-۶۱]

اور (اے کافرو!) سجدہ میں گر جاؤ اللہ تعالیٰ کے آگے اور اس کے بندے بن جاؤ۔[۶۲]

تشریح: یہ آیات مبارکہ از خود واضح ہیں، زیادہ تشریح کی ہم ضرورت محسوس نہیں کرتے لیکن ایک آیت مبارکہ پر ذرا غور کریں:

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى:

یعنی انسان کو وہی جزا یا سزا ملے گی جیسے اس نے اعمال کیے ہونگے۔ یہ جزا و سزا کا کچھ حصہ تو اللہ تعالیٰ اس دُنیا میں بھی چکھا دیتا ہے جتنی اسکی حکمت سمجھتا ہے۔ باقی کی جزا و سزا آخرت میں ہوگی۔ اُردو میں اسے ایسا بولتے ہیں کہ ''جیسا کروگے، ویسا بھروگے''۔

اب ذرا آپ غور کریں کہ ساری عمر تو آپ سود کھاتے رہے تو کیا یہاں اور

آخرت میں آپکو اسکا بدلہ اچھا ملے گا یا بُرا؟

ساری عمر تو آپ خیانت کرتے رہے تو کیا اسکا بدلہ آپکو امانت کا ملے گا؟

ساری عمر آپ جھوٹ بولتے رہے اور جھوٹی گواہیاں دیتے رہے تو کیا آخرت میں آپکو سچ کا بدلہ ملے گا؟

ساری عمر تو آپ دُنیا کا باطل اکٹھا کرتے رہے تو کیا آخرت میں آپکو حق کا بدلہ ملے گا؟

ساری عمر تو آپ اپنے رشتہ داروں سے لڑائی جھگڑا مار کٹائی کرتے رہے تو کیا آخرت میں آپکو صلہ رحمی کا بدلہ ملے گا؟

ساری عمر تو آپ دولت سے چمٹے رہے تو کیا آخرت میں آپکو سخاوت کا بدلہ ملے گا؟

ساری عمر تو آپ نے ہر جگہ ڈنڈی ماری تو کیا آخرت میں آپکو عدل وانصاف کرنے کا بدلہ ملے گا؟

ساری عمر تو آپ نے زکوٰۃ کا ایک پیسہ نہیں دیا تو کیا آخرت میں آپکو زکوٰۃ کی ادائیگی کا پورا بدلہ ملے گا؟

ساری عمر تو آپ لوگوں پر ظلم کرتے رہے تو کیا آخرت میں آپکو عدل کا بدلہ ملے گا؟

ساری عمر تو آپ نے کبھی اللہ تعالیٰ کیلئے نماز نہیں پڑھی تو کیا آخرت میں آپکو نمازی ہونے کا بدلہ ملے گا؟

ساری عمر تو رمضان المبارک سے آپ نے فائدہ نہیں اُٹھایا یعنی روزہ تو رَکھا لیکن روزہ رَکھنے کا تقاضا پورا نہیں کیا (یعنی تقویٰ) تو کیا آخرت میں آپکو کوئی متقی کہے گا؟

ساری عمر تو آپ نے قرآن کریم کو اُٹھا کر نہیں دیکھا تو کیا آخرت میں قرآن حکیم آپکی شفاعت کرے گا؟

ساری عمر تو ٹیڑھے راستے پر چلتے رہے۔ عوام الناس ہوں یا حکومتی ادارے ہوں یا حکومت بذاتِ خود ہو تو کیا آخرت میں ہم کو صراطِ مستقیم کا ثواب ملے گا؟

یہ باتیں غور کرنے کی ہیں اگر آپ اپنی آخرت کی زندگی کو خوشگوار بنانا چاہتے ہیں

وی آئی پی VIP کلچر:

عدل قوم کی ترقی کی بنیاد ہوتا ہے۔ اس میں مسلمان ہونا یا غیر مسلم ہونا شرط

نہیں ہے۔نوشیرواں عادل مسلمان نہیں تھا لیکن عدل اس نے ایسا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اسکی تعریف فرمائی اور اسکے اہل ایمان نہ ہونے پر افسوس کیا۔

وی آئی پی کلچر عدل وانصاف کی ایسی تباہی کرتا ہے جیسا کہ بھوکا شیر اپنے شکار کی تباہی کرتا ہے۔ وی آئی پی کلچر تکبر سے پیدا ہوتا ہے اور تکبر وی آئی پی کلچر کو جنم دیتا ہے۔تکبر کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ** ''۔(البقرۃ ۲،آیت ۳۴) ترجمہ ''اس نے حکم نہ مانا اور تکبر کیا''۔(ابلیس کے متعلق کہا گیا ہے جو کہ ہمیشہ کیلئے اللہ تعالیٰ کے دَر سے ٹھکرا دیا گیا)

تکبر کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس شخص کے دِل میں رائی برابر بھی تکبر ہوگا، وہ جنت میں نہیں جائیگا''۔(ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی کہ تم لوگ **تواضع** اختیار کیا کرو۔ ایک دوسرے پر **فخر** مت کیا کرو اور نہ ہی ایک دوسرے پر **غلو** کیا کرو''۔(مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۷۹) **حضرت حسن** رحمۃ اللہ علیہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''**بزرگی** (یعنی بڑائی) **تقویٰ** سے ہے''(مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۸۲)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! **عصبیت** کیا ہے؟'' فرمایا،''یہ کہ تم اپنی قوم کی ظلم پر مدد کرو''۔(مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۸۶) **حضرت ابو ہریرۃ** رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرے، نہ ذلیل کرے، نہ تحقیر کرے۔تقویٰ یہاں ہے''اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تین دفعہ اپنے سینہ مبارکہ کی طرف اشارہ فرمایا یعنی **تقویٰ دِل میں ہے**۔''آدمی کیلئے بُرائی (جو جہنم میں لے جاسکتی ہے) یہی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو **حقیر** سمجھے''۔ (مشکوٰۃ جلد دوم حدیث ۴۷۴۰) **آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضے میں میری جان ہے! کوئی بندہ **مومن** نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے بھائی کیلئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے''۔(مشکوٰۃ جلد دوم حدیث ۴۷۴۲)

ہمارے **وی آئی پی** جو دَراصل وی آئی پی **نہیں** ہیں لیکن جہالت کی وجہ سے ہم

نے انکو وی آئی پی بنایا ہوا ہے، تکبر میں مبتلا ہیں۔ اپنے لیے کچھ اَور پسند کرتے ہیں، دوسروں کیلئے کچھ اَور۔ دوسرے لوگوں کو ذلیل اور حقیر سمجھتے ہیں۔ مال خرچ کرنے میں کنجوسی کرتے ہیں سوائے اس جگہ کے جہاں دکھاوا ہو۔

ہر تکبر کرنے والا جہنم میں ہوگا۔ ان وی آئی پیز کو چاہیے کہ اگر جنت کا شوق ہے تو دوسرے لوگوں کیلئے وہی پسند کریں جو اپنے لیے کرتے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ آپ بوئیں تو گندم اور اُگیں چاول؟ آپ کریں تو گھمنڈ اور آپکو اللہ تعالیٰ اَجر دے تقوے کا یہ کیسے ممکن ہے

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک بہت ہی موٹا شخص حاضر ہو گا جسکا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مچھر کے پَر کے برابر بھی وزن نہیں ہوگا اور فرمایا کہ یہ تلاوت کرلو ''اور ہم قیامت کے روز اس کیلئے کوئی وزن قائم نہیں کرینگے''۔ [الکہف ۱۸، آیت ۱۰۵] (مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۳۰۷) **حضرت انس** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی عرض گزار ہوا کہ ''یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم! قیامت کے روز کافر کو اسکے منہ کے بل کیسے چلایا جائے گا؟'' فرمایا کہ ''جس نے اسے دُنیا میں دو ٹانگوں پر چلایا۔ کیا وہ اس بات پر قدرت نہیں رَکھتا کہ قیامت کے روز اسے منہ کے بل چلا دے''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۳۰۱) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''قیامت کا دِن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا لیکن مومن کیلئے اتنا ہلکا کر دیا جائے گا جیسے کہ فرض نماز (دُنیا میں پڑھتا تھا)''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۳۲۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''ایک شخص کو لایا جائے گا۔ وہ اپنے سامنے ننانوے رجسٹر گناہوں کے دیکھے گا اور ہر رجسٹر حدِ نگاہ تک لمبا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ان گناہوں کے متعلق پوچھے گا تو وہ ان سب کا اقرار کرلے گا پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تیری کوئی نیکی ہے تو وہ کہے گا کہ نہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہمارے پاس تیری ایک نیکی محفوظ ہے۔ تُو ذِکر کیا کرتا تھا ''**اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ** ''۔ جب اس کلمے کو اس کے گناہوں کے بدلے تولا جائے گا تو یہ کلمہ زیادہ وزنی نکلے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نام سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں ہے اور اس کو جنت میں بھیج دیا جائے گا''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۳۲۲)

اَلْقَمَرِ ۵۴

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۵۵ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ① وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ② وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ③ وَلَقَدْ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۸) [اے کافرو! یہ تمہارا ہی فائدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت قبول کر لو۔ اسکے احکامات کے سامنے جھک جاؤ اور اسی کی بندگی قبول کر لو اور بتوں کو چھوڑ دو۔ اسی میں تمہارا فائدہ ہے]

(اے کافرو! کیا تم جانتے نہیں کہ) قیامت کا وقت قریب آ لگا اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا مگر کافروں کا حال یہ ہے کہ وہ جو بھی (قیامت کی) نشانی دیکھتے ہیں اس سے منہ موڑ لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو پہلے سے چلی آ رہی ایک جادو کی قسم ہے [۱-۲]

انہوں نے اس نشانی کو جھٹلا دیا اور اپنی خواہشات کی پیروی کی (کائنات میں) ہر بات کو ایک انجام تک پہنچنا ہے۔ [۳]

جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ۝۴ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝۵ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝۶ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝۷ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ؕ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝۸

ان لوگوں کے سامنے (پچھلی قوموں کے) وہ واقعات آ چکے ہیں جن میں گمراہی سے بچنے کیلئے سامانِ عبرت موجود ہے (اسکے لیے جو نصیحت لینے کا طالب ہے)[۴]

اعلیٰ دَرجہ کی حکمت کے واقعات ہیں مگر خبردار کرنے والے یہ واقعات انہیں فائدہ نہیں دے رہے۔[۵]

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) انکی پرواہ مت کریں (یعنی انکے انجام کی) جس روز پکارنے والا ایک ناگوار چیز (روزِ قیامت) کی طرف بلائے گا تو لوگ نیچی نگاہوں کیساتھ اپنی قبروں سے اس طرح نکلیں گے گویا وہ بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں[۶-۷]

دوڑے جا رہے ہونگے بلانے والے کی طرف (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف)۔ قیامت کا انکار کرنے والے اس روز کہیں گے کہ یہ تو بڑا سخت دِن ہے۔[۸]

تشریح : شق القمر کا واقعہ قیامت کے قرب کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ یہ واقعہ تقریباً پانچ سال ہجرت سے پہلے کا ہے۔ چاند کی چودھویں رات تھی۔ ابھی ابھی طلوع ہوا تھا۔ یکا یک وہ پھٹا اور اسکا ایک ٹکڑا سامنے کی پہاڑی کے ایک طرف اور دوسرا ٹکڑا دوسری طرف نظر آیا۔ یہ کیفیت صرف چند سیکنڈ رہی اور پھر دونوں ٹکڑے باہم جڑ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اس وقت منیٰ میں تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ دیکھو اور گواہ رہو۔ کفار نے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ہم پر جادو کر دیا ہے۔

مکہ مکرمہ کے لوگوں نے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم پر تو جادو کر سکتے تھے لیکن باہر کے لوگوں پر تو نہیں۔ جب باہر سے کچھ لوگ آئینگے تو ان سے پوچھیں گے تو پھر مکہ مکرمہ کے باہر سے کچھ لوگ آئے تو انہوں نے شہادت دی کہ وہ بھی یہ منظر دیکھ چکے ہیں تو مشرکین مکہ جو اس بات پر اَڑے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ہم نے ایمان نہیں لانا، انہوں نے اسکو جادو سمجھا گویا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بات کو بھی سچا نہیں مان رہے اور اللہ تعالیٰ کی صفتِ قدرت کو بھی نہیں مان رہے گو وہ اللہ تعالیٰ سے واقف تھے اور انہیں علم تھا کہ اللہ تعالیٰ ہی آسمانوں زمین سورج اور چاند کا پیدا کرنے والا ہے۔ (دیکھیں العنکبوت ۲۹ آیت ۶۱)

اپنی خواہشات کی پیروی کرنا گویا کہ شیطان کا ساتھی بن جانا ہے۔ شیطان اس سے فائدہ اُٹھاتا ہے اور انسان کی خواہشات کو ایسا مزین کرتا ہے کہ اسکو جھوٹی باتیں صحیح لگتی ہیں اور صحیح باتیں جھوٹی لگتی ہیں۔

یہی بات بہت حد تک ہماری قوم میں بھی ہے۔ ایک عام اندازے کے مطابق ہزار میں سے نوسو ننانوے تعلیم یافتہ لوگ سچی بات کو جھوٹا سمجھ لیتے ہیں اور جھوٹی بات کو سچا سمجھ لیتے ہیں۔ اسی لیے ہماری حالت روز بروز تنزل کی طرف جا رہی ہے کیونکہ جھوٹا شیطان ہے۔ وہ جھوٹوں کا ساتھی بن جاتا ہے اور پھر جھوٹا انسان جھوٹی بات کو خوبصورت انداز میں دیکھتا ہے۔ یہ رویہ ہماری سیاست میں بہت واضح ہے۔

علم کی بجائے ہم اپنی خواہشات پر عمل کرتے ہیں خواہ ملک کے دو ٹکڑے ہو جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میرے تمام اُمتی داخل جنت ہونگے سوائے اسکے جس نے انکار کیا''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا گیا کہ ''انکار کا کیا مطلب ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے میری اطاعت کی (یعنی جس نے میرے حکم کو مانا) وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میرے حکم کی نافرمانی کی اس نے میرا انکار کیا''۔ (مشکوٰۃ جلد اوّل، حدیث ۱۳۵) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''بہترین بات قرآن کریم ہے۔ بہترین ہدایت میرا عمل ہے۔ بدترین چیز وہ ہے جو دِین میں نئی ایجاد کی گئی اور ہر نئی ایجاد کردہ بات گمراہی ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۳۳)

؎ جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا
مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ۝۹ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ
فَانْتَصِرْ ۝۱۰ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝۱۱ صلے
وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ
قَدْ قُدِرَ ۝۱۲ ج وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۝۱۳ لا
تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ج جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ۝۱۴ وَلَقَدْ
تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝۱۵ فَكَيْفَ كَانَ

ترجمہ◄ (آیات ۹ سے ۳۲) (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تمہاری قوم سے پہلے حضرت) نوح (علیہ السلام) کی قوم بھی (اپنے نبی کو) جھٹلا چکی ہے۔ انہوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا اور کہا کہ یہ مجنوں ہے اور اس کو بُری طرح ڈرایا دھمکایا گیا۔[۹]

تو اس نے اپنے رَبِّ کریم سے دُعا کی کہ میں ہار چکا، ان سے بدلہ لے لے تو ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیئے زور سے برسنے والی بارش کیلئے اور زمین کو پھاڑ کر چشموں میں تبدیل کر دیا اور یہ سارا پانی اس کام کو پورا کرنے کیلئے مل گیا جو کافروں کیلئے مقدر ہو چکا تھا۔[۱۰-۱۲] (کہ کافر پانی میں غرق ہو کر رہیں گے)

اور (حضرت) نوح (علیہ السلام) کو ہم نے ایک تختوں اور کیلوں والی کشتی پر سوار کر دیا جو ہماری آنکھوں کے سامنے چل رہی تھی (اور اس کو ڈوبنے سے ہم نے بچا لیا اور کافروں کو غرق کر دیا)۔ یہ تھا بدلہ (جو کافروں سے ہم نے لیا) اس شخص (یعنی حضرت نوح علیہ السلام) کی خاطر جسکو جھٹلایا گیا۔[۱۳-۱۴]

ہم نے اس واقعہ کو ایک (سبق آموز) نشانی بنا کر چھوڑا پھر کوئی ہے جو نصیحت قبول کرنے والا ہو تو پھر دیکھ لو کیسا ہوا میرا عذاب اور کیسا تھا میرا ڈرانا۔[۱۵-۱۶]

عَذَابِیْ وَنُذُرِ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ
مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِیْ
وَنُذُرِ ﴿۱۸﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِیْ
يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾ تَنْزِعُ النَّاسَ ۙ كَاَنَّهُمْ
اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِیْ وَنُذُرِ
﴿۲۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾
كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا
نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۲۴﴾ ءَاُلْقِیَ الذِّكْرُ

ہم نے اس قرآن حکیم کو ہدایت حاصل کرنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے جو ہدایت حاصل کرے۔[۱۷]

قومِ عاد نے بھی اپنے نبی کی تنبیہات کو جھٹلایا تو دیکھو میں نے کیسے ایک نحوست کے دِن ہوا کے طوفان (یعنی آندھی) سے انکو سخت عذاب دیا جو لوگوں کو اُٹھا اُٹھا کر اس طرح پٹختی تھی جیسے کھجور کے کھوکھلے تنے ہوتے ہیں تو دیکھو میرا عذاب اور میرا ڈراوا کیسا سخت تھا؟[۱۸-۲۱]

ہم نے اس قرآن کریم کو ہدایت کیلئے آسان کر دیا ہے۔تو پھر کیا کوئی ہے جو ہدایت حاصل کرے؟[۲۲]

قومِ ثمود نے بھی اپنے نبی کی تنبیہات کو جھٹلایا اور کہنے لگے کہ کیا ہم میں سے ہی ایک آدمی اُٹھے جسکے پیچھے چلیں تو پھر ہم تو گمراہ ہو گئے اور ہم پاگل نکلے۔[۲۳-۲۴]

کیا یہی ایک آدمی ہم میں سے ہے جس پر خدا تعالیٰ کی ہدایات نازل

عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿۲۵﴾
سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿۲۶﴾ اِنَّا
مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾
وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ
مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾
فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۰﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ
صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾
وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾

ہوئیں۔نہیں! بلکہ وہ تو جھوٹا ہے اور متکبر ہے۔[۲۵]

کل ہی انہیں معلوم ہو جائیگا کہ کون جھوٹا اور خودسر (متکبر) ہے۔[۲۶] (آیا اللہ تعالیٰ کا نبی متکبر اور جھوٹا ہے یا اس نبی کی قوم جھوٹی اور متکبر ہے)

ہم اونٹنی کو انکے لیے آزمائش کے طور پر بھیج رہے ہیں۔ پس ذرا انتظار کرو اور صبر کرو۔[۲۷]

انکو بتادو کہ پانی انکے اور اس اونٹنی کے درمیان تقسیم ہوگا اور ہر ایک اپنی باری کے دِن پانی پیئے گا۔ (ان کو یہ بات قبول نہیں ہوئی) پس انہوں نے اپنے ایک آدمی کو بلایا جس نے ایک کام کا ذِمہ لیا اور (کام یہ تھا کہ) اس اونٹنی کو مار ڈالا جائے۔ تو دیکھ لو کہ میرا عذاب اور میرا ڈراوا کیسا سخت ہوا۔[۲۸-۳۰] (جب اس نے اونٹنی کو مار ڈالا)

(تو ہمارا عذاب آیا اور) ہم نے ان پر بس ایک دھماکہ کیا تو (بھُس بنی ہوئی) باڑھ کی طرح وہ بھُس بن کر رہ گئے۔[۳۱]

ہم نے تو قرآن کریم کو آسان کر دیا ہے لوگوں کی ہدایت کیلئے۔ کیا کوئی

ہے جو ہدایت حاصل کرے۔[۳۲]

تشریح: اس پیراگراف میں تین قوموں کا ذِکر ہے جو اپنے اپنے زمانے میں سپر پاور تھیں۔ ہم نے ان کے اعمال کے انجام کا ذِکر اس لیے کیا ہے تا کہ مخاطبینِ قرآن کریم ان کے انجام سے سبق سیکھیں۔ یہ تھیں قومِ نوح، قومِ عاد اور قومِ ثمود۔

ان قوموں نے اپنے نبیوں کی بات نہیں مانی اور یہ قومیں مدتِ دراز تک اپنے نبی کو ڈَراتی دھمکاتی رہیں اور نبی اپنی جگہ اللہ تعالیٰ کا پیغام بے خوف وخطر پہنچاتا رہا تو آخر کار پھر ایک وقت آیا کہ ہم نے ارادہ کرلیا کہ انکو تباہ کر دینا ہی بہتر ہے۔ یہ سیدھے راستے پر نہیں آئینگے، انکو ہم کافی مہلت دے چکے ہیں۔ کائنات میں ہر کام کا اللہ تعالی نے وقت مقرر کیا ہوا ہے اور وہ وقت آنے پر مہلت ختم ہو جاتی ہے۔

اے دُنیا کے تمام انسانو! ہم تم کو بھی خبردار کر رہے ہیں کہ ہمارے قرآن کریم اور آخری رسول حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ہدایات کو سنو اور ان پر عمل کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں بھی ان قوموں کی طرح بھُس بنا دیا جائے۔ یقین جانو کہ قرآن کریم کو ہم نے بہت آسان بنایا ہے تا کہ ہر کوئی اس کو سمجھ کر ہدایت حاصل کر سکے۔

قیامت قریب آ لگی ہے جسکا آنا یقینی ہے اور اس وقت تمام قبروں میں پڑے لوگوں کا دوبارہ جی اُٹھنا بھی بالکل سچی بات ہے۔

پچھلی قوموں کے حالات سے سبق حاصل کرو۔ اس قرآن کریم میں ہم نے پچھلی قوموں کی تباہی اور انکا انجام جنہوں نے اپنے نبیوں کو جھٹلایا، تمہیں بتا رہے ہیں۔ اگر اپنی خیر خواہی چاہتے ہو تو ہمارے آخری نبی محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیغام کو غور سے سنو اور اس پر عمل کرو اور اس عذاب سے بچو جو یکدم تم پر آ جائیگا جیسے پہلی قوموں پر آیا

اللہ تعالیٰ کی یہ وارننگ (Warning) مکہ مکرمہ والوں کیلئے ہی نہیں تھی اور نہ ہی دُنیا کے کافرین کیلئے ہے۔ یہ وارننگ ہمارے لیے بھی ہے کہ اگر ہم اپنے نبی کا طرزِ عمل اختیار نہیں کرینگے، قرآن کریم پر غور نہیں کرینگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی احادیث مبارکہ سے علم حاصل نہیں کرینگے اور ان پر عمل نہیں کرینگے تو ہمارا حشر بھی اس طرح کا ہو سکتا ہے۔ ''**اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ**''۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے حالات سے اپنی پناہ میں رَکھے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۭ بِالنُّذُرِ ﴿۳۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ
حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾ نِّعْمَةً
مِّنْ عِنْدِنَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ
اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ
عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ
وَنُذُرِ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳۸﴾
فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ

ترجمہ◄ (آیات ۳۳ سے ۵۵) [کافر قوموں کا بیان جاری ہے] قومِ لوط نے اپنے نبی کی نصیحتوں کو جھٹلایا تو ہم نے پتھراؤ کرنے والی ہوا ان پر بھیجی جس نے ان کو ہلاک کر دیا سوائے خاندانِ (حضرت) لوط (علیہ السلام) کے جن کو ہم سحر کے وقت بچا کر نکال لے گئے ہماری طرف سے ایک بہت بڑی نعمت کے طور پر۔ ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں شکر کرنے والوں کو۔[۳۳-۳۵] (یعنی حضرت لوط علیہ السلام کے خاندان کو)

ہم نے ان (یعنی حضرت لوط علیہ السلام کی قوم) کو اپنی پکڑ کے بارے میں خوب خبردار کیا تھا لیکن وہ ہماری ہدایات کو (ماننے کی بجائے ردّ کرنے میں) جھگڑتے ہی رہے[۳۶]

اس قوم نے اس (یعنی حضرت لوط علیہ السلام) کے مہمانوں (یعنی فرشتوں) کی حفاظت سے اس (یعنی حضرت لوط علیہ السلام) کو باز رکھنے کی کوشش کی۔ آخر کار ہم نے انکی آنکھیں (یعنی دِل کی آنکھیں) اندھی کر دیں۔ پس چکھو اب میرا عذاب اور میری نصیحتوں (کو ردّ کرنے) کا مزہ اور صبح ہوتے ہی ایک نہ ٹلنے والے عذاب نے انکو آ لیا۔ اب چکھو میرا عذاب اور میرے ڈَراوے کا انجام۔[۳۷-۳۹]

یقیناً ہم نے اس قرآن کریم کو ہدایت حاصل کرنے کیلئے آسان کر دیا

لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ
النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ
عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ
لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ
مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ بَلِ
السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ﴿۴۶﴾ اِنَّ
الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ
فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾

ہے۔ پس ہے کوئی جو ہدایت حاصل کرے (ہدایت ملتی ہے ہدایت طلب کرنے اور محنت کرنے پر)۔ قومِ فرعون کے پاس بھی ہماری ہدایات آئیں تو انہوں نے بھی ہماری ساری نشانیوں کو جھٹلایا تو آخر کار ہم نے انہیں پکڑا ایک زبردست گرفت کرنے والے کی طرح۔[۴۰-۴۲]

کیا تم پر (اے نبی!) ایمان نہ لانے والے (مکہ کے کافرین) ان (سابقہ) قوموں سے بہتر ہیں (زیادہ طاقتور ہیں) یا ان کیلئے آسمانی کتابوں میں معافی لکھ دی گئی ہے۔ (یہ بھی عنقریب سخت عذاب سے دوچار ہو سکتے ہیں)[۴۳]

کیا یہ لوگ (یعنی مشرکین مکہ) کہتے ہیں کہ ہم ایک مضبوط جماعت ہیں۔ یہ سب لوگ شکست کھا جائینگے اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائینگے۔ انکی مکمل تباہی کا وقت تو وقتِ قیامت ہے اور وہ بڑی آفت ہے اور بہت بڑی سخت گھڑی ہے۔[۴۴-۴۶]

(مکہ کے) یہ مجرم لوگ گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں اور پاگل ہیں۔ جس دِن یہ چہرے کے بل آگ میں گھسیٹے جائینگے۔ ان سے کہا جائیگا کہ اب چکھو جہنم کا

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا
وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ
اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ
فِي الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾ اِنَّ
الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ
عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾

مزہ۔[۴۷-۴۸]

ہم نے ہر چیز ایک اندازے کے مطابق پیدا کی اور ہمارا حکم بس ایک ہی حکم ہوتا ہے اور پلک جھپکتے ہی وہ عمل میں آ جاتا ہے۔[۴۹-۵۰]

ہم تم (یعنی کافرین مکہ) جیسے بہت سے گروہ ہلاک کر چکے ہیں پھر ہے کوئی سبق لینے والا۔ جو عمل وہ کرتے رہے، ہر چیز رجسٹر میں دَرج ہے۔ ہر چھوٹی بڑی بات لکھی ہوئی موجود ہے[۵۱-۵۳] (قیامت کے روز اعمال کا یہ رجسٹر تمہارے سامنے کر دیا جائیگا)

(اب سنو حال ایمان لانے والوں کا کہ) یقیناً پرہیزگار لوگ باغوں اور چشموں میں ہونگے۔ سچی عزت کی جگہ بڑے طاقتور بادشاہ کے پاس[۵۴-۵۵] (یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس)

تشریح : ان آیات مبارکہ میں **قومِ لوط** اور **قومِ فرعون** کا ذِکر ہے۔ انہوں نے بھی ہماری ہدایات کو جھٹلایا اور غلط راستے پر زندگی بسر کرتے رہے جیسے **قومِ نوح**، **قومِ عاد** اور **قومِ ثمود** ایک وقت تک ہم نے ان کو نصیحتیں کیں اور مہلت دی لیکن جب ہم نے دیکھا کہ وہ سیدھے راستے پر آنے کے قابل نہیں ہیں تو ہم نے انکو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔

اللہ تعالیٰ اس سورت میں بار بار فرماتا ہے کہ ''**وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ**''۔ (القمر ۵۴) ترجمہ ''ہم نے قرآن کریم کو ہدایت حاصل کرنے کیلئے آسان بنا دیا۔ کیا کوئی ہے جو قرآن کریم سے ہدایت لے''۔

یہ ایک آفاقی سچائی (Universal Truth) ہے کہ انسان نصیحت اس کلام سے حاصل کرتا ہے کہ جسکو وہ سمجھ رہا ہو۔ جس کلام کو وہ نہیں سمجھے گا یا جس عمل کو وہ نہیں سمجھے گا، اس سے نصیحت حاصل نہیں کر سکے گا۔

قرآن کریم کو سمجھنے کیلئے عربی زبان کا اعلیٰ معیار کیساتھ سیکھنا ضروری ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے عمل کو سمجھنے کیلئے احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا سمجھنا جب کہ وہ بھی عربی میں ہیں، عربی زبان کا سیکھنا لازمی ہے۔

ہم اتنے بے عقل کیوں ہیں کہ قرآن کریم کو بغیر سمجھے پڑھے جا رہے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں ثواب مل رہا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ ثواب آپکو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اس وقت نہ بچا سکے جب آپ اللہ تعالیٰ کے حقوق اَدا نہیں کر رہے اور بندوں کے حقوق سے بھی غافل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حقوق کا منشور بھی اسی کلامِ پاک میں دَرج ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق کا منشور بھی اسی قرآن مجید میں محفوظ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کو عملی طور پر اَدا کر کے ہمیں دکھا دیا ہے جو کہ احادیث شریف میں محفوظ ہیں۔

احادیث شریف کی کتابیں ہم شاذ و نادر ہی اُٹھاتے ہیں۔ قرآن کریم کو ہم بغیر سمجھ کے پڑھتے ہیں تو خود حساب کتاب کر لیجئے کہ آپکو کتنے نمبر ملیں گے۔

بات ثواب کی نہیں، بات امتحان میں پاس ہونے کی ہے۔ امتحان میں پاس ہونے کی کوشش کریں تو پھر اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما دے گا۔

؎ ہے طواف و حج کا ہنگامہ اگر باقی تو کیا کند ہو کر رہ گئی مومن کی تیغ بے نیام

؎ تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام چہرہ روشن، اندروں چنگیز سے تاریک تر

؎ جانتا ہوں میں یہ اُمت حامل قرآں نہیں ہے وہی سرمایہ داری بندۂ مومن کا دِیں

[اقبال، ارمغانِ حجاز]

اَلرَّحْمٰنِ ۵۵

مدینہ منورہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۷۸ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

اَلرَّحْمٰنُ ۙ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ﴿۲﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ﴿۳﴾
عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿۴﴾ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۪﴿۵﴾
وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ﴿۶﴾ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا
وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۙ﴿۷﴾ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ﴿۸﴾

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۳۲) ہمیشہ رحمت فرمانے والی ذاتِ اقدس نے یہ قرآن کریم انسانوں کو سکھایا۔ اسی نے انسان کو پیدا فرمایا اور اسی نے اس کو بولنے کی صلاحیت دی۔[۱-۴]

اسی نے سورج اور چاند کو ایک ضابطے کا پابند بنایا۔ جڑی بوٹی اور درخت سب اسی ایک کو سجدہ کرتے ہیں۔[۵-۶]

اسی نے آسمان کو بلند فرمایا اور میزان رکھی۔ میزان میں ڈنڈی نہ مارا کرو اور وزن کو صاف صاف تولا کرو اور ترازو میں کم مت تولا کرو۔[۷-۹]

وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝۹
وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۝۱۰ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ
ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۝۱۱ وَالْحَبُّ ذُوالْعَصْفِ
وَالرَّيْحَانُ ۝۱۲ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۱۳ خَلَقَ
الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝۱۴ وَخَلَقَ الْجَآنَّ
مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝۱۵ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ
۝۱۶ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۝۱۷ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۱۸ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۝۱۹
بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۝۲۰ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

اور زمین کو مخلوق کیلئے اسی نے بنایا۔ اسی میں ہر طرح کے میوے پیدا کیے مثلاً کھجور کے درخت جنکے پھل غلافوں میں لپٹے ہوتے ہیں۔ طرح طرح کا اناج پیدا کیا جن میں بھوسہ بھی ہوتا ہے اور دانہ بھی اور خوشبودار پودے۔ [۱۰-۱۲]

تو اے جن و اِنس! تم اپنے رَبِّ کریم کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ [۱۳]

انسان کو اس نے سوکھے اور پکائے ہوئے گارے سے بنایا اور جن کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔ اے جن و اِنس! تم اپنے رَبِّ کریم کے کن کن عجائبات کو جھٹلاؤ گے؟ [۱۴-۱۶]

تمام مشرقوں کا رَبِّ کریم اور تمام مغربوں کا رَبِّ کریم وہی ہے پس اے جن و اِنس! تم اپنے رَبِّ کریم کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ [۱۷-۱۸]

دو سمندروں کو جاری کیا کہ آپس میں ملیں لیکن انکے درمیان ایک آڑ رکھی

تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾ وَلَهُ الْجَوَارِ
الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّيَبْقٰى
وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾ يَسْئَلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۭ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے پس اے جن و اِنس! تم اپنے رَبِّ کریم کے کن کن کرشموں کو جھٹلاؤ گے؟[۱۹-۲۱]

ان دونوں سمندروں سے بڑے اور چھوٹے موتی نکلتے ہیں پس اے جن و اِنس! تم اپنے رَبِّ کریم کے کن کن کمالات کو جھٹلاؤ گے؟[۲۲-۲۳]

جہاز اسی نے بنائے جو سمندر میں ایسے اُٹھے ہوتے ہیں جیسے پہاڑ تو اے جن و اِنس! تم اپنے رَبِّ کریم کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟[۲۴-۲۵]

جو چیز بھی اس زمین پر ہے، فنا ہو جانے والی ہے اور صرف رَبِّ ذُوالجلال وَالاکرام ہی باقی رہنے والا ہے۔ اے جن و اِنس! تم اپنے رَبِّ کریم کے کن کن کمالات کو جھٹلاؤ گے؟[۲۶-۲۸]

جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہے، سب اسی سے سوال کرتے ہیں۔ وہ ہر روز ایک نئی شان میں ہوتا ہے پس اے جن و اِنس! تم اپنے رَبِّ کریم کی کن کن صفات کو جھٹلاؤ گے؟[۲۹-۳۰]

اے زمین کے بوجھ (یعنی انسان اور جنات)! عنقریب ہم تم سے حساب

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾

لینے کیلئے فارغ ہونے والے ہیں تو اے جن و اِنس! تم اپنے رَبِّ کریم کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟[۳۱-۳۲]

تشریح: الرحمٰن:

اے انسان اور جن! اللہ تعالیٰ اس سورت مبارکہ کو ''الرحمٰن'' سے شروع فرما رہا ہے کہ تم کو پیدا کرنے والی وہ ذاتِ اقدس ہے جو سراسر تم پر رحم فرمانا چاہتی ہے، اسی لئے اس نے تمہاری ہدایت کیلئے قرآن حکیم بھیجا جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے تمہیں سکھایا ہے۔ اسی ''**رحمٰن**'' نے تمہیں پیدا فرمایا اور تمہیں بولنے کی صلاحیت دی۔

''**الرحمٰن**'' نے ہدایت کے لیے یہ قرآن کریم اس لیے بھیجا کہ وہ ''**الرحمٰن**'' ہے یعنی وہ سراسر رحمت ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ میرے انسانی اور جناتی بندے کوئی بھی جہنم کی آگ میں جائے۔ اس کی رحمت کا تقاضا ہے کہ وہ آپ کو رحمت کی جگہ یعنی جنت میں بھیجے۔ اس لیے قرآن کریم میں جنت اور دوزخ کا راستہ بھی صاف صاف بتا دیا۔ جو جنت کا راستہ اختیار کرے گا، خواہ وہ انسان ہو یا جن، وہ جنت میں جائے گا اور جو جہنم کا راستہ اختیار کرے گا، وہ جہنم میں جائے گا۔

اللہ تعالیٰ چاہتا تو نہیں کہ آپ جہنم میں جائیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپکو اختیار دے دیا ہے کہ یہ راستہ جنت کا ہے اور یہ راستہ جہنم کا ہے۔ اب میں نے تمہارے سامنے دو راستے رَکھ دیئے ہیں، ان میں سے جس راستے کو تم چن لوگے، اسی راستے کے حساب سے تمہاری آخرت کا فیصلہ ہوگا۔

جنت بھی ہمیشہ کیلئے ہے اور جہنم بھی ہمیشہ کیلئے ہے۔ اب یہ تمہاری عقل ہے کہ تم کون سا راستہ اختیار کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات مبارکہ میں اپنی عنایات کا ذِکر فرمایا ہے جو اس زمین پر تمہارے لیے پیدا فرمائی ہیں۔

وہ تم سب کا رَبِّ کریم ہے۔ ہر قسم کی نعمت اس نے تمہارے لیے پیدا کی ہے۔ قاعدہ تو یہی ہے کہ اسی ایک رَبِّ کریم کو مانا جائے اور اسی کا شکریہ اَدا کیا جائے۔

اسی کے آگے سجدہ کیا جائے۔ اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا جائے کیونکہ حقیقت میں اسکا شریک کوئی بن ہی نہیں سکتا۔ وہ نہ کسی کا محتاج ہے اور نہ اسکی کوئی کمزوری ہے کہ وہ کسی کی مدد پر انحصار کرے لیکن انسان اور جنات نے اللہ تعالیٰ کیساتھ بہت سے شریک پیدا کر لیئے ہیں۔ اس طرح انسان اور جنات خود اپنے انجام کا فیصلہ اپنے ہاتھ میں لے کر اس پر ڈَٹے ہوئے ہیں۔ قرآن کریم بار بار کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ساتھی نہیں ہے۔ کوئی شریک نہیں ہے۔ وہ اَبد سے ہے اور ازل تک ہے اور ہر مخلوق کو اس نے پیدا فرمایا ہے۔ اسکو کسی نے پیدا نہیں فرمایا لیکن پھر بھی انسان اتنا بے عقل ہے کہ خود ہی مٹی اور پتھر کے بت بنا کر انکو خدا کے برابر دَرجہ دے دیتا ہے اور خدا کا شریک بنالیتا ہے۔ کتنی جاہلانہ بات ہے جو یہ مخلوق کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھے راستے پر لگائے رَکھے۔ [آمین]

اَللّٰهُمَّ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے روز میری شفاعت سے پورا فائدہ وہ اُٹھائے گا جس نے **خالص** دِل سے ''**لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه** '' کہا ہوگا''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۳۳۵) **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جنت میں کوئی داخل نہیں ہوتا مگر اس کو اس کا جہنم والا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے اگر وہ بُرائی کرتا۔ جہنم میں کوئی داخل نہیں ہوگا مگر اس کو اس کا جنت والا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے اگر وہ نیکی کرتا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۵۰)

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

ے وہ نشانِ سجدہ جو روشن تھا کوکب کی طرح
ہوگئی ہے اس سے اب نا آشنا تیری جبیں
دیکھ تو اپنا عمل تجھ کو نظر آتی ہے کیا
وہ صداقت جسکی بے باکی تھی حیرت آفریں

۝.....۝.....۝

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا
مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا
تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۚ﴿۳۳﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ
وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ۚ﴿۳۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً
كَالدِّهَانِ ۚ﴿۳۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾
فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ۚ﴿۳۹﴾

ترجمہ◄ (آیات ۳۳ سے ۶۱) اے جن و اِنس کے گروہ! اگر تم آسمانوں اور زمین کے کناروں سے بھاگ سکتے ہو تو ذرا بھاگ کر دیکھ لو۔ تم ہرگز بھاگ نہیں سکو گے سوائے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے تو اے جن و اِنس! تم اپنے رَبِّ کریم کے کن کن کمالات کو جھٹلاؤ گے؟ [۳۳-۳۴]

(اگر تم دونوں مخلوق بھاگنے کی کوشش کرو گے تو) تمہارے پیچھے ایک آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑ دیا جائیگا جسکا تم مقابلہ نہیں کر سکو گے تو اے جن و اِنس! تم اللہ تعالیٰ کی کن کن طاقتوں کا انکار کرو گے؟ [۳۵-۳۶]

(وہ وقت یاد کرو) جب آسمان پھٹ جائیگا اور سرخ تیل کی طرح ہو جائیگا۔ اے جن و اِنس! تم اللہ تعالیٰ کے کن کن عجائبات کو جھٹلاؤ گے؟ [۳۷-۳۸]

اس روز کسی انسان اور کسی جن سے اسکے گناہ کے متعلق نہیں پوچھا جائیگا تو اے جن و اِنس! تم اپنے رَبِّ کریم کی کن کن باتوں کو جھٹلاؤ گے؟ [۳۹-۴۰]

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ
بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ فَبِاَيِّ
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ
بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ
اٰنٍ ﴿۴۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۵﴾ وَلِمَنْ خَافَ
مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾
ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾
فِيْهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

اس دِن مجرم اپنے چہروں سے پہچان لیے جائینگے اور انہیں پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ پکڑ کر گھسیٹا جائیگا تو اے جن و اِنس! اس وقت تم اپنے رَبّ تعالیٰ کی کن کن باتوں کو جھٹلاؤ گے؟[۴۱-۴۲]

یہ ہے وہ جہنم اے مجرمو! جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ اسی جہنم اور گرم پانی کے درمیان وہ گردش کرتے رہیں گے تو پھر تم اپنے رَبّ تعالیٰ کی کن کن تنبیہات کو جھٹلاؤ گے؟[۴۳-۴۵]

ہر اس شخص کیلئے جو اپنے رَبِّ کریم کے سامنے حساب کتاب کیلئے کھڑا ہونے سے ڈَرتا ہے، اسکے لیے دو باغ ہیں۔ تو اے جن و اِنس! تم اپنے رَبِّ کریم کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے؟[۴۶-۴۷]

بہت سی شاخوں والے پھر تم اپنے رَبِّ کریم کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ [۴۸-۴۹]

تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ فَبِاَيِّ
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ
بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾ فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ
الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ
وَالْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾ هَلْ

ان دونوں باغوں میں دو چشمے جاری ہیں تو اے جن و اِنس! تم اپنے رَبِّ کریم کی کن کن برکتوں کو جھٹلاؤ گے؟[۵۰-۵۱]

ان دونوں باغوں میں ہر پھل کی دو دو قسمیں ہونگی تو اے جن و اِنس! تم اپنے رَبِّ کریم کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟[۵۲-۵۳]

جنتی لوگ ایسے تختوں اور بستروں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے جن کے اَستر ریشم کے ہونگے اور دونوں باغوں کے میوے جھکے ہوئے ہونگے۔ اے جن و اِنس! تم اپنے اللہ تعالیٰ کی کن کن نعمتوں کا انکار کرو گے؟[۵۴-۵۵]

جنت میں نیچی نگاہ والیاں ہوں گی جنہیں ان جنتیوں سے پہلے نہ کسی انسان نے چھوا اور نہ کسی جن نے۔ اے جن و اِنس! تم اپنے رَبِّ کریم کی کن کن نعمتوں کا انکار کرو گے؟[۵۶-۵۷]

وہ ایسی خوبصورت ہونگی جیسے ہیرے اور موتی۔ اے جن و اِنس! تم اپنے رَبِّ کریم کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟[۵۸-۵۹]

کیا نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ اَور ہوسکتا ہے؟ تو اے جن و اِنس! تم اللہ

جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾

تعالیٰ کے کس کس احسان کا انکار کرو گے؟[۶۰-۶۱]

تشریح : ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے پہلے کچھ دوزخ کا ذِکر کیا ہے اور قیامت کے دِن کا کچھ نقشہ بیان کیا ہے اور جہنمیوں کے عذاب کا ذِکر کیا ہے۔

اسکا دوسرا حصہ جنت کے متعلق اور اسکی نعمتوں پر مشتمل ہے۔ اے انسان! اب تمہاری مرضی ہے کہ جہنم کو اختیار کرلو یا جنت کو۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو سیدھے راستے پر چلنا چاہتے ہیں، انکی مدد فرماتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ اگر میری طرف ایک قدم آتا ہے تو میں اسکی طرف دس قدم بڑھتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اسکو بھاگ کر ملتا ہوں''۔ (مشکوٰۃ شریف) ''اگر وہ مجھے اپنے دِل میں یاد کرتا ہے تو میں اسکو اپنے دِل میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اسکو اس سے بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں''۔ (مشکوٰۃ شریف)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ''جو میرا ذِکر نہیں کرتے، میں ان پر شیطان مسلط کر دیتا ہوں''۔ (الزخرف ۴۳، آیت ۳۶) پھر شیطان کے وہ ساتھی بن جاتے ہیں اور شیطان انکے غلط کاموں کو ایسے چمک دمک کر کے دکھاتا ہے کہ وہ اسی کے گرویدہ بن جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ صحیح کام کر رہے ہیں پھر انکے یہ کام انکو نارِ جہنم میں لے جاتے ہیں۔ اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کو اپنا ساتھی بنانا چاہتے ہیں یا شیطان کو۔ انجام آپکو بتا دیا گیا ہے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''ہر مرنے والا نادم ہوگا''۔ پوچھا گیا کہ ''کس بات پر؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر وہ نیک ہے تو وہ نادم ہوگا کہ زیادہ نیکیاں کیوں نہ کیں۔ اگر وہ بُرا ہے تو نادم ہوگا کہ بُرائی کیوں نہ چھوڑی''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۳۰۹) اقبال نے فرمایا

؎ تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو! کتاب خواں ہے مگر صاحب کتاب نہیں

وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۳﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۷﴾ فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿۶۸﴾
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۹﴾ فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ
حِسَانٌ ﴿۷۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۱﴾ حُوْرٌ
مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿۷۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

ترجمہ◄ (آیات ۶۲ سے ۷۸) ان دو باغوں کے علاوہ دو باغ اَور ہیں تو اپنے رَبِّ کریم کی کن کن نعمتوں کا انکار کرو گے؟[۶۲-۶۳]

گھنے دو سبز باغ تو اے جن و اِنس! تم اپنے رَبِّ کریم کے کن کن احسانات کو جھٹلاؤ گے؟[۶۴-۶۵]

ان دو باغوں میں دو چشمے ہیں فواروں کی طرح اچھلتے ہوئے تو اے جن و اِنس! تم اپنے رَبِّ کریم کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟[۶۶-۶۷]

ان میں بکثرت پھل ہیں اور کھجوریں ہیں اور انار۔ اے جن و اِنس! تم اپنے رَبِّ کریم کی کن کن لذتوں کو جھٹلاؤ گے؟[۶۸-۶۹]

ان میں نیک سیرت، خوبصورت بیویاں ہیں۔ اے جن و اِنس! تم اپنے رَبِّ کریم کی کن کن نعمتوں کا انکار کرو گے؟[۷۰-۷۱]

خیموں میں ٹھہرائی ہوئی حوریں۔ اے جن و اِنس! تم اپنے رَبِّ کریم کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟[۷۲-۷۳]

انکو نہ کسی انسان نے پہلے مس کیا اور نہ کسی جن نے۔ اے جن و اِنس! تم

تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۳﴾ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۷۴﴾
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۵﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى
رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿۷۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۷﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِى
الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۷۸﴾

اپنے رَبِّ کریم کے کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے؟[۷۴-۷۵]

وہ جنتی سبز قالینوں اور نفیس تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے۔ اے جن و اِنس! تم اپنے رَبِّ کریم کی کن کن نعمتوں کا انکار کرو گے؟[۷۶-۷۷]

بڑا بابرکت ہے نام تیرے رَبّ تعالیٰ کا جو جلال والا ہے اور کریم بھی ہے۔[۷۸]

تشریح : یہ آیات مبارکہ جنت کی نعمتوں کے بارے میں ہیں۔ مختصر یہ کہ اگر ان نعمتوں سے مستفید ہونا چاہتے ہو تو اپنے چوبیس گھنٹوں کو اس طرح بسر کرو گویا کہ تم ایک منزلِ مقصود کی طرف سفر میں ہو اور اس سفر کا راستہ قرآن کریم اور احادیث شریف میں واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔

اسکا ہرگز مطلب یہ نہیں ہے کہ امورِ دُنیا کو چھوڑ کر آپ ہر وقت قرآن حکیم اور احادیث شریف کو لے کر بیٹھے رہیں۔ دُنیا کے وہ کام جو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیئے ہیں، ان کا کرنا بھی لازمی ہے اور دُنیا کے وہ کام جو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیئے ہیں، ان سے بچنا بھی لازمی ہے۔ تب آپ کا سفر مفید بنے گا اور آپ کی آخرت جنت کا مقام ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ

اب آپ اپنے چوبیس گھنٹوں کو اس طرح تقسیم کریں کہ امورِ دُنیا بھی اللہ تعالیٰ کے قوانین کے مطابق تقوے کی بنا پر سرانجام دیں اور امورِ دِین بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سنت کے مطابق سرانجام دیں تو ان شاء اللہ آپ کی آخرت سنور جائیگی۔

پھر دو چیزوں کا ضرور خیال رکھیں۔ ایک تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیں کہ آپ اللہ

تعالیٰ کے راستے پر چلتے ہوئے دانستہ طور پر اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کر بیٹھیں اور دوسرا اللہ تعالیٰ کی رحمت کی اُمید رکھیں کہ نادانستہ طور پر کیے ہوئے چھوٹے یا بڑے گناہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف فرما دے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک میں فرمایا ہے کہ ''**لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○**''(الزمر۳۹،آیت۵۳)ترجمہ ''اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہرگز نہ ہونا۔ اللہ تعالیٰ تو سب گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ یقیناً وہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم فرمانے والا ہے''۔

ہمارے ہاں جھوٹ کی بہت بہتات ہے۔ اس سے ہمیں پرہیز کرنا چاہیے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''مومن ہر قسم کی خصلت پر پیدا کیا جاتا ہے سوائے خیانت اور جھوٹ کے''۔(مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۴۵) یہ دونوں اخلاقی بیماریاں ہمارے ہاں عام ہیں۔ ہمیں ان سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جھوٹی گواہی (یعنی بات) شرک کے برابر گناہ ہے''۔(مشکوٰۃ شریف) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''قیامت کے نزدیک خیانت عام ہو جائے گی''۔ ایک صحابی نے پوچھا کہ ''خیانت کا کیا مطلب؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''منصب نااہل لوگوں کو دیئے جائیں گے''(جامع ترمذی) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''آدمی کا خاموشی پر قائم رہنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے''۔(مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۴۹) **آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''[۱] اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو کیونکہ یہ تمہارے کاموں کو زینت دے گا [۲] قرآن مجید کی تلاوت اور اللہ تعالیٰ کے ذِکر کو لازم پکڑو تو آسمانوں میں تمہارا چرچا اور زمین میں تمہارے لیے نور ہوگا [۳] لمبی خاموشی اختیار کرو کیونکہ یہ شیطان کو بھگانے والی ہے اور دِینی کاموں میں تمہاری مددگار ہے [۴] زیادہ ہنسنے سے بچو کیونکہ یہ دِل کو مُردہ کرتا ہے اور چہرے کے نور کو دُور کر دیتا ہے [۵] حق بات کہو اگرچہ وہ کڑوی ہے [۶] اللہ تعالیٰ کے کاموں میں ملامت کیے جانے سے مت ڈرو [۷] جو کچھ تم اپنے متعلق جانتے ہو (اچھائی یا بُرائی) لوگوں سے بیان کرنے سے باز رہو''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۶۵۰)

اَلْوَاقِعَۃ ۵۶

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۹۶ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝۱ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝۲
خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝۳ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۝۴
وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝۵ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۝۶
وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۝۷ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَآ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۴۰) جب واقع ہونے والی چیز واقع ہو جائیگی (یعنی قیامت) تو کوئی اسکو جھٹلانے والا نہیں ہوگا۔ بعض کو پست کرنے والی اور بعض کو بلند کرنے والی ہوگی (یعنی بعض جہنمی ہونگے اور بعض جنتی) [۱-۳]

اس وقت زمین اس طرح ہلا دی جائیگی جیسا کہ ہلا دینے کا حق ہے اور پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیئے جائینگے اور منتشر غبار کی طرح بن کر رہ جائینگے اور تم لوگ تین گروہوں میں بٹ جاؤ گے۔ [۴-۷]

(۱) ایک گروہ دائیں بازو والے ہونگے۔ کیسے (اچھے) ہونگے دائیں بازو والے

اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝٨ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۙ مَآ
اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝٩ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝١٠ ۙ
اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝١١ ۚ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝١٢ ثُلَّةٌ
مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝١٣ ۙ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝١٤ ۭ عَلٰى
سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۝١٥ ۙ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ۝١٦
يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۝١٧ ۙ بِاَكْوَابٍ
وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۝١٨ ۙ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا
وَلَا يُنْزِفُوْنَ ۝١٩ ۙ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ۝٢٠ ۙ وَلَحْمِ
طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝٢١ ۭ وَحُوْرٌ عِيْنٌ ۝٢٢ ۙ كَاَمْثَالِ

(۲) ایک گروہ بائیں بازو والے ہونگے۔ کیسے (بُرے) ہونگے بائیں بازو والے
(۳) اور ایک گروہ آگے والوں کا ہوگا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہونگے۔
نعمت بھری جنتوں میں رہیں گے۔ اس گروہ میں پہلے لوگوں میں سے زیادہ لوگ ہونگے اور بعد کے لوگوں میں سے تھوڑے لوگ ہونگے۔ [۸-۱۴]

اور اپنے مرصع شاہی تختوں پر تکیہ لگائے آمنے سامنے بیٹھے ہونگے۔ انکی مجلسوں میں ایسے لڑکے آتے جاتے رہیں گے جو ہمیشہ ہی لڑکے رہیں گے۔ گلاس اور جگ لیے ہوئے ایسی شراب سے بھرے ہوئے جس سے نہ انکی عقل میں فتور آئیگا اور نہ ہی سر دَرد ہوگا اور وہ انکے سامنے ہر قسم کے لذیذ میوے پیش کرینگے کہ جسے چاہیں چن لیں اور پرندوں کا گوشت پیش کرینگے کہ جس پرندے کا چاہیں استعمال کریں۔ [۱۵-۲۱]

اور ان کے لیے بڑی آنکھوں والی بیویاں ہوں گی ایسی خوبصورت جیسے

اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿۲۳﴾ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾
لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ﴿۲۵﴾ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا
سَلٰمًا ﴿۲۶﴾ وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ
﴿۲۷﴾ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿۲۸﴾ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ﴿۲۹﴾ وَّظِلٍّ
مَّمْدُوْدٍ ﴿۳۰﴾ وَّمَآءٍ مَسْكُوْبٍ ﴿۳۱﴾ وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ﴿۳۲﴾ لَّا
مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ﴿۳۳﴾ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ﴿۳۴﴾ اِنَّآ
اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿۳۵﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴿۳۶﴾ عُرُبًا
اَتْرَابًا ﴿۳۷﴾ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۳۸﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ
﴿۳۹﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۰﴾

چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔ یہ سب کچھ بدلہ ہوگا ان کے اعمال کا۔[۲۲-۲۴]

اس جنت میں وہ نہ کوئی بیہودہ کلام سنیں گے، نہ کوئی گناہ کی بات۔ وہاں تو ہروقت سلام ، سلام ہی ہوگا۔[۲۵-۲۶]

اور دائیں بازو والے۔ کیسے اچھے ہونگے دائیں بازو والے؟[۲۷]

وہ کانٹوں کے بغیر بیریوں میں ہونگے اور انکے لیے تہہ بہ تہہ چڑھے ہوئے کیلے ہونگے اور ان کیلئے دُور تک پھیلے ہوئے سائے ہونگے اور انکے لیے ہمیشہ بہنے والا پانی اور بکثرت پھل ہونگے جن کو لینے میں نہ کوئی دقت ہوگی، نہ وہ ختم ہونگے اور اونچے اونچے بستر ہونگے اور انکی بیویاں ایسی ہونگی گویا کہ ہم نے انکو خاص طور پر بنایا ہے اور انہیں کنواریاں رکھا ہے۔ وہ اپنے شوہروں کی دِلدادہ اور ہم عمر ہوں گی۔ یہ نعمتیں ہونگی دائیں بازو والوں کیلئے۔ وہ پہلوں سے بھی ایک کثیر گروہ ہوگا اور بعد کے

آنے والوں میں سے بھی ایک کثیر گروہ۔[۲۸-۴۰]

تشریح: ان آیات مبارکہ میں جنت کی نعمتوں کا ذِکر کیا گیا ہے ان لوگوں کیلئے جو بہت نیک تھے اور ان لوگوں کیلئے جو نیک تو تھے لیکن کم دَرجے کے نیک تھے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے وہ چیزیں تیار کر رَکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی بشر کے دِل میں ان کا خیال گزرا''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۷۰) **حضرت ابو ہریرۃ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جنت میں چابک رَکھنے کی جگہ دُنیا اور جو کچھ دُنیا میں ہے، سے بہتر ہے''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۷۱) **حضرت عبادۃ بن صامت** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جنت کے سو دَرجے ہیں۔ ہر دو دَرجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان اور فردوس ان میں سے سب سے اونچے دَرجے کی جنت ہے جس سے جنت کے چاروں دریا نکلتے ہیں۔ جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو اس سے فردوس کا سوال کرو''۔(مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۳۷۵) **حضرت ابو ہریرۃ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! مخلوق کو کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''پانی سے''۔ ہم نے عرض کیا کہ ''جنت کس چیز سے بنائی گئی ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی جبکہ اسکا گارا مشکِ اذفر ہے۔ اسکی کنکریاں موتی ہیں اور یاقوت ہیں اور اسکی مٹی زعفران ہے۔ جو جنت میں داخل ہوگا، وہ آرام میں رہے گا، غمزدہ نہیں ہوگا، ہمیشہ رہے گا، موت نہیں آئیگی۔ نہ انکے کپڑے پھٹیں گے اور نہ جوانیاں فنا ہونگی''۔(مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۳۸۷) **حضرت بریدۃ** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہونگی، ان میں سے اس اُمت کی اسّی صفیں ہونگی اور چالیس صفیں باقی تمام اُمتوں کی''(مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۴۱۰) **حضرت عبداللہ بن عمر** رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

فرمایا کہ ''اہل جنت میں سے سب سے کم مرتبے والا جب باغوں بیویوں نعمتوں خدام اور شاہی تختوں کو دیکھے گا تو ایک ہزار سال کی مسافت تک ہوں گے اور ان میں سب سے زیادہ مرتبے والا وہ ہوگا جو ہر صبح وشام اللہ تعالیٰ کا دیدار کریگا''۔(مشکوٰۃ جلد سوم حدیث ۵۴۱۳)

حضرت ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! کیا ہم میں ہر ایک اپنے رَبِّ کریم کو علیحدہ علیحدہ دیکھے گا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''کیوں نہیں!'' میں نے عرض کی کہ ''اسکی نشانی کیا ہے؟'' فرمایا کہ ''اے (حضرت) ابو رزین (رضی اللہ عنہ)! کیا تم میں سے ہر ایک چودھویں رات کے چاند کو اکیلا اکیلا نہیں دیکھتا؟'' میں نے کہا کہ ''کیوں نہیں!''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''وہ تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس تو بہت بڑی اور عظمت والی ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۴۱۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضے میں میری جان ہے! میں اُمید رَکھتا ہوں کہ تم اہل جنت کا چوتھائی ہو گے''۔ پس ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تکبیر کہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پھر فرمایا کہ ''میں اُمید رَکھتا ہوں کہ تم اہل جنت کا تہائی ہو گے'' پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تکبیر کہی۔ پھر فرمایا کہ ''میں اُمید رَکھتا ہوں کہ تم اہل جنت کا نصف ہو گے''۔ پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تکبیر کہی''۔([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۳۰۵) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** کے پاس ایک آدمی آیا۔ کہنے لگا کہ ''میرے دو غلام ہیں۔ مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں، خیانت کرتے ہیں، نافرمانی کرتے ہیں، میں انکو گالیاں دیتا ہوں، مارتا ہوں تو قیامت کے روز میرا کیا حال ہوگا''۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تمہارے غلاموں کی غلطیاں اور تمہاری گالیوں کا حساب ہوگا۔ اگر تمہاری سزا انکے گناہوں جتنی رہیں تو بات برابر ہوئی۔ اگر تمہاری سزا دینا گناہوں سے کم رہا تو باقی کا تمہیں حق ملے گا۔ اگر تمہارا سزا دینا انکے گناہوں سے زیادہ ہوا تو تمہیں سزا دی جائیگی''۔ وہ آدمی ایک طرف ہو کر رونے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''کیا تو نے یہ نہیں پڑھا کہ قیامت کے روز ہم انصاف کے ترازو کو رَکھیں گے''۔ وہ شخص کہنے لگا کہ ''میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے ان غلاموں کو آزاد کیا''۔([ترمذی] مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۳۲۴)

وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِيْ
سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ﴿۴۲﴾ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ لَّا بَارِدٍ
وَّلَا كَرِيْمٍ ﴿۴۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ﴿۴۵﴾
وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ﴿۴۶﴾ وَكَانُوْا
يَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا
لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۷﴾ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ اِنَّ
الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى
مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ

ترجمہ◄ (آیات ۴۱ سے ۷۴)[اب جہنمی لوگوں کا ذِکر شروع ہے] اور بائیں بازو والے۔ بائیں بازو والے کیسے بدنصیب ہیں؟ وہ گرم لُو کی لپٹ میں اور کھولتے ہوئے پانی میں ہونگے اور کالے دھوئیں کے سائے میں ہونگے جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ ہی آرام دہ[۴۱-۴۴]

یہ وہ لوگ ہونگے جو اس سے پہلے خوشحال تھے اور بڑے بڑے گناہ مسلسل کرتے رہتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیاں رہ جائیں گے تو پھر زندہ اُٹھائے جائیں گے؟ کیا ہمارے آباؤ واجداد بھی جو پہلے گزر چکے ہیں؟[۴۵-۴۸]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! انکو بتا دو کہ ہاں! سب لوگ اگلے اور پچھلے (دوبارہ زندہ ہوکر) ضرور جمع ہونگے ایک ایسے دِن کے وقت جو کہ مقرر ہو چکا ہے۔[۴۹-۵۰]

پھر اے گناہگارو اور جھٹلانے والو! تم درخت زقوم کی غذا کھاؤ گے۔ اسی

الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾
فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ
الْحَمِيْمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ
يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۵۶﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ
﴿۵۷﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿۵۸﴾ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ
نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ
وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۶۰﴾ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ
وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ

سے تم پیٹ بھرو گے اور اوپر سے کھولتا ہوا پانی پیو گے اور ایسے پیو گے جیسے پیاسا اونٹ پیتا ہے۔ یہ ہے بائیں بازو والوں کی ضیافت جزا کے دِن۔[۵۱-۵۶]

(اے بائیں بازو والو!) ہم ہی نے تو تمہیں پیدا کیا تو پھر تم تصدیق کیوں نہیں کرتے۔ کبھی تم نے غور کیا کہ یہ قطرہ (یعنی نطفہ) جو تم ڈالتے ہو، اس سے پیدائش تم کرتے ہو یا ہم کرنے والے ہیں اور ہم نے ہی تمہارے درمیان موت کو مقرر کر دیا ہے اور ہم اس بات پر عاجز نہیں ہیں کہ تمہاری شکلیں بدل کر رَکھ دیں اور ہم تمہیں ایک ایسی شکل میں پیدا کر دیں جسکا تمہیں علم بھی نہ ہو۔ تم اس پیدائش کو تو جانتے ہو پھر کیوں تم سبق نہیں لیتے (کہ موت کے بعد اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ کر کے اُٹھانے کی طاقت رَکھتا ہے) کبھی تم نے یہ سوچا کہ جو تم بوتے ہو، ان سے کھیتیاں تم اُگاتے ہو یا ہم اُگانے والے ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو ان کھیتیوں کا بھُس بنا کر رَکھ دیں اور پھر تم مختلف سوچوں میں پڑ جاؤ گے کہ یہ تو اُلٹا جرمانہ ہو گیا بلکہ ہم تو بالکل ہی محروم ہو گئے۔ کیا تم

النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْ لَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا
تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۳﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ
﴿۶۴﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿۶۵﴾
اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَرَءَيْتُمُ
الْمَآءَ الَّذِىْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ
الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ
اُجَاجًا فَلَوْ لَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِىْ
تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ
الْمُنْشِئُوْنَ ﴿۷۲﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا
لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾

نے کبھی پانی کے متعلق غور کیا جو تم پیتے ہو؟ کیا تم اسکو بادل سے برسانے والے ہو یا ہم ہیں برسانے والے۔ اگر ہم چاہیں تو اسکو کھاری بنا کر رکھ دیں تو پھر تم (ہماری نعمتوں کا) شکر کیوں نہیں کرتے؟ کیا کبھی تم نے غور کیا کہ یہ آگ جو تم سلگاتے ہو، اسکا درخت تم نے پیدا کیا یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔ ہم نے اسکو یاددہانی کا ذریعہ بنایا ہے (یعنی جہنم کی آگ کا) اور ضرورت مندوں کیلئے ایک مفید چیز۔ پس اے انسان! اپنے رَبِّ کریم کے نام کی تسبیح کیا کرو جو بہت عظیم ہستی ہے (تاکہ تمہارے گناہوں کو معاف کر دیا جائے اور تمہیں نیکی کرنے کی توفیق دے دی جائے تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی رحمت کی جگہ یعنی جنت میں داخل ہو جاؤ) [۵۷-۷۴]

تشریح : قیامت کے دِن بائیں بازو والے جہنمی ہوں گے جو کہ آخرت پر یقین نہیں رَکھتے

تھے۔ زندگی بعد الموت کا انکار کرتے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب وہ حقیقتاً جہنم میں ڈال دیئے جائینگے اور انکو کھانے پینے کیلئے بدترین غذا ملے گی تو پھر انکو حقیقت معلوم ہو گی اور وہ اس وقت افسوس کرینگے کہ کاش ہم ایمان لے آتے لیکن اس وقت، وقت گزر چکا ہوگا اور وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ **حضرت ابو ہریرۃ** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ کے ستر (۷۰) حصوں میں سے ایک (۱) حصہ ہے''۔ (یعنی جہنم کی آگ دُنیا کی آگ سے ستر (۷۰) گنا زیادہ تیز ہے) (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۲۰) **حضرت نعمان بن بشیر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جہنم میں سب سے ہلکا عذاب اس شخص کو ہوگا جسکو آگ کے دو جوتے یا دو تسمے پہنائے جائینگے۔ ان سے اسکا دماغ ہانڈی کی طرح کھولے گا۔ وہ سمجھے گا کہ سب سے سخت عذاب اسی کو دیا جارہا ہے حالانکہ اسکا عذاب سب سے ہلکا ہوگا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۲۲) **حضرت انس بن مالک** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے روز جہنمیوں میں سے ایک شخص کو لایا جائیگا جو دُنیا کے اندر عیش وعشرت میں رہا ہوگا۔ پھر اسے آگ میں غوطہ دے کر پوچھا جائیگا کہ اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی کوئی آرام دیکھا ہے؟ کیا تجھے کبھی آرام پہنچا ہے؟ وہ کہے گا کہ خدا تعالیٰ کی قسم! اے رَبّ تعالیٰ! نہیں! کبھی نہیں۔

پھر ایک جنتی کو لایا جائیگا جو دُنیا میں سب لوگوں سے زیادہ مصیبت میں رہا ہوگا۔ پس اسے جنت میں ایک غوطہ دیا جائیگا اور پوچھا جائیگا کہ اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی کوئی تکلیف دیکھی؟ کیا تیرے پاس کبھی کوئی تنگی آئی؟ وہ عرض کریگا کہ خدا تعالیٰ کی قسم! اے رَبِّ کریم! نہیں! کبھی نہیں۔ نہ میرے پاس سے کبھی کوئی تکلیف گزری اور نہ میں نے کبھی کوئی سختی دیکھی''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۲۴)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس جہنمی کو سب سے ہلکا عذاب دیا جارہا ہوگا، اس سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ اگر تیرے پاس زمین کی ساری دولت ہوتی تو کیا تو اسکا فدیہ دے دیتا؟ تو وہ کہے گا کہ ہاں! تو اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ میں نے اس سے بہت ہی آسان بات

کیلئے تجھے کہا تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا لیکن تو نے انکار کیا اور میرے شریک ٹھہرائے''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۲۵)

اے میری قوم اور حکمرانو! اس حدیث مبارکہ سے ہمیں سبق لینا چاہیے۔ نفسانی خواہشات پر عمل کرنا اور اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے احکامات کو چھوڑ دینا واضح شرک ہے۔ اگر ہم اس شرک کو چھوڑ کر سیدھے راستے پر نہیں چلیں گے تو ہمارا حشر وہی ہوگا جو اس حدیث مبارکہ میں بتا دیا گیا ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کی باتوں کو اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی باتوں کو بھلایا ہوا ہے۔ ہم وہ کرتے ہیں جو ہمارا نفس چاہتا ہے اور اپنے نفس کی بات کو ماننا اور اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بات کا انکار کر دینا، اس سے بڑا شرک ہمارے ہاں اَور کیا ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرما دیا ہے کہ کیا تم نے دیکھا اس شخص کی حالت کو جس نے اپنے نفس کو اپنا رَبّ بنا لیا ہے گویا کہ اس نے رَبّ تعالیٰ کیساتھ ایک دوسرا شریک کھڑا کر دیا ہے۔ (دیکھیں سورۃ الفرقان ۲۵، آیت ۴۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''دوزخ کی آگ ہزار سال تک دہکائی گئی تو سرخ ہوگئی۔ پھر ہزار سال تک دہکائی گئی تو سفید ہوگئی۔ پھر ہزار سال تک دہکائی گئی تو سیاہ ہوگئی۔ پس وہ اب سیاہ اور تاریک ہے''۔([ترمذی] مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۴۲۸) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''جہنم کی آگ کسی کو ٹخنوں تک پکڑے گی۔ کسی کو گھٹنوں تک پکڑے گی۔ کسی کو کمر تک پکڑے گی اور کسی کو آگ گردن تک پکڑے گی''۔([مسلم] مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۴۲۶) **آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''جہنمیوں کے سروں پر گرم پانی ڈالا جائیگا تو پانی انکے پیٹ تک جا پہنچے گا اور جو کچھ اسکے پیٹ میں ہوگا، اسے نکال ڈالے گا یہاں تک کہ اسکے قدموں سے نکلے گا اور یہ سلسلہ جاری رہے گا''۔([ترمذی] مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۴۳۴) **آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''اگر ''الزقوم'' کا ایک قطرہ اس دُنیا میں ڈال دیا جائے تو دُنیا والوں کی زندگی برباد کر دیگا تو سوچو کہ اسکا کیا حال ہوگا جو اسے کھائے گا''۔([ترمذی] مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۴۳۸) **آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''جہنم میں ایک وادی ہے جسکو ''ہب ہب'' کہتے ہیں۔ یہ ہر متکبر کا ٹھکانہ ہوگا''۔([دارمی] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۴۴)

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ
تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿۷۶﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾ فِيْ
كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾
تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ
اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ
تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾ وَاَنْتُمْ
حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ
وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ

ترجمہ◄ (آیات ۷۵ سے ۸۷) پس نہیں! (ایسی بات نہیں ہے جو تم ماننے کیلئے تیار نہیں ہو) میں قسم کھاتا ہوں ان تاروں کی جو منزل بہ منزل چلتے ہیں اور یہ قسم بہت بڑی قسم ہے اور میں قسم کھاتا ہوں اگر تم سمجھو تو کہ یہ قرآن، قرآنِ کریم ہے۔ (جیسے صحرائی سفر میں ستارے کریم بن کر تمہیں سیدھا راستہ دکھاتے ہیں اور تم منزلِ مقصود پر پہنچ جاتے ہو۔ یہ قرآن کریم بھی تمہیں سیدھی منزل پر پہنچائے گا)[۷۵-۷۷]

یہ ایک محفوظ کتاب میں دَرج ہے جسکو سوائے پاک مخلوق (فرشتوں) کے سوا کوئی نہیں چھوسکتا (یعنی شیطان کی رسائی اس تک نہیں ہے کہ وہ تبدیلی کر سکے)[۷۸-۷۹]

یہ رَبّ العالمین کا نازل کردہ ہے تو پھر کیا تم اس قرآن کریم سے غفلت برتتے ہو۔ وہی (یعنی اللہ تعالیٰ) تمہیں رزق دیتا ہے باوجود اسکے کہ تم اسے جھٹلاتے ہو۔[۸۰-۸۲]

اگر تم سمجھتے ہو کہ تم کسی کے محکوم نہیں ہو اور تم اس خیال میں سچے ہو تو بتاؤ کہ جب مرنے والے کی جان حلق تک پہنچ جاتی ہے اور تم دیکھ رہے ہوتے ہو کہ وہ مر رہا

مَدِيْنِيْنَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۸۷﴾

ہے اور ہم تم سے زیادہ اسکے قریب ہوتے ہیں لیکن تم ہمیں دیکھ نہیں سکتے تو پھر اسکو واپس کیوں نہیں لے آتے۔[۸۳-۸۷]

تشریح : اللہ تعالیٰ مشرکین مکہ سے مخاطب ہے کہ قرآن کریم تمہیں سیدھا راستہ دکھانے والا ہے جیسے تم راتوں کو سفر کرتے ہو تو چمک دار تارے تمہیں سیدھے راستے پر چلائے جا رہے ہوتے ہیں اور تم منزل مقصود پر پہنچ جاتے ہو۔ یہ سفر تم اپنے رزق کیلئے کرتے ہو۔ ذرا سوچو کہ ایک سفر اَور بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ تمہارے رزق کے اسباب تو اللہ تعالیٰ نے بنائے اور اس تک پہنچنے کیلئے جو چمکدار تارے تمہاری مدد کرتے ہیں، اسی نے بنائے۔ باوجود اس کے کہ وہی تمہارے رزق کا بندوبست کر رہا ہے، تم اس کو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اور اس کے قرآن کریم کو جھٹلاتے ہو۔

تمہارا سفر اللہ تعالیٰ کی طرف تب تمہیں اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچائے گا جب تم اسکی ہدایات جو قرآن کریم میں موجود ہیں، انکو مانو گے اور ان پر عمل کرو گے۔ اگر تم ان ہدایات سے غافل ہو تو تم یہ زندگی کا سفر ایسے ہی طے کر رہے ہو جیسے روزی کمانے کا سفر تاروں کے بغیر تم اندھیرے میں کرو۔ قرآن کریم تاروں کی طرح ایک نور ہے جو کہ تمہیں آخرت کے سیدھے راستے پر چلا سکتا ہے اگر تم اس پر خلوصِ نیت سے عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ''**قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ** ○''۔(المائدۃ ۵ آیت ۱۵) ترجمہ ''تمہارے پاس ایک روشن اور مفصل کتاب آ چکی ہے''۔ (تاکہ تم آخرت کے سیدھے راستے پر چل کر رزق حاصل کر سکو) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''اے اللہ تعالیٰ! میری اُمت کیلئے صبح کا وقت بابرکت بنا''۔(ابن ماجہ، جلد دوم، حدیث ۱) صخر الغامدی رضی اللہ عنہ جو حدیث شریف کے راوی ہیں کہتے ہیں کہ میں ایک تاجر تھا اور اپنا مالِ تجارت صبح کے وقت روانہ کرتا تھا جسکے باعث میں کافی مالدار ہو گیا۔ **نوٹ:** صبح کی برکت ہونے میں دو اشارے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ نمازِ فجر کی فضیلت بہت ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ''جس نے نمازِ فجر جماعت کیساتھ پڑھی (پھر تجارت شروع کی) تو وہ رحمٰن کا جھنڈا لے کر نکلا۔ جو بغیر نماز کے بازار کی طرف گیا، وہ شیطان کا جھنڈا لے کر نکلا'' (ایک برکت نماز کی دوسری حلال کمائی کی) (مشکوٰۃ)

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۰﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۱﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿۹۴﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۹۵﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۹۶﴾

ترجمہ◄ (آیات ۸۸ سے ۹۶) اگر مرنے والا اللہ تعالیٰ کا مقرب ہے تو اسکے لیے راحت اور عمدہ رزق اور نعمت بھری جنت ہے اور اگر وہ دائیں والوں میں سے ہے تو اسکا استقبال ایسے ہوتا ہے کہ ''سلام'' ہے تم پر تُو تو دائیں والوں میں سے ہے اور اگر مرنے والا جھوٹوں اور کافروں میں سے ہوتا ہے تو اس کی مہمان نوازی کھولتے پانی سے ہوتی ہے اور پھر جہنم میں جھونک دیا جاتا ہے۔[۸۸-۹۴]

یہ سب باتیں حق ہی حق ہیں تو تم اپنے رَبِّ عظیم کے نام کی تسبیح کیا کرو۔ [۹۵-۹۶] (کہ جہنم سے بچ کر اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت سے تمہیں جنت میں داخل کردے)

تشریح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے روز میری شفاعت سے پورا فائدہ وہ اُٹھائے گا جس نے خالص دِل سے ''لا الہ الا اللہ'' کہا ہوگا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۳۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے تو موت کو لایا جائے گا اور جنت اور دوزخ کے درمیان اس کو ذبح کر دیا جائے گا پھر ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا کہ اے اہل جنت! موت نہیں رہی۔ اسی طرح منادی کرے گا کہ اے اہل جہنم! موت نہیں رہی۔ پس جنتیوں کی خوشیوں میں اَور بھی اضافہ ہو جائے گا اور جہنمیوں کا رنج وغم اَور بڑھ جائے

گا''۔([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۵۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میری شفاعت اپنی اُمت کے کبیرہ گناہ والوں کے لیے ہے''۔([ترمذی] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم حدیث ۵۳۵۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جنت کے سو دَرجے ہیں۔ ہر دو دَرجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان اور فردوس اس میں سب سے اونچا دَرجہ ہے جس سے جنت کے چاروں دریا نکلتے ہیں۔ اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔ جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کرو''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۷۵)

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جنتیوں کے دِل ایک ہی آدمی کے دِل جیسے ہوں گے جن کے درمیان نہ اختلاف ہوگا، نہ دُشمنی ہوگی۔ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے۔ نہ وہ بیمار ہوں گے اور نہ پیشاب اور پاخانہ کی حاجت ہوگی۔ نہ تھوکیں گے، نہ کھانسیں گے۔ ان کے برتن سونے اور چاندی اور ان کے کنگن سونے کے ہوں گے۔ ان کا پسینہ مشک ہوگا۔ سب ایک آدمی کی طرح اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوں گے جن کا قد ساٹھ گز ہوگا''۔([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۷۷)

ایک دوسری حدیث شریف میں **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''اہل جنت نہ ناک صاف کریں گے اور نہ تھوکیں گے۔ نہ پیشاب پاخانے کی حاجت ہوگی''۔ لوگوں نے پوچھا کہ ''کھانے کا کیا بنے گا''۔ فرمایا کہ ''ڈکار لیں گے اور مشک جیسی اسکی خوشبو ہوگی اور تسبیح اور حمد انکے دِلوں میں ڈال دی جائے گی جیسے تمہیں سانس لینے کی عادت ڈال دی گئی ہے''۔([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۷۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جنتیوں کو ہر چیز دینے کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا میں تمہیں ایک افضل چیز نہ دے دوں۔ لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے رَبّ تعالیٰ! ان سے افضل چیز کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں تم کو اپنی رضامندی دیتا ہوں کہ آج کے بعد میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا''۔([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۸۳)

اَلْحَدِيْد ۵۷

مدینہ منورہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۲۹ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ① لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ج وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ② هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ج وَهُوَ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۷) جو کوئی آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے، سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور وہ سب سے زبردست ہے لیکن دانا ہے۔[۱]

آسمانوں اور زمین کی بادشاہت کا مالک وہی ہے۔ وہی زندگی دیتا ہے، وہی موت دیتا ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔[۲]

وہی اوّل ہے، وہی آخر ہے، وہی ظاہر ہے، وہی مخفی ہے اور وہی ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔[۳]

اسی نے آسمانوں اور زمین کو چھ دِنوں میں پیدا فرمایا پھر عرش پر جلوہ فرما

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۳ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى
الْعَرْشِ ؕ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ
مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ وَهُوَ
مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ
۝۴ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ
تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۵ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ
النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ؕ وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۶
اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ
مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا

ہوا۔ وہ جانتا ہے جو زمین میں جاتا ہے اور جو کچھ زمین سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اُترتا ہے اور جو کچھ آسمان میں چڑھتا ہے۔ وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں بھی تم ہوتے ہو اور اللہ تعالیٰ جو کام بھی تم کرتے ہو، اسکو دیکھ رہا ہوتا ہے۔[۴]

اسی کی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور اسی کے پاس پہنچتے ہیں تمام کام فیصلے کے لیے۔[۵]

وہی رات کو دِن میں داخل کرتا ہے اور وہی دِن کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ دِلوں کے بھید تک جانتا ہے۔[۶]

اے لوگو! ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) پر اور خرچ کرو ان چیزوں میں سے جن پر اس نے تم کو اپنا خلیفہ بنایا تو جو لوگ تم میں

لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ⑦

سے ایمان لائے اور انہوں نے مال خرچ کیا، ان کیلئے بہت بڑا اَجر ہے۔[۷]

تشریح : ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا ہے کہ کائنات کی سلطنت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور تم لوگوں کو زمین میں اپنا نمائندہ بنایا ہے تاکہ جو چیز بھی تمہارے اختیار میں دی ہے، اسکو میری امانت سمجھ کر استعمال کرو۔ اسکے متعلق قیامت کے روز تم سے پوچھا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی امانتوں میں سے ایک امانت، امانتِ حکومت ہے۔

دُنیا کے تمام حکمران اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی مقرر ہوتے ہیں۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان سے اس امانت کے متعلق پوچھے گا کہ تم نے یہ امانت کس طرح اَدا کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اسکی رعایا کے متعلق پوچھا جائیگا پس

امام (یعنی حکمران) لوگوں پر نگران ہے اور اس سے انکے حقوق کے متعلق پوچھا جائیگا۔

آدمی اپنے گھر والوں پر نگران ہے اور اس سے انکے حقوق کے متعلق سوال کیا جائیگا۔

عورت اپنے خاوند کے گھر اور اسکی اولاد پر نگران ہے اور اس سے انکے متعلق سوال کیا جائے گا۔

غلام اپنے آقا کے مال پر نگران ہے اور اس سے اسکے متعلق پوچھا جائیگا۔

خبردار رہو! کہ تم میں سے ہر ایک نگران (یعنی حاکم) ہے اور ہر ایک سے اسکی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۳۵۱۴)

حضرت موکل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''کوئی حاکم نہیں جسکو مسلمانوں کا حاکم بنایا جائے اور وہ لوگوں سے خیانت کرتا ہوا مر جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام فرمادیتے ہیں''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۳۵۱۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حضرت سلمہ بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور پوچھا کہ ''اے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! اگر ہم پر ایسے حاکم مقرر ہوں جو ہم سے اپنا حق مانگیں اور ہمارا حق نہ دیں تو آپ

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''انکی بات سنو اور اطاعت کرو کیونکہ ان پر انکی ذِمہ داری کا بوجھ ہے اور تم پر تمہاری ذِمہ داری کا بوجھ''۔([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۳۵۳۰)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے لیکن خلفاء (یعنی حکمران) ہونگے''۔ لوگوں نے پوچھا کہ ''ہمارے لیے کیا حکم ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''پہلے کی بیعت پوری کرو۔ پہلا، پہلا ہی ہے۔ اسکا حق دو (یعنی اطاعت کرو) اور جن کو انکی رعایا بنایا ہے، انکے متعلق اللہ تعالیٰ ان سے خود پوچھے گا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۳۵۰۵)

اللہ تعالیٰ کی حکمرانی کا ساری کائنات پر حق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی مخلوق عام طور پر اور انسان اور جنات خاص طور پر اس کے احکامات پر زندگی بسر کریں۔ مشاہدہ یہ ہے کہ تمام مخلوق سوائے جنات اور انسان کے اس کے احکامات کی اطاعت کرتی ہے لیکن جنات اور انسان کی اکثریت اس کے احکامات کو پس پشت ڈال کر اپنی مرضی سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہ بنیادی غلطی ان دو مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا نافرمان بنا دیتی ہے۔

جہاں تک انسان کا تعلق ہے، اللہ تعالیٰ نے صاف قرآن کریم میں فرما دیا ہے کہ ''**يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ز وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا**''۔ (المائدۃ ۵، آیت ۸) ترجمہ ''اے ایمان لانے والو! اللہ تعالیٰ کی خاطر سچی گواہی دینے پر ثابت قدم رہنے والے بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں مجبور نہ کر دے کہ تم انصاف نہ کر سکو۔ عدل قائم کرو''۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے سختی سے حکم دیا ہے کہ زمین پر عدل قائم کرو خواہ کوئی فریق تم پر کتنا ہی زور ڈالے۔

عدل قائم کرنے کیلئے ضروری ہے کہ [۱] گواہی سچی دی جائے [۲] قاضی (جج) خلوصِ نیت والا ہو۔ حقائق کا پورا علم رکھتا ہو اور کسی سے ڈرنے والا نہ ہو اور نہ ہی لالچی ہو۔ جس قوم میں عدل نہیں ہوتا، وہ قوم کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔

○.....○.....○

وَمَالَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ
لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ۝۸ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ
بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ط
وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۹ وَمَالَكُمْ اَلَّا
تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ط لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ
الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ط اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ

ترجمہ◄ (آیات ۸ سے ۱۲) تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ (واحد) پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) تمہیں اپنے رَبِّ کریم پر ایمان لانے کیلئے دعوت دے رہا ہے اور اللہ تعالیٰ اس بات کا تم سے عہد لے چکا ہے اگر تم واقعتاً مومن ہو۔ (اللہ تعالیٰ نے تمہیں کہا تھا کہ ''اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ'' تو تم نے جواب دیا تھا کہ ''بَلٰى'' کیوں نہیں! تو ہی ہمارا رَبّ ہے [دیکھیں سورۃ الاعراف ۷ آیت ۱۷۲])[۸]

وہ اللہ تعالیٰ ہی تو ہے جس نے اپنے بندے پر واضح آیتیں نازل کیں تا کہ تمہیں (ظلم کے) اندھیروں سے نکال کر (عدل کی) روشنی میں لے آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ تم پر بڑا ہی شفیق اور رحم فرمانے والا ہے[۹] (وہ نہیں چاہتا کہ تم کو جہنم میں بھیج کر عذاب دے)

اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ تعالیٰ ہی کی ہے (آسمانوں اور زمین کے خزانے تمہارے نہیں اللہ تعالیٰ کے ہیں اور تمہیں صرف امانت کے طور پر دیئے ہیں) وہ لوگ جنہوں نے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا ہے اور جنگ کی ہے وہ دَرجہ میں ان سے

اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۱۰ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝۱۱ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۲

بہت بلند ہیں جنہوں نے بعد میں خرچ کیا اور جنگ کی لیکن اچھا وعدہ اللہ تعالیٰ نے دونوں سے ہی کر رکھا ہے۔ جو کچھ تم کرتے ہو، اس سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے۔[۱۰]

(یہاں خرچ کرنے سے مراد دفاع میں خرچ کرنا ہے)

جو کوئی اللہ تعالیٰ کو قرض دے، اچھا قرض تو اللہ تعالیٰ اسکو کئی گنا بڑھا کر واپس کرے گا (اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا ایسا ہے جیسا کہ انسان کسی کو قرض دے رہا ہے کہ اس نے واپس لوٹانا ہے) اور اسکے لیے بہترین اَجر ہے۔[۱۱]

(یہ بات قیامت کے دِن تم پر ظاہر ہوگی) جب تم مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور (یعنی ایمان کا نور) ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں جانب دوڑ رہا ہوگا (یعنی قیامت کے دِن) ان سے کہا جائے گا کہ آج بشارت ہے تمہارے لیے۔ جنتیں ہیں تمہارے لیے جن کے نیچے دریا بہہ رہے ہوں گے جن میں تم ہمیشہ رہو گے۔ یہ ہے کامیابی بہت بڑی کامیابی۔[۱۲]

تشریح: اس پیراگراف میں کافرین کو ایمان کی پھر دعوت دی جارہی ہے اور انہیں عالم ارواح کا ایمان لانا یاد دلایا جارہا ہے۔ ہر انسان نے یہ عہد اللہ تعالیٰ کے ساتھ عالم ارواح میں کیا

ہوا ہے کہ تو ہی ہمارا رَبِّ کریم ہے اور ہر انسان پر فرض کر دیا گیا ہے کہ جب وہ اس دُنیا میں آئے تو اس عہد کو دوبارہ باندھے۔ جو دوبارہ باندھ لیتے ہیں، ان کو مومنین کہا جاتا ہے اور جو دوبارہ عہد باندھنے سے انکار کرتے ہیں، ان کو کافرین کہا جاتا ہے۔ دوبارہ باندھنا اس لیے ضروری ہے کہ عالم ارواح میں انسان کا صرف ایک حصہ یعنی روح موجود تھی، انسان کا جسم موجود نہیں تھا۔ اب یہاں وہ عہد اس لیے دہرایا جا رہا ہے تا کہ روح اور جسم یک جان ہو کر اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں اور اسی کی بندگی کریں۔

جو ایمان لے آئیں ان کو یہاں ترغیب دی جا رہی ہے کہ اپنے ایمان کی حفاظت اور اس کی ترقی میں لگے رہا کریں اور جو عہد تم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ باندھا ہے عالم ارواح میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ساتھ باندھا ہے جب تم نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی ہے، اسکو مت بھولو۔

جو احکامات ہم نے اپنے بندے پر نازل کیے ہیں، انکو جذبے سے اپنی زندگی کا معمول بنائیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں خوشی سے خرچ کریں۔

آسمانوں اور زمین کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہے۔ تمہیں رزق تو وہی پہنچاتا ہے تو اگر اس کے راستے میں خرچ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اسکے بدلے میں تمہیں اس دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بہت بڑا اَجر دے گا اور جو کچھ تم نے خرچ کیا ہے، اس کو بڑھا چڑھا کر تمہیں واپس کرے گا۔

جو مومن ہوں گے، ہم ان کو ایسے باغوں میں داخل کرینگے جو ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ یہی سچی کامیابی ہے۔

ایمان کے دَرجے بہت ہیں۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''ایمان کے دَرجے ستر (۷۰) سے اوپر ہیں۔ اسکا افضل ترین حصہ لا الہ الا اللہ پر ایمان رَکھنا ہے اور کم ترین دَرجہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کا دُور کر دینا ہے اور حیا ایمان کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۳) لا الہ الا اللہ پر ایمان رَکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کائنات میں کوئی دوسرا بادشاہ نہیں ہے، حکمران نہیں ہے، سلطان نہیں ہے، قابل عبادت ہستی نہیں ہے۔ وہ جو بھی حکم دے، اسکو ہر صورت اَدا کرنا پڑے گا۔ اگر خوشی سے کریگا تو اسکے لیے بہت دَرجات ہیں۔ اگر مجبوری سے کریگا تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے۔

لا الہ الا اللہ کا مطلب اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا ہے، صرف پڑھنا ہی نہیں ہے۔ اگر عمل نہیں کیا جائے گا تو علم بغیر عمل کے مفید نہیں ہوگا۔ مثال کے طور پر آپ قرآن کریم میں پڑھتے ہیں کہ زکوٰۃ دیں لیکن اگر آپ زکوٰۃ نہیں دے رہے تو آپ کا اللہ تعالیٰ کے احکام پر نہ ایمان ہے، نہ یقین ہے اور نہ ہی عمل۔

انسان جتنا قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرتا جائیگا اسکے دَرجات بڑھتے جائینگے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا وہ مومن ہوگا جو سب سے بڑا متقی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ [آمین] متقی وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہوا ڈَرے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ**''۔ (آلِ عمران ۳، آیت ۱۹) ترجمہ ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک دِین صرف ''دِینِ اسلام'' ہے''۔ دِین اسلام کی حفاظت کیلئے اور اسکی اشاعت کیلئے ضروری ہے کہ ہر فرد کو اس بات کا شعور ہو کہ یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم ایمان والوں کی مدد کریں اور ایمان کو دُنیا کے ہر کونے میں پھیلائیں۔ اس کیلئے تین چیزوں کا ہونا بڑا ضروری ہے۔ [۱] اسلام کا صحیح مفہوم سمجھا جائے جو قرآن کریم اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے طرزِ عمل کے بغیر سمجھ نہیں آئے گا۔ [۲] دُنیا میں ہماری سیاست کا اَثر و رسوخ ایسا ہو کہ کافروں کے دِلوں میں مسلمان کی طاقت کا رُعب چھایا رہے۔ [۳] دفاع کیلئے بہترین فوج ہو۔ اسلحہ اُدھار لے کر ہم اپنی دفاع کو مضبوط نہیں کر سکتے۔ سیاست میں بداخلاقی کر کے ہم سیاست کا رُعب نہیں بٹھا سکتے۔ قرآن کریم کو بغیر سمجھے اور حدیث شریف کو بغیر سمجھے پڑھ کر ہم دِین اسلام کو نہیں سمجھ سکتے۔ ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں خرچ کرنے کو بہت اہمیت دی ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے راستے کا مطلب ہے دفاع کیلئے خرچ کرنا۔ قرآن کریم میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''لوہے میں بڑا زور ہے''۔ اس کا مطلب بھی یہ ہے کہ اپنے دفاع کو مضبوط ترین بناؤ۔

ے ہے طواف و حج کا ہنگامہ اگر باقی تو کیا کند ہو کر رہ گئی مومن کی تیغ بے نیام
کس کی نومیدی پہ حجت ہے یہ فرمانِ جدید ہے جہاد اس دَور میں مردِ مسلماں پر حرام
[اقبال، ارمغانِ حجاز]

يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا
انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِّنْ نُّوْرِكُمْ ج قِيْلَ ارْجِعُوْا
وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ط فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ
بَابٌ ط بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ
الْعَذَابُ ۝۱۳ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ط قَالُوْا
بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ
وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ
بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝۱۴ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا

ترجمہ ◄ (آیات ۱۳ سے ۱۵) قیامت کے روز منافق مرد اور منافق عورتیں مومنوں سے کہیں گے کہ ذرا ہماری طرف دیکھو کہ کیا ہم تمہارے نور سے کچھ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ان سے کہا جائیگا کہ پیچھے ہٹ جاؤ۔اپنا نور کہیں اَور جگہ تلاش کرو پھر ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا۔اسکے اندر رحمت ہوگی اور باہر عذاب۔[۱۳]

منافقین مومنوں کو آواز دینگے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے۔مومن کہیں گے کہ ہاں! مگر تم نے اپنے آپ کو فتنے میں ڈالے رکھا۔موقع پرست رہے اور آخرت کے آنے میں شک میں رہے اور تمہاری جھوٹی اُمیدوں نے تمہیں فریب دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آ گیا اور آخر وقت تک وہ دھوکے باز (یعنی شیطان) اللہ تعالیٰ کے بارے میں تمہیں دھوکہ دیتا رہا۔[۱۴]

پس آج نہ تم سے کوئی فدیہ لیا جائیگا اور نہ ان لوگوں سے جو کھلے کافر تھے۔

مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ مَاْوٰكُمُ النَّارُ ؕ هِيَ مَوْلٰكُمْ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾

اب تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے۔ وہی (یعنی جہنم) تمہاری خبر گیری کرنے والی ہے اور یہ بدترین انجام ہے۔[۱۵]

تشریح: منافق وہ ہے جو خلوص نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ سے، اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور عوام الناس مسلمین سے

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو جماعت (یعنی اسلام) سے ایک بالشت بھی باہر نکلا، اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے اُتار دیا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۵)

حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ جب تک تم ان دونوں پر عمل کرتے رہو گے، گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور دوسری رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سنت ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جب کوئی نئی بات کسی قوم میں آ جاتی ہے (یعنی بدعت) تو اسی کے مطابق اس قوم سے سنت اُٹھا لی جاتی ہے لہٰذا سنت پر عمل کرنا نئی بات کو شروع کرنے سے بہتر ہے'' (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۱۷۷)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جب کوئی قوم اپنے دِین میں نئی بات (یعنی بدعت) شروع کر دیتی ہے تو اس قوم سے اللہ تعالیٰ سنت کو اُٹھا لیتا ہے اور قیامت تک اسکو واپس نہیں کرتا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۸) جو شخص بھی قرآن کریم پر اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر عمل کرتا رہے گا، وہ نفاق سے دُور رہے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''منافق کہتے ہیں کہ اگر ہماری بات مان لی جاتی تو ہم یہاں قتل نہ ہوتے۔ ان کو بتاؤ کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن کی موت آ چکی تھی، وہ اپنی موت کے مقام پر ضرور پہنچ جاتا''۔ (آلِ عمران ۳، آیت ۱۵۵) دوسری جگہ فرماتا ہے کہ ''انسان کو اسی عمل کا اَجر ملتا ہے جسکی وہ کوشش کرتا ہے''۔ (النجم ۵۳ آیت ۳۹)

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ◄ (آیات ۱۶ سے ۱۷) کیا ایمان لانے والوں کیلئے ابھی وقت نہیں آیا کہ اللہ تعالیٰ کے ذِکر سے ان کے دِل نرم ہو جائیں (یعنی ہمارے سامنے عجز و انکساری کریں۔تکبر نہ کریں) اور جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے (یعنی قرآن کریم) اس کے آگے جھک جائیں (یعنی بے کم و کاست اس پر عمل کریں) اور اے مومنین! ان کی طرح نہ ہو جانا جن کو پہلے کتاب (یعنی تورات و انجیل) دی گئی تھی پھر ایک طویل مدت گزرنے کے بعد ان کے دِل سخت ہو گئے (یعنی وہ متکبر ہو گئے) اور آج ان میں سے اکثر سیدھے راستے سے ہٹے ہوئے ہیں۔(یعنی یہود و نصاریٰ)[۱۶]

خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو مُردہ زمین کو زندہ کرتا ہے۔(اسی طرح مُردہ انسانوں کو قیامت میں زندہ کرے گا) ہم نے واضح طور پر (دوبارہ زندہ ہونے کی) اپنی نشانیوں کو بیان کر دیا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو۔[۱۷]

تشریح: ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ خبردار کر رہا ہے کہ وقت گزرنے کیساتھ اے مومنو! سیدھا راستہ چھوڑ نہ دینا جیسے یہود و نصاریٰ نے کیا کہ کچھ مدت کے بعد انکے دِل سخت ہو گئے یعنی وہ متکبر ہو گئے اور وہ اللہ تعالیٰ سے گویا کہ بے نیاز ہو کر زندگی بسر کرنے لگے اور تورات اور انجیل کو اپنی مرضی سے استعمال کرنے لگے۔ان کے دِل اتنے سخت ہوئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں تحریف تک کرنے سے نہیں ڈرتے تھے۔

اے جماعتِ مومنین! خواہ تم کسی ملک میں بَس رہے ہو ہماری حالت اب ایسی ہی ہوگئی ہے جیسی یہود ونصاریٰ کی۔ ہمارے دِل بھی اسی طرح سخت ہوتے جارہے ہیں اور ہم میں سے بہت بڑی کثیر تعداد سیدھے راستے سے بلا شک وشبہ ہٹی ہوئی ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کیے جارہا ہے اور ہمیں ڈھیل دیے جارہا ہے ورنہ ہماری حالت یہاں تک ہوگئی ہے کہ دِین کو ہم نے دُنیا کمانے کیلئے رَکھا ہوا ہے اور جو بات دِین کے مطابق کرنے کی تھی، اس کو ہم اپنی مرضی سے جیسا چاہتے ہیں، کرتے ہیں۔

بدعات بیشمار پیدا ہوچکی ہیں حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا تھا کہ ''ہر بدعت گمراہی ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کیساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے آسمان کی طرف نظر اُٹھائی اور فرمایا، ''یہ ایسا وقت ہے کہ لوگوں سے علم کھینچا جارہا ہے یہاں تک کہ اس میں سے کوئی چیز انکے قابو میں نہیں رہے گی''۔ حضرت زیاد بن لبید ناصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! ہم سے کیسے علم سلب کیا جائیگا؟ جبکہ ہم نے قرآن حکیم پڑھا ہے اور اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم اسے پڑھیں گے اور اپنی اولاد اور عورتوں کو پڑھائیں گے''۔ فرمایا، ''تمہاری ماں تم پر روئے اے (حضرت) زیاد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میں تو تمہیں مدینہ کے فقہاء (دانشور) میں شمار کرتا تھا۔ کیا تورات اور انجیل یہود و نصاریٰ کے پاس نہیں ہیں لیکن انکے کس کام آتی ہیں؟'' (یعنی وہ ان پر عمل نہیں کرتے) حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر میری (حضرت) عبادہ بن صامت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ ''آپکے بھائی (حضرت) ابودرداء (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیا کہتے ہیں؟ پھر انہیں انکا قول بتایا تو فرمایا، ''(حضرت) ابودرداء (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے سچ کہا اور اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتا سکتا ہوں کہ علم میں سے سب سے پہلے کیا اُٹھایا جائیگا؟ وہ خشوع اُٹھایا جائیگا (یعنی نماز میں عجز وانکساری، انتہائی توجہ، اللہ تعالیٰ کیساتھ لَو نہیں رہے گی)۔ عنقریب ایسا ہوگا کہ تم کسی جامع مسجد میں داخل ہوگے اور پوری مسجد میں ایک خشوع والا آدمی بھی نہیں پاؤ گے''۔ (ترمذی شریف جلد دوم، حدیث ۲۴۶۰)

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ
قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۸﴾
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ
الصِّدِّيْقُوْنَ ۚ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ
اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا
بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۹﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا
الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ
بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ

ترجمہ ◄ (آیات ۱۸ سے ۲۰) جو مرد اور عورتیں صدقہ دیتے ہیں وہ گویا کہ اللہ تعالیٰ کو بہترین قرض دے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اس قرض کو ان کیلئے کئی گنا بڑھا کر واپس کرے گا اور ان کیلئے بہترین مزید اَجر ہوگا۔[۱۸]

جو لوگ اللہ تعالیٰ پر اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) پر ایمان لائے ہیں، وہ اپنے رَبِّ کریم کے پاس صدیق ہیں اور شہید ہیں۔ ان کیلئے انکا اَجر اور انکا نور اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہے۔ اسکے برعکس جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کو ماننے سے انکار کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا، وہ اہل جہنم ہیں۔[۱۹]

جان رَکھو اے لوگو کہ دُنیا کی یہ زندگی کھیل تماشا ہے۔ خوشنما ہے۔ ایک دوسرے پر فخر کرنا ہے۔ مال اور اولاد کو بڑھانا ہے۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک بارش ہوئی تو اس سے پیدا ہونے والی نباتات کو دیکھ کر کافر انسان خوش ہوتا ہے پھر وہ کھیتی

غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ؕ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۲۰﴾

پک جاتی ہے اور تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد ہو جاتی ہے پھر وہ بھُس بن کر رہ جاتی ہے۔ آخرت میں سخت عذاب بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رَضا بھی ہے۔ یاد رَکھو کہ دُنیا کی زندگی ایک دھوکہ ہے۔[۲۰] (اس دھوکے میں سے حق یعنی سچائی تلاش کرو اور اس پر عمل کرو تو تم سیدھے راستے پر رہو گے پھر دُنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہیں ڈالے گی)

تشریح : دُنیا کی زندگی کو گزارنے کے دو مقصد ہو سکتے ہیں: ایک مقصد تو یہ ہے کہ اس دُنیا کی جو بھی سہولیات ہیں، ان سے پورا پورا فائدہ اُٹھایا جائے۔ خوشنما چیزیں، انکو اکٹھا کیا جائے۔ مزیدار کھانے اُڑائے جائیں۔ خوبصورت رہنے کیلئے محلات بنائے جائیں۔ معاشرے میں اقتدار حاصل کیا جائے اور وی وی آئی پی بنا جائے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے مطابق تو حاصل نہیں ہو سکتا سوائے اسکے کہ اللہ تعالیٰ خود ہی کسی بندے کو یہ عظمتیں دینے کا ارادہ فرمالے لیکن عام طور پر اصول یہ ہے کہ جو انسان یہ چیزیں اپنی خواہشِ نفس سے حاصل کرتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے قوانین کو توڑ کر حاصل کرتا ہے۔ اسکی زندگی کا ہر لمحہ کرپشن میں ملوث ہے۔ یہ رویہ کافرانہ رویہ ہے۔ مسلمان ہو کر بھی انسان یہ رویہ اختیار کر سکتا ہے لیکن کافر کی زندگی تو ہے ہی پوری کی پوری کرپشن اور جھوٹ پر۔

زندگی گزارنے کا ایک طریقہ دوسرا ہے کہ اس زندگی کو کھیل تماشا بنانے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی حدود کی پابندی کی جائے اور اسکی کتاب پر اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سنت پر عمل کیا جائے تو اس زندگی میں عام طور پر خواہشاتِ نفس کو کچلنا پڑتا ہے اور جو بھی اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہوتی ہے یا اقتدار دیا ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خاطر صَرف کر دینا ہوتا ہے۔ اسکا اَجر اللہ تعالیٰ نے آخرت میں جنت رَکھا ہے۔

کافر کی زندگی چونکہ جھوٹ پر مبنی ہے اور جھوٹ باطل ہے اور باطل کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا
كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۱﴾ مَآ اَصَابَ مِنْ
مُّصِيْبَةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِىْ
كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ
يَسِيْرٌ ﴿۲۲﴾ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا
بِمَآ اٰتٰكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۙ

ترجمہ ◄ (آیات ۲۱ سے ۲۴) آگے بڑھو اللہ تعالیٰ کی معافی کیلئے اور اس جنت کیلئے جسکا عرض آسمان وزمین کے برابر ہے۔ یہ انکے لیے تیار کی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) پر ایمان لاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ہی توفیق سے ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، اپنی توفیق عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی بڑے فضل والا ہے۔[۲۱]

جو کوئی بھی مصیبت کسی پر زمین میں آتی ہے یا اسکے اپنے نفس پر نازل ہوتی ہے، وہ سب کچھ ہم نے پیدا کرنے سے پہلے ایک کتاب میں لکھ رکھا ہے۔ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کیلئے بہت ہی آسان ہے۔[۲۲]

(یہ ہم نے تمہیں اسلئے بتایا ہے) تاکہ جو بھی تمہارا نقصان ہو، تم اس پر افسوس نہ کرو اور جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ تمہیں دے، اس پر فخر و گھمنڈ نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند نہیں فرماتا جو اِتراتے ہیں اور فخر کرتے ہیں۔[۲۳]

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ط وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۴﴾

جولوگ کنجوسی کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو کنجوسی کا کہتے ہیں، انکو بھی اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے۔ اب اگر کوئی یہ باتیں ماننے سے انکار کرے تو اللہ تعالیٰ تو (دُنیا جہاں والوں سے) بے نیاز ہے (وہ کسی کا محتاج نہیں ہے) اور وہی قابلِ تعریف ہے [۲۴]

تشریح : جولوگ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ایمان رَکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انکے لیے جنت تیار کر رَکھی ہے۔ ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہیں۔ جنت حاصل کرنے کیلئے ایمان اور عمل دو چیزیں انتہائی ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بہت جگہ ایسا فرمایا مثلاً ایک جگہ یہ فرمایا کہ ''**اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ** ''۔ (العصر ۱۰۳، آیات ۲-۳) ترجمہ ''یقیناً سب انسان نقصان اُٹھانے والے ہیں (آخرت میں) سوائے انکے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے''۔

تقدیر پر یقین رَکھنا ایمان کا ایک حصہ ہے۔

حدیث جبریل میں حضرت جبریل امین علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے پوچھا کہ ''ایمان کیا ہے؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ

(۱) ''اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا

(۲) ملائکہ پر ایمان لانا

(۳) اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانا

(۴) اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان لانا

(۵) روزِ قیامت پر ایمان لانا

(۶) تقدیر کی اچھائی بُرائی پر ایمان لانا''۔

(مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے کچھ ذاتی باتیں کیں اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے انکے جواب میں فرمایا کہ ''تم پر جوگزرنے والی ہے، اسکولکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے۔ تقدیر پر شاکر ہو جاؤ۔ ہوگا وہی جو مقدر ہو چکا ہے''۔ (مشکوٰۃ، جلد اوّل، باب تقدیر، حدیث ۸۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تقدیر کو حاصل کرنے کیلئے بھرپور کوشش کرو''۔ (ترجمان السنۃ از بدر عالم)

انسان میں مندرجہ ذیل باتیں عام ہیں اور اللہ تعالیٰ کو انتہائی ناپسند ہیں:

(۱) تکبر کرنا، اِترانا، فخر کرنا، پھول جانا، زمین پر پاؤں مار کر چلنا، گردن اکڑا کر چلنا

(۲) بخل کرنا

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے سونے اور چاندی کے جمع کرنے والے کے بارے میں فرمایا کہ ''اگر وہ اسکا حق اَدا نہ کرے (یعنی زکوٰۃ اور صدقہ نہ دے) تو قیامت کے دِن اس کیلئے آگ کی تختیاں بنا کر گرم کر کے اسکے پہلو، پیشانی اور پیٹھ داغے جائینگے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۶۷۹) **حضرت ابو ہریرۃ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جسکو اللہ تعالیٰ مال دے اور پھر اس نے اسکی زکوٰۃ (صدقات) نہ دی تو قیامت کے روز اسکے لیے یہ مال گنجے سانپ کی شکل میں ظاہر ہوگا جسکی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہونگے اور وہ سانپ اس شخص کی گردن میں پٹے کی طرح ڈال دیا جائے گا اور وہ اس مال والے کی دونوں باچھوں کو پکڑ کر کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۶۸۰)

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''زکوٰۃ اللہ تعالیٰ نے تمہارے مال کو پاک کرنے کیلئے فرض فرمائی ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۶۸۷)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جب بندے صبح کرتے ہیں تو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ! تیرے راستے میں خرچ کرنے والے کو نعم البدل عطا فرما۔ دوسرا فرشتہ کہتا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ! کنجوس کے مال کو برباد کر دے''۔ (مشکوٰۃ

شریف، جلد، حدیث ۱۷۶۶)

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جنت میں

(۱) مکار

(۲) بخیل

(۳) اور احسان جتانے والا داخل نہ ہونگے''۔

(مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۷۹)

تکبر کے متعلق:

حضرت ابو بردۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جہنم میں ایک وادی ہے جسکو ''ہب ہب'' کہا جاتا ہے۔ ہر متکبر اسی میں رہے گا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۴۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''بچہ پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ اس کی طرف چار باتوں کے لیے فرشتے کو بھیجتا ہے [۱] اس کا عمل کیسے ہوگا [۲] اس کی موت کے متعلق [۳] اس کے رزق کے متعلق [۴] بدبختی اور نیک بختی کے متعلق۔ پھر ایسے ہوتا ہے کہ بچہ جب پیدا ہو کر جوان ہو جاتا ہے تو وہ جنتیوں جیسے کام کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان ہاتھ بھر کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس پر تقدیر کا لکھا ہوا غالب آتا ہے تو وہ دوزخیوں جیسے کام کرنے لگتا ہے اور دوزخ میں چلا جاتا ہے۔

اسی طرح ایک دوسرا بچہ بڑا ہوتا ہے اور دوزخیوں جیسے کام کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان ہاتھ بھر فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر اس کی لکھی ہوئی تقدیر غالب آتی ہے اور وہ جنت کے کام کرنے لگتا ہے یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۷۵) **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''عمل کرتے جاؤ۔ جس بات کیلئے تم کو پیدا کیا گیا ہے (جنت یا دوزخ) وہ تمہارے لیے آسان کر دی گئی ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۷۸)

۝.....۝.....۝

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ
وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا
الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَأْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ
اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ
عَزِيْزٌ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ
ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ
مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا
وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ

ترجمہ ◄ (آیات ۲۵ سے ۲۹) ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیاں اور ہدایات دے کر بھیجا ہے اور ان کیساتھ **کتاب** اور **میزان** بھیجے ہیں تا کہ لوگ **انصاف** پر قائم رہیں اور ہم نے **لوہا** اُتارا جس میں سخت قوت ہے اور لوگوں کیلئے اَور منافع بھی ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ (لوگوں کو) دکھا دے کہ کون بن دیکھے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسولوں کی مدد کرنے والا ہے (اور کون مدد کرنے والا نہیں ہے)۔ اللہ تعالیٰ بہت بڑی طاقت والا اور بڑا زبردست ہے۔[۲۵]

ہم نے (حضرت) نوح (علیہ السلام) اور (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کو بھیجا اور ان دونوں کی نسل میں نبوت اور کتاب رَکھ دی پھر ان کی اولاد میں سے بعض نے ہدایت اختیار کی اور بہت سے نافرمان نکلے۔[۲۶]

ان کے بعد ہم نے مسلسل اپنے رسول بھیجے اور ان سب کے بعد (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) بن (حضرت) مریم (علیہا السلام) کو بھیجا اور اس کو انجیل عطا کی

وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً
وَّرَحْمَةً ؕ وَرَهْبَانِيَّةَ ۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا
عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ
رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ
وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ
رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لِّئَلَّا يَعْلَمَ

اور جن لوگوں نے (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کی پیروی کی، انکے دِلوں میں ہم نے نرمی اور رحمت ڈال دی۔ انہوں نے رہبانیت خود ایجاد کر لی۔ ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھی مگر اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے انہوں نے **خود ہی یہ طریقہ نکالا** اور پھر اس کی **پابندی کا حق بھی اَدا نہ** کر سکے۔ ان میں سے جو لوگ ایمان لائے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر) ان کا اَجر ان کے لیے لیکن ان نصاریٰ میں سے بیشتر نافرمان ہی رہے۔ (وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ایمان نہیں لائے) [۲۷]

اے لوگو جو اب ایمان لائے ہو (نصاریٰ میں سے)! اللہ تعالیٰ سے ڈَرتے رہنا اور اپنے رسول پر پختہ ایمان رَکھنا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت سے دُہرا اَجر دے گا اور اللہ تعالیٰ تمہیں ایسا نور بخشے گا جسکی روشنی میں تم چلو گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف فرما دیگا کیونکہ وہ بڑا معاف فرمانے والا اور بڑی رحمت فرمانے والا ہے۔ [۲۸]

(تم کو ایسی روش اختیار کرنی چاہیے) تا کہ باقی اہلِ کتاب جان لیں کہ اللہ

اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ ع

تعالیٰ کے فضل پر ان کا کوئی اجارہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ جسے چاہتا ہے، توفیق عطا فرما دیتا ہے اور وہ بڑی توفیق دینے والا ہے۔[۲۹]

تشریح: وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ:

اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ زمین پر عدل قائم ہو، اسلئے اللہ تعالیٰ نے تمام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پر عدل کے قوانین اور میزان نازل کیے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا کہ ''**اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى**''۔(المائدۃ ۵، آیت ۸) ترجمہ ''عدل قائم کرو، یہ بات تقویٰ کے لیے سب سے زیادہ قریب ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ**''۔(الحدید ۵۷، آیت ۲۵) ترجمہ ''ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیاں اور ہدایات دے کر بھیجا ہے اور ان کیساتھ کتاب اور میزان بھیجے ہیں تا کہ لوگ انصاف پر قائم رہیں''۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا کہ ''**وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ**''۔(المائدۃ ۵، آیت ۴۲) ترجمہ ''اگر تم ان کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ عدل کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے''۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ سات قسم کے لوگوں کو قیامت کے دِن اپنے سائے تلے جگہ دے گا جس دِن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ان میں سے ایک ہے **عادل حکمران**''۔(صحیح بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''یقیناً انصاف کرنے والے قیامت کے دِن اللہ تعالیٰ کے پاس نور کے ممبروں پر رحمٰن کے دائیں جانب ہونگے اور رحمٰن کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ **وہ لوگ جو اپنے فیصلوں، اپنے گھر والوں اور ان کاموں میں جو ان کے سپرد ہیں، عدل وانصاف سے کرتے ہیں**''۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''لوگوں کے ہر جوڑ پر ہر روز جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، ایک صدقہ کرنا واجب ہے۔ لوگوں کے درمیان **انصاف کر دینا بھی صدقہ ہے**''۔ (صحیح بخاری)

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ:

یہ آیت شریفہ اشارہ کرتی ہے کہ

(۱) جنگی صلاحیت یعنی دفاعی قوت پوری طرح اختیار کی جائے۔ جنگی سامان جو بھی بنتے ہیں، ان میں کثیر المقدار لوہا ہی استعمال ہوتا ہے۔

(۲) عدل قائم کرنے کیلئے اگر ضرورت پڑے تو جنگ فرض ہو جاتی ہے۔ اپنا حق مانگنے کیلئے اگر ضرورت پڑے تو بھی جنگ فرض ہو جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تمہارا سب سے **افضل جہاد سرحدوں کی نگرانی ہے**''۔ (ماخذ از حدیث مبارکہ جو کہ امام طبرانی نے روایت کی ہے اور اسکے تمام راوی ثقہ ہیں)

انسانی تاریخ میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ **جسکا دفاع مضبوط ہوگا، وہی ملک، سلطنت یا ریاست مضبوط** ہوگی۔ جسکی فوج کمزور ہوگی، وہ ہر وقت خطرے میں رہیں گے کیونکہ کچھ دوست، کچھ دُشمن جانے پہچانے، کچھ دُشمن دوست کے لبادے میں اور کچھ دُشمن چھپے ہوتے ہیں جن کو انسان نہیں جانتا لیکن اللہ تعالیٰ جانتا ہے، اسلئے **اگر بھوکے رہ کر بھی ملک کے دفاع کیلئے ہر وسیلہ اختیار کیا جائے اور اکٹھا کیا جائے تو یہ مہنگا نہیں پڑتا۔**

عوام کا دِین، آبرو اور مال ودولت دفاع پر منحصر ہیں۔ جس کی فوج مضبوط ہو

گی، اسکے عوام بھی مضبوط ہونگے۔ جسکی فوج کمزور ہوگی، اسکے عوام بھی کمزور ہونگے۔ یہ ایک آفاقی سچائی Universal Truth ہے۔ جو کمزور ہوگا، طاقتور اس پر غالب آ کر اس کی ہر چیز چھین لے گا۔

فوج کو مضبوط بنانا یا کمزور رکھنا حکومت کی ذِمہ داری ہوتی ہے خواہ حکومت ایک خلیفہ کی ہو یا ایک سلطان کی ہو یا ایک بادشاہ کی ہو یا ایک امیر کی ہو یا ایک کسی زبردست کی ہو جس نے بغیر کسی اصول کے حکومت پر قبضہ کر لیا ہو یا کرپشن کے ذریعے اس نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''بعض لوگ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنی جان کو بھی قربان کر ڈالتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑی شفقت کرنے والا ہے''۔ (البقرۃ ۲، آیت ۲۰۷)

جن مومنین نے ہجرت کی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال اور جان قربان کیا وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑے مرتبے والے ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔ انہیں انکا رَبِّ کریم خوشخبری دیتا ہے اپنی رحمت کی اپنی رضا کی اور جنتوں کی جن میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پاس یقیناً بہت بڑا انکے لیے ثواب ہے (التوبہ ۹، آیات ۲۰ سے ۲۲)

نوٹ: اللہ تعالیٰ ان لاکھوں کروڑوں شہدا کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ انکے قصوروں کو معاف فرما دے۔ انکو اَجرِ عظیم عطا فرمائے جنہوں نے تحریکِ پاکستان میں اور آزادیٔ پاکستان میں اپنے مال اور اپنی جانیں قربان کیں جسکی وجہ سے آج ہم **شرک کے غلبہ سے آزاد ہو کر** اپنے طرزِ زندگی کو قرآن کریم کے مطابق سنوارنے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔

یا اللہ تعالیٰ! ہمیں ایسے لیڈر عطا فرما جو **پاکستان کے مقصد لا الہ الا اللہ** کو سمجھ سکیں جیسا حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سمجھا تھا اور اے رَبّ العالمین حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے ہاں سے عظیم ترین رُتبہ عطا فرما کہ ایسا مردِ مجاہد اگر ہمیں پھر مل جائے تو ہمارے حکمران گمراہی کے راستے کو چھوڑ کر سیدھے راستے پر آ جائیں۔ جو بھی اینٹ اُٹھاؤ، وہی اندر سے کھوکھلی نکلتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دِن سرحد پر پہرہ دینا دُنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سے بہتر ہے''۔(صحیح بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پاس دو آدمی آئے کہ ہمارے درمیان فیصلہ کر دیجیے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم کیا گیا کہ ان کے درمیان آپ فیصلہ کر دیں تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے پوچھا کہ ''اگر میں فیصلہ کر دوں تو مجھے کیا اَجر ملے گا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر تمہارا فیصلہ صحیح ہوا تو دَس نیکیاں ملیں گی اور اگر تمہارا فیصلہ باوجود کوشش کے خطا ہو گیا تو تم کو ایک نیکی ملے گی''۔[امام احمد] **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ هُمْ** ''۔(المائدۃ ۵، آیت ۴۸) ترجمہ ''**جو کچھ تم پر نازل کیا گیا ہے** (یعنی قرآن کریم)، **اسکے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو اور حق کے خلاف دوسرے لوگوں کی خواہشات پر مت چلو**''۔

''یہاں'' **لوگوں کے درمیان** کا مطلب یہ ہے کہ تمام بنی نوع انسان خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رَکھتے ہوں، تم نے فیصلہ قرآن کریم ہی کے مطابق کرنا ہے۔

قضا کا منصب بہت ہی مشکل ہے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جس شخص کو منصب قضا سونپا گیا، اس کو بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا''۔(ابو داؤد) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''قاضیوں کی تین قسمیں ہیں [۱] ایک قسم جنتی ہے۔ باقی دو قسمیں جہنمی ہیں۔ جنت میں وہ شخص جائے گا جس کو حق کا علم ہوگا اور وہ اس کے مطابق فیصلہ کرے گا۔ جو شخص حق کا علم رَکھتا ہے لیکن پھر بھی فیصلے میں ظلم کرتا ہے، وہ جہنم میں ہوگا۔ جو شخص بغیر علم کے لوگوں کے فیصلے کرتا ہے وہ بھی جہنم میں ہوگا''۔(ابوداؤد)

اَلْمُجَادِلَۃِ ۵۸

مدینہ منورہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۲۲ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا
وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ
اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ① اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ
مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا
الّٰۗـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۸) اللہ تعالیٰ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے بارے میں تم سے بحث کر رہی تھی اور اللہ تعالیٰ سے فریاد کیے جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔[۱]
جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں، وہ ان کی مائیں نہیں بن جاتیں۔ انکی مائیں تو وہ ہیں جنہوں نے انکو جنا ہے۔ لوگ ناپسندیدہ اور جھوٹی بات کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بڑا ہی معاف فرمانے والا اور درگزر فرمانے والا ہے۔[۲]

الْقَوْلِ وَزُوْرًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝۲ وَالَّذِيْنَ
يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا
فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ
تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۳ فَمَنْ
لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ
يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ
مِسْكِيْنًا ؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَتِلْكَ
حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۴ اِنَّ
الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ

جو لوگ اپنی عورتوں سے ظہار کر بیٹھتے ہیں پھر اپنی اس بات سے جو انہوں نے کہی ہے، رجوع کر لیں تو قبل اسکے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، ایک غلام آزاد کرنا ضروری ہے۔ اس سے تم کو نصیحت کی جاتی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ تعالیٰ کو اس کی خبر ہوتی ہے۔[۳]

اور اگر کوئی غلام نہ پائے تو وہ دو مہینے کے لگا تار روزے رکھے۔ اگر یہ نہ کر سکے تو قبل اس کے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ نصیحت اسلئے ہے کہ تم اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کے حکم پر عمل کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کے قوانین کی حدود ہیں اور جو انکو نہیں مانے گا اور ان پر عمل نہیں کرے گا تو ایسے غفلت کرنے والوں کیلئے دردناک عذاب ہوگا۔[۴]

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کی مخالفت

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ؕ
وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۚ﴿۵﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ
جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰهُ اللّٰهُ
وَنَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۶﴾ اَلَمْ تَرَ
اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ
مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا
خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ
وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ

کرتے ہیں، وہ اسی طرح ذلیل ہونگے جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو ذلیل وخوار کیا جا چکا ہے۔ ہم نے صاف صاف آیات نازل کر دی ہیں۔ جو کوئی ان کا انکار کرے گا، اسکے لیے ذِلت کا عذاب ہوگا۔[۵]

ایک دِن آئے گا کہ اللہ تعالیٰ ان کو دوبارہ زندہ کر کے اُٹھائے گا اور ان کو بتائے گا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے سب کچھ ان کا کِیا محفوظ کر رَکھا ہے لیکن وہ خود بھول چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک ایک چیز کو دیکھ رہا ہے۔[۶]

کیا تم نہیں جانتے کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رَکھتا ہے۔ کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ تین آدمی آپس میں خفیہ مشورہ کر رہے ہوں اور انکے ساتھ چوتھا اللہ تعالیٰ نہ ہو یا پانچ آدمیوں میں سرگوشی ہو اور انکے ساتھ چھٹا اللہ تعالیٰ نہ ہو۔ خفیہ بات کرنے والے خواہ اس سے کم ہوں یا زیادہ۔ جہاں کہیں بھی ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر قیامت کے روز ان کو بتا دے گا جو

بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۷ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ز وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْ لَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ؕ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۸

کچھ وہ عمل کرتے رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔[۷]

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو خفیہ مشورے کرنے سے منع کیا گیا تھا پھر بھی وہ وہی کچھ کیے جا رہے ہیں جس سے انکو منع کیا گیا۔ یہ لوگ چھپ چھپ کر آپس میں گناہ، زیادتی اور رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کی نافرمانی کے مشورے کرتے ہیں اور جب تمہارے پاس آتے ہیں، وہ اس طرح سلام کرتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے تم پر سلام کرنا نہیں سکھایا اور وہ اپنے دِلوں میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا ان باتوں پر جو ہم کرتے ہیں۔ (انکو علم نہیں ہے کہ) ان کیلئے جہنم مقرر ہو چکی ہے۔ اسی میں وہ داخل ہوں گے اور یہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔[۸]

تشریح: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ:

انسانی تاریخ بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اکثر نبیوں اور رسولوں کو لوگوں نے قبول نہیں کیا۔ ان کی سخت مخالفت کی۔ بعضوں کو قتل بھی کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ کا نبی تو ان کے فائدے کے لیے ہی ان کو نصیحت کرتا تھا جو وہ کرتا تھا۔ سچ کہا اللہ تعالیٰ نے کہ ''اِنَّهٗ

كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝''۔(الاحزاب۳۳،آیت۷۲)ترجمہ''بیشک وہ (یعنی انسان) ظالم اور جاہل ہے''۔اپنی جہالت کی وجہ سے وہ اپنا نفع اور نقصان بھی دیکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔خود اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے اور اس کو ذرا احساس نہیں ہوتا کہ یہ ظلم اس کو جہنم میں لے جائے گا۔

تمام نبیوں میں سب سے زیادہ تکلیفیں جس نبی نے برداشت کیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہیں۔[مشکوٰۃ] ذرا غور کرو کہ پورا عرب ان کے خلاف ہے۔ پورا فارس ان کے خلاف ہے۔ پوری قومِ نصاریٰ ان کے خلاف ہے سوائے چند ایک لوگوں کے جیسے حبشہ کے نجاشی تھے۔ساری دُنیا کی مخالفت کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اپنے فرضِ منصبی پر ثابت قدم رہے۔انسان سوچتا ہے کہ آخر ان میں کیا بات تھی کہ ساری دُنیا کی دُشمنی ان کے پاؤں کو ڈگمگا نہیں سکی حتیٰ کہ ایک وقت آیا کہ یہی مخالفین ان کے مطیع ہو گئے اور خراج دینے یا اسلام قبول کرنے پر مجبور ہوئے۔

یاد رکھو کہ یہ حوصلہ اور ثابت قدمی قرآن کریم پر عمل کرنے کی وجہ سے تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ''**قرآن کریم بعض قوموں کو بلند کرتا ہے اور بعض قوموں کو پست کرتا ہے**''۔[مشکوٰۃ]

آج کل ہمارے بھی بے شمار دُشمن ہیں۔اوپر سے وہ دوستی کا لبادہ پہنے ہوئے ہیں اور اندر سے خفیہ خفیہ ہمیں ختم کرنے کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔

وہی تین قوتیں آج بھی ہمارے خلاف برسرِ پیکار ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زمانے میں تھیں۔[۱] مشرکین [۲] یہودی [۳] نصاریٰ۔اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ''یہ اندر سے ایک دوسرے کے خلاف ہیں لیکن مسلمانوں کے خلاف یہ سب ایک ہیں''۔اگر ہم قرآن کریم پر عمل کریں جیسا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عمل کیا تھا تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم ان کی دُشمنی سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکیں۔اس وقت ہم فرقہ فرقہ ہو چکے ہیں۔ایک ملت کی بجائے بہت سی قومیں بن چکی ہیں اور وہ سب ایک دوسرے کے دُشمن ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ''**وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا**''۔(النساء۴،آیت

۱۰۳) ترجمہ ''سب مل کر (متحد ہو کر) اللہ تعالیٰ کی رسّی (یعنی قرآن حکیم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقے فرقے مت بنو''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تم لوگوں پر میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی سنت کا اتباع لازم ہے۔ اس پر عمل کرو اور ان کے طریقوں کو دانتوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۵۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تم میں کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی مرضی ان احکامات کے تابع نہ ہو جائے جو میں لے کر آیا ہوں''۔ (یعنی قرآن حکیم) (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۵۹)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو جماعت سے جدا ہو گیا (یعنی اتحادِ اُمت سے) وہ آگ میں ڈالا جائیگا''۔ ([ترمذی] مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۱۶۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جب کوئی قوم ہدایت حاصل کرنے کے بعد **جھگڑوں** اور **فساد** میں مبتلا ہو جاتی ہے تو وہ گمراہ ہو جاتی ہے''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے یہ آیت شریفہ تلاوت فرمائی ''**مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ○**''۔ (الزخرف ۴۳، آیت ۵۸)
ترجمہ ''یہ مثال تمہارے سامنے محض بحث کیلئے لائے ہیں۔ یہ لوگ (یعنی کافرین) ہیں ہی جھگڑالو''۔ ([ترمذی] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۰)

ہماری قوم کی پستی اور تنزل کا گراف **ننانوے فیصد** ہماری سیاست میں **جھگڑے** اور **فساد** کی وجہ سے ہے جو کہ مسلسل ساٹھ ستر سال سے لگاتار چلے آ رہے ہیں اور اب بھی ان میں اتحاد اور یکجہتی کی صورت کوئی نظر نہیں آتی۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جس نے دِین میں نئی بات نکالنے والے کی مدد کی اس نے اسلام کو گرانے میں مدد کی'' (مشکوٰۃ جلد اوّل حدیث ۱۷۹) بقول حضرت علامہ محمد اقبال

؎ وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر
؎ توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا
؎ **تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں** خنجر ہلال کا ہے قومی نشاں ہمارا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا
بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا
بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ
تُحْشَرُوْنَ ۝۹ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَاۗرِّهِمْ شَيْـــًٔا اِلَّا بِاِذْنِ
اللّٰهِ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي
الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ
انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ

ترجمہ ◄ (آیات ۹ سے ۱۳) اے ایمان والو! جب تم آپس میں خفیہ باتیں کرو تو گناہ اور ظلم اور رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کی نافرمانی کی باتیں مت کیا کرو بلکہ نیکی اور تقویٰ کے متعلق باتیں کیا کرو۔ اس اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم سب نے اکٹھے ہونا ہے۔[۹]

خفیہ باتیں کرنا شیطان کی طرف سے ہے اور اسکا مقصد یہ ہے کہ ایمان لانے والے لوگ رنجیدہ ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی چیز انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی اور مومنوں کو اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ رکھنا چاہیے۔[۱۰]

اے مومنو! جب تم سے کہا جائے کہ اپنی مجلسوں میں جگہ بنا دیا کرو تو جگہ بنا دیا کرو (نئے آنے والوں کیلئے)۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کشادگی پیدا فرما دیگا۔ جب تم سے کہا جائے کہ اُٹھ جاؤ تو اُٹھ جاؤ۔ تم میں سے جو لوگ ایمان والے ہیں اور جن کو

وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾

علم (دِین) عطا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ انکے دَرجے بلند کرے گا۔ جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ تعالیٰ کو اس کی خبر ہوتی ہے۔[۱۱]

اے ایمان والو! جب تم رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) سے علیحدگی میں بات کرنا چاہتے ہو تو بات کرنے سے پہلے کچھ صدقہ دو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور زیادہ پاکیزہ ہے لیکن اگر تم اسکی طاقت نہیں رَکھتے (یعنی صدقہ دینے کی) تو اللہ معاف فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔[۱۲]

اے ایمان والو! کیا تم ڈَر گئے کہ تمہیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) سے علیحدگی میں بات کرنے سے پہلے صدقہ دینا پڑے گا۔ اچھا تو اب تم ایسا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو معاف فرما دیا تو اب نماز قائم کرتے رہو، زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کی اطاعت کرتے رہو۔ تم جو

کچھ بھی کرو گے، اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہوتا ہے۔[۱۳]

تشریح: اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ:

خفیہ اور علیحدگی میں چند لوگوں کا بات کرنے کیلئے بیٹھ جانا اور مشورہ کرنا ہر وقت بُرا نہیں ہے بلکہ یہ منحصر ہے اس بات پر کہ اس مجلس میں کیا چیز زیر بحث لانی ہے۔ اگر مشورہ کرنا ہے کسی شخص کیخلاف یا کسی گروہ کیخلاف یا حکومت کیخلاف یا کسی رشتہ دار کیخلاف تو یہ ایک شیطانی کام ہے۔ ہر شرارت کیلئے وسوسہ شیطان کی طرف سے ہے۔

اگر مشورہ یہ کرنا ہے کہ کسی دو انسانوں میں صلح کرادو یا میاں بیوی میں صلح کرادو یا دو خاندانوں میں صلح کرادو تو یہ مشورہ نیکی کا کام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے **آدابِ مجلس** کی جو تعلیم دی ہے، اسکے مختصر جزئیات یہ ہیں:

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جب تین آدمی بیٹھے ہیں تو دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں کیونکہ یہ تیسرے آدمی کیلئے باعث رنج ہوگا'' (بخاری وترمذی

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''دو آدمی باہم سرگوشی نہ کریں مگر تیسرے سے اجازت لے کر''۔ (مسلم)

(۳) اگر مجلس بڑی ہو اور جگہ کا معاملہ ہو تو نئے آنے والوں کیلئے جگہ بنا دیا کرو۔

(۴) کوئی آنے والا شخص کسی کو اُٹھا کر اسکی جگہ بیٹھنے کی کوشش نہ کرے۔

(۵) **حضرت عبداللہ بن عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''کوئی شخص کسی کو اُٹھا کر اسکی جگہ نہ بیٹھے بلکہ تم خود دوسروں کے لیے جگہ کشادہ کر دیا کرو''۔ (بخاری ومسلم)

(۶) آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''کسی کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ دو آدمیوں کے درمیان انکی اجازت کے بغیر گھس جائے''۔ (مسند احمد)

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے علیحدگی میں بات کرنے کیلئے صدقے کا حکم جو آیا تھا اور پھر منسوخ ہو گیا اسکی چند وجوہات یہ ہیں:

(۱) ابن جریر میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے بہت زیادہ باتیں تخلیہ میں کرنے

لگے حتیٰ کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو تنگ کر دیا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر سے یہ بوجھ ہلکا کر دیا۔

(۲) علیحدگی میں بات کرنے سے لوگوں میں غلط باتیں پھیلنے لگیں اور مدینہ منورہ میں افواہوں کا رواج پڑنے لگا۔

(۳) منافقین اس بات سے فائدہ اُٹھانے لگے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تو کانوں کے کچے ہیں، ہر ایک بات سن لیتے ہیں۔ (احکام القرآن ابن العربی، تفہیم القرآن، سورۃ المجادلہ، نوٹ ۲۹)

بعد میں صدقے کا حکم اُٹھالیا گیا۔

معاشرت کے چند آداب:

(۱) **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''میری باتیں دوسروں تک پہنچاؤ''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۸۷)

(۲) **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جس نے میری جانب سے جھوٹی بات بیان کی تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے''۔ ([بخاری] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۸۷)

(۳) **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اسکو دِین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے''۔ (مشکوٰۃ جلد اوّل حدیث ۱۸۹)

(۴) **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''حسد صرف دو افراد کے سوا کسی کو جائز نہیں۔ ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے دولت سے نوازا اور اس کو راہِ حق میں خرچ کرتا ہے اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا کی اور وہ اس سے فیصلے کرتا ہے اور تعلیم دیتا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۹۱)

(۵) **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''انسان کے مرنے کے بعد اس کے تمام عمل منقطع ہو جاتے ہیں سوائے صدقہ جاریہ کے اور ایسے علم کے جس سے دوسرے لوگوں کو فائدہ پہنچے اور نیک اولاد سے جو اپنے والدین کیلئے دُعا کرتی رہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۹۲)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ
عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ
عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ
عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾
اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۶﴾ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ
وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
النَّارِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ

ترجمہ ◄ (آیات ۱۴ سے ۲۲) کیا تم نے دیکھا نہیں ہے کہ ان لوگوں (یعنی منافقین) کو جنہوں نے دوست بنایا ہے ایک ایسی قوم کو جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنا غضب کیا ہوا ہے۔ (یعنی یہودیوں کو) وہ نہ تو تم میں سے ہیں اور نہ ان میں سے (یعنی یہودیوں میں سے) اور وہ جان بوجھ کر جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔[۱۴]

اللہ تعالیٰ نے ان (یعنی منافقین) کے لیے سخت ترین عذاب تیار کر رکھا ہے۔ جو کچھ وہ حرکتیں کر رہے ہیں، بہت ہی بُری حرکتیں کر رہے ہیں۔[۱۵]

وہ اپنی قسموں سے اپنا بچاؤ کرتے ہیں اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے ہیں۔ ان کے لیے ذِلت کا عذاب ہوگا۔[۱۶]

اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے کے لیے نہ ان کے مال کچھ کام آئیں گے، نہ ان کی اولاد۔ وہ دوزخی ہیں اور ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔[۱۷]

جس دِن اللہ تعالیٰ ان سب کو زندہ اُٹھائیگا اور وہ اسکے سامنے بھی اسی طرح

جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ
وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ
الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ
ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَآ اِنَّ
حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِى الْاَذَلِّيْنَ ﴿۲۰﴾
كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِىْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِىٌّ
عَزِيْزٌ ﴿۲۱﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

قسمیں کھائیں گے جیسے تمہارے سامنے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اور وہ یہ خیال کریں گے کہ اس سے ان کا کام بن جائے گا۔ پس جان لو کہ وہ پکے جھوٹے ہیں۔[۱۸]

شیطان ان پر حاوی ہو گیا ہے اور اس نے ان کو اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا بھلا دیا ہے۔ یہ شیطان کی پارٹی ہے۔ یاد رکھو کہ شیطان کے ساتھی ہی نقصان اُٹھانے والے ہیں۔[۱۹] (وہ جہنم میں جانے والے ہیں)

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کی مخالفت کرتے ہیں، وہ ذلیل ترین مخلوق ہیں۔[۲۰]

اللہ تعالیٰ نے یہ لکھ رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) ہی فتح یاب ہوں گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت زور آور بھی ہے اور سخت زبردست بھی۔[۲۱]

جو لوگ اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، وہ ان لوگوں کو پسند نہیں

الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾

کرتے جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مخالفت کی ہے خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں یا بھائی ہوں یا کنبہ ہو۔ یہ (مومنین) وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جن کے دِلوں میں ایمان ثبت کر دیا ہے اور ان کو مدد دی اپنی روح سے (یعنی اپنی طرف سے) وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے دریا بہہ رہے ہیں۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی پارٹی ہے۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی پارٹی ہی کامیاب ہونے والی ہے۔[۲۲]

تشریح: اللہ تعالیٰ نے ان آیات مبارکہ میں منافقین کا ذِکر کیا ہے اور منافقین مسلمانوں کو چھوڑ کر یہود و نصاریٰ کو زیادہ دوست بناتے تھے اور مسلمانوں کیخلاف بڑی سکیمیں بنایا کرتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صاف بیان فرما دیا کہ اے منافقین! تمہاری چالیں کبھی کامیاب نہیں ہونگی۔ تم ایک شیطانی گروہ ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اَٹل قانون ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی ہمیشہ سے غالب رہے ہیں اور ہمیشہ غالب رہیں گے۔ مومنین اللہ تعالیٰ کی پارٹی ہے اور دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کی پارٹی ہی کامیاب رہنے والی ہے۔

اے منافقین! تم دوزخی ہو اور تم وہاں ہمیشہ رہو گے اور تمہاری دولت اور تمہاری اولاد کسی کام نہیں آئے گی اور تمہاری بُری سکیمیں جو تم مومنین کے خلاف کرتے رہتے ہو، سب اکارت جائیں گی۔ جو بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی مخالفت کرتا ہے، وہ ذلیل ترین انسان ہے۔

یاد رکھو کہ مومن کے لیے عزیز ترین شخصیات ایک اللہ تعالیٰ ہیں اور دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہیں۔ جب تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی محبت ان کے دِلوں میں اپنے خاندان سے، اپنے ماں باپ سے، اپنے بیٹے بیٹیوں سے اور اپنے بہن بھائیوں سے زیادہ نہیں ہوگی، ان کا ایمان پختہ نہیں ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کیساتھ جا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے (حضرت) عمر (فاروق رضی اللہ عنہ)! تمہیں سب سے زیادہ دُنیا میں کون سی چیز پیاری ہے؟ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! مجھے اپنی جان دُنیا کی ہر چیز سے پیاری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اے (حضرت) عمر (فاروق رضی اللہ عنہ)! یاد رکھ! جب تک میں تمہیں تمہاری جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں، تیرا ایمان کامل نہیں ہو سکے گا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! میں اب کہتا ہوں کہ مجھے دُنیا میں سب سے زیادہ عزیز اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہیں۔

قرآن کریم میں ہے کہ ''**قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط وَاللّٰهُ لَايَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○**'' (التوبۃ ۹، آیت ۲۴) ترجمہ ''آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) فرما دیجئے کہ اگر تمہارے آباؤ واجداد اور تمہاری اولاد اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ دولت جو تم کماتے ہو اور وہ تجارت جس میں

نقصان اُٹھانے سے تم ڈرتے ہو اور وہ گھر جو تمہیں پسند ہیں (یہ سب) تم کو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) سے اور اسکی راہ میں محنت و مشقت کرنے سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو اس وقت کا کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیج دے (یعنی عذاب کا حکم) اور اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا''۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''کوئی نبی کسی اُمت میں مجھ سے پہلے نہیں بھیجا گیا مگر ان کی اُمت میں ان کے مددگار ہوتے تھے اور وہ لوگ ان نبیوں کے احکام پر عمل کرتے تھے اور ان کی سنت کو اپناتے تھے پھر ان کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوئے جن کا طریقہ یہ تھا کہ وہ جو کچھ کہتے، اس پر عمل نہیں کرتے تھے اور وہ ایسے کام کرتے جس کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا لہٰذا جو ایسے نافرمانوں کے خلاف بنفس نفیس جہاد کرے گا، وہ مومن ہوگا اور جو زبان سے جہاد کرے گا وہ بھی مومن ہوگا اور جو دِل سے جہاد کرے گا (یعنی انہیں بُرا جانے گا) وہ بھی مومن ہوگا **لیکن اس کے بعد رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے**''۔ ([مسلم] مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۱۴۹) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جس نے کسی کو نیکی کی طرف بلایا تو اس کو اتنا ہی اَجر ملے گا جتنا اس عمل کرنے والے کو ملے گا اور اس عمل کرنے والے کے اَجر میں کمی نہیں کی جائیگی اور اگر کسی شخص نے کسی کو بُرائی کی طرف راغب کیا تو اس کو بھی اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا گناہ بُرائی کرنے والے کو ہوگا اور اسکے گناہ میں سے کمی نہیں کی جائیگی''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۵۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ''اے بیٹے! اگر تم یہ طاقت رَکھو اور یہ چاہتے ہو کہ تمہارے صبح و شام ٹھیک ہوں تو تمہارے دِل میں **کسی کے لیے کینہ نہیں ہونا چاہیے**'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اے بیٹے! یہ میری سنت ہے اور **جس نے میری سنت کو دوست رَکھا، اس نے مجھے دوست رَکھا** اور **جس نے میرے ساتھ دوستی کی، وہ جنت میں جائیگا**''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۱۶۵) **حضرت ابو ہریرۃ** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے میرے طریقے کو مضبوطی سے پکڑا اسکو سو (۱۰۰) شہیدوں کے برابر اَجر ملے گا''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۱۶۶)

اَلۡحَشۡرِ ۵۹

مدینہ منورہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۲۴ آیات ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ ۚ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۝ هُوَ الَّذِىۡۤ اَخۡرَجَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ مِنۡ دِيَارِهِمۡ لِاَوَّلِ الۡحَشۡرِ ؕ مَا ظَنَنۡتُمۡ اَنۡ يَّخۡرُجُوۡا وَظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ

ترجمہ ◄ (آیات ۱ سے ۱۰) جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے، سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ وہ بہت ہی زبردست اور بہت ہی دانا ہے۔[۱]

یہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے اہلِ کتاب کافروں (یعنی یہود) کو پہلے ہی حملے میں انکے گھروں سے نکال دیا۔ تم تو خیال کرتے تھے کہ وہ نہیں نکلیں گے اور یہودی کافر یہ خیال کرتے تھے کہ ان کے قلعے ان کو بچالیں گے اللہ تعالیٰ سے لیکن اللہ تعالیٰ ایسے راستے سے ان پر حملہ آور ہوا جن کا ان کو کبھی خیال بھی نہیں آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے

مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ
حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ق وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ
الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي
الْمُؤْمِنِيْنَ ق فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝۲ وَلَوْ لَآ
اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي
الدُّنْيَا ط وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝۳ ذٰلِكَ
بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ج وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ
اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۴ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ
تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ

ان کے دِلوں میں (مومنین کا) **رُعب** ڈال دیا کہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو برباد کرنے لگے اور مومنوں کے ہاتھ بھی برباد کر رہے تھے۔ اے آنکھیں رَکھنے والو! اس واقعہ سے عبرت حاصل کرو۔[۲]

اگر اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جلاوطنی نہ لکھی ہوتی (تقدیر میں) تو اللہ تعالیٰ ان کو دُنیا میں عذاب دیتا اور آخرت میں انکے لیے دوزخ کا عذاب ہے۔[۳]

یہ سلوک ان سے اس لئے کیا گیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کی مخالفت کی اور جو بھی اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو سزا دینے میں بڑا سخت ہے۔[۴]

تم لوگوں نے کھجور کے جو درخت کاٹے یا جن کو اپنے تنوں پر کھڑا رہنے دیا، یہ سب اللہ تعالیٰ کی منشاء سے ہوا تا کہ فاسقوں کو ذلیل وخوار کیا جائے۔[۵]

وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۵ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ
مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ
وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶ مَا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ
مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ لا كَيْ لَا
يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ط وَمَآ اٰتٰكُمُ
الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ق وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ج

جو ان کا مالِ غنیمت اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کو دلوایا، وہ ایسے مال نہیں ہیں جن پر (اے مومنین!) تم نے اپنے گھوڑے اور اونٹ دوڑائے ہوں (یعنی تم نے جنگ نہیں کی) لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے، قابض کر دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔[۶]

جو مالِ فئے (یعنی مالِ غنیمت) اللہ تعالیٰ نے ان بستی والوں سے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کو دلوایا، وہ ہے اللہ تعالیٰ کیلئے، اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کیلئے، رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کے رشتہ داروں کیلئے، یتیموں کیلئے، مسکینوں کیلئے اور مسافروں کیلئے (یہ انتظام اسلئے کیا گیا) تاکہ ساری دولت تمہارے مالداروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتی رہے (تو اے مومنین!) جو کچھ رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) تمہیں دے دے، وہ لے لو اور جس چیز سے تم کو منع کر دے اس سے باز آ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔[۷]

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۘ﴿۷﴾ لِلْفُقَرَآءِ
الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ
وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا
وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ
ۚ﴿۸﴾ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ
يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ
صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى
اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ
شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ﴿۹﴾ وَالَّذِيْنَ

(یہ مال) ان غریب مہاجرین کیلئے ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنی جائیدادوں سے محروم کر دیئے گئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ یہی لوگ سچے لوگ ہیں۔[۸]

اور (یہ مال) ان لوگوں کیلئے بھی ہے جو مہاجرین کے آنے سے پہلے ایمان لائے اور وہ دارالہجرت (یعنی مدینہ منورہ) میں رہتے ہیں (یعنی انصار)۔ یہ انصار ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے پاس آئے اور جو کچھ بھی ان کو دے دیا جائے، اس سے ناپسندیدگی اپنے دِلوں میں نہیں رَکھتے اور اپنے پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ وہ خود محتاج ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو بھی اپنے دِل کی تنگی سے بچا لیا گیا، وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔[۹]

جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۰

اور (یہ مالِ فئے) ان لوگوں کیلئے بھی ہے جو ان پہلوں کے بعد آئے ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رَبِّ کریم! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دِلوں میں ان لوگوں کیلئے جو پہلے ایمان لا چکے ہیں کوئی کینہ نہ رَکھ۔ اے ہمارے رَبِّ کریم! تو بڑا مہربان اور رحم فرمانے والا ہے[۱۰]

تشریح : یہ سورت مبارکہ یہودی قبیلہ بنونضیر کے اخراج کے واقعات پر مبنی ہے۔ بنونضیر مدینہ طیبہ کے پاس ہی رہتے تھے اور کھیتی باڑی انکا مشغلہ تھا اور وہ مسلمانوں کے حلیف تھے۔ مسلمانوں کے ہاتھ سے ایک دوسرے قبیلے کے دو آدمی غلطی سے مارے گئے اور مسلمانوں نے دیت کا فیصلہ کرلیا۔ بنونضیر چونکہ مسلمانوں کے حلیف تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم انکے پاس گئے کہ دیت ہم اکٹھے دینگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ایک دیوار کے ساتھ بیٹھے تھے اور بنونضیر نے خفیہ تدبیر کی کہ ایک آدمی کو دیوار کے اوپر ایک پتھر دے کر بٹھا دیا کہ موقع دیکھ کر یہ پتھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر گرا دینا تا کہ ان کا کام تمام ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو وحی بھیج کر اس سے خبردار فرما دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم وہاں سے اُٹھ کر چلے گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے بنونضیر کو پیغام بھیجا کہ تم نے مجھے قتل کرنے کی سازش کی ہے، اب تمہیں دس دِن کا وقت دیا جاتا ہے کہ یہاں سے نکل جاؤ۔ اگر دس دِنوں میں نہیں نکلو گے تو ہم تم پر حملہ کر دینگے۔

منافقین نے جنکا سردار عبداللہ بن ابی تھا، بنونضیر کو پیغام بھیجا کہ اگر مسلمان تم پر حملہ کرینگے تو ہم تمہارا ساتھ دینگے۔ آپ لوگ یہیں ٹھہرے رہو۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے دیکھا کہ دس دِنوں میں انہوں نے نکلنے کا کوئی بندوبست نہیں کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے انکو گھیرے میں لے لیا کہ اگر نہیں نکلو گے تو ابھی ہم تم پر حملہ کر دینگے۔ اگر نکل جاؤ تو اپنا سامان جو تم لے جا سکتے ہو، لے جانے کی اجازت ہے تو پھر وہ خوف کے مارے اپنے اونٹوں پر جتنا سامان لاد سکتے تھے، لاد کر مدینہ طیبہ چھوڑ گئے۔

مسلمانوں نے جو انکے کچھ درخت کاٹے، وہ شاید اسلئے تھا کہ انہوں نے انکے قلعوں تک پہنچنے کا ایک راستہ بنایا لیکن اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ جو کچھ بھی ہوا، وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہوا لہٰذا حق تھا، ظلم نہیں تھا۔

اس معرکہ میں جس میں عملی طور پر جنگ نہیں ہوئی جو مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا، وہ ساری قوم کی ملکیت تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی دو[۲] وجوہات بیان فرمائی ہیں:

(۱) عملی جنگ نہیں ہوئی، اسلئے مجاہدین کا کوئی حصہ نہیں بنتا۔

(۲) اگر یہ سارا مجاہدین کو ہی دیا جائے تو وہ لوگ جو معذوری کی وجہ سے جنگ میں شریک نہیں ہوئے، وہ تو غریب رہ جائینگے، اسلئے اللہ تعالیٰ نے یہ ایک قانون بنا دیا کہ دولت ملک میں مساوی طور پر تقسیم کی جائے تا کہ کچھ لوگ زیادہ امیر نہ ہو جائیں اور کچھ لوگ زیادہ غریب نہ رہ جائیں تا کہ معاشی عدل قائم ہو جائے۔

تا کہ ساری دولت مالداروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتی رہے: (آیت مبارکہ ۷)

یہ ایک بہت بڑا سبق ہے جو مسلم حکومت کو دیا جا رہا ہے کہ معاشرے میں دولت کو مساوی طور پر تقسیم کرنا حکومت کا ذِمہ ہے۔ اگر اس پر توجہ نہیں دی جائیگی جیسا کہ ہمارے ہاں ہو رہا ہے تو امیر، امیر تر ہوتے جائیں گے اور غریب، غریب تر ہوتے جائینگے پھر جو ظلم امیر غریبوں پر کرتے رہیں گے، اس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا۔ فرانس کے انقلاب کی وجہ یہی تھی کہ ملک کی ساری دولت چند ہاتھوں میں چلی گئی تھی اور باقی آبادی غریب سے غریب تر ہوتی جا رہی تھی اور اسی طرح کی مالی ناانصافی دوسری جنگ عظیم کی وجہ بنی۔ جرمنی میں ہٹلر کو اس بات کا سخت احساس ہوا کہ یہودی جو بہت بڑی تعداد میں وہاں رہتے تھے، ساری دولت ان کے قبضے میں ہے اور وہ غریب لوگوں کا استحصال کرتے جا رہے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ
لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ
وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ
لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۱﴾ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ
وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ
لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ
رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ

ترجمہ◄ (آیات ۱۱ سے ۲۰) کیا تم لوگوں نے منافقین کے رویے کو نہیں دیکھا۔ یہ اپنے کافر اہل کتاب بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم نکالے گئے (یعنی جلاوطن کیے گئے) تو ہم تمہارے ساتھ نکلیں گے اور اب ہرگز تمہارے معاملہ میں کسی دوسرے کی بات نہیں مانیں گے اور اگر تم سے لڑائی کی گئی تو ہم تمہاری مدد کرینگے۔ اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹ بولتے ہیں۔[۱۱]

اگر بنونضیر (یہودیوں کا ایک قبیلہ) نکالے گئے، یہ ہرگز انکے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر بنونضیر کیساتھ لڑائی کی گئی تو ہرگز انکی مدد نہیں کرینگے۔ اگر وہ مدد کیلئے آئینگے بھی تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائینگے اور پھر ان منافقین کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔[۱۲]

یہ (یعنی منافقین) اللہ تعالیٰ سے زیادہ تم لوگوں سے ڈرتے ہیں کیونکہ یہ ایسی قوم ہے جو حقیقت نہیں جانتی۔ (یعنی حق اور باطل میں تمیز کرنا نہیں جانتی۔ ڈرنا چاہیے تو اللہ تعالیٰ سے لیکن یہ ڈرتے ہیں بندوں سے)[۱۳]

لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى
مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ
شَدِيْدٌ ؕ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ ذٰلِكَ
بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ ۚ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ﴿۱۵﴾ ۚ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ
فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ
رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ

یہ کبھی اکٹھے ہو کر تم سے جنگ نہیں کر سکتے۔ اگر جنگ کرینگے بھی تو یا تو قلعہ بند بستیوں میں یا دیواروں کے پیچھے چھپ کر۔ یہ آپس میں مخالفت میں بڑے سخت ہیں۔ تم انہیں متحد دیکھتے ہو لیکن دِل انکے ایک دوسرے سے جدا جدا ہیں۔ انکا یہ حال اسلئے ہے کہ یہ عقل نہیں رکھتے۔[۱۴]

انکی مثال قریب کے پہلے لوگوں جیسی ہے جو اپنے بُرے کرتوت کا مزہ چکھ چکے ہیں اور انکے لیے دَردناک عذاب ہے۔[۱۵] (یہ اشارہ ہے بنی قینقاع کی جلاوطنی کا اور مشرکین سے جنگ بدر کا)

انکی مثال شیطان کی سی ہے کہ پہلے وہ انسان سے کہتا ہے کہ کفر کرو پھر جب انسان کفر کر لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ میں تم سے بری الذِمہ ہوں کیونکہ میں اللہ رَبّ العالمین سے ڈَرتا ہوں۔[۱۶]

پھر دونوں (یعنی کافر انسان اور شیطان) کا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ جہنم میں جائینگے

خَالِدَيْنِ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۷﴾ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا
قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ
فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾ لَا
يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ
اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾

جہاں ہمیشہ رہیں گے۔ظالموں (یعنی کافرین منافقین اور شیاطین) کی سزا ایسی ہی ہے[۱۷]

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور دیکھو کہ کل قیامت کیلئے تم نے آگے کیا نیک کام بھیجے ہیں۔اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔جو کچھ بھی تم کرتے ہو، اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہوتا ہے۔[۱۸]

اے مومنین! ان کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا تھا تو پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں خود ان کا اپنا آپ بھلا دیا۔یہی لوگ ہیں جو اصل میں نافرمان ہیں۔(اشارہ ہے منافقین کی طرف کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ لا الہ الا اللہ کا وعدہ کر کے اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل نہیں کرتے تھے گویا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بالکل ہی بھلا رکھا ہے)[۱۹]

اہل جہنم (منافقین) اور اہل جنت (مومنین) برابر نہیں ہو سکتے۔اہل جنت کامیاب لوگ ہیں (اور اہل جہنم ناکام لوگ ہیں)[۲۰]

تشریح : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زمانے میں منافقین ایک جانا پہچانا گروہ تھا جو قانونی طور پر تو مسلمانوں کا حصہ تھا لیکن دِل سے وہ مسلمانوں کیخلاف تھے اور کافروں سے زیادہ قریب تھے، اسی وجہ سے منافقین نے بنونضیر کو گھر بار چھوڑنے سے منع کر دیا تھا

اور ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ اگر مومنین تم سے لڑیں گے تو ہم تمہارے ساتھ ہو کر ان سے لڑیں گے۔ بہت سے منافقین کا عام مومنین کو علم نہیں تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مدینہ طیبہ کے کثیر منافقین کے نام تک بتا دیئے تھے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھوا دیئے تھے۔

منافقین ہمیشہ مسلمان معاشرے کا ایک حصہ رہے ہیں لیکن قانونی طور پر انکو مسلمان ہی گردانا جاتا ہے۔ دِل کے حالات تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ آج کل یوں معلوم ہوتا ہے کہ مومن تو نظر ہی کوئی کوئی آتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ دِلوں کے بھید جاننے والا ہے۔ مہاجرین اور انصار جو سچے مومن تھے انکی مثال تو ایسی ہے کہ وہ ایک دوسرے پر جان نچھاور کر دینے کو تیار رہتے تھے۔

آج کل مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ نفسا نفسی کا عالم ہے۔ دوسرے کا نقصان کر کے اپنا فائدہ دیکھ رہا ہے۔ خود غرضی، خود پسندی، تکبر، اَنا، امتیازی جگہ اور شان ہماری زندگی کا معمول بنا ہوا ہے۔ ایسے رویے کو ہم کیا کہیں؟ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** نے فرمایا کہ ''مسلمان وہ ہے جو صرف مسلمان کی بھلائی چاہتا ہے اور مومن وہ ہے جو سب کی بھلائی چاہتا ہے''۔ (مشکوٰۃ) ایک دوسری حدیث مبارکہ میں **رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم** نے فرمایا کہ ''مسلمان بھائی اپنے مسلمان بھائی کیلئے وہی کچھ پسند کرتا ہے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے''۔ (مشکوٰۃ) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** نے فرمایا کہ ''مسلمان آپس میں ایک جسم کی مانند ہیں۔ جسم کے ایک حصے کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم بیقرار ہو جاتا ہے'' (مشکوٰۃ) اے میرے بھائیو! ان تین احادیث شریف پر غور کرو اور پھر خود سوچو کہ کیا ہم صحیح مسلمان ہیں۔ اگر ہیں تو کیا ہم صحیح مومن ہیں۔ اگر نہیں ہیں تو پھر ہم کیا ہیں؟ مندرجہ بالا آیات مبارکہ منافقین کے بارے میں ہیں۔ **آپ صلی اللہ علیہ وسلم** نے فرمایا کہ ''منافق کی مثال اس بکری کی سی ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان پھرتی ہے۔ کبھی ایک میں جاتی ہے کبھی دوسرے میں'' ([مسلم] مشکوٰۃ جلد اوّل حدیث ۵۰) **آپ صلی اللہ علیہ وسلم** نے فرمایا کہ ''یہ نفاق کی علامت ہے۔ جب تک اسکو ترک نہ کر دے [۱] جب اسکے پاس امانت رَکھی جائے تو اس میں خیانت کرے (مثلاً سیاست میں بغیر اجازت کے پارٹی بدلنا خیانت کرنا ہے) [۲] جب بات کرے تو جھوٹ بولے (مثلاً سیاست بغیر جھوٹ کے ہو نہیں سکتی) [۳] جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے (سیاست میں تو یہ لازمی بات ہے) [۴] جب جھگڑا کرے تو بداخلاقی کرے (اس میں بھی کوئی شک نہیں)'' (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۴۹)

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا
مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ
نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ اللّٰهُ
الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ
هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ
الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ
عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ

ترجمہ◄ (آیات ۲۱ سے ۲۴) اگر ہم یہ قرآن کریم کسی پہاڑ (جو کہ اپنی مضبوطی میں مشہور ہے) پر اُتار دیتے تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے دَبا جا رہا ہے اور پھٹنے کو ہے۔ یہ مثالیں ہم اسلئے بیان کر رہے ہیں کہ انسان ان پر غور وفکر کرے۔[۲۱]

وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جسکے سوا کوئی دوسرا اللہ نہیں ہے۔ وہ ہر چھپی اور ظاہر چیز کا جاننے والا ہے۔ وہ بہت ہی رحم فرمانے والا اور مہربانی فرمانے والا ہے۔[۲۲]

وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جسکے سوا کوئی دوسرا رَبّ نہیں ہے۔ وہ بادشاہ ہے، نہایت پاکیزہ (ہر کمزوری سے پاک) سراسر سلامتی ہے، کائنات میں اَمن قائم کرنے والا ہے، کائنات پر نگہبان ہے، سب سے زیادہ زبردست، سب سے زیادہ زور آور اور سب سے کبریائی میں بڑھ کر ہے۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ اس شرک سے جو لوگ کرتے ہیں[۲۳]

وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو کسی چیز کی پیدائش کو شروع کرتا ہے اور مکمل کرتا ہے اور صورت بناتا ہے۔ اسی کیلئے بہترین نام منسوب ہیں۔ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں

الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾

ہے، سب اسکی تعریف کرتے ہیں اور وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔[۲۴]

تشریح: اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس ان تمام صفات سے متصف ہے جو کائنات میں اچھی صفات ہیں اور انکی انتہا سے بھی آگے وہ متصف ہے۔ لوگوں نے جو شریک بنائے ہوئے ہیں اور بعض صفات میں اللہ تعالیٰ کیساتھ انکو ملایا ہوا ہے، وہ ایک بہت بڑی جہالت ہے۔ انسان خواہ وہ کتنا ہی بلند ہو، خواہ وہ نبی کے مرتبے تک، رسول کے مرتبے تک پہنچا ہوا ہو، اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ انسان، انسان ہے اسکی مخلوق ہے۔

اللہ تعالیٰ کو سمجھنا آسان نہیں۔ اس دُنیا میں کوئی انسان بھی اللہ تعالیٰ کی عظمت کو نہیں پہچان سکتا۔ ممکن ہے کہ انسان کو یہ صلاحیت جنت میں دے دی جائے۔ زمین پر تو انسان کا یہ حال ہے کہ ایک جلیل القدر نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ کی زیارت کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا کہ انسان میں مجھے دیکھنے کی صلاحیت نہیں ہے اور جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ جو کہ انسان سے بہت زیادہ مضبوط ہے، اپنے آپکو اسکے سامنے ظاہر کیا تو وہ پاش پاش ہوگیا۔ محنت و مشقت کے باوجود ہم اسکی ذاتِ بابرکات کی صفات کا احاطہ نہیں کرسکتے کیونکہ وہ ہماری دسترس سے بہت بلند اور بہت عظیم ہے۔ اس ذاتِ بابرکات کو کسی انسان اور جن نے نہیں دیکھا اور نہ ہی انسان اور جن اس دُنیا میں اسکو دیکھ سکتے ہیں۔ جس چیز کو کبھی دیکھا نہیں گیا، اس چیز کی صفات کا اندازہ ہم کیسے کرسکتے ہیں۔

اسی بات کو محسوس کرتے ہوئے ایک بندے نے اللہ تعالیٰ سے اس طرح دُعا کی:

ابن ماجہ میں **حضرت ابن عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کردہ ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، ''کسی بندے نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہوئے کہا: ''**يَارَبِّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِىْ لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَعَظِيْمِ سُلْطَانِكَ**''۔ اے اللہ! تیرے لیے ایسی ہی حمد ہے جو تیرے چہرے کی بزرگی کے لائق اور تیری سلطنت کی عظمت کے لائق ہے۔

فرشتے اس معاملے میں متحیر ہوئے اور فیصلہ نہ کرسکے کہ اسے کس طرح لکھیں

چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی ''یا خدایا! تیرے بندے نے تیری تعریف ایسی کی ہے کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اسے کس طرح لکھیں؟'' یہ جانتے ہوئے بھی کہ بندے نے کیا کہا تھا، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے سوال کیا ''میرے بندے نے کیا کہا؟'' فرشتوں نے عرض کیا ''اس نے کہا، اے اللہ! تیرے لیے ایسی ہی تعریف ہے جو تیرے چہرے کی بزرگی کے لائق اور تیری سلطنت کی عظمت کے لائق ہے'' تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ اسی طرح لکھ دو جس طرح میرے بندے نے کہا ہے۔ قیامت کے دِن جب وہ مجھ سے ملے گا تو میں خود اسے اسکی جزا دوں گا۔

قرآن کریم کی عظمت اور کبریائی ایسی ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی۔ جو شخص قرآن کریم کی عظمت کا ادراک نہیں کرسکتا، وہ اپنے دِل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کا ادراک کرنے سے محروم رہتا ہے۔ قرآن کریم اتنا عظیم ہے کہ اگر پہاڑ کو پیش کر دیا جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جائے جیسے کوہِ طور کا ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کو برداشت نہیں کرسکا اور ریزہ ریزہ ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام خوف کی وجہ سے بیہوش ہو گئے۔ قرآن کریم کی عظمت کو جو انسان جتنا زیادہ سمجھے گا، اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ کا خوف اسکے دِل میں پیدا ہوگا اور اتنا ہی اسکا دِل نرم ہو جائے گا۔ مشکوٰۃ شریف میں **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ ''میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں''۔ **اللہ تعالیٰ** نے فرمایا کہ ''ہم نے اس نبی کو رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا ہے''۔ اللہ تعالیٰ کا خوف اور ڈر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اسلئے زیادہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب سے زیادہ قرآن کریم کو سمجھنے والے تھے۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کے قائل تھے۔

کسی مصنف کی کتاب اسکی شخصیت کا آئینہ دار ہوتی ہے۔ جو شخص قرآن کریم کو نہیں سمجھتا، وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کو کیسے سمجھ سکتا ہے۔ چونکہ یہودی تورات کو نہیں سمجھتے تھے اور اس پر عمل نہیں کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے انکے دِل سخت سے سخت تر کر دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ''**ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ**''۔ (البقرۃ ۲، آیت ۷۴) ترجمہ ''اسکے باوجود بھی تمہارے دِل سخت ہو گئے''۔ چونکہ وہ تورات کی عظمت کو نہیں سمجھ سکے، اسلئے وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا ادراک نہیں کرسکے۔ اس وجہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن کریم پر ایمان لانے سے محروم رہے

اَلْمُمْتَحِنَة ۶۰

مدینہ منورہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۱۳ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ج يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ط اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ قف تُسِرُّوْنَ

ترجمہ ◄ (آیات ۱ سے ۳) اے ایمان لانے والو! میرے دُشمنوں کو اور اپنے دُشمنوں کو کبھی دوست نہ بناؤ۔ تم تو انکی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہو لیکن انہوں نے جو حق (نبی، قرآن کریم اور توحیدِ باری تعالیٰ) تمہارے پاس آیا ہے، وہ اس کو ٹھکراتے ہیں اور انہوں نے نکالا ہے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کو اور تم کو صرف اس لیے کہ تم اپنے رَبِّ کریم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہو۔ اگر تم نکلے ہو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اور میری رَضا کی تلاش میں تو ایسی حرکت مت کرو (یعنی کافر کو دوست نہ بناؤ)

اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝۱ اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۝۲ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۳

تم انکو چھپ چھپا کر دوستی کا پیغام بھیجتے ہو حالانکہ جو کچھ بھی تم چھپا کر یا اعلانیہ کرتے ہو، میں اسکو خوب جانتا ہوں۔ جو شخص بھی تم میں ایسا کرے گا، وہ یقیناً راہِ راست سے بھٹک گیا ہے۔[۱]

ان کافروں کا رویہ تو یہ ہے کہ اگر وہ تم سے ملیں تو تمہارے ساتھ دُشمنی کریں اور اپنے ہاتھوں اور زبان سے تمہیں اذیت دیں اور وہ چاہتے ہیں کہ تم کسی طرح (دوبارہ) کافر بن جاؤ۔[۲]

قیامت کے دِن نہ تو تمہارے خونی رشتے کام آئیں گے اور نہ تمہاری اولاد۔ اس روز اللہ تعالیٰ تمہیں ایک دوسرے سے جدا کر دے گا۔ جو عمل بھی تم کرتے ہو، اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔[۳]

تشریح: اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے کہ کسی غیر مسلم کو خواہ وہ تمہارا خونی رشتہ دار ہو، نہ تو اسکو کبھی دوست بناؤ اور نہ ہی اسکو کبھی کوئی راز کی بات بتاؤ۔ وہ حقیقت میں تمہارے دوست نہیں بن سکتے۔ غیر مسلم کیساتھ تعلقات خوشگوار رکھنے چاہیں بشرطیکہ وہ تعلق خوشگوار رکھنا چاہتا ہو لیکن راز کی بات پھر بھی کبھی نہیں ان کو بتانی چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں مسلمان، یہودی اور نصاریٰ سب مدینہ طیبہ میں اکٹھے ہی رہتے تھے اور ایک دوسرے کی دعوت میں شامل بھی ہو جاتے تھے

ترمذی شریف کی حدیث مبارکہ میں بتایا گیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آٹا اور گوشت لینے کیلئے نکلے تو آٹا ایک یہودی کی دکان سے خریدا تو یہودی کہنے لگا کہ تم اس شخص کے داماد ہو جو اپنے آپکو نبی کہتا ہے تو میں آپ سے قیمت نہیں لوں گا۔ پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک قصائی کی دکان پر گئے۔ وہ بھی یہودی کی دکان تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکو ایک دینار دیا تو کہنے لگا کہ چھوٹے سکے میرے پاس نہیں ہیں، بعد میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دے جانا۔ (ترمذی)

ایسے تجارتی تعلقات میں اور روزمرہ کے معاملات میں مسلم اور غیر مسلم کے روابط ناجائز نہیں ہیں لیکن مسلمان کو یہ اللہ تعالیٰ ہدایت فرما رہا ہے کہ اپنی اور اپنی قوم کی اور اپنی حکومت کی راز کی باتیں اگر کوئی تمہارے پاس ہیں تو کسی غیر مسلم کے پاس نہ کرو کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اور اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب کو نہیں مانتا، وہ تمہارے ساتھ مخلص کیسے ہو سکتا ہے جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کیساتھ مخلص نہیں ہے۔

ان آیات مبارکہ میں تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ **حضرت حاطب بن ابی بلتعہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ بدری صحابی تھے، انکے رشتہ دار مکہ مکرمہ میں رہتے تھے۔ مسلمان مکہ مکرمہ پر حملہ کی تیاری کر رہے تھے اور سوائے چند حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اَور کسی کو علم نہیں تھا۔ ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اس بات کا علم تھا تو حضرت ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفارِ مکہ کو لکھا کہ صورتحال یہ ہے کہ میں آپکو ایک ضروری خبر دے رہا ہوں۔ اسکے بدلے میں تم میرے خاندان کی حفاظت کرتے رہو اور یہ خط حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عورت کو دیا جس نے اپنے سر کے بالوں میں چھپا لیا۔ جب وہ عورت مدینہ منورہ سے باہر نکل گئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر وحی آئی اور معاملے کو واضح کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تین صحابی اس عورت کو پکڑنے کیلئے بھیجے اور اسکو پکڑ کر مدینہ طیبہ واپس لے آئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سامنے پیش کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم! ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر

دیں۔آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ نہیں! یہ بدری صحابی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں حصہ لینے والوں کو معاف فرما دیا ہے، اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا راز فاش ہونے سے بچالیا۔

یہ بات ایمان کی کسوٹی ہے کہ آیا تم حق بات پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی اطاعت کرتے ہو یا اپنے والدین، بہن بھائی، بیوی بچے، قبیلہ اور خاندان، دوست احباب کے مشوروں کو ترجیح دیتے ہو جو کہ ظاہر بات ہے کہ حق کے خلاف ہوگی۔اگر آپ نے اپنے ذاتی فائدے کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حکموں پر ترجیح دی تو تمہارا ایمان ابھی بہت کمزور ہے۔

ایمان کی یہ کمزوری بعض دفعہ انسان کو منافقت پر لے جاتی ہے۔جنگ تبوک کے موقع پر یہی ہوا کہ مدینہ طیبہ کے بعض مسلمان جنگ میں شامل نہیں ہوئے کیونکہ جنگ میں شامل ہونے سے ان کے ذاتی مفاد مجروح ہوتے تھے۔ان میں سے ایک اللہ تعالیٰ نے ذِکر کیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ اس سخت گرمی میں ہم شامل نہیں ہو سکتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کو بتا دو کہ جہنم کی گرمی اس سے کہیں زیادہ ہے۔گویا کہ یہ ان کو اللہ تعالیٰ کا پیغام تھا اور یہی پیغام ہمارے لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حکموں کے مقابلے میں اپنی مرضی کرو گے، اپنے مفاد دیکھو گے تو پھر یاد رکھو کہ تمہارا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک کہ میری ذات اسکو اپنے آباؤ واجداد اور اولاد اور تمام عالمِ انسانیت سے زیادہ محبوب نہ ہو''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۵) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''میرے تمام اُمتی جنت میں داخل ہوں گے مگر جس نے انکار کیا''۔آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے پوچھا گیا کہ ''انکار کا کیا مطلب ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے میری اطاعت کی، وہ داخل جنت ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی، وہی میرا منکر ہے''۔(وہ جہنم میں جائے گا) (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل حدیث ۱۳۵)

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ
وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ
وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا
بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى
تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ
لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ
شَيْءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ
الْمَصِيْرُ ۝۴ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ترجمہ◄ (آیات ۴ سے ۶) تم لوگوں کے لیے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کی زندگی اور اس کے ساتھیوں کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے کہ زندگی کیسے بسر کرنی چاہیے (مثلاً حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) اور اس کے ساتھیوں نے اپنی قوم سے کہا کہ جن چیزوں کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان سے ہم تو دُور رہنے والے ہیں۔ (اے قوم!) ہم نے تم سب کو ٹھکرا دیا اور اب ہمارے اور تمہارے درمیان دُشمنی اور غصہ ہمیشہ رہے گا جب تک کہ تم اللہ تعالیٰ واحد پر ایمان نہیں لاتے مگر (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے باپ کے بارے میں یہ کہنا درست تھا کہ میں آپ کے لیے اپنے رَبِّ کریم سے بخشش مانگوں گا گو میں اللہ تعالیٰ سے تمہیں بچانے کا کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ اے ہمارے رَبِّ کریم! ہم نے تیرے ہی اوپر توکل کیا اور تیری ہی طرف رجوع کیا اور تیرے ہی پاس آخر میں آنا ہے۔[۴]

وَاغْفِرْلَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۵ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝۶

اے ہمارے رَبّ! ہمیں کافروں کیلئے ایک فتنہ نہ بنا اور اے ہمارے رَبّ کریم! ہمارے قصور معاف فرما۔ یقیناً تو ہی سب سے زیادہ زبردست اور سب سے زیادہ حکمت والا ہے۔[۵]

انہی لوگوں کی زندگی تمہارے لیے ایک بہترین مثال ہے۔ اسکے لیے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر یقین رَکھتا ہے۔ جو بھی اس بات سے انحراف کرے گا تو یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور ہر تعریف کے لائق ہے۔[۶]

تشریح: حضرت ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی غلطی پر مومنین کو ہدایات دینے کے بعد اللہ تعالیٰ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کی مثال مومنین کو بتا رہے ہیں یعنی اے مومنین! تم اس شخص یعنی **حضرت ابراہیم** علیہ السلام کی مثال کو سامنے رَکھو جس نے اور اسکے ساتھیوں نے اپنے سب قریبی رشتہ داروں کو ٹھکرا کر اللہ تعالیٰ کی خاطر ہجرت کر لی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کیلئے صرف مغفرت کی حد تک مدد کی تھی کہ میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے لیے بخشش مانگوں گا گو میں کوئی اختیار نہیں رَکھتا اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ اگر تمہیں عذاب دینا چاہے تو میں چھڑا سکوں لیکن بیٹے کی حیثیت سے میں تمہاری خیر خواہی ہی چاہتا ہوں۔

مومنین کو اللہ تعالیٰ وہی نصیحت فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ساتھ دینے کی خاطر اپنے ان رشتہ داروں کو جو کہ اللہ تعالیٰ کے دُشمن ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دُشمن ہیں، تمہارے دُشمن ہیں انکی ہرگز مدد نہ کرو جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور انکے ساتھیوں نے تمام قوم کو ٹھکرا کر اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنا راستہ علیحدہ کر لیا اور عراق سے نکل کر فلسطین جا کر آباد ہو گئے۔

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ
عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ط وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ۝۷ لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ
فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ
تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُقْسِطِيْنَ ۝۸ اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ
قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ
وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ج وَمَنْ
يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۹ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

ترجمہ ◄ (آیات ۷ سے ۱۱) ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی تمہارے اور ان لوگوں کے درمیان محبت ڈال دے جن سے آج تم نے دُشمنی مول لی ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑی قدرت والا ہے، وہ معاف فرمانے والا ہے اور رحم فرمانے والا ہے۔[۷]

اللہ تعالیٰ تمہیں نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے نہیں روکتا ان لوگوں کے ساتھ جن لوگوں نے دِین کے معاملہ میں تم سے جنگ نہیں کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا۔ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔[۸]

وہ تمہیں جس بات سے روکتا ہے، وہ یہ ہے کہ تم ان لوگوں سے دوستی مت رَکھو جنہوں نے تم سے دِین کے بارے میں جنگ کی تمہیں اپنے گھروں سے نکالا اور نکالنے میں ایک دوسرے کی مدد کی اور جو بھی ان سے دوستی رَکھیں گے وہ ظالم ہونگے[۹]

اے ایمان والو! جب مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو انکی جانچ پڑتال

اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ
فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ
عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى
الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ
وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ
تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا
تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ
وَلْيَسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ
بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۱۰ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ
مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ

کر لیا کرو۔ ان کے ایمان کی اصلیت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے پھر اگر وہ واقعتاً مومنات ہوں تو انہیں کفار کی طرف واپس نہ کرو۔ نہ وہ کفار کے لیے حلال ہیں اور نہ کفار ان کے لیے حلال۔ ان کے کافر شوہروں نے جو مہر ان کو دیئے ہوئے ہیں، وہ انہیں واپس دے دو اور تم پر کوئی روک نہیں ہے ان سے نکاح کر لینے میں اگر تم ان کے مہر ان کو اَدا کر دو اور تم خود بھی کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں نہ رَکھو۔ جو مہر تم نے اپنی کافر بیویوں کو دیئے تھے، وہ تو واپس مانگ لو اور جو مہر کافروں نے اپنی مسلمان بیویوں کو دیئے تھے، وہ انہیں واپس کر دو۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو تمہارے درمیان حکم بھیج رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کامل علم والا اور کامل حکمت والا ہے۔[۱۰]

اور اگر تمہاری بیویوں میں سے کوئی کافروں کے پاس جا کر تمہارے ہاتھ سے

ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾

نکل جائے تو پھر جب نوبت آئے تو جن لوگوں کی بیویوں جاتی رہی ہیں، ان کو اتنی رقم اَدا کردو جتنی انہوں نے (اپنی ان بیویوں پر) خرچ کی تھی اور اس خدا تعالیٰ سے ڈَرتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو۔[۱۱]

تشریح : غیر مسلم رشتہ داروں کیساتھ اگر وہ تمہارے دِین میں دَراندازی نہیں کرتے، نہ کھلے بندوں، نہ چھپ چھپا کر تو انکے ساتھ حسن سلوک رَکھنا ضروری ہے۔ ہوسکتا ہے کہ تمہارے حسن سلوک کی وجہ سے غیر مسلم رشتہ دار ایمان لے آئیں۔ آج کل جبکہ مسلمان بہت بڑی تعداد میں بھارت میں بَس رہے ہیں تو وہاں مسلمانوں کا رویہ کافروں کے ساتھ اچھا اور انصاف کا ہونا چاہیے۔ **حضرت عبداللہ بن مسعود** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ بُرائی کو بُرائی سے نہیں مٹاتا بلکہ بُرائی کو نیکی سے مٹاتا ہے'' ([احمد] مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۲۶۵۱ سے ماخذ) یعنی گر کوئی غیر مسلم تجھ سے بُرا سلوک کرتا ہے تو اس سے اچھا سلوک کرو شاید وہ مسلمان ہو جائے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے ایک صحابی سے فرمایا کہ ''نیکی اور گناہ میں تمہیں فرق اس طرح معلوم ہو جائیگا کہ اگر تو اپنے دِل سے پوچھے تو تمہیں دِل و جان کا اطمینان ہو اور گناہ وہ چیز ہے جو تمہارے دِل میں کھٹکے اور سینے میں تردّد پیدا کرے خواہ لوگ تمہیں کچھ فتویٰ دیں'' ([احمد، دارمی] مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۲۶۵۴) **حضرت ابو ہریرۃ** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جو کوئی مسلمان سے معافی چاہے اور اس کو معافی دے دی جائے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی لغزشیں معاف فرمادے گا''۔ ([ابوداؤد، ابن ماجہ، شرح السنہ] مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۲۷۵۷) بقول حضرت علامہ اقبال رحمہ اللہ علیہ

؎ بدل کے بھیس پھر آتے ہیں ہر زمانے میں اگرچہ پیر ہیں آدم، جواں ہیں لات و منات
یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ

ترجمہ◄ (آیات ۱۲ سے ۱۳) اے اللہ تعالیٰ کے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! جب تمہارے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کیلئے آئیں تو ان سے بیعت کرلیا کرو بشرطیکہ وہ عہد کریں کہ

(۱) اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی۔
(۲) چوری کا ارتکاب نہ کریں گی۔
(۳) زنا کے پاس نہ جائینگی۔
(۴) اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی۔
(۵) اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے (جھوٹا) کوئی بہتان گڑھ کر نہ لائیں گی۔
(۶) اور تمہاری کسی اَمرِ معروف (یعنی اچھے کام) میں نافرمانی نہ کریں گی۔

ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دُعائے مغفرت کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔[۱۲]

اے مومنو! اس قوم کو دوست نہ بناؤ جن پر اللہ تعالیٰ نے غضب فرمایا (یعنی یہودی) وہ آخرت سے اسی طرح مایوس ہو گئے ہیں جس طرح قبروں میں پڑے

الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿۱۳﴾

ہوئے مُردہ کافر مایوس ہو گئے ہیں۔[۱۳]

تشریح : عورت نفسیاتی طور پر بہت کمزور ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ عورت ایمان میں بھی کمزور ہے اور عقل میں بھی کمزور ہے۔ان باتوں پر بیعت لی گئی تا کہ نیکی پر ثابت قدم رہیں۔

مندرجہ بالا دونوں آیات مبارکہ کا مطلب واضح ہے۔مزید تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''عورت سب سے اوپر کی پسلی سے پیدا کی گئی ہے''۔(بخاری)

نوٹ: عورت پیدا تو اسی طرح کی گئی جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔ دونوں کا خمیر اور دونوں کا ڈی این اے ایک ہی طرز پر ہے۔یہاں اوپر کی پسلی سے مراد یہ ہے کہ عورت کی طبیعت میں ضد زیادہ ہے اور ضد بھی اتنی ہے کہ جیسے اوپر کی پسلی۔سانس لینے میں اوپر کی پسلی حرکت نہیں کرتی جبکہ باقی پسلیاں حرکت کرتی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تم میں سے بہترین انسان وہ ہے جو اپنے گھر والوں سے اخلاق میں بہترین ہے''۔(بخاری)

ایک اَور حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''گو عورت کی طبیعت میں ٹیڑھا پن ہے لیکن اسی کے ساتھ گزارا کرنا ہوگا''۔(یعنی صبر کے ساتھ) (بخاری شریف سے ماخذ)

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا،''اللہ تعالیٰ نے مجھے جمل کے واقعہ میں ایک حدیث مبارکہ کی وجہ سے نفع دیا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنی تھی۔اگر یہ حدیث مبارکہ میں نہ سنتا تو میں اصحابِ جمل کے ساتھ جا ملتا (جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف لڑ رہے تھے اور ان کی سردار ایک عورت تھی) اور مسلمانوں سے جنگ کرتا۔وہ حدیث مبارکہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خبر پہنچی کہ اہل فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا بادشاہ بنا لیا ہے تو فرمایا، وہ

قوم کبھی کامیاب نہ ہوگی جس نے عورت کو اپنے امور کا والی بنالیا ہے''۔(تفہیم البخاری، جلد ششم، حدیث ۴۱۲۴)

عورت راز چھپانے میں بھی کمزور ہے۔قرآن کریم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ایک زوجہ سے راز کی بات کہی۔اس زوجہ مطہرہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری زوجہ محترمہ کو وہ بات بتادی تو پھر راز کی بات جس سے کہی گئی تھی، اسے بتلایا گیا کہ تم نے راز کی بات آگے کردی تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس نے بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اس نے بتایا جو **علیم وخبیر** ہے یعنی اللہ تعالیٰ (دیکھیں سورۃ تحریم ٦٦) **حضرت انس** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ [۱] ''مجھے (روحانی) خوشبو سے محبت عطا فرمائی گئی ہے [۲] میرے دِل میں عورتوں کیساتھ حسنِ سلوک کی محبت ودیعت فرمادی گئی ہے [۳] نماز کو میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دیا گیا ہے''۔(مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۵۰۲۹) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''عورت گھر کی نگہبان ہے''۔(مشکوٰۃ)(اسکا فرض یہ ہے کہ بچوں کے اخلاقیات تعلیم وغیرہ کی نگہبانی کرے۔خاوند کے گھر میں معاملات میں مدد کرے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جس کا شوہر خوش ہے، وہ عورت جنتی ہے''۔(مشکوٰۃ)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ عورتوں کے مجمع میں فرمایا کہ ''تم صدقہ کیا کرو کیونکہ میں نے عورتوں کی اکثریت جہنم میں دیکھی ہے''۔ایک عورت نے پوچھا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ کیوں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''تم اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہو'' [بخاری] دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر رکھی گئی ہے۔اسلئے کہ عورت بہت جلدی دباؤ میں آجاتی ہے اور دباؤ میں آکر غلطی کر بیٹھتی ہے یا بھول جاتی ہے (دیکھیں سورۃ بقرۃ ۲ آیت ۲۸۲) بقول حضرت علامہ اقبال رحمہ اللہ علیہ

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ — اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں
اک زندہ حقیقت مرے سینے میں ہے مستور — کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد
نے پردہ، نہ تعلیم، نئی ہو کہ پرانی! — نسوانیت زن کا نگہباں ہے فقط مرد
جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا — اس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد

اَلصَّفِّ ٦١

مدینہ منورہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۱۴ آیات ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ ۚ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ① يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ② كَبُرَ مَقۡتًا عِنۡدَ اللّٰهِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ③ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيۡنَ

ترجمہ ◄ (آیات ۱ سے ۱۴) جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح (یعنی تعریف) بیان کرتے ہیں۔ وہ بہت زبردست اور بہت بڑا دانا ہے۔[۱] (وہ چیزیں جو ہمارے لیے بے جان ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے لیے جاندار ہیں اور وہ اس کی تسبیح بیان کرتی ہیں)

اے ایمان لانے والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم خود نہیں کرتے

اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت بڑی ناپسندیدہ بات ہے کہ تم ایسی بات کہو جس پر تم خود عمل نہ کرو۔[۲-۳] (یہ نیکی کی بات کے متعلق کہا گیا ہے یعنی اگر تم دوسروں کو نیکی کا حکم کرتے ہو

يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ④ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ؕ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ⑤ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا ۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ

تو خود بھی نیکی کرو اور یہ بُرائی کے متعلق بھی کہا گیا ہے کہ اگر تم دوسروں کو بُرائی سے روکتے ہو تو خود بھی بُرائی سے رُک جاؤ۔ اس کا انجام یہ ہوگا کہ نیکی بالآخر قوم میں غلبہ حاصل کر لے گی)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند فرماتا ہے جو اسکی راہ میں جنگ کرتے ہیں ایسے صف باندھ کر گویا کہ وہ ایک سیسہ پلائی دیوار ہیں۔[۴]

(حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! تم مجھے کیوں تکلیفیں دیتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا تمہاری طرف رسول بن کر آیا ہوں۔ جب انہوں نے اپنے دِل (سیدھے راستے سے) پھیر لیے تو اللہ تعالیٰ نے بھی انکے دِل (سیدھے راستے سے) موڑ دیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ گمراہ لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔[۵]

(حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کا رسول بن کر آیا ہوں۔ جو کچھ تورات میں ہے، اسکی میں تصدیق کرنے والا ہوں (کہ یہ سچ ہے) اور ایک ایسے رسول کے آنے کی پیشین گوئی بتانے آیا ہوں جو میرے بعد آئیگا جسکا نام (حضرت) احمد (مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)

مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ
بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝٦ وَمَنْ اَظْلَمُ
مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ یُدْعٰۤی
اِلَی الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ
۝٧ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ
مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝٨ هُوَ الَّذِیْۤ
اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ
عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝٩ یٰۤاَیُّهَا

ہوگا لیکن جب وہ رسول انکے پاس واضح (نبوت کی) نشانیاں لے کر آیا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو بالکل جادو ہے۔[٦]

اب بتاؤ اس شخص (اور اس قوم) سے بڑا ظالم اَور کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ گھڑے حالانکہ اسے سلامتی کی طرف بلایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔[٧]

یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے **نور** (یعنی **دِینِ اسلام**) کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے نور (یعنی دِین اسلام) کو پورا کر کے رہے گا خواہ منکرینِ حق (یعنی کافروں) کو یہ کتنا ہی ناپسند ہو۔[٨]

اللہ تعالیٰ ہی تو ہے جس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کو ہدایت اور سچا دِین دے کر بھیجا تا کہ باقی تمام دِینوں پر اسے غالب کر دے خواہ مشرکین کتنا ہی ناپسند کریں۔ [٩]

اے ایمان لانے والو! کیا میں تمہیں وہ تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں دَردناک

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ
مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝١٠ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ
وَاَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ
۝١١ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ
عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝١٢ وَاُخْرٰى
تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ؕ وَبَشِّرِ

(جہنم کے) عذاب سے بچادے۔[۱۰]

(وہ تجارت یہ ہے کہ)

(۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ (کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے۔ اسکا کوئی شریک نہیں ہے)

(۲) اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) پر ایمان لاؤ (کہ یہ سچے رسول ہیں جن کی پیشین گوئیاں پہلی اللہ تعالیٰ کی کتابوں میں ملتی ہیں)

(۳) اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو اپنے مال و دولت سے اور اپنی صلاحیتوں سے

(یہ تجارت) تمہارے لیے سب سے بہتر تجارت ہے اگر تم جانو تو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا اور تمہیں ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے دریا بہہ رہے ہیں اور ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں بہترین پاکیزہ گھر تمہارے لیے ہیں۔ یہ ہے دَراصل بڑی کامیاب تجارت۔[۱۱-۱۲]

اور دوسری چیز جس کو تم (فوراً) چاہتے ہو، وہ بھی تمہیں عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے **مدد** اور ایک عنقریب حاصل ہونے والی **فتح**۔ اے نبی (صلی اللہ

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ﴿۱۴﴾

علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! اہلِ ایمان کو اس کی بشارت دے دو۔[۱۳]

اے ایمان لانے والو! اللہ تعالیٰ کے مددگار بن جاؤ جیسے حواری (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) بن (حضرت) مریم (علیہا السلام) کے مددگار بنے جب (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) نے حواریوں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر میرا مددگار کون ہوگا؟ تو حواریوں نے جواب دیا کہ ہم ہیں اللہ تعالیٰ کے مددگار۔ پس بنی اسرائیل کا یہ گروہ تو ایمان لے آیا اور دوسرے گروہ نے انکار کر دیا (یعنی کفر کیا) تو ہم نے اس گروہ کی مدد کی جو ایمان لائے ان کے دُشمنوں کے مقابلے میں اور وہی گروہ غالب رہا[۱۴]

تشریح: اللہ تعالیٰ نے اس سورت مبارکہ میں یہ فرمایا کہ جس بات کی تم نصیحت دوسرے لوگوں کو کرو، اس بات پر تم خود بھی عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں فرماتا کہ تم دوسروں کو تو وعظ و نصیحت کرو اور خود تم غلط کام کرو۔ دَراصل حقیقت یہ ہے کہ جو نصیحت بغیر عمل کے کی جاتی ہے، اس نصیحت کا عام طور پر اَثر نہیں ہوتا۔ تعلیم کے لیے موثر ترین طریقہ عملی مظاہرہ ہے۔ اسلئے **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''نماز اس طرح پڑھو گویا کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو (یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے کھڑا ہے اور تم مشاہدہ کر رہے ہو) لیکن اگر تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ نہیں سکتے جیسے کہ واقعتاً تم دیکھ نہیں سکتے تو یہ یقین کر لو کہ اللہ تعالیٰ

تمہیں ضرور دیکھ رہا ہے''۔ (مشکوٰۃ، حدیث جبریل) (اس سے تمہاری نماز میں زیادہ خوبی پیدا ہو جائے گی) اسی طرح مشاہدے کی اہمیت کو اُجاگر کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ایک موقع سے فائدہ اُٹھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے ساتھ جا رہے تھے کہ راستے میں ایک مری ہوئی بکری ملی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے پوچھا کہ اس بکری کو کون خریدے گا؟ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! اس بکری کی تو کوئی قیمت نہیں ہے۔ اس کو تو کوئی نہیں خریدے گا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''یاد رکھو کہ دُنیا کی قیمت آخرت کے مقابلہ میں اس مری ہوئی بکری سے بھی کم ہے''۔ (مشکوٰۃ)

خود قرآن کریم نے کہا کہ عین الیقین بہتر ہے علم الیقین سے۔ (دیکھیں سورۃ التکاثر ۱۰۲، مکمل سورت) صرف معلوم کر لینے سے کسی چیز کے متعلق اتنا یقین دِل میں نہیں بیٹھتا جتنا آنکھوں سے اس کو دیکھ کر بیٹھتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جہنم میں ایک آدمی کی انتڑیاں زمین پر پڑی جل رہی ہونگی اور وہ آدمی انکے گرد کولہو کے بیل کی طرح چکر لگا رہا ہوگا۔ کچھ جہنمی لوگ اسکے پاس آئینگے اور حیران ہو کر کہیں گے کہ ارے! تم تو ہمیں نصیحت کرتے تھے۔ (تم یہاں کیسے پہنچ گئے اور یہ عذاب کیسا؟) تو وہ جواب دیگا کہ میں جو نصیحتیں تم کو کرتا تھا، خود ان پر عمل نہیں کرتا تھا''۔ (مشکوٰۃ شریف)

آیت نمبر ۶ اور ۷:

ان آیات مبارکہ پر غور کریں کہ نیکی کی توفیق اللہ تعالیٰ کن کو دیتا ہے۔ **اللہ تعالیٰ کا ایک قانون ہے** جو اس حدیث شریف سے ظاہر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میری طرف ایک قدم آتا ہے، میں اس کی طرف دَس قدم آتا ہوں۔ جو میری طرف چل کر آتا ہے، میں اسکی طرف بھاگ کر جاتا ہوں۔ جو میرا ذِکر اکیلے میں کرتا ہے، میں اس کا ذِکر فرشتوں کے مجمع میں کرتا ہوں''۔ (مشکوٰۃ شریف) اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ نیکی اور بدی کی ابتدا کا اختیار اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیا ہوا ہے۔ ''**وَهَدَيْنٰهُ**

النَّجْدَيْن ''۔(البلد۹۰،آیت۱۰)ترجمہ''ہم نے تمہیں دونوں راستے دکھادیئے''

نیکی یا بدی کی نیت کرنے کے بعد اور کچھ قدم اُٹھانے کے بعد اللہ تعالیٰ اس آدمی کو نیکی کرنے کی دَس گنا زیادہ مدد کرتا ہے لیکن اگر وہ نیکی کی بجائے بدی کو اختیار کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو چھوڑ دیتا ہے اور شیطان اس پر غالب آ جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ''جو اللہ تعالیٰ کا ذِکر نہیں کرتا (یعنی اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتا اور اسکے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کرتا)،اللہ تعالیٰ اس پر شیطان مسلط فرما دیتا ہے پھر وہ اسکا دوست بن جاتا ہے''۔(الزخرف۴۳،آیت۳۶)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ''ہم اس قوم کی حالت نہیں بدلتے جو خود اپنی حالت نہیں بدلتی''۔(الرعد۱۳،آیت۱۱)اس آیت مبارکہ سے بھی **اللہ تعالیٰ کا یہی قانون** ثابت ہوتا ہے کہ جو قوم نیکی کرنے کی کوشش کرے گی اور بُرائیوں کو چھوڑنے کی فکر کرے گی تو اللہ تعالیٰ اس کو نیکی کی توفیق دیتا جائے گا۔اس طرح قوم بتدریج بہتر ہو جائے گی اور اگر ایک قوم بُرائیاں چھوڑنے پر راضی نہیں ہے اور نیکی کرنے پر سستی اور کاہلی اور غفلت دکھاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس قوم کی مدد نہیں کرتا پھر اس قوم کی شیطان مدد کرتا ہے اور وہ قوم مزید بُرائیوں میں پھنس جاتی ہے۔

؎ دِل سوز سے خالی ہے نگاہ پاک نہیں ہے
پھر اس میں عجب کیا کہ تو بے باک نہیں ہے
ہے ذوقِ تجلی بھی اسی خاک میں پنہاں
غافل ! تو نرا صاحب ادراک نہیں ہے
وہ آنکھ کہ ہے سرمہ افرنگ سے روشن
پرکار و سخن ساز ہے، نم ناک نہیں ہے
کیا صوفی و ملا کو خبر مرے جنوں کی!
ان کا سر دامن بھی ابھی چاک نہیں ہے
بجلی ہوں، نظر کوہ و بیاباں پہ ہے مری
مرے لیے شایاں خس و خاشاک نہیں ہے

[اقبال،بالِ جبریل]

اَلْجُمُعَةِ ۶۲

مدینہ منورہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۱۱ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ① هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ق وَاِنْ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۸) جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں، سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں (یعنی جاندار اور بے جان) وہی اکیلا بادشاہ ہے (آسمانوں اور زمین کا) اور وہ پاک ہے (ہر کمزوری سے) وہ زبردست ہے اور حکمت والا ہے۔[۱]

وہی تو ہے جس نے اَن پڑھوں میں سے ایک رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) انہی میں سے بھیجا جو انہیں اللہ تعالیٰ کی آیات (یعنی نصیحتیں) سناتا ہے، انہیں پاک کرتا ہے (اخلاقی بُرائیوں سے) انہیں کتاب کا علم سکھاتا ہے (یعنی قرآن کریم

كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۲﴾ وَّاٰخَرِيْنَ
مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳﴾
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو
الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۴﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ
ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ
اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ
اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵﴾ قُلْ

میں بیان کیے ہوئے قاعدے اور ضابطے اس دُنیا کی زندگی کے) اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے (یعنی اس دُنیا میں ہر نصیحت اور عمل کی کیا حکمت ہے)۔ اس سے پہلے وہ سیدھے راستے سے ہٹے ہوئے تھے۔[۲]

اور انکے بعد آنے والے دوسرے لوگوں کے لیے بھی (جو ابھی پیدا نہیں ہوئے اور پیدا ہونے والے قیامت تک سب) یہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں جو ابھی ان اَن پڑھ لوگوں سے نہیں ملے۔ اللہ تعالیٰ زبردست ہے اور حکمت والا ہے[۳]

یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے (کہ تمہاری قوم میں سے رسول بھیجا گیا)۔ جسے چاہتا ہے، وہ اپنی عنایات سے مستفید کرتا ہے اور وہ بڑی عنایات کرنے والا ہے۔[۴]

جن لوگوں کو تورات دی تھی مگر انہوں نے اسکی ذِمہ داری کا بوجھ نہ اُٹھایا، انکی مثال اس گدھے جیسی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ بہت بُری مثال ہے یہ اس قوم کیلئے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کو ماننے (اور ان پر عمل کرنے) سے انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو کبھی ہدایت نہیں دیتا۔ (یعنی یہودی قوم جس نے تورات پر عمل نہیں کیا اور قرآن کریم کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا)[۵]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۶ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۷ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸ ع

ان سے کہو کہ اے لوگو جو تم یہودی بن گئے ہو! اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ باقی سب لوگوں کو چھوڑ کر تم ہی اللہ تعالیٰ کے پیارے ہو تو پھر موت کی تمنا کرو اگر تم اپنے خیال میں سچے ہو؟[۶]

لیکن یہ یہودی ہرگز موت کی تمنا نہیں کریں گے اپنے گناہوں کی وجہ سے جو ان کے ہاتھ آگے (یعنی آخرت کے لیے) بھیج چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔[۷] (اللہ تعالیٰ یہودی قوم کو ظالم کہہ رہا ہے)

ان کو بتا دو کہ جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تو ضرور تم پر آ کر رہے گی پھر تم (موت کے بعد) اس اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے کیے جاؤ گے جو ہر چھپی اور ظاہر بات کا جاننے والا ہے اور اس وقت وہ تمہیں سب کچھ بتا دیگا جو تم دُنیا میں کرتے رہے تھے[۸]

تشریح: اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو تورات کے ذریعے اور انجیل کے ذریعے بتا دیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک ایسے رسول آئینگے جنکا نام حضرت احمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہوگا۔ تورات میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی نشانیاں بھی بتا دی گئی تھیں لیکن یہودی قوم ہمیشہ سے اپنے نبیوں کی

اور اللہ تعالیٰ کی نافرمان رہی ہے جس کا انہیں عذاب بھی ملتا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں بعض دفعہ معاف بھی کرتا رہا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں اسی قوم کو دُنیا کی سپر پاور بھی بنا دیا تھا۔

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ میں نے مشرکین مکہ پر بڑا فضل کیا کہ ان میں ایک رسول بھیجا۔ وہ خود اَن پڑھ قوم تھی اور نہ تورات کا علم رَکھتی تھی اور نہ ہی انجیل کا۔ ان کو چاہیے تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت یعنی قرآن کریم کی قدر کریں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہماری تعلیمات سیکھیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حکمت کی تعلیم لیں لیکن انہوں نے اپنے نبی کی نبوت سے ہی انکار کر دیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک مدت تک سخت سزائیں دیں مثلاً جنگ بدر اُحد اور خندق وغیرہ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** صرف مشرکین مکہ یا عرب کے لوگوں کے لیے ہی نہیں نبی بن کر آئے بلکہ تمام دُنیا کے لوگوں کے لیے وہ رسول ہیں، اس لیے ہر مذہب کے فرد اور قوم پر یہ فرض ہے کہ اس رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کریں۔

یہاں یہودیوں کو بتایا جا رہا ہے کہ تم نے جو کتاب یعنی تورات تم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے، تم نے اسکی قدر نہیں کی تھی۔ تم تو گدھے ثابت ہوئے۔ بے عقل، بیوقوف لوگ۔ چونکہ ہماری تورات کی تعلیمات پر تم لوگوں نے عمل نہیں کیا تو تم نے ایسی زندگی گزاری اور ایسی زندگی گزار رہے ہو کہ تم سراسر ظالم ہو۔ نہ تو تم اللہ تعالیٰ کا حق اَدا کر رہے ہو اور نہ تم بندوں کا حق اَدا کر رہے ہو جسکی تعلیم ہم نے تورات میں دی۔

ظالم وہ ہے جو دوسرے کا حق مارتا ہے۔ یہ حق قیامت کے دِن دلوایا جائیگا۔ جسکا حق مارا گیا، اسکو حق دلوایا جائیگا اور حق مارنے والے کی اگر کوئی نیکیاں ہوں گی تو وہ مظلوم کے پلڑے میں ڈال دی جائیں گی اور مظلوم کی بُرائیاں ظالم کے پلڑے میں ڈال دی جائیں گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ظالم جہنم میں جائے گا اور مظلوم جنت میں۔

ظالم کا دُنیا میں یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جب وہ ظلم پر اصرار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو سیدھا راستہ نہیں دکھاتے لہٰذا جب اس کو موت آتی ہے تو وہ ظالم کی حیثیت سے ہی مرتا ہے۔

اور ثانیاً ظلم کا نتیجہ اس دُنیا میں بھی انسان یا قوم کو بھگتنا پڑتا ہے اور ظلم کی وجہ سے اس دُنیا میں ظالم کی زندگی مشکل بنا دی جاتی ہے اور اسکو چھوٹے بڑے عذاب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔

ایسا ہی حال ہمارا ہے۔ ہمارا پورا معاشرہ ایک ظالمانہ معاشرہ ہے۔ ہر انسان جہاں تک اسکی ہمت ہے دوسرے پر ظلم کرنے کی سوچتا ہے، ظلم کرنے کے منصوبے بناتا ہے اور ظلم کرنے کی حد تک کسی کا خوف نہیں رَکھتا۔ نہ اللہ تعالیٰ کا خوف، نہ لوگوں کا خوف، نہ حکمرانوں کا خوف۔ دَراصل حکمران بذاتِ خود اللہ تعالیٰ کے خوف سے بے فکر نظر آتے ہیں

ایک بیوہ عورت میرے پاس آئی کچھ مالی امداد لینے کیلئے تو مجھے ایک حدیث شریف یاد آ گئی کہ ''جسکا کوئی وارث نہیں، اسکا وارث سلطان ہوتا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف

جب میں نے اپنے حکمرانوں پر نظر ڈالی تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ اس ملک کا شاید کوئی سلطان ہے ہی نہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی بھیجا، اسکے ساتھ اسکی اُمت میں سے حواری اور ساتھی ہوتے تھے جو اسکی سنت پر عمل کرتے اور اسکے حکم کی اطاعت کرتے پھر انکے بعد نااہل لوگ انکے جانشین بنتے۔ وہ ایسی باتیں کہتے جو وہ کرتے نہیں تھے اور وہ، وہ کام کرتے جنکا انکو حکم نہیں دیا گیا تھا۔ پس جس شخص نے انکے ساتھ اپنے ہاتھ سے جہاد کیا، وہ مومن ہوا۔ جس نے ان سے اپنی زبان سے جہاد کیا، وہ بھی مومن ہوا اور جس نے ان سے اپنے دِل کیساتھ جہاد کیا، وہ بھی مومن ہوا اور اسکے علاوہ رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان کا دَرجہ نہیں ہے''۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام انسانی شکل میں ہمارے درمیان ایک دفعہ نازل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کئی سوالات کیے۔ ان میں سے ایک سوال یہ تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے پوچھا کہ ''قیامت کی کچھ نشانیوں کے بارے میں بتایئے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جب تم ننگے پیروں والوں، برہنہ رہنے والوں، گونگے اور بہرے حاکموں کو دیکھو تو قیامت کا انتظار کرو''۔ (مشکوٰۃ جلد اوّل حدیث ۱) اسکا مطلب یہ ہے کہ ننگے پیروں اور برہنہ رہنے والے وہ حکمران ہیں جو دِین کا علم نہیں رَکھتے اور حکمرانی کے علم سے بھی عاری ہیں گونگے بہروں کا مطلب یہ ہے کہ وہ عوام کی شکایات کو نہ سنتے ہیں، نہ جواب دیتے ہیں گویا کہ ملک میں طوائف الملوکی ہوگی۔ آج کل کے حالات قیامت کی نشاندہی کر رہے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۹ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۱۰ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا ِۨ انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝۱۱

ترجمہ◄ (آیات ۹ سے ۱۱) اے ایمان والو! جمعہ کے دِن جب نماز کیلئے اذان ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے ذِکر کی طرف آ جاؤ اور اپنی خرید وفروخت کو چھوڑ دو۔ یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے۔ کاش کہ تمہیں اس کا علم ہو۔[۹]

پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل (یعنی رزق، روزی) تلاش کرو اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرتے رہا کرو تا کہ تم (دُنیا اور آخرت میں) کامیاب ہو جاؤ۔[۱۰]

جب اہل ایمان نے تجارت اور کھیل تماشا دیکھا تو اس کی طرف بھاگ گئے اور تمہیں کھڑے کا کھڑا چھوڑ گئے۔ ان کو بتا دو کہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس (تمہارے لیے) ہے، وہ اس تجارت اور کھیل تماشے سے کہیں بہتر ہے اور سب سے بہتر رزق دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔[۱۱]

تشریح: یہاں ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو (اللہ تعالیٰ ہزار ہزار نعمتیں ان پر نچھاور

فرمائے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ساتھی تھے اور انہوں نے اسلام کے پودے کی جڑ کو مضبوط کیا) کچھ آداب سکھائے ہیں جن کی ان سے انجانے میں غلطی ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اس وقت جمعہ کا خطبہ فرما رہے تھے کہ مدینہ منورہ میں ایک تجارتی قافلہ آ گیا جس کے ساتھ ڈھول ڈھمکا بھی تھا تو اکثر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین خرید وفروخت کیلئے اس قافلے کی طرف بھاگ گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں متنبہ کیا ہے کہ

(۱) رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا احترام باقی سب چیزوں پر اوّلیت رکھتا ہے کہ ان کی بات سنی جائے۔

(۲) خطبہ میں اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بھی یہ حق ہے کہ دُنیا کی ہر چیز کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور اس کی کتاب کو زیادہ اہمیت دی جائے۔

(۳) رزق تم اپنی مرضی سے یا اپنی ہمت سے کم وبیش نہیں کر سکتے۔ رزق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جسکو چاہتا ہے، زیادہ دیتا ہے۔ جسکو چاہتا ہے، کم دیتا ہے۔ (دیکھیں سورۃ الرعد ۱۳، آیت ۲۶)

رزق کمانا بہت ضروری ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''روزی کا حلال ذریعہ تلاش کرنا فرض کے بعد فرض ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۲۶۶۱)

اس حدیث مبارکہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم ہر وقت روزی کمانے میں ہی لگے رہو اور نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کی بالکل پرواہ نہ کرو۔ حدیث شریف خود بتا رہی ہے کہ جس فرض کا جب وقت آ جائے اپنا رزق چھوڑ کر بھی اس فرض کو پورا کرو۔ ان ترجیحات کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا حق اَدا کرنا ہے۔ اس کے بعد بندوں کا حق اَدا کرنا ہے۔

؎ نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا کہ صبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں
کمالِ صدق و مروت ہے زندگی ان کی معاف کرتی ہے فطرت بھی ان کی تقصیریں
[اقبال، ارمغانِ حجاز]

اَلۡمُنٰفِقُوۡنَ ۶۳

مدینہ منورہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۱۱ آیات ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

اِذَا جَآءَكَ الۡمُنٰفِقُوۡنَ قَالُوۡا نَشۡهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوۡلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوۡلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشۡهَدُ اِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ لَكٰذِبُوۡنَ ۚ﴿۱﴾ اِتَّخَذُوۡۤا اَيۡمَانَهُمۡ جُنَّةً فَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمۡ سَآءَ مَا كَانُوۡا

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۸) یہ منافقین جب آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ (دِل سے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو رسول نہیں مانتے)[۱]

انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اور وہ دوسروں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے (یعنی اسلام لانے سے) روکتے ہیں۔ جو کچھ یہ کرتے ہیں، بہت بُرا کر

يَعْمَلُوْنَ ۝۲ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝۳ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ
تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ
لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ
صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ
اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝۴ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا
يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ
يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝۵ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ

رہے ہیں۔[۲]

یہ وہ لوگ ہیں جو پہلے ایمان لائے پھر ایمان سے پھر گئے تو اللہ تعالیٰ نے انکے دِلوں پر مہر لگا دی۔ پس اب (دِین کی) سمجھ بوجھ نہیں رَکھتے۔[۳]

اور جب تم انہیں دیکھتے ہو تو ان کے جسم بڑے اچھے نظر آتے ہیں اور اگر وہ گفتگو کریں تو تم ان کی باتیں دلچسپی سے سننے لگو (لیکن ان کی حقیقت صرف یہ ہے کہ) وہ گویا لکڑی کے کندے ہیں جو دیوار کے ساتھ رَکھ دیئے گئے ہیں۔ ہر زوردار چیخ کی آواز کو اپنے اوپر عذاب سمجھتے ہیں۔ یہ پکے تمہارے دُشمن ہیں۔ ان سے محتاط رہنا۔ اللہ تعالیٰ ان کو قتل کرے۔ یہ کیسے اُلٹے منہ پھرے جا رہے ہیں۔[۴]

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اللہ تعالیٰ کا رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) تمہارے لیے معافی کی دُعا مانگے تو وہ اپنا سر جھٹک دیتے ہیں اور تم دیکھتے ہو کہ وہ رُکتے ہیں اور بڑا گھمنڈ دکھاتے ہیں۔[۵] (یہ ساری حرکات سخت تکبر کی نشانیاں ہیں)

اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ط لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۶ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ط وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝۷ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ط وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! برابر ہے کہ تم ان کیلئے استغفار کرو یا استغفار نہ کرو، اللہ تعالیٰ ہرگز ان کو معاف نہیں فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔[۶]

یہ وہی لوگ ہیں جو ایک دوسرے کو کہتے ہیں کہ رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کے ساتھیوں پر خرچ مت کرو تا کہ وہ ان سے بھاگ جائیں (یعنی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ساتھ چھوڑ دیں غربت کی وجہ سے) حالانکہ آسمانوں اور زمین کے خزانوں کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہے لیکن منافق یہ بات نہیں سمجھتے۔[۷]

یہ منافق کہتے ہیں کہ جب ہم مدینہ منورہ واپس پہنچ جائیں گے (غزوہ بنی المصطلق سے واپسی کا واقعہ) تو جو عزت والا ہے، وہ ذلیل کو وہاں سے نکال باہر کرے گا حالانکہ عزت تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) اور مومنین ہی کے لیے ہے مگر یہ (منافقین) نہیں جانتے۔ (کہ عزت کس کے لیے ہوتی ہے؟ عزت متقی کیلئے ہوتی ہے)[۸] (ذلیل کو نکالنے کا اشارہ منافقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی طرف کر رہے تھے)[نعوذ باللہ من ذالک]

وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٨ ع

تشریح : سورت مبارکہ کا یہ حصہ مدینہ طیبہ کے منافقین کے رویے کا خوبصورت ترین عکس ہے۔ منافقین ہر وقت مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے اور یہود و نصاریٰ سے دوستی بڑھانے میں لگے رہتے تھے۔

آج کل بھی ہمارے ساتھ بہت سے منافقین ہیں لیکن ہم کسی پر انگلی نہیں اُٹھائیں گے، نہ اُٹھا سکتے ہیں کیونکہ دِلوں کا راز اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو وحی کے ذریعے پتہ چل جایا کرتا تھا۔ عام طور پر منافق کی چال بڑی میٹھی، بڑی خوبصورت، بڑی دِلرُبا اور بڑی ہی زہریلی ہوتی ہے۔

ان کی چالوں کو سمجھ کر ان سے بچنے کی کوشش کی جائے۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''**دِین اخلاص کا نام ہے**''۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا کہ ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! کس کے ساتھ خلوص؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''[۱] اللہ تعالیٰ کے ساتھ [۲] اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ [۳] اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کے ساتھ (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) [۴] امیر (یعنی حکمران) کے ساتھ [۵] عام مسلمانوں کے ساتھ''۔ (نسائی شریف، جلد سوم، حدیث ۴۲)

؎ آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی — اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

؎ مجھ کو معلوم ہیں پیرانِ حرم کے انداز! — ہو نہ اخلاص تو دعویٔ نظر لاف و گزاف
اور یہ اہل کلیسا کا نظامِ تعلیم — اک سازش ہے فقط دِین و مروت کے خلاف
اس کی تقدیر میں محکومی و مظلومی ہے — قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف
فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے — کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

[اقبال، ضربِ کلیم]

۝.....۝.....۝

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ
اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۹ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا
رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ
فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ
فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۰ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ
اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ ۝۱۱ ع

ترجمہ ◄ (آیات ۹ سے ۱۱) اے ایمان والو! تمہارے مال و دولت اور تمہاری اولاد اللہ تعالیٰ کے ذِکر سے تمہیں غافل نہ کر دیں۔ اگر تم نے (غفلت کا) یہ رویہ رَکھا تو تم ہی نقصان اُٹھانے والے ہو گے۔[۹]

موت آنے سے پہلے اس رزق میں سے تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے ورنہ موت کے وقت پھر تم کہو گے کہ اے میرے رَبِّ کریم! کیوں نہ تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت اَور دے دی ہوتی کہ میں صدقہ کرتا اور نیک لوگوں میں شمار ہوتا۔[۱۰]

جب کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہرگز موخر نہیں کرتا۔ جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔[۱۱]

تشریح: مال کو کمانے اور خرچ کرنے میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کو مدنظر رَکھنا چاہیے ورنہ آپ کا سارا مال آخرت میں خاک سے زیادہ اہمیت نہیں رَکھے گا۔

(۱) حلال مال کی تجارت کریں۔

(۲) تجارت میں حلال طریقہ اختیار کریں۔
(۳) حلال مال سے صدقہ کریں۔
(۴) حلال مال میں اسراف نہ کریں۔
(۵) سود سے بچیں۔ لینے والا، دینے والا دونوں جہنمی ہیں۔
(۶) ذخیرہ اندوزی سے بچیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو بیچنے، خریدنے اور تقاضا کرنے کے وقت نرمی اختیار کرتا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۲۶۷۰)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''پہلے زمانے کے ایک آدمی کے پاس فرشتہ اس کی روح قبض کرنے کے لیے آیا۔ فرشتے نے اس سے پوچھا کہ تو نے کوئی نیکی کی ہے؟ اس نے کہا کہ میرے علم میں تو کوئی نہیں۔ فرشتے نے کہا کہ پھر غور کرو۔ اس شخص نے کہا کہ میرے عمل میں ایسی کوئی چیز نہیں سوائے اس کے کہ میں لوگوں کے ساتھ تجارت کیا کرتا تھا تو مالدار آدمی کو ڈھیل دیتا اور غریب سے دَرگزر کرتا پس اللہ تعالیٰ نے اسے جنت میں داخل فرما دیا''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۲۶۷۱)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس شخص سے کلام نہیں کرے گا، نہ اس کی طرف دیکھے گا، نہ اسے پاک کرے گا اور اس کے لیے دَردناک عذاب ہے جس نے جھوٹی قسم سے اپنے مال کو بیچا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۲۶۷۴)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''سچا اور امانت دار تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ قیامت میں ہوگا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۲۶۷۵)

اولاد بھی ایک بہت بڑی **آزمائش** ہے۔ انسان بہت سے ایسے کام اولاد کو خوش کرنے کے لیے کر دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو ناپسند ہوتے ہیں۔

ایک عورت اپنی چھوٹی بیٹی کیساتھ جارہی تھی اور بیٹی کے ہاتھوں میں دوسونے کے کنگن تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اسکو آگ کے انگارے کیوں پہنائے ہوئے ہیں''۔ (اس سونے کے کنگنوں کو صدقہ کردو) (مشکوٰۃ شریف)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ ایک مرد ایک بچے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پاس لے کر آیا اور کہنے لگا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم گواہ رہیں کہ اس بچے کو میں نے ایک غلام ہبہ (یعنی ہدیہ) کر دیا ہے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے پوچھا کہ ''کیا تمہارے اَور بھی بچے ہیں؟'' اس نے کہا کہ ''جی ہاں! اَور ہیں''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے پوچھا کہ ''کیا تو نے ان کو بھی ایک ایک غلام دیا ہے؟'' کہنے لگا کہ ''جی نہیں!''۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میں ظلم پر گواہی نہیں دے سکتا''۔ (ماخذ از ترمذی، جلد اوّل، حدیث ۱۲۲۹)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''نیک اولاد بھی صدقہِ جاریہ ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۹۲)

نوٹ: اولاد کو دِین کی تعلیم دینا، لکھائی پڑھائی سکھانا، عربی زبان کا سکھانا، اچھا نیک ماحول اسکے لیے مہیا کرنا، بُرے دوستوں اور بُرے ماحول سے اسکو دُور رَکھنا، یہ سب والدین کی ذِمہ داری ہے۔ اس ذِمہ داری کو اُٹھانا آسان کام نہیں ہے۔ اگر بچوں کی تربیت کا قرآن کریم اور احادیث شریف کی طرز پر خیال نہیں رَکھا جائے گا تو بچے شریر، شر پسند اور گمراہ ہو جائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میری باتیں (میری احادیث شریف) دوسروں تک پہنچادو''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۸۷)

آج کل کے ماحول میں موبائل، ٹیلی ویژن اور لیپ ٹاپ ایسے بڑے نقصان دینے والے ہتھیار ہیں جن سے بچوں کو بچانا از حد مشکل ہے۔ ان پر والدین کا کنٹرول جب تک نہیں ہوگا وہ بُری باتیں سیکھیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو بھلائی کی جانب رہنمائی کرتا ہے، اس کو بھی نیک کام کرنے والے کے برابر اَجر ملتا ہے''۔ ([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۹۸)

پاکستان میں نشے کی عادت بچوں میں عام ہوتی جا رہی ہے۔ اس کی ذِمہ داری بھی والدین پر عائد ہوتی ہے۔

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''آدمی کا اپنے بیٹے کو اَدب سکھانا ایک صاع خیرات کرنے سے بہتر ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۷۵۷)

؎ فسادِ قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب
کہ روح اس مدنیت کی رہ سکی نہ عفیف
رہے نہ روح میں پاکیزگی تو ہے ناپید
ضمیر پاک و خیال بلند و ذوق لطیف

[اقبال، ضربِ کلیم]

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''کسی کے پاس اونٹ گائے یا بکری ہیں اور وہ ان کا حق اَدا نہیں کرتا (یعنی ان کی زکوٰۃ نہیں دیتا) تو قیامت کے دِن یہ جانور اس حالت میں لائے جائیں گے کہ بڑے اور فربہ ہوں گے اور وہ اپنے مالک کو اپنے پیروں سے کچلیں گے، سینگوں سے ماریں گے۔ جب ایک جانور گزر جائے گا تو دوسرا اس کی جگہ آ جائے گا یہاں تک کہ لوگوں کے معاملات کا فیصلہ ہو جائے''۔ (قیامت کا دِن جس دِن لوگوں کا فیصلہ ہوگا، پچاس ہزار سال لمبا ہوگا) (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۶۸۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس شخص کو ہم کسی کام پر متعین کریں (حکومت کا اہلکار) اور وہ شخص اس سلسلہ میں سوئی کے ناکہ کے برابر یا زیادہ چیز کو چھپا لے تو یہ ایسی خیانت ہے جس کا قیامت میں مواخذہ ہوگا''۔ ([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۶۸۶) اب آپ اپنے اداروں کا حال دیکھیں جو رشوت کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے۔

اَلتَّغَابُنِ ۶۴

مدینہ منورہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۱۸ آیات ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ ۚ لَهُ الۡمُلۡكُ وَلَهُ الۡحَمۡدُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۝۱ هُوَ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ فَمِنۡكُمۡ كَافِرٌ وَّمِنۡكُمۡ مُّؤۡمِنٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ۝۲ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ وَصَوَّرَكُمۡ فَاَحۡسَنَ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۱۸) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے، سب اللہ تعالیٰ ہی کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ اسی (اکیلے) کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے حقیقی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔[۱]

اسی نے ہی تمہیں پیدا کیا پھر تم میں سے کوئی کافر بنا اور کوئی مومن۔ اللہ تعالیٰ وہ سب کچھ دیکھتا ہے جو تم کرتے ہو۔[۲]

اس نے آسمانوں اور زمین کو حق (یعنی علم اور سچائی) پر پیدا فرمایا اور تمہاری

صُوَرَكُمْ ج وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝۳ يَعْلَمُ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا
تُعْلِنُوْنَ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۴ اَلَمْ
يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ز فَذَاقُوْا
وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۵ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ
كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ
يَّهْدُوْنَنَا ز فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ
غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝۶ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ

صورت بنائی اور بڑی حسین بنائی اور آخر کار تم نے ہماری طرف واپس آنا ہے۔[۳]

اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور وہ، وہ بھی جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو یہاں تک کہ وہ تمہارے دِلوں کے راز بھی جانتا ہے۔[۴]

کیا تمہیں ان لوگوں کے حالات نہیں پہنچے جنہوں نے تم سے پہلے کفر کیا تھا اور اپنے اعمال کی سزا کا (اس دُنیا میں عذاب کا) مزہ چکھا اور (پھر) آخرت میں بھی ان کے لیے دَردناک عذاب تیار ہے۔[۵]

یہ عذاب کے مستحق اس لیے ہوئے کہ ان کے پاس ان کے رسول (علیہ السلام) واضح ہدایات لے کر آئے مگر انہوں نے کہا کہ کیا انسان ہمیں ہدایت دے اور انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا اور ان ہدایات کو بالکل ٹھکرا دیا تو پھر اللہ تعالیٰ بھی ان سے بے نیاز ہو گیا اور اللہ تعالیٰ تو ہے ہی بے نیاز۔ (وہ کسی کا محتاج نہیں) اور وہ سب تعریفوں کے لائق ہے۔[۶]

يُّبْعَثُوْا ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّىْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا
عَمِلْتُمْ ؕ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝۷ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ
رَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِىْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
خَبِيْرٌ ۝۸ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ
التَّغَابُنِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا
يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ
الْعَظِيْمُ ۝۹ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ

جنہوں نے اب کفر کیا، کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ اُٹھائے نہیں جائیں گے۔ ان کو بتا دو کہ کیوں نہیں، میرے رَبِّ کریم کی قسم! تم ضرور زندہ اُٹھائے جاؤ گے اور پھر تمہیں بتایا بھی جائے گا کہ تم نے دُنیا میں کیا کچھ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کے لیے ایسا کرنا بڑا آسان ہے۔[۷]

پس اے لوگو (یعنی کافرو!) ایمان لے آؤ اللہ تعالیٰ پر اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر اور اس نور (یعنی قرآن کریم) پر جو ہم نے نازل کیا۔ جو کچھ تم کرو گے اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے۔[۸] (ایمان لاؤ گے تو انعام پاؤ گے۔ کافر رہو گے تو سزا بھگتو گے)

ایک دِن آئے گا جب سب لوگ (قیامت کے دِن) جمع کیے جائیں گے اور وہ دِن حساب کتاب کا دِن ہے تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، اللہ تعالیٰ ان کی بُرائیوں کو مٹا دے گا اور انہیں ایسے باغات میں داخل کریگا جسکے نیچے دریا بہہ رہے ہونگے اور وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ ہے حقیقتاً بڑی کامیابی۔[۹]

اَصۡحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِيۡرُ ۝۱۰ ع
مَاۤ اَصَابَ مِنۡ مُّصِيۡبَةٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنۡ
يُّؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ يَهۡدِ قَلۡبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ
۝۱۱ وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ ۚ فَاِنۡ
تَوَلَّيۡتُمۡ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوۡلِنَا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ ۝۱۲ اَللّٰهُ
لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ
۝۱۳ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجِكُمۡ
وَاَوۡلَادِكُمۡ عَدُوًّا لَّكُمۡ فَاحۡذَرُوۡهُمۡ ۚ وَاِنۡ تَعۡفُوۡا

جن لوگوں نے ہماری آیات کو ماننے سے انکار کیا (یعنی کفر کیا) اور انکو جھوٹا جانا، وہ اہل دوزخ ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہ بڑا ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔[۱۰]

کوئی مصیبت اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر نہیں آتی تو جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا اسکے دِل کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رَکھنے والا ہے۔[۱۱]

اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی اطاعت کرو اور اگر تم اطاعت سے منہ موڑو گے (تو یاد رَکھو کہ) ہمارے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر صرف پیغام پہنچا دینے کی ذِمہ داری ہے۔ (جزا اور سزا ہم نے دینی ہے)[۱۲]

اللہ تعالیٰ وہ ہے جس کے سوا کوئی دوسرا رَبّ نہیں ہے اور ایمان والے لوگ اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رَکھا کرتے ہیں۔[۱۳]

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہاری بیویوں میں اور تمہاری اولاد میں بعض

وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَآ
اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ
عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا
وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ
شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنْ
تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾

تمہارے دُشمن ہیں، ان سے ہوشیار رہنا۔ اگر ان سے عفو و درگزر کرو اور معاف کر دیا کرو تو جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ بھی معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔[۱۴]

تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے ایک آزمائش ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے بہت بڑا اَجر (لہٰذا مال اور اولاد میں مشغول ہو کر اللہ تعالیٰ کے احکامات کو کہیں بھول نہ جاؤ) جہاں تک ہو سکے، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو (اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی) سنو اور اطاعت کرو اور اپنی بھلائی کیلئے خرچ کیا کرو۔ جو اپنے دِل کی کنجوسی سے بچا لیا گیا (یعنی دل کی خوشی سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کیا) وہی آخر میں کامیاب ہونے والا ہے۔[۱۵-۱۶]

اگر تم اللہ تعالیٰ کو بہترین قرض دو گے (یعنی دِل کی خوشی اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے) تو وہ تمہیں کئی گنا زیادہ کر کے (واپس) دے گا اور تمہارے قصور بھی معاف فرما دے گا۔ اللہ تعالیٰ بڑا ہی قدر دان اور بُردبار ہے۔ حاضر اور غائب ہر چیز کو

جانتا ہے اور زبردست ہے لیکن دانا بھی ہے۔[۱۷-۱۸]

تشریح : اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْلَكُمْ ط وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ ۙ حَلِيْمٌ ۙ :

قرضِ حسنہ کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے مال کا خرچ کرنا۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر میرے پاس اُحُد کے برابر سونا ہو تو مجھے اس بات سے مسرت ہوگی کہ میں اس کو تین دِن ختم ہونے سے پہلے ہی ختم کر دوں اور صرف اتنا رَکھ لوں جتنا کہ مجھے قرض اَدا کرنے کے لیے درکار ہو''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۶۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''**تم بے حساب خرچ کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بے حساب عطا فرمائے گا** اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے گریز نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر بھی گریز کرے گا۔ جہاں تک ممکن ہو سکے، خیرات کرتے رہا کرو''۔([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۶۷)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''رَبِّ کریم کا ارشاد ہے کہ اے ابن آدم! خرچ کر، تجھے بہت دیا جائے گا''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۶۸)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ضرورت سے زیادہ مال کو (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) خرچ کرنا تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم اس کو خرچ نہ کرو گے تو یہ تمہارے لیے بہتر نہیں ہو گا اور حد اعتدال تک خرچ کرنے میں تمہیں بُرا نہیں کہا جائے گا''۔([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۶۹)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کی کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! کون سا صدقہ افضل ہے؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''وہ صدقہ افضل ہے جبکہ تم تندرست ہو اور زیادتی کی خواہش رَکھتے ہو، فقر سے ڈَر لگتا ہے، دولت کی اُمید رَکھی ہوئی ہے۔ اس

وقت کے انتظار میں نہ رہو جب جان گلے میں ہو اور تم اس وقت یہ کہتے ہو کہ فلاں کو اتنا دے دو، فلاں کو اتنا دے دو۔ یہ مال اب فلاں شخص کا تو ہو ہی گیا''۔ (کیونکہ تم جانے والے ہو اور وارث دوسرے لوگ ہیں) (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۷۳)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم دیوارِ کعبہ کے سائے میں بیٹھے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے مجھے دیکھا تو فرمانے لگے کہ

''رَبِّ کعبہ کی قسم! وہ لوگ خسارے میں ہیں''۔

میں نے عرض کیا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، وہ کون لوگ ہیں؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''یہ وہ لوگ ہیں جو زیادہ مال رَکھتے ہیں مگر اپنے مالوں کو اس طرح خرچ نہیں کرتے'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے دائیں بائیں، آگے اور پیچھے اشارہ کیا اور فرمایا کہ ''ایسے بہت کم ہیں''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۷۴)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''سخی اللہ تعالیٰ سے قریب، جنت سے قریب اور لوگوں کے قریب اور دوزخ سے دُور ہے جبکہ بخیل اللہ تعالیٰ سے دُور، جنت سے دور، بندگانِ خدا سے دُور اور دوزخ سے قریب ہے اور جاہل سخی اللہ تعالیٰ کو بخیل عابد سے زیادہ محبوب ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۷۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''انسان اگر زندگی میں ایک درہم صدقہ کرے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے بمقابلہ اس کے کہ مرتے وقت سو درہم صدقہ کرے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد، حدیث ۱۷۷۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میں تمہیں سب سے بدتر آدمی نہ بتاؤں''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''یہ وہ شخص ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے نام پر کچھ مانگا گیا اور اس نے نہیں دیا''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۱۷۸۷)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''صدقہ دینے میں جلدی کرو کیونکہ بلا اس کی وجہ سے اس سے آگے نہیں بڑھتی''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۹۳)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دائیں ہاتھ میں قبول کرتا ہے (جبکہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں) پھر اس کو اس طرح پالتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے بچھیرے (یعنی جانور کا بچہ) کو پالتا ہے حتیٰ کہ وہ صدقہ اُحُد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۹۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ

(۱) ''صدقہ مال میں ہرگز کمی نہیں کرتا

(۲) جو بندہ (اپنی غلطی کی) معافی مانگ لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی عزت میں اضافہ فرماتا ہے

(۳) جو اللہ تعالیٰ کی خاطر تواضع اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے دَرجات کو بلند فرما دیتا ہے''۔ ([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد، حدیث ۱۷۹۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اے مسلمان خواتین! تم میں سے کوئی اپنی پڑوسن کی چیز (یعنی تحفے) کو حقیر نہ سمجھے اگرچہ وہ بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۹۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو دُور کر دیتا ہے اور دَردناک موت کو اچھی موت میں بدل دیتا ہے'' (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۱۸۱۴) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''اپنے صدقے کو نہ تو واپس لو اور نہ ہی خریدو۔ یہ ایسا ہے جیسا کتا اپنی قے کر کے چاٹے'' ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۱۸۵۸) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کے نام پر جنت کے سوا کسی چیز کا سوال نہ کرو'' (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۱۸۴۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''[۱] جو اللہ تعالیٰ کے نام پر تم سے پناہ طلب کرے اسکو پناہ دے دو [۲] جو اللہ تعالیٰ کے نام پر تم سے سوال کرے اس کو پورا کر دو [۳] جو اللہ تعالیٰ کیلئے تم کو بلائے تو اس کو قبول کرو [۴] جو حسن سلوک کرے اس کو اس کا بدلہ دو۔ اگر بدلہ نہیں دے سکتے تو دُعا کرو''۔ (مشکوٰۃ جلد اوّل حدیث ۱۸۴۷)

اَلطَّلَاقِ ٦٥

مدینہ منورہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۱۲ آیات ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوۡهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحۡصُوا الۡعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمۡ ۚ لَا تُخۡرِجُوۡهُنَّ مِنۡۢ بُيُوۡتِهِنَّ وَلَا يَخۡرُجۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّاۡتِيۡنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ وَتِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنۡ يَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰهِ فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَهٗ ؕ لَا

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۷) اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو انہیں ان کی عدت تک طلاق دیا کرو اور عدت کے زمانے کا حساب رکھا کرو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جو تمہارا رَبّ کریم ہے۔ ان کو نہ تو تم ان کے گھروں سے نکالو اور نہ وہ خود نکلیں مگر یہ کہ وہ واضح بُرائی کی مرتکب ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدیں ہیں۔ جس نے بھی اللہ تعالیٰ کی حدوں سے تجاوز کیا، اس نے بہت بڑا اپنے آپ پر ظلم کیا۔ تم نہیں جانتے، ممکن ہے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ صلح کی

تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ① فَاِذَا
بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ
فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ
مِّنْكُمْ وَاَقِیْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ یُوْعَظُ بِهٖ
مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ۙ وَمَنْ یَّتَّقِ
اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ② وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا
یَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ
قَدْرًا ③ وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ

کوئی صورت پیدا فرما دے۔[۱]

پھر جب وہ اپنی عدت ختم کر بیٹھیں تو یا انہیں بھلے طریقے سے دوبارہ اپنے نکاح میں روک رکھو یا اچھے طریقے سے ان کو جدا کر دو اور دو ایسے آدمی گواہ ہونے چاہییں جو صاحبِ عدل ہوں اور گواہی اللہ تعالیٰ کے لیے ٹھیک ٹھیک دیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو یہ نصیحت کی باتیں بتاتا ہے تاکہ ہر شخص جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دِن پر ایمان رکھتا ہے، جو کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا راستہ پیدا فرما دے گا۔[۲]

اور اسے ایسے راستے سے روزی دے گا جدھر اس کا کبھی خیال بھی نہ آیا ہو اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر توکل کرے تو اللہ تعالیٰ اسکے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا کام مکمل کر کے رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔[۳]

اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝۴ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۝۵ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ

وہ عورتیں جو حیض سے مایوس ہو چکیں، اگر تم لوگوں کو کوئی شک لاحق ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور یہی حکم ان کا ہے جنہیں ابھی حیض نہ آیا ہو اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کے بچے (یا بچی) کی پیدائش تک ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے کام کو آسان فرما دیتا ہے۔[۴]

، یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے۔ (ہم پھر یقین دلاتے ہیں کہ) جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا، اللہ تعالیٰ اسکی بُرائیوں کو مٹا دیگا اور اسکے (نیک کاموں کے) اَجر کو بہت بڑھا چڑھا کر دے گا۔[۵]

زمانۂ عدت میں ان کو اسی جگہ رکھو جہاں تم رہتے ہو جیسی کچھ جگہ تمہارے پاس ہے اور ان کو تنگ کرنے کی نیت سے تکلیفیں مت دو اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر اس وقت تک خرچ کرتے رہو جب تک کہ بچے کی پیدائش نہیں ہو جاتی اور پھر اگر وہ تمہارے لیے بچے کو دودھ پلائیں تو ان کی اُجرت انہیں دو اور اپنے درمیان اچھے

فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى ۝٦ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۭ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ۭ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝٧

طریقے سے اس معاملے کا فیصلہ کرلو لیکن اگر تم نے (اُجرت طے کرنے میں) ایک دوسرے کو تنگ کیا تو بچے کو کوئی اَور دوسری عورت دودھ پلائے۔[٦]

خوشحال آدمی اپنی حیثیت کے مطابق خرچ دے اور جس کو رزق کم دیا گیا ہے تو وہ اسی مال میں سے اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے جو اللہ تعالیٰ نے اسے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جتنا جس کو دیا ہے، اس سے زیادہ اس پر بوجھ نہیں ڈالتے۔ اللہ تعالیٰ تنگدستی کے بعد آسانی بھی فرما سکتا ہے۔[٧]

تشریح: ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے طلاق کے مسئلے کو تفصیل سے بیان کیا ہے کیونکہ ایک خاندان کی زندگی پوری قوم کی زندگی کا مظہر ہے۔ اگر خاندان سے خاندان میں اَمن وامان، پیار محبت، اچھا سلوک، حسد اور کینہ سے پاک ماحول ہے تو اللہ تعالیٰ اس خاندان میں برکت عطا فرماتے ہیں۔

خاندان قوم کی ایک اکائی ہے جیسے دیوار کی اکائی ایک اینٹ ہے۔ اگر دیوار کا ایک حصہ خراب اینٹوں سے بنا ہوگا تو وہ دیوار لازماً خراب ہوگی اور چند سالوں میں منہدم ہوجائے گی۔

اگر دیوار مضبوط اینٹوں کی بنی ہوگی تو وہ دیوار کافی عرصہ تک مضبوط کھڑی رہے گی۔ اسی طرح قوم کی تاریخ ہے۔ جب ایک قوم کے اکثر خاندان سیدھے راستے پر ہونگے تو وہ پوری قوم سیدھے راستے پر ہوگی اور اگر اکثر خاندان گمراہی کے راستے پر

ہونگے تو پوری قوم بھی گمراہ شمار ہوگی اور اللہ تعالیٰ کا ان پر غضب ہوگا۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''لفظ ''رحم'' کا تعلق رحمٰن سے ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو تجھے (یعنی رحم کو) جوڑے گا، میں اس سے جڑوں گا اور جو تجھے (یعنی رحم کو) توڑے گا، میں اس سے اپنے آپ کو توڑ لوں گا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۷۰۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو چاہے کہ اسکے رزق میں فراخی ہو اور اسکی عمر میں درازی ہو، اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے یعنی خونی رشتوں کیساتھ حسن سلوک کرتا رہے''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۶۹۹)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قطع رحمی کرنے والا (رشتہ داروں سے بُرا سلوک کرنے والا) جنت میں داخل نہیں ہوگا''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۷۰۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''صلہ رحمی یہ نہیں ہے کہ تم بس بدلہ چکھا دو بلکہ صلہ رحمی یہ ہے کہ جب اس سے رشتہ داری ٹوٹ جائے تب بھی تم رشتہ داری کو قائم رکھنے کی کوشش کرتے رہو''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۷۰۴)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''اس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں قطع رحمی کرنے والا ہو'' (یعنی کثیر قطع رحمی کرنے والے ہوں) (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۷۱۲)

حضرت اسید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پاس آیا اور پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! میرے والدین کی وفات کے بعد مَیں ان کے ساتھ کیسے نیکی کرسکتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ

(۱) ان کے لیے دُعا کرتے رہا کرو۔

(۲) ان کے لیے بخشش مانگتے رہا کرو
(۳) ان کے بعد ان کے وعدے پورے کرو۔
(۴) ان رشتوں کو جوڑو جو ان کی وجہ سے جڑتے ہیں۔
(۵) ان کے دوستوں کی عزت افزائی کرتے رہو''۔
([ابوداؤد] مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۷۱۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو صبح کرے کہ اللہ تعالیٰ اور اپنے والدین کا فرمانبردار ہو تو صبح اسکے لیے جنت کے دو دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر ایک ہو تو ایک دروازہ اور اگر کوئی اللہ تعالیٰ اور اپنے والدین کی نافرمانی میں صبح کرے تو صبح جہنم کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اگر ایک ہو تو ایک دراوزہ''۔ ایک شخص نے پوچھا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! اگر وہ دونوں ظلم کریں؟'' فرمایا کہ

''اگرچہ وہ ظلم کریں۔
اگرچہ وہ ظلم کریں۔
اگرچہ وہ ظلم کریں''۔
([بیہقی] مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۷۲۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''کوئی بیٹا ایسا نہیں جو اپنے والدین کی طرف نگاہِ رحمت سے دیکھے مگر یہ کہ ہر نظر کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے لیے حج مبرور کا ثواب لکھ دیتا ہے''۔ لوگوں نے پوچھا کہ ''خواہ روزانہ سو دفعہ دیکھے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ہاں! اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ بڑا اور سب سے زیادہ ہر نقص سے پاک ہے''۔
([بیہقی] مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۷۲۵)

حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تمام گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے جسکو ان میں سے چاہے سوائے والدین کی نافرمانی کے کہ ایسا کرنے والے کو مرنے سے پہلے زندگی میں جلد ہی سزا دے دی جاتی ہے''۔ ([بیہقی] مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۷۲۶)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے میری اُمتی کی حاجت پوری کی اور نیت یہ ہو کہ اس سے وہ خوش ہو جائے تو اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا، اس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا''۔([بیہقی] مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۷۷۷)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے کسی مظلوم کی فریاد رَسی کی تو اللہ تعالیٰ اسکے لیے تہتر (۷۳) مغفرتیں لکھ دیتا ہے جس میں سے ایک اسکے تمام دُنیا کے کاموں کو درست کرتی ہے اور باقی بہتر (۷۲) مغفرتیں قیامت کے روز اسکے لیے دَرجات بلند کریں گی''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۷۷۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کا گھرانہ ہے۔ پس مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کو وہ سب سے زیادہ پیارا ہے جو اس کے گھرانے کے افراد سے اچھا سلوک کرے''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۷۷۹)

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''کیا میں تمہیں بہترین صدقہ نہ بتاؤں؟ تمہاری وہ بیٹی جو تمہاری طرف لوٹا دی گئی ہو (طلاق کی وجہ سے) اور تمہارے سوا اس کے لیے کوئی کمانے والا نہ ہو''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۷۸۲)

خاندان کے افراد میں محبت، اتحاد اور خیر خواہی پیدا کرنے کے چند ایک آداب ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے قوم کے ہر انسان کو سکھائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''[۱] جب کوئی بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کے لیے جاؤ [۲] جب کوئی فوت ہو جائے تو جنازے میں شریک ہو جاؤ [۳] جب کوئی دعوت پر بلائے تو اس کی دعوت قبول کرو [۴] جب کسی سے ملو تو اس کو سلام کرو [۵] جب کوئی چھینکے تو اس کا جواب دو (یعنی **يَرْحَمُكَ اللّٰه**) [۶] اور ہر شخص سے خیر خواہی کرو خواہ وہ موجود ہو یا غائب ہو''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۴۲۳)

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ
فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا
نُّكْرًا ۝۸ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا
خُسْرًا ۝۹ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا
اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ قَدْ
اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝۱۰ۙ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ
اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَمَنْ

ترجمہ ◄ (آیات ۸ سے ۱۲) کتنی ہی بستیاں گزر چکی ہیں جنہوں نے اپنے رَبّ تعالیٰ اوراس کے رسولوں کے حکم کی نافرمانی کی تو ہم نے ان سے سخت حساب لیا اوران کو بُری طرح کا عذاب دیا۔[۸]

انہوں نے اپنے اعمال کا مزہ چکھ لیا اورانکے اعمال کا انجام خسارے میں رہا۔[۹]

اللہ تعالیٰ نے آخرت میں انکے لیے سخت عذاب تیار کر رَکھا ہے۔اے عقل والو! اللہ تعالیٰ سے ڈَرتے رہا کرو اے ایمان والو اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف ایک ذِکر (یعنی قرآن کریم) نازل فرمایا ہے اور ایک رسول بھیجا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی واضح آیات تم کو پڑھ کر سناتا ہے تاکہ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں، انکو (باطل کے) اندھیروں سے نکال کر (حق کی) روشنی میں لے آئے۔ جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے ایسے باغات میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے مسلسل دریا بہتے رہیں گے۔ یہ لوگ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔اللہ تعالیٰ

يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ
قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ﴿۱۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ
سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ
بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ
وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۱۲﴾

نے ایسے شخص کے لیے بہترین رزق تیار کر رکھا ہے۔[۱۰-۱۱]

اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور اسی طرح سات زمینیں۔ ان کے درمیان (احکامات) نازل ہوتے رہتے ہیں تاکہ تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز پر چھایا ہوا ہے۔[۱۲]

تشریح: ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمادیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسولوں کا انکار کرتے رہے ہیں، ہم نے انکو سخت سزا دُنیا میں بھی دی اور آخرت میں بھی انکے لیے جہنم ہے۔ اسکے برعکس جو قومیں اللہ تعالیٰ اور اسکے رسولوں کی اطاعت کرتی رہی ہیں، انکے لیے (جنت میں) باغات ہی باغات ہیں اور ہمیشہ بہنے والے دریا ہیں اور پاکیزہ روزی ہے اور اسکے علاوہ بہت کچھ اَور بھی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا دیدار۔

اس سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہیے کہ اگر ہم قرآن کریم اور احادیث شریف اور سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو سامنے رکھ کر اپنی زندگی گزاریں تو اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی ترقی عطا فرمائے گا جسکا ہم خیال بھی نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ اصول ہے کہ جو دُنیا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو دُنیا ہی دیتا ہے۔ جو آخرت کے لیے عمل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو دُنیا میں بھی اپنی نعمتیں دیتا ہے اور آخرت میں بھی جو کہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی ہے، اپنی بیشمار نعمتوں سے نوازے گا۔

اَلتَّحْرِيْم ٦٦

مدینہ منورہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۱۲ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ① قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ② وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۸) اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! تم نے کیوں وہ چیز اپنے اوپر حرام کر لی جو اللہ تعالیٰ نے حلال فرمائی ہوئی ہے۔ تم تو اپنی بیویوں کی رضا چاہتے ہو (اور اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی رضا چاہو) اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا اور مہربان ہے۔[۱]

اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو اپنی قسموں کی پابندی سے نکلنے کا طریقہ بتا دیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا مولیٰ و آقا ہے اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے اور بڑا ہی حکمت والا ہے۔[۲]

بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝٣ اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝٤ عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ

ایک وقت نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) نے ایک راز کی بات اپنی ایک بیوی رضی اللہ عنہا سے کہی پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) پر یہ راز کھول دیا تو نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) نے اس بیوی رضی اللہ عنہا کو کچھ بات بتا دی اور کچھ نہیں بتائی تو بیوی رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کو اسکی کس نے خبر دی؟ آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) نے فرمایا کہ مجھے اس نے خبر دی جو ہر چیز کا علم رکھتا ہے اور ہر بات سے باخبر رہتا ہے۔[٣]

(اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بیویو [رضی اللہ تعالیٰ عنہن]!) اگر تم دونوں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلو تو یہ بہتر ہے۔ تمہارے دِل سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔ اگر تم نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کروگی تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ اس کا مولیٰ ہے اور (حضرت) جبریل (امین علیہ السلام) اور تمام نیک مومنین اور پھر سب فرشتے اس کے ساتھی اور مددگار ہیں۔[٤]

قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝۵
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا
وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ
شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا
يُؤْمَرُوْنَ ۝۶ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا
الْيَوْمَ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۷ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ
عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ

ممکن ہے کہ اگر نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) تم سب بیویوں کو طلاق دے دے تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی بیویاں تمہاری جگہ عطا فرما دے جو تم سے بہتر ہوں گی۔ اطاعت شعار، ایمان والیاں، فرمانبردار، توبہ کرنے والیاں، عبادت کرنے والیاں، روزے رکھنے والیاں، بیوہ اور کنواریاں۔[۵]

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپکو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ جسکا ایندھن انسان اور پتھر ہونگے۔ اس پر نہایت تندخو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہیں جو کبھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے رُوگردانی نہیں کرتے اور جو حکم انہیں دیا جاتا ہے، اس پر عمل کرتے ہیں۔[٦]

اس وقت کافروں سے کہا جائیگا کہ کہ آج بہانے مت بناؤ۔ تمہیں تو ویسا ہی بدلہ دیا جا رہا ہے جیسے تم عمل کرتے تھے۔[۷]

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے خلوص سے توبہ کرتے رہا کرو۔ ممکن ہے کہ تمہارا رَبّ کریم تم سے برائیوں کو دُور کر دے اور تمہیں ایسی جنتوں میں

جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝۸

داخل کردے جن کے نیچے دریا بہہ رہے ہیں۔ یہ وہ دِن ہوگا جب اللہ تعالیٰ اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کو اوران لوگوں کو جوان کے ساتھ ایمان والے ہیں، رُسوا نہیں کرے گا۔ انکا نور انکے آگے آگے اور انکے دائیں جانب دوڑ رہا ہوگا۔ وہ کہہ رہے ہونگے، اے ہمارے رَبّ کریم! ہمارے نور کو مکمل کردے اور ہمیں معاف فرما۔ تو ہر چیز پر قادر ہے۔[۸]

تشریح : اگر انسان کسی چیز پر قسم کھالے، اس کو کرنے کی یا نہ کرنے کی لیکن بعد میں معلوم ہو کہ یہ چیز میرے فیصلے کے برعکس حلال یا حرام ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قسم کو توڑ دو، اس کا کفارہ اَدا کرو اور جو حلال ہے، اس پر عمل کرلو اور جو حرام ہے، اس کو چھوڑ دو۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدۃ ۵، آیت نمبر ۸۹ میں قسم کا کفارہ اَدا کرنے کا طریقہ بتایا ہے۔

کوئی انسان خواہ وہ نبی ہی ہو، اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیز کو حلال نہیں کرسکتا اور اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام نہیں کرسکتا، یہ اختیار صرف اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

عورت کیلئے راز کو راز رَکھنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

ہر انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کو جس میں انسان کی بیوی، بچے، والدین، بہن بھائی اور دوسرے قریب کے رشتہ دار شامل ہیں، نیکی کا حکم کرتا رہے اور بُرائی سے بچنے کی تلقین کرتا رہے تاکہ وہ نارِ جہنم سے بچ جائیں۔

اگر کوئی گناہ ہو جائے، چھوٹا ہو یا بڑا، توبہ کرلینا بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کو توبہ بہت پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے کہ ''قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ

اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○''

(الزمر ٣٩، آیت ٥٣) ترجمہ ''اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اعلان کر دیجئے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ تو سب گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ یقیناً وہ بڑا بخشنے والا بڑا رحم فرمانے والا ہے''۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''**اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ**''۔ (البقرۃ ٢، آیت ٢٢٢) ترجمہ ''اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور (گناہوں سے) پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے''۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''**فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ**''۔ (المائدۃ ٥، آیت ٣٩) ترجمہ ''جو شخص اپنے گناہ کے بعد توبہ کر لے اور اصلاح کر لے تو اللہ تعالیٰ اسکی طرف متوجہ ہو جاتا ہے (یعنی توبہ قبول کر لیتا ہے) یقیناً اللہ تعالیٰ مغفرت کرنے والا اور مہربان ہے''۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے ایک حدیث شریف سنائی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچ کہا کہ ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو آدمی بھی گناہ کر بیٹھے پھر وضو کر کے دو رکعت نماز اَدا کرے، اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے تو اللہ تعالیٰ اسکو معاف فرما دیتا ہے''۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم شمار کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایک مجلس میں سو (١٠٠) مرتبہ یہ دُعا پڑھتے تھے، ''**رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ**''۔ (سنن ابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''میرے دِل پر بھی کبھی پردہ سا آ جاتا ہے اور میں دِن میں سو (١٠٠) مرتبہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''میں دِن میں ستر (۷۰) مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے استغفار اور اس کے حضور توبہ کرتا ہوں''۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا رہتا ہے جب تک حالتِ نزع طاری نہ ہو جائے''۔ (ترمذی)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے مجھے فرمایا کہ

(۱) ''تو جہاں کہیں بھی ہو، اللہ تعالیٰ واحد سے ڈرتے رہنا

(۲) اگر بُرائی ہو جائے تو اسکے بعد نیکی کر لینا کیونکہ نیکی بُرائی کو مٹا دیتی ہے۔

(۳) لوگوں کیساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا''۔ [ترمذی]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح اور کچھ چیزیں مشکوک ہیں۔ جو مشکوک میں پڑ گیا، وہ ایک دِن گمراہی میں پڑ گیا''۔ (ماخذ از مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۲۶۴۲) (دوسرے لوگوں سے فتویٰ لینے کی بجائے مشکوک چیز کو چھوڑ دینا بہتر ہے اور صبر کرے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''عورت دِین میں بھی کمزور ہے اور عقل میں بھی کمزور ہے''۔ (بخاری) (لہٰذا عورت کو ایسی راز کی بات نہیں بتانی چاہیے جو کہ اگر دُشمن تک پہنچ جائے تو مصیبت پیدا کر دے) گھر والوں کو تعلیم و تربیت دینے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان قرآن کریم کی تلاوت، حدیث شریف کی تلاوت اور نوافل گھر میں پڑھا کرے اور اپنی بیوی بچوں کو پڑھاتا رہے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''گھروں کو قبرستان نہ بناؤ''۔ (مشکوٰۃ شریف) اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جیسے قبرستان میں جو مُردے پڑے ہیں، ان کے عمل ختم ہو چکے تو آپ کا گھر ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ وہاں دِین کے کاموں سے آپ غافل رہیں اور سستی دکھائیں۔

۝.....۝.....۝

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ
عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝٩
ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ
وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا
صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ
شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝١٠ وَضَرَبَ
اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ
قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

ترجمہ◄ (آیات ۹ سے ۱۲) اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم)! کفار اور منافقین سے جہاد کرو اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آؤ۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور یہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔[۹]

اللہ تعالیٰ مثال بیان کرتا ہے جن لوگوں نے کفر کیا مثلاً (حضرت) نوح (علیہ السلام) کی بیوی نے کفر کیا اور (حضرت) لوط (علیہ السلام) کی بیوی نے بھی کفر کیا حالانکہ وہ ہمارے نیک بندوں کی زوجیت میں تھیں لیکن انہوں نے اپنے شوہروں سے خیانت کی اور وہ (حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں انکے کچھ بھی کام نہ آ سکے اور ان دونوں سے کہا گیا کہ جاؤ! آگ میں جانے والوں کیساتھ تم بھی داخل ہو جاؤ۔[۱۰]

اور اللہ تعالیٰ نے مثال بیان کی اہلِ ایمان کی مثلاً فرعون کی بیوی ایمان لے آئی جب اس نے کہا کہ اے میرے رَبِّ کریم! میرے لیے جنت میں ایک گھر بنا

وَنَجِّنِىْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِىْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۱﴾ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِىْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ﴿۱۲﴾

دے اور مجھے فرعون اور اسکے عمل سے بچالے اور ظالم قوم سے مجھے نجات دے۔[۱۱]

اسی طرح (حضرت) مریم (علیہا السلام) عمران کی بیٹی کی مثال ہے۔ اس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی اور ہم نے اسکے اندر اپنی طرف سے روح پھونک دی اور اس نے اپنے رَبّ کریم کی باتوں اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ اطاعت گزار لوگوں میں سے تھیں۔[۱۲]

تشریح : اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ذریعے مومنین سے فرما رہا ہے کہ کفار اور منافقین سے ہمیشہ جہاد جاری رَکھنا ہوگا۔

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''یہ دِین ہمیشہ قائم رہے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اسکے لیے لڑتی رہے گی یہاں تک کہ قیامت قائم ہوجائے'' (مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۳۶۲۵

حضرت ابوقتادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ان میں کھڑے ہوئے اور ان سے ذِکر کیا کہ ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رَکھنا افضل اعمال میں سے ہے''۔ پھر ایک آدمی کھڑا ہوا اور پوچھا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کر دیا جاؤں تو کیا میرے گناہ مجھ سے دُور کر دیئے جائینگے؟'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ہاں! اگر تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جاؤ جبکہ تم صابر رہو اور ثواب کے اُمیدوار رہو اور آگے بڑھتے جاؤ اور پیٹھ نہ دکھاؤ مگر قرض معاف نہیں ہوگا'' (وہ اَدا کرنا پڑے گا

وارثوں کو)(مشکوٰۃ شریف،جلد دوم،حدیث ۳۶۲۹)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پاس آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے پوچھا کہ

''ایک آدمی غنیمت کیلئے لڑتا ہے

دوسرا آدمی شہرت کیلئے لڑتا ہے

تیسرا آدمی اپنی بہادری دکھانے کیلئے لڑتا ہے

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بتایئے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے والا کون ہے؟''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو اس لئے لڑے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو، وہی اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے والا ہے''۔

([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف،جلد دوم،حدیث ۳۶۳۸)

کوئی رشتہ داری آخرت میں کسی کو فائدہ نہیں دیگی بلکہ ہر انسان کا حساب اپنا اپنا ہوگا۔نبیوں کا اپنا حساب ہوگا۔ان کی اولاد کا اپنا حساب ہوگا۔عوام الناس کا اپنا حساب ہو گا۔وہاں نہ کوئی سفارش چلے گی،نہ کوئی رشوت چلے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''عورت دِین میں بھی کمزور ہے اور عقل میں بھی کمزور ہے کیونکہ ایک مرد کی گواہی دو عورتوں کے برابر رَکھی گئی ہے اور ماہواری کے دِنوں میں نماز اور روزہ اَدا نہیں کرسکتی''۔([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف،جلد اوّل،حدیث ۱۷)

کافروں کیلئے اللہ تعالیٰ نے دو عورتوں کی مثال دی جو کافرہ تھیں۔ایک حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی اور ایک حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی۔کافروں کو بتایا جارہا ہے کہ کیا تمہاری عقل عورتوں سے بھی گئی گزری ہے اور تمہارا ایمان ان عورتوں سے بھی گیا گزرا ہے جنکے گھروں میں نورِ ہدایت موجود تھا لیکن اس سے انہوں نے فائدہ نہیں اُٹھایا۔تمہارے درمیان بھی نورِ ہدایت موجود ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اسکی کتاب یعنی قرآن کریم لیکن تم ان عورتوں کی طرح عقل کے کورے ہو اور ایمان سے خالی ہو۔

جیسے ان کے متعلق حکم ہوا کہ جہنم میں داخل ہو جاؤ تو تمہارا مقام بھی وہی بنتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کیلئے دو عورتوں کی مثال دی جو مومنات میں سے

تھیں۔ایک فرعون کی بیوی اور دوسری حضرت مریم علیہا السلام بنت عمران۔مومنین کیلئے اس میں سبق یہ ہے کہ دیکھو عورت ہونے کے باوجود انہوں نے حالات کا مقابلہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ کے احکامات کو نہیں چھوڑا اور اپنے اس ایمان پر ثابت قدم رہیں۔

فرعون ایک طاقتور حکمران تھا لیکن اس کی بیوی نے اس کے ظلم کی پرواہ نہیں کی۔ اسی طرح حضرت مریم علیہا السلام بنت عمران پر لوگوں نے بہت الزام لگائے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی پر برقرار رہیں۔تو اے جماعتِ مومنین! یہ تو تھیں عورتیں جنہوں نے اپنے ایمان میں کمزوری نہیں دکھائی۔تم نے بھی اس بات کو یاد رکھنا ہے کہ سخت حالات کے سامنے تم نے بھی اپنے ایمان میں کمزوری نہیں دکھانی ہے۔

ایک شخص نے **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم** سے پوچھا کہ ''کون سا اسلام بہتر ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''کھانا کھلانا اور سلام کرنا خواہ تم اسے جانتے ہو یا نہیں جانتے''۔(مشکوٰۃ شریف،جلد دوم،حدیث ۴۴۲۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''مومن پر ایک دوسرے کے چھ (٦) حقوق ہیں [۱] جب ملے تو سلام کرے [۲] جب بھی بات کرے اس کی خیر خواہی کی بات کرے خواہ وہ غائب ہو یا موجود ہو [۳] جب بیمار ہو تو اسکی عیادت کرے [۴] مر جائے تو جنازے میں جائے [۵] بلائے تو دعوت قبول کرے [٦] چھینکے تو اسکا جواب دے''۔(مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۴۲۳) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''جب تم کسی گھر میں داخل ہو اسکے رہنے والوں کو سلام کرو۔جب نکلو تو بھی سلام کرو''۔(مشکوٰۃ شریف،جلد دوم،حدیث ۴۴۴۴) حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** ہم عورتوں کے پاس سے گزرتے تو سلام کرتے۔(مشکوٰۃ جلد دوم حدیث ۴۴۵٦) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''کسی مجلس میں پہنچے تو سلام کرے۔جب جانے کے لیے کھڑا ہو تب بھی سلام کرے''۔(مشکوٰۃ جلد دوم حدیث ۴۴۵۳)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''پہلے سلام کرنے والا تکبر سے آزاد ہے''۔(مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۴۵۹)

اَلْمُلْكِ ۶۷

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۳۰ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

تَبٰرَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ز وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ
قَدِيْرُ ۙ﴿۱﴾ الَّذِىْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ
لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط وَهُوَ الْعَزِيْزُ
الْغَفُوْرُ ۙ﴿۲﴾ الَّذِىْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ط مَا

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۱۱) بڑی بابرکت ہے وہ ذاتِ اقدس جسکے ہاتھ میں کائنات کی بادشاہت ہے اور وہ ذاتِ اقدس ہر کام کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔[۱]

اسی نے موت کو بھی پیدا کیا اور زندگی کو بھی تا کہ تم لوگوں کو آزمایا جائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرنے والا ہے؟ اور وہ زبردست بھی ہے لیکن معاف فرمانے والا بھی ہے۔[۲]

اسی نے تہہ بہ تہہ ایک دوسرے کے اوپر سات آسمان بنائے۔ رحمٰن کی تخلیق میں بے ترتیبی نہیں دیکھو گے (ہر چیز کو غور سے دیکھو تو آپکو سو فیصد ڈسپلن نظر آئیگا) پھر

تَرٰى فِىْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ
الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝۳ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ
كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ
۝۴ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا
رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝۵
وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ
الْمَصِيْرُ ۝۶ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا
وَّهِىَ تَفُوْرُ ۝۷ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ

پلٹ کر دیکھو۔ کیا تمہاری آنکھ کو کوئی (ڈسپلن میں بے ترتیبی یا) دراڑ نظر آتی ہے۔[۳]

پھر دوبارہ اور دوبارہ نظر دوڑاؤ تو تمہاری نظر تھک ہار کر ناکام لوٹ آئے گی۔ (کوئی دراڑ وغیرہ نہیں دیکھی گئی)[۴]

ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں سے خوشنما بنا دیا اور انہیں شیاطین کو مار بھگانے کا ذریعہ بنایا اور ان شیطانوں کیلئے ہم نے تیز آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے[۵]

اور جو اپنے رَبِّ کریم سے کفر کرتے ہیں (اسکی ذات اور صفات میں) انکے لیے جہنم کا عذاب تیار ہے اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔[۶]

جب وہ اس میں ڈالے جائینگے تو اسکے چیخنے اور چلانے کی ہولناک آواز سنیں گے اسکے جوش میں آنے کی وجہ سے گویا کہ وہ غصے سے پھٹی جا رہی ہے۔ جب بھی کوئی ایک گروہ (فوج) اس میں ڈالی جائیگی تو اسکے چوکیدار ان لوگوں سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تھا؟[۷-۸]

اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ⑧ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ⑨ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ⑩ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ⑪

وہ کہیں گے کہ کیوں نہیں! خبردار کرنے والا ہمارے پاس آیا لیکن ہم نے اسے جھٹلا دیا اور ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بھی (یعنی نبی یا کتاب) نازل نہیں فرمائی۔ (اے ایمان والو!) تم گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔[۹]

اور اس وقت وہ کہیں گے کہ کاش! ہم سنتے یا عقل سے کام لیتے تو آج ہم اس بھڑکتی آگ میں ڈالے نہ جاتے۔ اس طرح وہ خود اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیں گے۔ پس لعنت ہے ان دوزخیوں پر۔ (دُنیا کی زندگی میں اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے توبہ نہیں کی۔ اگر وہ ایسا کرتے تو ہم ان کو معاف کر دیتے)[۱۰-۱۱]

تشریح: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ○**'' (النساء۴ آیت ۸۷) ترجمہ ''اور کون اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر بات میں سچا ہے''۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا کہ کائنات کی بادشاہت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اسی نے کائنات کو بنایا اور اسی نے اسکا انتظام براہِ راست اپنے ہاتھ میں لیا لیکن دُنیا کے بعض لوگوں نے اور بعض قوموں نے اسکے برابر دوسری چیزوں کو بادشاہ تسلیم کرنا شروع کر دیا حالانکہ نہ کسی نے اسکی تخلیق میں کوئی کردار اَدا کیا اور نہ اسکی حکمرانی میں کوئی شریک ہے۔ یہ دَراصل شیطان کی چال ہے جو وہ اس بات کا بدلہ لے رہا ہے جب اللہ تعالیٰ نے اسکو اپنی دَرگاہ سے لعنت زدہ کر کے نکال دیا کیونکہ شیطان نے حاکمِ کائنات کی نافرمانی کی تھی جب اللہ تعالیٰ نے

اسکوحضرت آدم علیہ السلام کے سامنے جھکنے کا کہا۔

ذرا غور کریں کہ ہم اللہ تعالیٰ کو کائنات کا واحد حاکم زبان سے تو تسلیم کر رہے ہیں لیکن دِل سے تسلیم نہیں کر رہے۔ ہمارے اعمال یہ ثبوت نہیں دے رہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو جاننے کے ساتھ ساتھ مانتے بھی ہیں۔

اگر ہم اللہ تعالیٰ کی حاکمیت ماننے کا دعویٰ کریں تو پھر ہمیں اپنے اعمال سے ثبوت بھی پیدا کرنا چاہیے کہ ہم اسی کے حکموں پر عمل کرینگے اور کسی دوسرے کے حکم پر ہم عمل نہیں کرینگے اور کسی دوسرے کو اسکا شریک نہیں ٹھہرائینگے۔ اگر ہم عملاً اللہ تعالیٰ کو ماننے کا ثبوت نہیں دے رہے تو پھر ہم صحیح مومن نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے اور سیدھا راستہ دکھائے۔ [آمین]

وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جسکی وجہ سے ہمیں معاف کیے جا رہا ہے اور وقت دیئے جا رہا ہے کہ اپنے آپکو سیدھے راستے پر لے آؤ۔

اس بادشاہِ مطلق کے فرامین قرآن کریم میں اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرتِ طیبہ میں واضح طور پر بتا دیئے گئے ہیں۔ اگر ہم انکو نہیں مانتے اور ان پر عمل نہیں کرتے تو ہمارے باغی ہونے میں کوئی شک نہیں ہے لیکن ہم اللہ تعالیٰ ہی سے دُعا مانگتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمیں عقل اور ہمت عطا فرمائے کہ ہم شیطان کا ساتھ چھوڑ کر اللہ تعالیٰ اور اسکی خفیہ قوتوں سے مدد حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ نے صاف ان آیات مبارکہ میں بتا دیا ہے کہ جب تم جہنم کے دروازے پر کھڑے ہو گے تو دربان پوچھے گا کہ کیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کے احکامات نہیں آئے تھے تو اس وقت تم ضرور قبول کرلو گے کہ آئے تو تھے لیکن ہم سنتے نہیں تھے اور ان پر عمل نہیں کرتے تھے۔ (دیکھیں سورۃ الزمر ۳۹، آیت ۷۱)

اے میری قوم کے حکمرانو اور لوگو! قیامت کا انتظار مت کرو بلکہ آج ہی اپنے اعمال درست کرو تا کہ قیامت کے روز تمہیں یہ بات نہ کہنی پڑے کہ ہم نے سنا اور نہ ہی ہم نے عقل استعمال کی۔ آج وقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سنو۔ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنو۔ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کو دیکھو جو تمہارے لیے ایک بہترین نمونہ ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں کو دیکھو جو کہ ہدایت کے ستارے ہیں
آج وقت ہے کہ جو سن لے گا اور عقل سے کام لے گا، وہ کامیاب ہو جائیگا۔ جو نہیں سنے گا اور عقل سے کام نہیں لے گا، وہ جہنم میں ڈال دیا جائیگا۔ فیصلہ آپکے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے دے دیا ہے۔ **حضرت عمر** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میرے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی عزت کیا کرو کیونکہ وہ تم میں بہتر ہیں۔ پھر ان کے ساتھ والے پھر ان کے ساتھ والوں کی عزت کیا کرو پھر جھوٹ غالب آ جائے گا۔ جس کو نیکی اچھی لگے اور بُرائی کو بُرا سمجھے، وہ مومن ہے''۔ ([نسائی] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۷۵۶ سے ماخذ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اس مسلمان کو آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا مجھے دیکھنے والے کو دیکھا''۔ ([ترمذی] مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۷۵۷) **حضرت عمران بن حصین** رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''بہتر زمانہ میرا ہے پھر انکے ساتھ والوں کا (یعنی حضرات تابعین کا) پھر انکے ساتھ والوں کا (یعنی حضرات تبع تابعین کا)([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۷۵۵)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''میں نے اپنے رَبِّ کریم سے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلاف کے متعلق سوال کیا جو میرے بعد ہوگا۔ میری طرف وحی فرمائی گئی کہ اے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! تمہارے اصحاب میرے نزدیک آسمان کے تاروں کی طرح ہیں اور بعض بعض سے قوی ہیں لیکن سب نورانی ہیں۔ اپنے اختلاف میں وہ جس موقف پر ہیں ان میں سے جو کسی کو اختیار کرلے گا، وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۷۶۲) **حضرت سلمان** رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ''مجھ سے عداوت نہ رَکھو ورنہ تم دِین سے دُور ہو جاؤ گے''۔ میں نے عرض کیا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میں آپ سے کس طرح عداوت رَکھ سکتا ہوں؟'' فرمایا کہ ''اگر تم نے اہل عرب سے عداوت رَکھی تو مجھ سے عداوت رَکھی''۔ (مشکوٰۃ جلد سوم حدیث ۵۷۴۵)

اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ
وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿١٢﴾ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ
اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿١٣﴾ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ
خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿١٤﴾ هُوَ الَّذِيْ
جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا
وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ﴿١٥﴾ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ
فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ
تَمُوْرُ ﴿١٦﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ

ترجمہ ◄ (آیات ۱۲ سے ۲۶) جو لوگ بن دیکھے اپنے رَبِّ کریم سے ڈَرتے رہتے ہیں، انکے لیے بخشش اور بڑا اَجر ہے۔[۱۲] (اللہ تعالیٰ کے ڈَر سے انسان بُرائی سے بچتا ہے اور نیک کام کرتا ہے)

تم لوگ خواہ چپکے سے بات کرو یا اونچی آواز سے، وہ اللہ تعالیٰ کیلئے یکساں ہے۔ وہ تو دِلوں کے حال تک جانتا ہے۔ (جو ابھی الفاظ میں بھی نہیں آئے)[۱۳]

کیا وہ نہ جانے جس نے تمہیں پیدا کیا۔ وہ تو بہت ہی باریک باتوں کی خبر رَکھنے والا ہے۔[۱۴]

وہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو نرم بنایا۔ چلو اسکی وادیوں میں اور کھاؤ رزق اللہ تعالیٰ کا۔ دوبارہ زندہ ہو کر اسی کے پاس جانا ہے۔[۱۵]

کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان میں ہے (یعنی اللہ تعالیٰ سے) کہ وہ تمہیں زمین میں دھنسا نہ دے یا یکا یک یہ زمین جنبش نہ کرنے لگے۔[۱۶] (یعنی

عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَقَدْ
كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۱۸﴾
اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ۘ
مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۭ
بَصِيْرٌ ﴿۱۹﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ
يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا
فِيْ غُرُوْرٍ ﴿۲۰﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ

اللہ تعالیٰ زلزلہ برپا کردے)

کیا تم بے خوف ہو گئے ہو اس سے جو آسمان میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے کہ تم پر پتھراؤ کرنے والی تیز ہوا بھیج دے پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ تنبیہ کا کیا مطلب ہوتا ہے۔[۱۷]

ان (یعنی مشرکین مکہ) سے پہلے لوگوں نے جھٹلایا (میری وحدانیت کو، میرے نبیوں کو، میری کتابوں کو) تو دیکھ لو پھر کہ میری سزا کیسی سخت تھی۔[۱۸]

کیا تم اپنے اوپر اُڑنے والے پرندوں کو نہیں دیکھتے جو پَر پھیلاتے اور سکیڑتے ہیں۔ ان کو سوائے رحمٰن کے کسی نے ہوا میں تھاما نہیں ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نظر رکھے ہوئے ہے۔[۱۹] ذرا بتاؤ کہ وہ کون سا لشکر ہے تمہارے پاس جو ''الرحمٰن'' کے مقابلے میں تمہاری مدد کر سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ کافرین دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔ (ایمان نہ لا کر دھوکہ کھا رہے ہیں)[۲۰]

اور بتاؤ کہ کون ہے جو تمہیں رزق دے سکتا ہے اگر ''الرحمٰن'' اپنا رزق روک لے۔ نہیں! کوئی نہیں! بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ اپنی سرکشی پر اور حق سے گریز پر

اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ؕ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾
اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤى اَمَّنْ
يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۲﴾ قُلْ هُوَ
الَّذِيْۤ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ
وَالْاَفْئِدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ هُوَ الَّذِيْ
ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَيَقُوْلُوْنَ
مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ اِنَّمَا
الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَاِنَّمَاۤ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۶﴾

ضدی بنے بیٹھے ہیں۔[۲۱](اسی لیے وہ ایمان نہیں لاتے)

بھلا سوچو! جو شخص اُلٹا چلتا ہے، وہ زیادہ ہدایت یافتہ ہے یا وہ جو سیدھا چل رہا ہے؟[۲۲]

انکو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ ہی تو ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا اور جس نے تم کو سننے اور دیکھنے کی قوتیں دیں اور سوچنے والا دِل دیا مگر تم لوگ شکر نہیں کرتے۔[۲۳]

انکو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ ہی تو ہے جس نے زمین میں تم کو پھیلایا اور پھر اسی کے پاس تم جمع کیے جاؤ گے۔[۲۴]

یہ پوچھتے ہیں کہ بتاؤ قیامت کب آئیگی اگر تم اپنے وعدے میں سچے ہو[۲۵]

انکو بتادو کہ اسکا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور میرا کام تو صرف تمہیں خبردار کردینا ہے۔(کہ قیامت آئے گی ضرور)[۲۶]

تشریح : ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمادیا ہے کہ اپنی مخلوق کی ضروریات وہ خود پوری فرماتا ہے اور اس بات کا اس نے ذِمہ لے رَکھا ہے۔

زمین کواس قابل بنایا ہوا ہے کہ تم اس میں اپنا رزق تلاش کرو۔

اور اگر تم شکر نہیں اَدا کرو گے تو وہ تمہیں سخت سزا بھی دیگا مثلاً تمہیں زمین میں دھنسا سکتا ہے اور زمین میں زلزلہ برپا کرسکتا ہے یا آسمان سے طوفانی ہوا بھیج سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ پرندوں کو رزق دیتا ہے اور ہوا میں اُڑنے کی طاقت بھی اسی نے دی ہے۔سب لشکر اللہ تعالیٰ کے ہی ہیں۔ پرندوں کے لشکر نے ہی اہل نجران کے ہاتھیوں کی فوج کو شکست دی تھی۔ یہ واقعہ تمہارے سامنے ہوا ہے۔اب تم بتاؤ کہ تمہارے پاس کون سا لشکر ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں تباہ کرنا چاہے تو وہ لشکر تمہیں بچا سکے۔

اگر اللہ تعالیٰ تمہارا رزق روک لے تو کسی کی طاقت ہے کہ وہ تمہیں فراہم کردے۔

ذرا غور کرو کہ اللہ تعالیٰ کو اپنا رَبِّ واحد ماننا تمہارے ہی فائدے میں ہے لیکن تم اُلٹی چال چل رہے ہو۔ ہم نے تمہیں آنکھ، کان اور دِل و دماغ عطا فرمائے۔ ان کو استعمال کرو، ماحول کو دیکھو، کائنات پر نظر ڈالو تو پھر تم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرسکتے ہو لیکن تم تو بالکل ہی اُلٹ راستے پر گامزن ہو۔

تم آخرت میں یقین نہیں رَکھتے لیکن اسکا آنا لازم ہے۔کوئی اسکو ٹال نہیں سکتا۔اس آخرت کے لیے تیاری کرو تا کہ جہنم کی آگ سے بچ جاؤ جو کہ ہمیشہ کیلئے ہے جبکہ تم ایک دفعہ اس میں داخل ہو جاؤ گے۔قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا اسکی مخلوق میں سے کوئی نہیں جانتا۔

اللہ تعالیٰ کا سیدھا راستہ واضح طور پر بتا دیا گیا ہے[۱] قرآن کریم میں [۲] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت میں اور انکی احادیث شریف میں [۳] اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ** ''۔ (الاحزاب ۳۳، آیت ۲۱) ترجمہ ''رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہدایت ہے'' [۴] خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت میں [۵] اہل بیت کی سنت میں [٦] صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں [مشکوٰۃ] **آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''تم اس وقت تک کامل ایمان والے نہیں ہو سکتے جب تک کہ میری ذات تمہیں اپنے والدین سے اپنی اولاد سے اور تمام عالم انسانیت سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے''۔([متفق علیہ] مشکوٰۃ جلد اوّل حدیث ۵) محبوب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نقش قدم پر مکمل طور پر چلا جائے۔

فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ
اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ
فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ
الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ
هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ
مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾ ع

ترجمہ◄ (آیات ۲۷ سے ۳۰) پھر جب یہ لوگ اس چیز (یعنی قیامت) کو قریب دیکھ لیں گے تو ان لوگوں کے چہرے غم کی نشانی بن جائینگے جو اسکا انکار کرتے ہیں اور ان سے کہا جائیگا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے تمہیں ڈرایا جاتا تھا۔[۲۷]

ان سے پوچھو کہ کبھی تم نے سوچا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دے یا ہم پر رحم فرمائے تو اسکو کون روک سکتا ہے تو اسی طرح کافروں کو دَردناک عذاب سے (اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں) کون بچائے گا۔[۲۸]

انکو بتا دو کہ وہ بڑا رحم فرمانے والا ہے۔ ہم اسی پر ایمان لائے ہیں اور اسی پر بھروسہ رَکھتے ہیں اور تمہیں جلدی معلوم ہو جائیگا کہ گمراہی میں کون پڑا ہوا ہے۔[۲۹]

کیا تم نے کبھی سوچا کہ اگر تمہارے کنوؤں کا پانی زمین میں اُتر جائے تو کون ہے جو پانی کو تمہارے لیے نکال دے۔[۳۰] (کیا تمہارے بت نکالیں گے یا اللہ تعالیٰ واحد نکالے گا)

تشریح: کافروں کو تنبیہ کی جارہی ہے کہ جب قیامت قریب آئیگی، اس وقت تمہیں رَنج ہوگا لیکن تمہیں دوبارہ عمل کرنے کی مہلت نہیں ملے گی۔ عذاب سے صرف اللہ تعالیٰ ہی بچا

سکتا ہے۔ اسکے سوا اَور کوئی نہیں بچا سکتا۔ وہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو بھی ہلاک کر سکتا ہے یا ہم پر رحم فرما سکتا ہے۔ اسکے سوا اَور کوئی رَبّ ہمارا نہیں ہے۔

بتوں کو چھوڑ کر اسی ایک رَبِّ کریم کو پکارنا چاہیے۔ ذرا غور کرو کہ تمہارے لیے اور تمہارے ماحول میں اسکی کتنی نعمتیں ہیں اور رحمتیں ہیں۔ صرف ایک پانی کا ہی تصور کرو کہ اگر پانی وہ کنوؤں میں خشک کر دے یا دریاؤں میں خشک کر دے تو کون ہے جو تمہارے لیے پانی مہیا کر سکے۔ جان لو کہ یہ اسی کی طاقت ہے اور اسی سے ڈَرنا چاہیے اور اسی کا شکر اَدا کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو ہمارا شکر اَدا کریگا، ہم اسکو اَور زیادہ دینگے۔ جو ہماری ناشکری کریگا، ہم اسکو سخت عذاب دینگے۔ (دیکھیں سورۃ ابراہیم ۱۴، آیت ۷)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھی بیشمار نعمتوں سے نوازا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ **اللہ تعالیٰ نے ہمیں مشرک سے آزادی دلوا کر ہمارے اور ہماری آئندہ نسلوں کے ایمان کو محفوظ رَکھا ہوا ہے** لیکن ہم اسکا شکر اَدا نہیں کرتے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے ایمان کو **حسین ایمان بنائیں** لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اپنے **ایمان کو بڑا گدلا کیا ہوا ہے۔**

حسین ایمان یہ ہے جیسے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کے سوال کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا: حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے پوچھا کہ ''مجھے احسان کے متعلق کچھ بتائیے''، یعنی عبادت کا خوبصورت انداز کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے جواب دیا کہ ''خوبصورت انداز اللہ تعالیٰ کی عبادت کا یہ ہے کہ تم عبادت کرتے وقت گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو لیکن اگر یہ ممکن نہیں ہے تو کم از کم یہ تمہارے دِل میں ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے (اور حقیقتاً اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہوتا ہے) (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث 1 سے ماخذ)

تو ہمارے ایمان میں بھی خوبصورتی تب آئے گی جب ہم اللہ تعالیٰ کو اس کی نشانیوں کے ذریعے جو ہمارے ماحول میں موجود ہوتی ہیں یا اللہ تعالیٰ گاہے بگاہے پیدا کر دیتا ہے خواہ وہ ظاہراً رحمت ہو یا زحمت، دیکھ رہے ہوں۔

اگر ہمیں اس بات پر یقین آ جائے کہ اگر ہماری آنکھیں اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ

رہیں اوراس کی نشانیاں اسی کے وجود کو ظاہر کر رہی ہیں اور وہ ہمیں ہر وقت دیکھ رہا ہے تو پھر لازمی بات ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پورے خلوص سے سرانجام دیں گے۔

جب اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف اوراس کی رحمتوں کا شوق دِل میں ہو گا تو اس کے حکموں پر عمل کرنا مشکل نہیں ہوگا۔

ہم نے تحریک آزادی کے وقت یہ اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ ''آزادی کا مطلب کیا، **لا الہ الا اللہ**''۔ ابھی ہم اس منزل کو حاصل نہیں کر سکے لیکن اس منزل کو بھولنا نہیں چاہیے۔ اگر ہم بھول گئے تو ہمارا انجام پہلی قوموں جیسا ہوسکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''کیا تم اللہ تعالیٰ وحدہٗ پر ایمان لانے کا معنی جانتے ہو؟'' حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کی کہ ''اللہ تعالیٰ اوراس کا رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ایمان یہ ہے کہ یہ شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ اَدا کرنا، رمضان المبارک کے روزے رَکھنا اور مالِ غنیمت میں سے خمس (یعنی پانچواں حصہ) اَدا کرنا''۔ (بخاری، جلد اوّل، صفحہ ۸)

پاکستان کے وقت جو نعرہ لگایا گیا **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** اسکا مطلب بھی یہی ہے کہ ایمان کے تمام بنیادی اعمال شامل ہیں۔ حدیثوں میں ایمان کی تعریف موقع کے مطابق بیان کر دی گئی ہے مثلاً ایمان میں جہاد بھی شامل ہے اور حج بھی شامل ہے، آخرت پر ایمان بھی شامل ہے اور تقدیر پر ایمان بھی شامل ہے۔ تمام آسمانی کتابوں، تمام انبیاء کرام علیہم السلام، ملائکہ وغیرہ پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ **حضرت عثمان** رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص اس حال میں مرا کہ اسکو **لا الہ الا اللہ** پر یقین تھا، وہ جنت میں داخل ہوگا''۔ (مسلم، جلد اوّل، صفحہ ۴۱)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نافرمانی کریگا اور اسلام کی حدود سے تجاوز کریگا، وہ دوزخ میں داخل ہوگا ہمیشہ کیلئے اور ذِلت کیساتھ''۔ (دیکھیں **سورۃ النساء ۴، آیت ۱۴**) **اے جماعت مومنین اور دُنیا کے تمام انسانو!** اگر دائمی آگ کے عذاب سے بچنا ہے اور ہمیشہ رہنے والے باغوں یعنی جنت میں رہنے کا شوق ہے تو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نافرمانی سے بچو۔

اَلْقَلَمِ ٦٨

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۵۲ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ
بِمَجْنُوْنٍ ۚ﴿۲﴾ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ﴿۳﴾
وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ
﴿۵﴾ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ﴿۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۳۳) نون۔قسم ہے قلم کی اور انکی جو (قرآن کریم) لکھتے ہیں (وحی کے وقت)۔ یہ کہ تم اپنے رَبِّ کریم کی رحمت سے مجنون نہیں ہو اور تمہارے لیے تو ایسا اَجر ہے جسکا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔تم تو اخلاق کے بلند مرتبہ پر فائز ہو۔[۱-۴]
عنقریب تم بھی دیکھ لو گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں سے کون جنونی ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ راستے سے کون بھٹکا ہوا ہے اور وہ انکو بھی جانتا ہے جو ہدایت کے راستے پر ہیں تو تم (اے نبی اور مومنین!) ہرگز جھوٹ بولنے والوں کی

ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ص وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝۷ فَلَا
تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۸ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ
۝۹ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝۱۰ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ
بِنَمِيْمٍ ۝۱۱ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝۱۲ عُتُلٍّۭ بَعْدَ
ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝۱۳ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ۝۱۴ اِذَا
تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۵
سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ۝۱۶ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا
بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ج اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا

اطاعت نہ کرو۔[۵-۸]

وہ تو چاہتے ہیں کہ اگر تم کچھ نرمی دکھاؤ تو وہ بھی نرم ہوں اور ہرگز نہ ماننا اس شخص کی بات جو بہت قسمیں کھانے والا ہے، بہت ذلیل ہے، بہت طعنہ دینے والا ہے، بہت بڑا چغل خور ہے۔[۹-۱۱]

اچھے کاموں سے منع کرنے والا ہے۔ظلم اور زیادتی میں حد سے گزرنے والا ہے،سخت بداعمال، بداخلاق اور سخت مزاج ہے اور ان سب کے بعد بداصل ہے[۱۲-۱۳]

اسلئے (یہ بداخلاق ہے) کہ وہ بہت مال اور اولاد رکھتا ہے۔[۱۴]

جب اسے ہماری آیات سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ پچھلے زمانے کے قصے ہیں۔عنقریب ہم اسکی ناک پر داغ لگا دینگے۔(یعنی ذلیل کریں گے)[۱۵-۱۶]

ہم نے اہل مکہ کو اسی طرح آزمایا جیسا کہ باغ والوں کو آزمایا تھا۔

باغ والوں نے قسم کھائی کہ صبح سویرے ہم اپنے ضرور باغ کے پھل توڑیں گے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف نہیں بیان کی۔(کہ ان شاء اللہ تک نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہترین رزق عطا کیا)[۱۷-۱۸]

مُصْبِحِيْنَ ﴿١٧﴾ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿١٨﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا
طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿١٩﴾ فَاَصْبَحَتْ
كَالصَّرِيْمِ ﴿٢٠﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ﴿٢١﴾ اَنِ اغْدُوْا
عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿٢٢﴾ فَانْطَلَقُوْا
وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ﴿٢٣﴾ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ
مِّسْكِيْنٌ ﴿٢٤﴾ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ فَلَمَّا
رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ﴿٢٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ
﴿٢٧﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ

جب رات کو وہ سو رہے تھے تو تیرے رَبّ تعالیٰ کی ایک بلا اس باغ پر پھر گئی اور اسکا حال یہ ہو گیا جیسے کھائی ہوئی فصل (یعنی اُجڑی ہوئی فصل)۔[١٩-٢٠]

صبح سویرے انہوں نے ایک دوسرے کو آوازیں دی کہ چلو اپنی کھیتی کی طرف صبح سویرے اگر تم نے پھل توڑنے ہیں۔[٢١-٢٢]

پس وہ چلے اور خفیہ خفیہ باتیں کرتے تھے کہ آج کوئی مسکین تمہارے باغ میں داخل نہ ہونا چاہیے (تا کہ ہمیں اپنے مال میں سے ان کو کچھ دینا نہ پڑے گویا حد درجہ کنجوسی کا خیال دِل میں رَکھ کر چلے اور اللہ تعالیٰ کے ناشکرے تھے)[٢٣-٢٤]

صبح کو وہ سخت ناراضگی سے نکلے کہ مسکین کو ہم ہرگز کچھ نہیں دیں گے۔[٢٥]

وہ غصے میں بھرے صبح صبح باغ میں پہنچے تو دیکھا (کہ باغ اُجڑا ہوا ہے) اور کہنے لگے کہ ہم تو راستہ بھول گئے ہیں۔نہیں بلکہ ہم محروم ہو گئے ہیں۔(یعنی باغ کے اُجڑنے سے ہم فصل سے محروم ہو گئے ہیں)[٢٦-٢٧]

ان میں سب سے جو بہتر تھا، اس نے کہا کہ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ

۝٢٨ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝٢٩ فَاَقْبَلَ
بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ۝٣٠ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ
اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ۝٣١ عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ
اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ۝٣٢ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ
وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝٣٣ ع

تم اللہ تعالیٰ کی تعریف کیوں نہیں کرتے۔(یعنی نماز کیوں نہیں پڑھتے)[٢٨]

انہوں نے کہا کہ اے ہمارے رَبِّ کریم! تُو ہی پاک اور تعریف کے لائق ہے، ہم ہی گناہگار ہیں۔ پھر آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے آخر انہوں نے کہا کہ افسوس ہے ہم پر کہ ہم باغی ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کے باغی ہیں۔ اسکے حکموں پر عمل نہیں کرتے جن میں سے ایک حکم یہ ہے کہ اپنے مال میں سے صدقہ کیا کرو)[٢٩-٣١]

بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بہتر باغ دے۔ ہم اب اپنے رَبِّ کریم کی طرف توجہ کرتے ہیں۔[٣٢]

ایسا ہوتا ہے (دُنیا میں ہمارا) عذاب اور آخرت کا عذاب تو اس سے بھی بہت بڑھ کر ہے۔ کاش کہ انکو (یعنی مکہ والوں کو) علم ہو جائے (کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب کیسا ہوتا ہے)[٣٣]

تشریح: باغ والے غیر متقی یعنی کنجوس لوگ تھے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے تھے اور اپنی طاقت اور اپنی محنت پر ہی انہیں گھمنڈ تھا پھر انہوں نے اس دُنیا میں اس رویے کا انجام بھی دیکھ لیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آخرت میں بُرائیوں کا انجام اس سے بھی سخت ہوگا۔

یہی حال مکہ مکرمہ والوں کا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خبر تھے اور اپنی طاقت کے گھمنڈ میں وہ مسلمانوں کو تنگ کیے جا رہے تھے اور انکو ختم کرنے کے دَرپے تھے لیکن اس بات سے بے خبر تھے کہ انکے اعمال انہی کیلئے باعثِ فتنہ بن جائینگے اور اسی دُنیا میں انکو عذاب دیا جائیگا اور آخرت میں اس دُنیا کے عذاب سے بھی بڑا عذاب ہوگا۔

جنگ بدر اُحُد خندق وغیرہ یہ سب مکہ والوں کے لیے دُنیا کے عذاب تھے اور ایک

سخت قحط بھی مکہ پر نازل ہوا تھا۔

ہمیں نہیں بھولنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈَرتے رہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ انہی لوگوں کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈَرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ''**ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○**''۔(البقرۃ ۲، آیت ۲) ترجمہ ''اس میں ذرا شک نہیں کہ یہ کتاب (یعنی قرآن حکیم) اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ ہدایت ان کو ملے گی جو اللہ تعالیٰ سے ڈَرنے والے ہوں گے''۔

کیا ہم اپنی حالت پر غور کر سکتے ہیں کہ ہم واقعتاً اللہ تعالیٰ سے ڈَرنے والی قوم ہیں یا اللہ تعالیٰ سے بے خوف ہو کر ہم ہر قسم کے جھوٹ میں، ہر قسم کی کرپشن میں، ہر قسم کی خیانت میں سر سے پاؤں تک ملوث ہیں۔

مکہ کی مالی حالت ان دِنوں ایسی تھی جیسی آج کل ہماری ہے۔ دولت چند لوگوں کے ہاتھ میں تھی۔ اکثریت بہت غریب تھی اور اس غربت کی وجہ سے اپنی بچیوں کو بھی زندہ دفن کر دیتے تھے۔ جن کے پاس دولت تھی، ان کا رویہ وہی تھا جو باغ والوں کا تھا کہ وہ اپنے مال سے ذرا بھی کسی غریب مسکین کو دینا نہیں چاہتے تھے۔ اس کی سزا میں اللہ تعالیٰ نے ان کا باغ ہی تلف کر دیا۔ یہ ایک وارننگ تھی مکہ والوں کے آسودہ حال لوگوں کو کہ اگر تم غریب آدمی پر خرچ نہیں کرو گے تو ہم تمہیں بھی غریب بنا دیں گے اور حقیقتاً ہوا بھی یہی کہ جن کے پاس مال تھا، وہ غریبوں کی مدد کرنے کی بجائے نومسلم مکہ کے غریبوں کو تنگ کرتے تھے حتیٰ کہ ان کا زیادہ مال جنگ بدر، جنگ اُحُد اور جنگ احزاب میں صَرف ہو گیا اور آخر میں حالت یہ رہی کہ ان کی جنگی تیاری مال نہ ہونے کی وجہ سے اتنی پیچھے رہ گئی کہ مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت بھی چلی گئی۔ کچھ اس نتیجے میں اور کچھ بار بار کی شکست کی وجہ سے ان کی ہمت اس دَرجہ ٹوٹ گئی کہ مسلمانوں کا مکہ کو فتح کرنا آسان ہو گیا۔ جب مسلم فوجیں مکہ مکرمہ میں سنہ ۸- ہجری رمضان المبارک میں داخل ہو رہی تھیں تو ایک آدمی بھی ان کے مقابلے کیلئے نہیں نکلا اور بغیر لڑائی کے مکہ فتح ہو گیا۔

مال والوں کے واقعہ سے ہمیں بھی نصیحت پکڑنی چاہیے کہ ہمارے ملک میں بھی غریب، غریب تر ہو رہے ہیں اور امیر، امیر تر۔ عادلانہ تقسیم نہ ہونے کی وجہ سے ہم بھی کسی دِن اللہ تعالیٰ کے غضب میں گھر سکتے ہیں **اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ ذٰلِكَ**

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٣٤﴾
اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿٣٥﴾ مَا لَكُمْ وقفة
كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿٣٦﴾ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ
﴿٣٧﴾ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ﴿٣٨﴾ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ
عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ لَمَا
تَحْكُمُوْنَ ﴿٣٩﴾ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ﴿٤٠﴾ اَمْ لَهُمْ
شُرَكَآءُ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿٤١﴾
يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ

ترجمہ ◄ (آیات ۳۴ سے ۵۲) [گذشتہ پیراگراف کے برعکس اب اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا موازنہ مجرموں سے ہوتا ہے] اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لیے ان کے رَبِّ کریم کے پاس نعمت بھرے باغات ہیں۔ کیا ہم فرمانبرداروں کو جرم کرنے والوں کے برابر کردیں گے۔ (ہرگز نہیں!) کیا ہوگیا ہے تمہیں۔ تم کیسا (اُلٹا) فیصلہ کرتے ہو۔ (اے جرم کرنے والو! ہم نیکیاں کرنے والوں کو باغات عطا کریں گے) [۳۴-۳۶]

کیا تمہارے پاس اے کافرو! اس کے ثبوت میں کوئی کتاب ہے جو پڑھتے ہو جو تمہیں یہ بتاتی ہے کہ تمہارے لیے وہی کچھ ہے جس کو تم پسند کرتے ہو۔ (یعنی دُنیا اور آخرت دونوں کی بھلائیاں) [۳۷-۳۸]

یا پھر کیا تمہارے پاس کوئی عہد و پیمان ہے (اللہ تعالیٰ کے ساتھ باندھا ہوا) کہ تمہیں وہی کچھ ملے جو تم خود فیصلہ کرو قیامت کے دِن۔ [۳۹]

ان سے پوچھو کہ تم میں سے اس بات کا کون ضامن ہے (یعنی آخرت میں تمہیں وہی ملے گا جو تم چاہتے ہو) یا کیا پھر ان کے بنائے ہوئے کچھ شریک ہیں

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ
ذِلَّةٌ ؕ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ
سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا
الْحَدِيْثِ ؕ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا
يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۴۵﴾ اَمْ
تَسْئَلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ اَمْ
عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ
رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ اِذْ نَادٰى

(جنہوں نے اس کا ذِمہ لیا ہوا ہے) اگر یہ بات ہے تو لائیں اپنے شریکوں کو (گواہی دینے کے لیے) اگر یہ سچے ہیں۔[۴۰-۴۱]

جس روز سخت وقت آئے گا (یعنی قیامت کا) اور لوگوں کو سجدے کے لیے پکارا جائے گا تو یہ (مجرم) لوگ سجدہ نہ کرسکیں گے۔ ان کی نگاہیں جھکی ہوں گی اور ان پر ذِلت چھا رہی ہوگی کیونکہ (دُنیا میں) جب انہیں سجدے کے لیے بلایا جاتا تھا اور وہ (اس وقت) صحیح سالم (ہوتے) تھے تو اس وقت یہ سجدہ نہیں کرتے تھے۔[۴۲-۴۳]

پس اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! مجھے چھوڑ دو اور ان کو جو اس قرآن کریم کو جھٹلاتے ہیں، ہم ایسے راستے سے ان کو تباہی کی طرف لے جائیں گے کہ ان کو خبر بھی نہ ہوگی۔ میں انکو مہلت دیئے جا رہا ہوں۔ میری تدبیر بڑی زبردست ہے۔ کیا تم ان سے کوئی اَجر مانگتے ہو کہ یہ اس ٹیکس کے بوجھ تلے دَبے جا رہے ہیں یا ان کے پاس کوئی غیب کا علم ہے جس سے یہ لکھ لیتے ہیں (کہ قیامت میں ان سے انکی بُرائیوں کے بارے میں پوچھا نہیں جائیگا اور انکو سزا نہیں دی جائیگی اور وہاں وہ بھی نعمتیں ملیں گی

وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿٤٨﴾ لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ
لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿٤٩﴾ فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ
مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٥٠﴾ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ
وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿٥١﴾ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ
لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٥٢﴾

جن کی خواہش یہ کرتے ہوں۔ یہ خیال ان کا بالکل غلط ہے)[۴۴-۴۷]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! اپنے رَبِّ کریم کے فیصلے تک صبر کرو اور مچھلی والے کی طرح نہ ہو جاؤ (یعنی مچھلی والے نے صبر نہیں کیا اور ہماری اجازت کے بغیر اپنا ملک چھوڑ کر بھاگ گیا) پھر اس نے ہمیں پکارا اور وہ غمگین رہا (ہم نے ہی اسکی غمگینی کو پھر دُور کیا) لیکن اگر اس کے رَبِّ کریم کی مہربانی اس پر نہ ہوتی تو وہ مذمت زدہ چٹیل میدان میں ہی پڑا رہتا۔ (حضرت یونس علیہ السلام کو جب مچھلی نے زمین پر اُگل دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے ایک پھل دار بیل اُگا دی جو اس کو سایہ بھی کرتی تھی اور خوراک بھی دیتی تھی) اور اس کے رَبِّ کریم نے اس کی توبہ قبول کی اور اسے نیک بندوں میں شامل کر لیا۔[۴۸-۵۰]

جب کافر لوگ قرآن کریم سنتے ہیں تو تمہاری طرف ایسے دیکھتے ہیں گویا کہ تمہارے قدم ہلا دینگے اور کہتے ہیں کہ یہ ضرور دیوانہ ہے حالانکہ یہ قرآن کریم سوائے نصیحت کے اَور کچھ نہیں ہے (یعنی جادو کی کتاب نہیں ہے کہ یہ لوگ اس سے ڈریں)[۵۱-۵۲]

تشریح : اللہ تعالیٰ سے ڈَرنے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے جنتیں تیار کر رَکھی ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرنے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے جہنم تیار کر رَکھی ہے۔

ان آیات مبارکہ میں کافرین کا وہ رویہ دکھایا گیا ہے جس رویے سے وہ قرآن

کریم کو سننے کیلئے بیٹھتے تھے اور بجائے قرآن کریم سے کوئی نصیحت حاصل کرنے کے وہ اُلٹا کہہ دیتے تھے کہ یہ آدمی تو جادوگر اور مجنون ہے۔

آج بھی کافرین قرآن کریم کو اسی انداز سے پڑھتے اور سنتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ہی نہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حوصلہ دیتا ہے کہ صبر کرتے رہو۔ہم ان کافرین کو ایسے ہلاک کرینگے کہ انکو ہماری تدبیر کا ذرا بھی علم نہیں ہوگا۔

یہ عقل کے کورے ہیں۔ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نہ ان سے کوئی اُجرت مانگتا ہے، نہ ٹیکس مانگتا ہے۔ نہ ان سے کوئی احسان مانگتا ہے بلکہ دَراصل یہ نصیحت ان ہی کے فائدے کے لیے ہے لیکن وہ کافرین ومنافقین ایسے ہیں کہ وہ خود جنونی ہیں، پاگل ہو گئے ہیں، عقل ماری گئی ہے، بیوقوفوں کی سی باتیں کرتے ہیں۔

افسوس ہے کہ یہی بات ہمارے بہت سے مسلمان بھائیوں کی ہے کہ جب ان کے سامنے قرآن کریم اور احادیث شریف کی بات کی جاتی ہے یا تو وہ اس کو مذاق میں لے لیتے ہیں یا اُٹھ کر چلے جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور ان کے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو مضبوط کردے کہ وہ اس ظاہری کلمے سے اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ وہ ضرور جنت میں جائیں گے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جو کوئی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اپنے سچے دِل سے کہہ لے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر دوزخ کی آگ حرام کردی ہے''۔([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۲) **حضرت وہب بن منبہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کہتے ہیں کہ ان سے یہ دریافت کیا گیا کہ ''کیا لا الہ الا اللہ جنت کی کنجی نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ''کیوں نہیں! لیکن ہر کنجی میں دندانے ہوتے ہیں اور اگر تم ایسی کنجی لائے ہو جس میں دندانے ہیں تب ہی تالا کھلے گا (ورنہ نہیں)'' (یعنی اگر تمہارے نیک اعمال نہیں ہونگے) ([بخاری] مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۳۸) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''جنت کی کنجی لا الہ الا اللہ ہے''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۳۵)

ایک اَور حدیث شریف میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جنت

کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی وضو ہے''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۷۳)

وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِيْنَ:

یہ قرآن کریم سارے جہاں والوں کیلئے ایک نصیحت کی کتاب ہے

آج کل سارے جہان میں دو قسم کے لوگ بستے ہیں۔ایک وہ جو قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اس کی حفاظت کا ذِمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے۔اس میں کوئی انسان، کوئی مخلوق جنات وغیرہ تحریف نہیں کر سکتے۔

جو اس کو ماننے والے ہیں، وہ مسلمان کہلاتے ہیں اور جو اس کتاب کو اللہ تعالیٰ کی کتاب نہیں سمجھتے، وہ غیر مسلم ہیں۔ بہت سے غیر مسلم اس کو حکمت کی کتاب ضرور سمجھتے ہیں اور اس کو پڑھتے بھی ہیں اور اس سے حکمت حاصل بھی کرتے ہیں لیکن یہ تسلیم نہیں کرتے کہ یہ آسمانی کتاب ہے لیکن جو مسلمان ہیں، وہ اس کو پڑھتے تو ضرور ہیں لیکن اس سے حکمت حاصل نہیں کرتے اور نہ وہ نصیحتیں اور احکامات اور منکرات جو اللہ تعالیٰ نے اس میں ذِکر فرمائے ہیں، ان پر عمل کرتے ہیں حالانکہ مسلمان ہو کر قرآن کریم کا پڑھنا ایسے ہی ہے جیسے نماز کا پڑھنا۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''**اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا**''۔(النساء۴، آیت ۱۰۳) ترجمہ ''اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر نماز اپنے وقت پر فرض کر دی ہے''۔**حضرت بریدۃ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''جس نے نماز کو ترک کیا، اس نے کفر کا ارتکاب کیا''۔ ([ترمذی] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۵۲۷) دوسری جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ''**اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ**''(العنکبوت ۲۹، آیت ۴۵) ترجمہ ''یقیناً نماز بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''حیا ایمان کا حصہ ہے۔جس میں حیا نہیں، اس میں ایمان نہیں''۔(مشکوٰۃ شریف) ایک دوسری حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس میں حیا نہیں، وہ جو مرضی کرے''۔(مشکوٰۃ)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ ''قیامت میں قرآن کریم یا تو آپکے حق میں گواہی دے گا یا آپ کے خلاف''۔(مشکوٰۃ شریف)

اے میرے بھائیو! ان سطور پر غور کرو کہ ہم قرآن کریم پر کتنا عمل کر رہے ہیں۔ ہم میں کتنی حیا ہے۔ ہم نیکی کے کتنا قریب ہیں اور بُرائی سے کتنا دُور ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے کتنا قریب ہیں اور اللہ تعالیٰ سے کتنا دُور ہیں۔ **امام حاکم** نے اپنی سند کے ساتھ **حضرت عبداللہ بن عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ ''روزہ اور قرآن کریم بندے کی شفاعت کریں گے''۔ (مسلم) **حضرت عبداللہ بن عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قرآن مجید پڑھنے والا اگر رات اور دِن کو پڑھتا رہتا ہے تو قرآن مجید یاد رہتا ہے ورنہ بھول جاتا ہے''۔ (شرح صحیح مسلم، جلد دوم، حدیث ۱۷۳۷) **حضرت عمر** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ اس قرآن مجید کی وجہ سے بعض لوگوں کو عزت دیتا ہے اور بعض کو ذِلت''۔ (شرح صحیح مسلم جلد دوم حدیث ۱۷۹۴) حضرت **عبداللہ بن مسعود** رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''کچھ لوگ قرآن کریم پڑھتے ہیں اور قرآن کریم انکے گلے سے نیچے نہیں اُترتا لیکن قرآن مجید جب ذہن نشین اور راسخ ہو جائے تو پھر ہی نفع دیتا ہے''۔ (ماخذ از شرح صحیح مسلم جلد دوم حدیث ۱۸۰۵) **ایک صحابی** نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا کہ ''مجھے وضو کے متعلق بتائیں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تم میں سے جو شخص ثواب کی نیت سے وضو کرتا ہے کلی کرتا ہے ناک میں پانی ڈالتا ہے ناک صاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے چہرے منہ اور نتھنوں کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ پھر جب وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق چہرہ دھوتا ہے تو داڑھی کے اطراف سے اسکے چہرے کے گناہ پانی کیساتھ جھڑ جاتے ہیں۔ پھر جب وہ کہنیوں تک ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ پور تک جھڑ جاتے ہیں۔ پھر جب وہ سر کا مسح کرتا ہے تو بالوں کے سروں سے اس کے سر کے گناہ پانی کیساتھ جھڑ جاتے ہیں اور جب وہ ٹخنوں سمیت پاؤں دھوتا ہے تو پوروں سے لے کر ٹانگوں تک اسکے گناہ پانی سے جھڑ جاتے ہیں۔ پھر اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے جس میں اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد وثنا اور تعظیم کرے جو اسکی شان کے لائق ہو اور خالی الذہن ہو کر اللہ عزوجل کی عبادت کی طرف متوجہ رہے تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جیسا کہ اس کی ماں نے اسے ابھی جنم دیا ہے''۔ (ماخذ از شرح صحیح مسلم، جلد دوم، حدیث ۱۸۲۷)

اَلْحَآقَّةُ ٦٩

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۵۲ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

اَلْحَآقَّةُ ۙ﴿۱﴾ مَا الْحَآقَّةُ ۚ﴿۲﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ؕ﴿۳﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ؕ﴿۴﴾ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ﴿۵﴾ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۙ﴿۶﴾ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ

ترجمہ ◄ (آیات ۱ سے ۱۲) سچ مچ ہونے والا واقعہ۔ وہ سچ مچ ہونے والا واقعہ کیا ہے؟ تم کیا سمجھتے ہو کہ وہ سچ مچ ہونے والا واقعہ کیا ہے؟[۱-۳]

قومِ ثمود اور قومِ عاد نے اس (سچے) اچانک ہو جانے والے واقعہ کو جھٹلایا (یعنی قیامت کو۔ تو ہم نے) ثمود کو ایک (اسی قسم کے) سخت حادثہ سے ہلاک کیا اور قومِ عاد ایک بڑی شدید تند و تیز زبردست آندھی سے ہلاک کیے گئے۔[۴-۶]

یہ آندھی کا طوفان اللہ تعالیٰ نے ان پر مسلسل سات رات اور آٹھ دِن مسلط رَکھا اور تم دیکھتے کہ وہ لوگ اس طرح زمین پر مُردہ پڑے تھے جیسے کھوکھلے کھجور کے

وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا ۙ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝۷ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ۝۸ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۝۹ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ۝۱۰ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۝۱۱ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ۝۱۲

تنے۔کیا آج ان میں سے کوئی تمہیں باقی نظر آتا ہے۔[۷-۸]

اس خطا (یعنی شرک) کا ارتکاب فرعون اور اس سے پہلے کے لوگوں نے اور اُلٹی تباہ شدہ بستیوں والوں نے بھی کیا۔[۹]

ان سب نے اپنے رسول کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی سختی سے پکڑا۔ جب پانی حد سے گزر گیا (سیلابِ نوح کے وقت) تو ہم نے تم کو ایک کشتی میں بٹھایا تا کہ اس واقعہ کو تم لوگوں کے لیے ایک سبق آموز بنا دیا جائے **اور یاد رکھنے والے کان اس کو یاد رکھیں**۔[۱۰-۱۲]

تشریح : اللہ تعالیٰ کا پیغام ان آیات مبارکہ میں واضح ہے کہ قومِ ثمود، عاد اور فرعون نے اپنے رسولوں کی بات نہیں مانی تو اللہ تعالیٰ نے انکو یکے بعد دیگرے اپنے عذاب سے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا کہ آج تم ان کا نام ونشان بھی نہیں دیکھتے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بہت ہی رحیم ہے اور کریم ہے لیکن جب سزا دینے پر آتا ہے تو اس کا کوڑا بھی بہت سخت ہے۔ پھر اس کے فیصلے کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ قرآن کریم میں ہے کہ ''**اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْد**''۔(البروج ۸۵، آیت ۱۲) ترجمہ

''یقیناً تیرے رَبّ تعالیٰ کی پکڑ بڑی سخت ہے''۔

ان متذکرہ قوموں نے اپنے رسولوں کونہیں مانا، ان کا مذاق اُڑایا گیا، ان کو ذِلت آمیز ناموں سے پکارا گیا لیکن اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو بلند سے بلند ترین جنت میں مقام عطا فرمائے، انہوں نے سخت ترین حالات میں اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دُنیا تک پہنچانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔

اے میری قوم! ہمارے پاس بھی ایک رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہیں اور اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب بھی زندہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی احادیث شریف بھی زندہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا جسدِ خاکی بھی زندہ ہے گو ہم اس کو نہیں دیکھ سکتے۔ اگر ہم نے بھی ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا یا کر رہے ہیں تو ہمارا انجام بھی کہیں ایسا نہ ہو جیسا ثمود، عاد اور فرعون کا ہوا۔ پیشتر اس کے کہ ہمیں کسی بڑے حادثہ سے واسطہ پڑے، ہمیں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا طریقہ زندگی مضبوطی سے پکڑ لینا چاہیے۔

یہ مشکل بھی نہیں ہے اور آسان بھی نہیں۔ مشکل صرف یہ ہے کہ ہم اپنے نفس کو، دُنیا کے مال و دولت کو، رشتہ داروں کو، دوستوں اور احباب کو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔ **اس ترجیح کو بدلنا ہوگا**۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کو پہلے رَکھیں، باقی احکام کو ثانوی حیثیت دیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ قرآن کریم پر عمل کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے نقش قدم پر چلنا آپ کے لیے آسان ہو جائیگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے روز سورج مخلوق سے قریب ہو جائے گا یہاں تک کہ ایک میل کے فاصلے پر ہوگا۔ لوگ اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں غرق ہوں گے پس پسینہ کسی کے ٹخنوں تک ہوگا، کسی کے گھٹنوں تک ہو گا، کسی کی کمر تک ہوگا اور بعض کو پسینے کی لگام لگائی ہوگی'' (یعنی پاؤں سے لے کر منہ تک پسینے میں ڈوبا ہوگا) ([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۰۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے (حضرت) آدم (علیہ السلام)! لوگوں میں سے جہنم کا حصہ نکالو۔ آدم علیہ السلام عرض کریں گے کہ جہنم کا حصہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ''**ہر ہزار میں سے**

نوسوننانوے۔ یہ ایسا سخت وقت ہوگا کہ بچے بھی بوڑھے ہو جائیں گے۔ حاملہ حمل گرا دے گی اور لوگوں کو تم بیہوش دیکھو گے جبکہ وہ بیہوش نہیں ہونگے بلکہ یہ کیفیت اللہ تعالیٰ کے سخت عذاب کی وجہ سے ہوگی''۔ لوگوں نے پوچھا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! ہم میں سے وہ ایک کون ہوگا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''(وہ ایک) جنتی تم میں سے ہوگا اور نوسوننانوے جہنمی یاجوج وماجوج میں سے ہوں گے''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کہ ''تم اہل جنت کا چوتھائی ہو گے''۔ پس ہم لوگوں نے تکبیر کہی پھر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میں اُمید رَکھتا ہوں کہ تم اہل جنت کا تہائی ہو گے''۔ ہم لوگوں نے پھر تکبیر کہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے پھر فرمایا کہ ''میں اُمید رَکھتا ہوں کہ تم اہل جنت کا نصف ہو گے''۔ پھر ہم لوگوں نے پھر تکبیر کہی۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۳۰۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے یہ آیت شریفہ تلاوت کی۔ ترجمہ ''اس روز زمین اپنی خبریں بیان کرے گی''۔ (الزلزال ۹۹، آیت ۴) آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے صحابہ سے پوچھا کہ ''کیا تم جانتے ہو کہ اس کی خبریں کیا ہیں؟'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اس کی خبریں یہ ہیں کہ زمین پر ہر مرد اور عورت نے جو عمل کیے ہوں گے، ان کی وہ گواہی دے گی۔ یہی اس کی خبریں ہیں''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۰۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے روز ہر مومن اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرے گا اور کچھ ایسے ہوں گے جو سجدہ نہیں کر سکیں گے کیونکہ وہ دُنیا میں دکھاوے کے لیے شہرت کے لیے سجدہ کرتے رہے۔ وہ سجدے میں جانا چاہیں گے لیکن ان کی کمر تختہ بن جائے گی''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۰۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے روز جس سے حساب لیا گیا، وہ ہلاک ہو گیا''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۳۵۱۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے قیامت کے دِن کا ذِکر فرمایا کہ ''یہ پچاس ہزار سال کا ہوگا لیکن مومن پر اتنا ہلکا گویا کہ اس پر فرض نماز سے بھی آسان ہوگا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۳۵۲۷)

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ وَّحُمِلَتِ
الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿۱۴﴾ فَيَوْمَئِذٍ
وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱۵﴾ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ
وَّاهِيَةٌ ﴿۱۶﴾ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ۚ وَيَحْمِلُ
عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿۱۷﴾ يَوْمَئِذٍ
تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿۱۸﴾ فَاَمَّا مَنْ
اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ
﴿۱۹﴾ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿۲۰﴾ فَهُوَ فِيْ
عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿۲۱﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿۲۲﴾ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ

ترجمہ ◄ (آیات ۱۳ سے ۳۷) ایک وقت آئیگا کہ جب ایک دفعہ صور پھونکا جائیگا تو زمین اور پہاڑ اُٹھا کر ایک ہی دھماکے سے پاش پاش کر دیئے جائینگے۔[۱۳-۱۴]

اس روز وہ واقعہ جو ہونا تھا، پیش آ جائیگا (یعنی قیامت)۔ اس دِن آسمان پھٹ جائیگا اور کمزور پڑ جائیگا۔[۱۵-۱۶]

فرشتے اس کے کناروں پر ہوں گے اور آٹھ فرشتے اس روز تیرے رَبِّ کریم کا عرش اپنے اوپر اُٹھائے ہوئے ہوں گے۔ وہ دِن ہوگا جب تم لوگ پیش کیے جاؤ گے اور تمہارا کوئی راز بھی چھپا نہیں رہے گا۔[۱۷-۱۸]

تو جسکے دائیں ہاتھ میں اسکا نامہ اعمال پکڑایا جائیگا۔ وہ کہے گا، لو بھئی! میرا اعمال نامہ پڑھ لو۔ میں تو جانتا تھا کہ مجھے ضرور اپنا حساب دینا ہے۔[۱۹-۲۰]

پس وہ اپنی دِل پسند زندگی میں ہوگا عالی مقام جنت میں جسکے پھل بالکل

﴿۲۳﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا ۢ بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِى الْاَيَّامِ
الْخَالِيَةِ ﴿۲۴﴾ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِىَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ
يٰلَيْتَنِىْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۚ ﴿۲۵﴾ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۚ ﴿۲۶﴾
يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۚ ﴿۲۷﴾ مَآ اَغْنٰى عَنِّىْ مَالِيَهْ ۚ ﴿۲۸﴾
هَلَكَ عَنِّىْ سُلْطٰنِيَهْ ۚ ﴿۲۹﴾ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۙ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ
الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۙ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ فِىْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ
ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ؕ ﴿۳۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ
الْعَظِيْمِ ۙ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ؕ ﴿۳۴﴾
فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۙ ﴿۳۵﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ

قریب ہونگے۔ مزے سے کھاؤ اور پیو اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم نے گزرے ہوئے دِنوں میں کئے ہیں۔[۲۱-۲۴]

اور جسکا اعمال نامہ اسکے بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا، وہ کہے گا کہ افسوس! میرا اعمال نامہ مجھے نہ دیا گیا ہوتا۔ میں نہیں مانتا تھا کہ میرا حساب کیا جائے گا۔ افسوس! میری وہی موت جو دُنیا میں آئی تھی، آخری موت ہوتی۔[۲۵-۲۷]

آج میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ میرا سارا اقتدار جاتا رہا۔[۲۸-۲۹]

(فرشتوں کو حکم ہوگا کہ) پکڑ لو اسے اور اس کی گردن میں پٹہ ڈال دو پھر اسے جہنم میں پھینک دو۔ پھر اس کو ستر (۷۰) ہاتھ لمبی زنجیر میں باندھ دو۔[۳۰-۳۲]

یہ نہ اللہ تعالیٰ عظیم پر ایمان رکھتا تھا اور نہ یہ مسکین کو کھلانے کی ترغیب دیتا تھا۔[۳۳-۳۴]

غِسْلِيْنٍ ﴿۳۶﴾ لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ﴿۳۷﴾

آج یہاں اس کا کوئی جگری دوست نہیں ہے اور نہ ہی اس کے لیے کھانا سوائے زخموں کی پیپ کے جسے گناہگاروں کے سوا کوئی نہیں کھاتا۔[۳۵-۳۷]

تشریح: اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ:

جس شخص کو آخرت کا حساب یاد رہتا ہے، اسکی شخصیت میں اللہ تعالیٰ کا خوف سما جاتا ہے اور وہ نیک کام کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے اور بُرائی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ایک وقت میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا لیکن اب (تمہیں اجازت دیتا ہوں) تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ عمل دُنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد دلانے کا سبب بنتا ہے''۔(مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۱۶۷۵)

حضرت محمد بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص جمعہ کے دِن والدین کی یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے تو اسکی مغفرت کر دی جاتی ہے اور اسکا نام نیک لوگوں میں لکھا جاتا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۶۷۴) **اُمّ المومنین** رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ''جب میں اپنے ہجرے میں آتی تو اپنی اوڑھنی اُتار کر رَکھ دیتی اور کہتی کہ یہاں میرے شوہر اور میرے والد آرام کر رہے ہیں لیکن جب وہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن کئے گئے تو خدا کی قسم! میں اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر چادر سے خوب ڈھک کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حیا کرتے ہوئے ہجرہ میں داخل ہوتی تھی''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۱۶۷۷) (یعنی عورتوں کو چاہیے کہ جب وہ قبرستان میں جائیں تو اچھی طرح پردہ کر کے جانا چاہیے)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مدینہ منورہ کے قبرستان تشریف لے گئے تو قبروں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ''اے قبر والو! تم پر سلامتی ہو

اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے

تم ہم سے آگے پہنچ چکے ہو۔ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں''۔
(**مشکوٰۃ شریف**،جلد دوم،حدیث ۱۶۷۱)
ایک اَور حدیث مبارکہ میں فرمایا کہ''جب تم قبرستان جاؤ تو یہ کلمات کہو
اس بستی کے مسلمانوں اور مومنین! تم پر سلامتی ہو
ہم بھی ان شاء اللہ عنقریب تم سے ملنے والے ہیں
ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت (یعنی رحمت) مانگتے ہیں''۔
([مسلم] **مشکوٰۃ شریف**،جلد دوم،حدیث ۱۶۷۰)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ''سات قسم کے لوگ اللہ تعالیٰ کے سائے میں ہوں گے جس دِن (یعنی قیامت کے دِن) اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔**ان سات میں سے ایک شخص وہ ہے جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اس کے ڈر سے اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے**''۔[صحیح بخاری/صحیح مسلم]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ''جو شخص دس یا دس سے زیادہ لوگوں کا حکمران (یعنی سرپرست) بنا تو وہ قیامت کے دِن اس حال میں آئیگا کہ اسکے ہاتھ اسکی گردن کیساتھ جکڑے ہوئے ہونگے۔اسکا ظلم اسکو ہلاک کریگا یا اسکا عدل اسکو چھڑا لے گا۔حکومت کا اوّل ملامت ہے، درمیان ندامت ہے اور آخر قیامت کی رسوائی ہے''۔([مسند احمد،بیہقی]) **حضرت عبداللہ عمر** رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ''تم میں سے کسی کو جب موت آجاتی ہے تو روزانہ صبح اور شام اسکا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے۔اگر جنتی ہے تو جنت دکھائی جاتی ہے اور اگر دوزخی ہو تو دوزخ دکھائی جاتی ہے''۔([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۱۹۹) **حضرت عثمان** رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ وہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ انکی داڑھی تر ہو جاتی اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ''قبر سے زیادہ سخت منظر میں نے کوئی اَور نہیں دیکھا''۔([ترمذی] مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۱۲۴)

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّهٗ
لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۴۰﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ
قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا
تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ
تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ
بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا مِنْكُمْ
مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ
﴿۴۸﴾ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ

ترجمہ ◄ (آیات ۳۸ سے ۵۲) اور میں (یعنی اللہ تعالیٰ) قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جو تم دیکھتے ہو اور ان کی بھی جو تم نہیں دیکھ رہے کہ یہ ایک رسولِ کریم کا قول (یعنی قرآن کریم) ہے۔ (یہاں رسول کریم سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہیں) [۳۸-۴۰]

یہ کسی شاعر کا قول نہیں ہے۔ تم لوگ ایمان تو لاتے نہیں (یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے جو حضرت جبریل علیہ السلام کی زبان سے نازل ہوا) اور نہ ہی یہ کسی کاہن کا قول ہے۔ تم غور وفکر تو کرتے نہیں۔ یہ رَبّ العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ [۴۱-۴۳]

اگر اس نبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے خود گھڑ کر کوئی بات ہماری طرف سے کہی ہوتی تو ہم اسکا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے اور ہم اسکی رَگِ گردن کاٹ ڈالتے۔ [۴۴-۴۶]

پھر تم میں سے کوئی ہمیں اس کام سے روکنے والا نہ ہوتا۔ [۴۷]

یہ تو متقین کیلئے ایک کتابِ نصیحت ہے اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے کچھ لوگ جھٹلانے والے ہیں اور یہ بات جھٹلانے والوں کیلئے بہت حسرت ناک ہوگی۔

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۵۱﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۵۲﴾

(قیامت کے روز)[۴۸-۵۰]

یقیناً یہ ایک سچی بات ہے۔(یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے) پس اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! اپنے رَبِّ عظیم کے نام کی تسبیح کیا کرو (یعنی قرآن کریم کی تلاوت اور ذِکر اور نماز اَدا کیا کرو)[۵۱-۵۲]

تشریح: وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ:

یہ کتاب یعنی قرآن حکیم ان لوگوں کیلئے کتابِ ہدایت ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے ڈَرتے ہیں۔

دِل میں اللہ تعالیٰ کا خوف رَکھنا بڑی چیز ہے۔ یہ انسان کو بُرائی سے بچا کر اچھائی کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک جگہ فرمایا کہ ''**فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ** ''۔(البقرۃ۲، آیت۱۵۰) ترجمہ ''لوگوں سے مت ڈَرو بلکہ مجھ سے ڈَرو''۔

اگر ہم لوگوں سے ڈَریں گے تو اللہ تعالیٰ کا خوف دِل سے جاتا رہے گا۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کا خوف دِل میں رَکھیں گے تو لوگوں کا خوف دِل سے جاتا رہے گا۔

لوگوں کے خوف سے ہم وہ کام کرینگے جو انکو پسند ہے گویا کہ ہم لوگوں کی پسند کے کام کو اسلام سمجھتے ہیں۔ اس طرح ہم بدعات میں داخل ہو جائینگے اور اسی کو سنت سمجھنے لگیں گے پھر ایک وقت ایسا آئیگا کہ بدعت، سنت پر غالب آ جائیگی اور ہمارے سب کام غلط ہوتے جائینگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ **كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ** ترجمہ ''ہر بدعت گمراہی ہے''۔ اگر ہم اسی طریقے پر چلتے رہے جیسا کہ یہ حدیث مبارکہ بیان کر رہی ہے اور ہم حقیقتاً چل بھی اسی طریقے پر رہے ہیں تو پھر ہم گمراہی میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ابھی بھی وقت ہے کہ ہم توبہ کر کے اصلی سنت کی طرف لوٹ آئیں۔

اگر ہم اللہ تعالیٰ کا خوف رَکھتے ہیں تو پھر ہم لوگوں کی پرواہ ہرگز نہیں کرینگے خواہ وہ

کتنا ہی دباؤ ہم پر ڈالیں۔اسکی واضح مثال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تیرہ سالہ مکی زندگی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مسلسل دُشمنوں کا مقابلہ کرتے جا رہے ہیں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو بہت سی ترغیبات اور لالچ دیئے گئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے خوف سے لوگوں کی پرواہ نہیں کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی قوم کے کافروں نے ہر طرح کا دباؤ ڈالا، ہر طرح کا لالچ دیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک انچ بھی ادھر ادھر نہیں جھکے۔لوگوں نے گالیاں بھی دیں، مختلف قسم کے بُرے القاب بھی دیئے۔ کچھ عرصے کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے معاشرتی تعلقات بھی قطع کر لیے اور مکہ مکرمہ سے باہر ایک گھاٹی میں تین سال رہے جسکا نام شعب ابی طالب تھا۔اس دوران نہ کھانے کو ملتا تھا اور نہ ہی مکہ مکرمہ کے کافرین آپ سے ملاقات کرتے تھے گویا کہ بالکل سوشل بائیکاٹ کر دیا گیا تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے قدم صحیح اسلام سے نہیں ڈگمگائے۔آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو بادشاہت کا لالچ دیا گیا۔آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو ''جنونی'' بھی کہا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ''جنون'' کا علاج کرانے کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو مشورہ بھی دیا گیا۔خوبصورت ترین عورت سے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو شادی کا لالچ بھی دیا گیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے راستے سے ہرگز ہرگز ثابت قدمی کو نہیں چھوڑا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ سے بہت ڈَرنے والے تھے۔اللہ تعالیٰ کا ڈَر لوگوں کے ڈَر پر غالب تھا۔اس لیے مدینہ طیبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو فرمایا کہ ''میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈَرنے والا ہوں''۔(مشکوٰۃ شریف)

آج کل ہمارے جتنے رسم و رواج ہیں، ان میں اللہ تعالیٰ کا خوف کم اور لوگوں کا خوف زیادہ ہوتا ہے، اس لیے بہت سی باتیں جن کی اسلام اجازت نہیں دیتا، ہم لوگوں کے طعنوں کی وجہ سے کرگزرتے ہیں اور بہت سے ایسے کام جن کو کرنا چاہیے تو لوگوں کے ڈَر سے ان کو چھوڑ دیتے ہیں۔اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری بُرائیاں زیادہ اور نیکیاں کم ہوں گی اور بدعات نے سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جگہ لے لی ہے اور ہم نے اسی کو سنت سمجھ کر

اپنایا ہوا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا ڈر ہو تو ہم:

رشوت دینے سے رُک جائیں۔
کرپشن کرنے سے رُک جائیں۔
دھوکہ دینے سے رُک جائیں۔
جھوٹ بولنے سے رُک جائیں۔
قرض لے کر معاف کرانے سے رُک جائیں۔
قرض لے کر بھاگ جانے سے رُک جائیں۔
عوامی خزانے سے ناجائز اخراجات لینے سے رُک جائیں۔
عدالتوں میں جھوٹی گواہی دینے سے رُک جائیں۔
لوگوں کی مصیبتوں کو حل کرنے لگیں۔
وعدہ توڑنے سے رُک جائیں اور جھوٹی قسم کھانے سے رُک جائیں۔
سرکاری منصب لیتے وقت حلفِ وفاداری سے بے وفائی کرنے سے رُک جائیں
اللہ تعالیٰ سے غفلت کرنے سے رُک جائیں۔

اور بیشمار باتیں ہیں جو ہم کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذرا خوف نہیں رَکھتے۔ جتنا انسان اللہ تعالیٰ کے خوف سے دُور ہوگا، اتنا ہی وہ گمراہ ہوگا۔

ذرا سوچیے!.....غور کیجیے اور اللہ تعالیٰ کا خوف اپنے دِل میں پیدا کیجیے اس طرح کہ نماز باقاعدگی سے پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ کا ذِکر کثیر کریں۔ زکوٰۃ پوری پوری دیں۔ رمضان المبارک کے روزے رَکھیں۔ ہمت ہو تو حج اور عمرہ کریں۔ اس طرح آپ کا دِل اللہ تعالیٰ کی طرف راغب ہو جائے گا اور آپ بندوں سے بے نیاز ہو جائیں گے۔

؎ تو ابھی رہ گزر میں ہے قید مقام سے گزر! مصر و حجاز سے گزر، پارس و شام سے گزر!
جسکا عمل ہے بے غرض اسکی جزا کچھ اَور ہے حور و خیام سے گزر، بادہ و جام سے گزر!
کوہ شگاف تری ضرب تجھ سے کشادہ شرق و غرب تیغ ہلال کی طرح عیش نیام سے گزر!
ترا امام بے حضور، تری نماز بے سرور ایسی نماز سے گزر، ایسے امام سے گزر!

[اقبال، بالِ جبریل]

اَلْمَعَارِجِ ۷۰

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۴۴ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ
دَافِعٌ ۙ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِى الْمَعَارِجِ ؕ﴿۳﴾ تَعْرُجُ
الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ
خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ﴿۴﴾ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ﴿۵﴾

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۱۸) ایک پوچھنے والے نے عذاب کے متعلق پوچھا (یعنی آخرت کا عذاب)۔ یہ عذاب ضرور واقع ہونے والا ہے۔ اس کو کافروں کے لیے کوئی روکنے والا نہیں کیونکہ یہ اس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو اپنا منصوبہ آہستہ آہستہ مکمل کرتا ہے (ہزاروں لاکھوں سالوں میں مثلاً) فرشتے (اور حضرت جبریل امین علیہ السلام زمین سے) اللہ تعالیٰ کے ہاں جس دِن میں پہنچتے ہیں، اس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے (تمہارے حساب سے) تو اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! تم بھی صبر کرو بہترین طریقے سے۔[۱-۵]

اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۙ﴿۶﴾ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ؕ﴿۷﴾ يَوْمَ تَكُوْنُ
السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۙ﴿۸﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۙ﴿۹﴾
وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۚ﴿۱۰﴾ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ؕ يَوَدُّ
الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۭ بِبَنِيْهِ ۙ﴿۱۱﴾
وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۙ﴿۱۲﴾ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ۙ﴿۱۳﴾
وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۙ﴿۱۴﴾ كَلَّا ؕ
اِنَّهَا لَظٰى ۙ﴿۱۵﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۚ﴿۱۶﴾ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ
وَتَوَلّٰى ۙ﴿۱۷﴾ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾

یہ لوگ تو اس عذاب کو بہت دُور سمجھتے ہیں لیکن ہمارے لیے یہ بہت قریب ہے۔ (عذاب کے دِن) آسمان پگھلی ہوئی چاندی کی طرح ہو جائیگا اور پہاڑ دُھنکی ہوئی اُون کی طرح رنگ برنگ ہو جائینگے۔ (اور روئی کی طرح ہلکے ہوں گے اور اُڑ رہے ہوں گے۔ آج ہم ان پہاڑوں کو زمین پر مضبوط ترین چیز سمجھتے ہیں لیکن قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان کو روئی کی طرح نرم کر دے گا جیسے ہم کہتے ہیں کہ As Solid As A Rock) [۶-۹]

اس روز کوئی گہرا دوست بھی اپنے دوست کا حال نہیں پوچھے گا حالانکہ وہ ایک دوسرے کو دکھائے جائینگے۔ مجرم (کافر) خواہش کریگا کہ اس دِن کے عذاب سے بچنے کے لیے میں اپنی اولاد کو، اپنی بیوی کو، اپنے بھائی کو، اپنے کنبے کو جس میں وہ رہتا ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، اس سب کو فدیے میں دے دوں اور چھوٹ جاؤں۔ [۱۰-۱۴]

یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ وہ تو بھڑکتی آگ میں ہوگا جو کھال کو ادھیڑ دے گی۔ (یہ آگ) پکار کر بلائے گی ہر اس شخص کو جس نے حق (یعنی سچائی) سے منہ موڑا اور پیٹھ

پھیری اور (حرام) مال جمع کیا اور سنبھال سنبھال کر رکھا (اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں نہ زکوٰۃ دی، نہ صدقہ دیا۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بات مان لیتا اور مال کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتا تو جہنم کی آگ میں نہ جاتا) [۱۵-۱۸]

تشریح: دُنیا میں جتنے بھی نبی آئے ہیں، ان کی قوم کا یہی طریقہ رہا ہے کہ وہ آخرت کا انکار کرتے رہے ہیں اور اپنے نبی سے یہی مطالبہ کرتے رہے ہیں کہ وہ آخرت کا عذاب لے آئے اگر وہ سچا ہے لیکن اللہ تعالیٰ بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے منصوبے بہت ہی طویل ہوتے ہیں۔ آخرت آئے گی ضرور لیکن اس کا علم ہم نے اپنے پاس ہی رکھا ہے، کسی نبی کو بھی نہیں دیا تو اے کافرو! اس کو جھوٹ نہ سمجھو، یہ بالکل سچ بات ہے۔

نبی کو نہ ماننے والے اور اللہ تعالیٰ کیساتھ شریک ٹھہرانے والے اور اللہ تعالیٰ کی ہدایات سے جو نبی کے ذریعے انہیں پہنچی ہیں، منہ پھیرنے والوں کا آخرت میں انجام یہ ہوگا کہ وہ جہنم کی آگ میں جلیں گے اور وہ ایسی آگ ہے جو کھال کو ادھیڑ کر رکھ دے گی۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جہنم کی آگ تمہاری اس (دُنیا کی) آگ سے ستر (۷۰) گنا زیادہ تیز ہوگی''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۲۰) **حضرت سمرۃ بن جندب** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جہنم میں آگ کسی کو ٹخنوں تک پکڑے گی، کسی کو آگ گھٹنوں تک پکڑے گی، کسی کو آگ کمر تک پکڑے گی اور کسی کو آگ گردن تک پکڑے گی''۔ ([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۲۶) **حضرت ابو ہریرۃ** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''دوزخ کی آگ ہزار سال تک دہکائی گئی تو سرخ ہوگئی پھر ہزار سال تک دہکائی گئی تو سفید ہوگئی پھر ہزار سال تک دہکائی گئی تو سیاہ ہوگئی۔ اب وہ سیاہ اور تاریک ہے''۔ ([ترمذی] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۲۸)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ''**كَالْمُهْلِ**'' کے متعلق فرمایا کہ وہ تیل کی تلچھٹ کی مانند ہے۔ جب جہنمی کا چہرہ اسکے نزدیک کیا جائیگا تو اسکے چہرے کی کھال اس تیل میں گر پڑے گی''۔ ([ترمذی] مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۴۳۳) **حضرت نعمان بن بشیر** رضی اللہ عنہ بیان کرتے

ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''میں تمہیں جہنم سے ڈراتا ہوں'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بار بار یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری جگہ پر ہوتے تو بازار والے بھی سن لیتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر جو چادر مبارک تھی، وہ مقدس قدموں پر گر پڑی۔ ([دارمی] مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۴۴۲) **حضرت ابو ہریرۃ** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جہنم میں داخل نہیں ہوگا مگر **بد بخت**''۔ پوچھا گیا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بد بخت کون ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''**جو اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق عمل نہ کرے اور اسکی نافرمانی نہ چھوڑے**''۔ ([ابن ماجہ] مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۴۴۸) **حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب (قیامت کے نزدیک) تم **بے کار** لوگوں میں رہ جاؤ گے۔ انکے وعدوں میں اور انکی امانتوں میں بگاڑ پیدا ہو جائیگا۔ وہ اختلاف کرینگے اور سخت اختلاف کرینگے اور گتھم گتھا ہو جائیں گے''۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''[۱] جس کام کو اچھا سمجھو اسے کرلو [۲] جس کام کو بُرا سمجھو اسے چھوڑ دو [۳] صرف اپنی ذات کی فکر کرو [۴] دوسرے لوگوں کا خیال چھوڑ دو [۵] اپنے گھر میں قرار پکڑو [۶] اپنی زبان کو قابو میں رکھو [۷] اپنے معاملہ پر توجہ دو [۸] عام لوگوں کا خیال مت کرو''۔ ([ترمذی] مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۱۶۳) **حضرت ابو ہریرۃ** رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ''قیامت کب آئے گی؟'' فرمایا کہ ''جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرو''۔ عرض کی کہ ''ضائع کس طرح کر دی جائے گی؟'' فرمایا کہ ''جب **انتظام نااہل** لوگوں کے سپرد کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو''۔ ([بخاری] مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۲۰۳) **آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے مزید یہ فرمایا کہ ''قیامت سے پہلے بہت ہی **جھوٹ بولنے** والے ہوں گے۔ ان سے دُور رہنا''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۲۰۲)

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿۱۹﴾ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ
جَزُوْعًا ﴿۲۰﴾ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ﴿۲۱﴾ اِلَّا
الْمُصَلِّيْنَ ﴿۲۲﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ
﴿۲۳﴾ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ
وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۲۶﴾
وَالَّذِيْنَ هُمْ مِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ اِنَّ
عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَامُوْنٍ ﴿۲۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ
لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا

ترجمہ ◄ (آیات ۱۹ سے ۳۵) انسان بے صبرا پیدا کیا گیا ہے۔ جب اس پر مصیبت آتی ہے تو گھبرا جاتا ہے اور جب اسے خیر (راحت) نصیب ہوتی ہے تو سرکشی (بغاوت) کرنے لگتا ہے۔[۱۹-۲۱]

(یہ لوگ ہیں جو سرکشی نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار رہتے ہیں)

(۱) جو نماز پڑھنے والے ہیں۔[۲۲]

(۲) جو اپنی نمازوں کی ہمیشہ پابندی کرتے ہیں۔[۲۳]

(۳) جو اپنی دولت میں سے سائل اور محروم کو صدقہ دیتے ہیں جو انکا حق ہے[۲۴-۲۵]

(۴) جو روزِ جزا پر یقین رکھتے ہیں۔[۲۶]

(۵) جو اپنے رَبِّ کریم کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں کیونکہ انکے رَبِّ کریم کا عذاب ایسا نہیں ہے کہ اس سے بے خوف ہوا جائے۔[۲۷-۲۸]

(۶) جو اپنی عصمت کی حفاظت کرتے ہیں بجز اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے کیونکہ ان سے (حفاظت نہ کرنے پر) کوئی گناہ نہیں۔[۲۹-۳۰]

مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝۳۰ فَمَنِ
ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۳۱
وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝۳۲
وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ۝۳۳ وَالَّذِيْنَ هُمْ
عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝۳۴ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ
مُّكْرَمُوْنَ ۝۳۵

لیکن اگر اسکے علاوہ دوسری عورتوں سے تعلقات رکھیں، وہ حد سے گزرنے والے ہیں (اور وہ گنہگار ہیں)[۳۱]

(۷) جو امانتوں کی حفاظت کرتے ہیں (یعنی امانت میں خیانت نہیں کرتے)

(۸) جو اپنے وعدے پورے کرتے ہیں۔[۳۲]

(۹) جو اپنی سچی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں (اور جھوٹی گواہی سے پرہیز کرتے ہیں)[۳۳]

(۱۰) اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔[۳۴]

یہ ہیں وہ لوگ جن کو جنت میں بڑے عزت واکرام سے رکھا جائیگا۔[۳۵]

تشریح: حضرت اشجع العصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ عبدقیس قبیلہ کے ایک وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زیارت وملاقات کیلئے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اے (حضرت) اشجع (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تیرے اندر دو عادتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بہت پسند ہیں''۔ حضرت اشجع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ ''اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم! وہ دو عادتیں کون سی ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''ترکِ عجلت اور بُردباری''۔ (مسند ابی یعلی، حدیث ۶۸۴۹، روایت حسن ہے)

حضرت عبدالمہیمن بن سہل بن سعد الساعدی اپنے باپ سے اور وہ اپنے

دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ
''ترکِ عجلت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور عجلت شیطان کی طرف سے ہوتی ہے''۔ (جامع ترمذی) یعنی تحمل، بُردباری میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ہے۔ تیزی، بے صبری میں بے برکتی ہے۔ **حضرت عبداللہ بن سرجس مدنی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اچھی طبیعت، ترکِ عجلت اور میانہ روی نبوت کے چوبیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے''۔ (جامع ترمذی) یعنی جس شخص میں صبر اور میانہ روی ہے، اس کی شخصیت نبی کے قریب ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص اپنے آپ پر جبر کر کے صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے صبر و استقلال دے دیتا ہے اور کسی کو بھی صبر سے زیادہ بہتر اور اس سے زیادہ بے پایاں خیر نہیں ملی''۔ (یعنی **صبر تمام نعمتوں سے بڑھ کر نعمت** ہے) (صحیح بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ہم سے پوچھا کہ ''تم کس کو بہادر جانتے ہو؟'' ہم نے جواب دیا کہ ''جس شخص کو مردوں میں سے کوئی بھی پچھاڑ نہ سکے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''نہیں! وہ نہیں بلکہ بہادر وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھ سکے''۔ (صحیح مسلم) غصے کو کنٹرول کرنا اور انتقام نہ لینا اور معاف کر دینا بڑی بہادری کا کام ہے۔

حضرت حمید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کی کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! مجھے کوئی نصیحت فرمائیں''۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''غصہ نہ کیا کرو''۔ راوی کہتے ہیں کہ اس آدمی نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بات پر غور کیا تو اس نتیجے پر پہنچا کہ **غصہ تمام بُرائیوں کا مجموعہ اور منبع** ہے۔ (مسند احمد)

انسان مصیبت میں اگر ان احادیث مبارکہ کو ذہن میں رکھے تو وہ بے صبری سے بچ جائیگا اور بے صبری شیطان کی طرف سے ہے کہ وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے۔

''**خیر**'' بہت سے انسانوں کو متکبر کر دیتی ہے اور تکبر انسان کی ایسی بُرائی ہے جو سارے نیک اعمال کو کھا جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ''جب شیطان

سے کہا گیا کہ انسان کو سجدہ کرو تو اس نے انکار کیا اور تکبر کیا''۔ (دیکھیں سورۃ البقرۃ ۲، آیت ۳۴)

خیر کے ایک معنی تو دولت ہے۔ دوسرا معنی کوئی نعمت ہے۔ جب اسکو دولت ملتی ہے تو ناشکری کرتا ہے اور سرکشی کرتا ہے۔ جب کوئی دوسری نعمت جیسے اقتدار ملتا ہے تو وہ تکبر و ظلم کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے دُور ہٹ جاتا ہے۔

اگر انسان خیر میں **عاجزی** اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اسکے لیے بڑا اَجر و انعام ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ

(۱) ''صدقے نے کبھی مال کم نہیں کیا

(۲) عفو و درگزر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے کی عزت بڑھاتا ہے

(۳) جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں سے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکا مرتبہ بلند فرما دیتا ہے''۔ (صحیح مسلم)

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات کی وحی فرمائی کہ تم لوگ آپس میں تواضع اختیار کیا کرو یہاں تک کہ کوئی کسی پر ظلم و سرکشی نہ کرے۔ **نہ کوئی کسی دوسرے پر فخر کرے**''۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا ''(حدیثِ قدسی ہے کہ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے لیے اس طرح تواضع اختیار کی، میں اسکو اس طرح بلند کرونگا'' اور یزید بن ہارون راوی نے یہ حدیث سمجھانے کیلئے اپنی ایک ہتھیلی زمین کے قریب کر دی کہ اس طرح عاجزی کو اور دوسری ہتھیلی آسمان کی طرف اُٹھائی کہ اس طرح اللہ تعالیٰ عاجزی کرنے والے کو بلند فرماتا ہے۔ (مسند احمد)

دُنیا کی زندگی میں جو جھوٹ، کرپشن اور باطل ہے، وہ ''**دُنیا**'' ہے اور جو کچھ یہاں سچائی (یعنی حق) ہے، وہ امانت ہے اور آخرت کی کھیتی ہے۔

فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ﴿۳۶﴾ عَنِ
الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَيَطْمَعُ كُلُّ
امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ﴿۳۸﴾ كَلَّا ؕ اِنَّا
خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ
الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَلٰٓى اَنْ
نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ ۙ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۴۱﴾
فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ
الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۲﴾ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ

ترجمہ ◄ (آیات ۳۶ سے ۴۴) کیا ہو گیا ہے ان کافروں کو کہ وہ تمہارے دائیں اور بائیں کی طرف بھاگے آ رہے ہیں۔ کیا ان میں سے ہر کوئی یہ خواہش رکھتا ہے کہ وہ نعمت بھری جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ (نہیں! ہرگز نہیں۔ وہ تو نبی کا مذاق اُڑانے کیلئے اکٹھے ہو رہے ہیں۔ وہ جنت کی خاطر نہیں آ رہے کیونکہ اس پر تو انکا یقین ہی نہیں ہے)[۳۶-۳۸]

ہرگز نہیں! (جنت میں ہرگز نہیں جائیں گے کیونکہ) جیسا ہم نے ان کو پیدا کیا ہے، وہ (خوب) جانتے ہیں (اپنے اعمال کو) پس نہیں (وہ نہیں داخل ہونگے جنت میں) میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے رَبِّ کریم کی۔[۳۹-۴۰]

ہم اس پر قادر ہیں کہ ہم ان کی جگہ بہتر لوگ لے آئیں اور کوئی ہم سے آگے بڑھ جانے والا نہیں ہے لہٰذا چھوڑ دو انہیں اپنی بیہودہ باتوں اور کھیلوں میں یہاں تک کہ یہ اپنے اس روز کو پہنچ جائیں جن سے ان کو ڈرایا جا رہا ہے۔ (یعنی قیامت)[۴۱-۴۲]

اس دِن یہ اپنی قبروں سے نکل کر اس طرح دوڑے جا رہے ہوں گے گویا کہ

الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِىْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۴﴾

اپنے بتوں کے آستانوں کی طرف بھاگے جارہے ہیں۔[۴۳]

ان کی نگاہیں جھکی ہوں گی اوران پر ذِلت چھارہی ہوگی۔ یہ وہ دِن ہوگا جس سے ان کوڈَرایا جاتا رہا تھا۔(قیامت کا دِن)[۴۴]

تشریح : جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مکہ مکرمہ کی زندگی میں باہر نماز پڑھتے تھے یا قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے، مشرکین مکہ انکا مذاق اُڑانے کیلئے انکے اِردگرد جمع ہو جاتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر بہت بُرے بُرے القاب لگاتے تھے۔ انکے اس رویے کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انکو ایمان کی توفیق نہیں دی۔

اگر کوئی انسان اللہ تعالیٰ کے نبی کا مذاق اُڑاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی کتاب کا مذاق اُڑاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا مذاق اُڑاتا ہے شریک بنا کر تو اسکا عام طور پر انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ کافر ہی مرتا ہے اور کافر کیلئے آخرت میں اللہ تعالیٰ نے جہنم کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

انسان مسلمان ہو کر بھی منافق ہوسکتا ہے اور مسلمان ہو کر بھی مرتد ہوسکتا ہے۔ **حدیث شریف میں ہے** کہ انسان کا دِل اللہ تعالیٰ کی مٹھی میں ہے، اسلئے اللہ تعالیٰ سے ڈَرتے رہنا چاہیے۔ نہ معلوم شیطان کب حملہ کر کے آپکو بُرائی کی طرف مائل کردے اور پھر اللہ تعالیٰ آپکے دِل کو بُرائی کی طرف موڑ دے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ''جسکو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے، اسکو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا'' (دیکھیں سورۃ الزمر ۳۹ آیت ۳۶)

یہ اللہ تعالیٰ کا اصول ہے کہ جو خود ہدایت کی طرف آئیگا، اللہ تعالیٰ اسکو ہدایت میں مدد دے گا۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جو اللہ تعالیٰ کی طرف چل کر آتا ہے، اللہ تعالیٰ اسکی طرف بھاگ کر آتا ہے (ہدایت دینے کیلئے) جو اللہ تعالیٰ کی طرف ایک قدم آتا ہے، اللہ تعالیٰ اسکی طرف دَس قدم بڑھتا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم

نے فرمایا کہ ''کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو ایسی بات کرتے ہیں جس میں ان کے نزدیک کوئی مضائقہ نہیں ہوتا حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے انہیں ستر (۷۰) سال کی مسافت تک دوزخ میں پھینک دیتے ہیں''۔(ترمذی شریف، جلد دوم، حدیث ۲۱۳۲)

حضرت بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''ہلاکت ہے اس شخص کیلئے جو لوگوں کو ہنسانے کیلئے کوئی جھوٹی بات کرتا ہے جسے سن کر لوگ ہنستے ہیں۔اس کے لیے بربادی ہے اس کے لیے ہلاکت ہے''۔(ترمذی شریف، جلد دوم، حدیث ۲۱۳۳) **حضرت ابو ہریرۃ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''کسی شخص کے بہترین مسلمان ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ **لغو باتوں کو چھوڑ دے**''۔(ترمذی شریف، جلد دوم، حدیث ۲۱۳۵) **حضرت بلال بن حارث** رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''تم میں سے کوئی شخص کوئی ایسی بات کر بیٹھتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور وہ اسے مرتبے پر پہنچا دیتی ہے جس کا وہ گمان بھی نہیں کر سکتا تھا۔اللہ تعالیٰ اس شخص سے اس دِن تک کے لیے رضامندی لکھ دیتا ہے جس دِن وہ شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا''۔پھر فرمایا کہ ''کوئی ایسا بھی ہے کہ جو ایسی بات کر دے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے اور اس بات کا وبال کتنا زیادہ ہوگا، وہ سوچ بھی نہیں سکتا لہٰذا اللہ تعالیٰ قیامت تک کے لیے اس سے اپنی ناراضگی لکھ دیتے ہیں''۔(ترمذی شریف، جلد دوم، حدیث ۲۱۳۶) اس حدیث مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ ''**پہلے تولو پھر بولو**''۔**حضرت ابو ہریرۃ** رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''دُنیا اور اس کی تمام چیزیں ملعون ہیں البتہ ذِکرِ الٰہی اور اس کی معاون چیزیں اور عالم یا متعلّم اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہیں''۔(ترمذی شریف، جلد دوم، حدیث ۲۱۳۹) **حضرت سہل بن سعد** رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دُنیا کی قدر مچھر کے پَر برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نصیب نہ ہوتا''(ترمذی شریف جلد دوم حدیث ۲۱۳۷)

؎ آئینِ نو سے ڈرنا طرزِ کہن پہ اڑنا منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

[اقبال]

نُوۡحٍ ۷۱

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۲۸ آیات ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰى قَوۡمِهٖۤ اَنۡ اَنۡذِرۡ قَوۡمَكَ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِيَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۝۱ قَالَ يٰقَوۡمِ اِنِّىۡ لَـكُمۡ نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ ۝۲ اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوۡهُ وَاَطِيۡعُوۡنِ ۝۳ يَغۡفِرۡ لَكُمۡ مِّنۡ ذُنُوۡبِكُمۡ وَيُؤَخِّرۡكُمۡ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۲۸) ہم نے (حضرت) نوح (علیہ السلام) کو اس کی قوم کی طرف (رسول) بنا کر بھیجا تا کہ قبل اس کے کہ ان پر ایک دَردناک عذاب آئے، اپنی قوم کو اس عذاب سے ڈَرائے۔[۱]

اس نے کہا کہ اے میری قوم! میں تمہیں واضح طور پر خبردار کرنے والا ہوں یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کرو، اسی سے ہی ڈَرتے رہو اور اسی کی ہی بندگی کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور تمہیں ایک مدتِ مقرر تک (نیک عمل کرنے کی) مہلت دے گا۔ سن لو کہ اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا (عذاب کا) وقت جب

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا
يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۴ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ
دَعَوْتُ قَوْمِىْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ۝۵ فَلَمْ يَزِدْهُمْ
دُعَآءِىْٓ اِلَّا فِرَارًا ۝۶ وَاِنِّىْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ
لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِىْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا
ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝۷ ثُمَّ اِنِّىْ
دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝۸ ثُمَّ اِنِّىْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ
وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۝۹ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا
رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝۱۰ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ

آتا ہے تو پھر ٹلتا نہیں۔ کاش کہ تم اس بات کو جان لو۔[۲-۴]

(حضرت) نوح (علیہ السلام) نے اپنے رَبِّ کریم سے کہا کہ اے میرے رَبِّ کریم! میں نے اپنی قوم کو دِن اور رات ایمان کی دعوت دی لیکن میں جتنی دعوت زیادہ دیتا تھا، اتنا ہی وہ زیادہ دُور بھاگتے تھے۔[۵-۶]

اور جب بھی میں انکو (ایمان کی طرف) بلاتا تھا تا کہ تو انہیں معاف کر دے تو وہ اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تھے اور اپنے کپڑوں سے چہرے ڈھانک لیتے تھے اور اپنے شرک پر ڈَٹے رہتے تھے اور تکبر کرتے تھے، بہت زیادہ تکبر۔[۷]

پھر میں نے ان سب کو مجموعی طور پر سخت لہجے میں بھی تبلیغ کی پھر میں نے ان کو علیحدہ علیحدہ اعلانیہ بھی تبلیغ اور علیحدہ علیحدہ نرم رویے سے بھی تبلیغ کی اور نصیحت کی کہ اپنے رَبِّ کریم سے معافی مانگو، وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے۔[۸-۱۰]

مِّدْرَارًا ﴿۱۱﴾ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ
لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿۱۲﴾ مَا لَكُمْ لَا
تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿۱۳﴾ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ﴿۱۴﴾ اَلَمْ
تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿۱۵﴾
وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ
سِرَاجًا ﴿۱۶﴾ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ﴿۱۷﴾ ثُمَّ
يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ
لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ﴿۱۹﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا

اگر تم اس سے (اپنے شرک اور گناہوں کی) معافی مانگ لو تو وہ تم پر آسمان سے بارشیں برسائے گا۔ تمہیں مال اور اولاد دے گا۔ تمہارے لیے باغ پیدا کر دے گا اور تمہارے واسطے دریا جاری کر دے گا۔[۱۱-۱۲]

کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کی عظمت کے قائل نہیں ہوتے حالانکہ اس نے کئی مرحلوں سے گزار کر تمہیں بنایا۔[۱۳-۱۴]

کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے سات آسمان تہ بہ تہ بنائے اور ان میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا۔[۱۵-۱۶]

اور اللہ تعالیٰ نے تم کو بھی زمین سے ہی بنایا پھر وہ اسی میں تم کو لوٹاتا ہے اور اسی میں سے تم کو دوبارہ زندہ کر کے نکالے گا۔[۱۷-۱۸]

اور اللہ تعالیٰ نے ہی زمین کو تمہارے لیے ایک فرش بنا دیا تاکہ تم اس کے اوپر کھلے راستوں پر چلو۔[۱۹-۲۰]

فِجَاجًا ﴿۲۰﴾ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا
مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ﴿۲۱﴾ وَمَكَرُوْا
مَكْرًا كُبَّارًا ﴿۲۲﴾ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا
تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا
﴿۲۳﴾ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا
ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ
فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾ وَقَالَ
نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ

(حضرت) نوح (علیہ السلام) نے کہا کہ اے میرے رَبِّ کریم! انہوں نے میری نافرمانی کی اور انہوں نے ان لوگوں کی بات مانی جن کے مال اور اولاد نے ان کو نقصان پہنچایا (وہ متکبر بن گئے اور حضرت نوح علیہ السلام کو سنگسار اور جلا وطن کرنے کی دھمکیاں دیں)۔ان لوگوں نے بہت بڑی چال چلی۔[۲۱-۲۲]

انہوں نے کہا کہ اپنے بتوں کو ہرگز نہ چھوڑو اور نہ ہی بت وَدّا اور سواعا کو چھوڑو اور نہ ہی یعوث اور یعوق اور نسر کو۔[۲۳]

اور انہوں (یعنی ان بتوں) نے ان لوگوں کو بہت گمراہ کیا اور اے میرے رَبِّ کریم! تو بھی ان ظالموں کو گمراہی میں اَور زیادہ دھنسا دے۔[۲۴]

اپنی خطاؤں کی وجہ سے ہی وہ غرق کیے گئے اور جہنم میں داخل کیے گئے۔ اس وقت انہیں اللہ تعالیٰ سے بچانے والا کوئی مددگار نہ ملا۔[۲۵]

اور (حضرت) نوح (علیہ السلام) نے کہا کہ اے میرے رَبِّ کریم! ان

دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾ ع

کافروں میں سے کسی کو بھی زمین پر نہ چھوڑ۔ اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور جو بھی ان کی نسل سے پیدا ہوگا، وہ بدکار اور کافر ہوگا۔[۲۶-۲۷]

اے میرے رَبِّ کریم! مجھے معاف فرما اور میرے والدین کو اور اُس شخص کو جو میرے گھر میں مومن کی حیثیت سے داخل ہو اور سب مومن مردوں اور مومن عورتوں کو معاف فرما اور ظالموں کو ہلاکت سے تباہ و برباد کر دے۔[۲۸]

تشریح: اس سورت مبارکہ کا پیغام واضح ہے کہ

(۱) انسان اَمر بالمعروف، نہی عن المنکر آخر دَم تک کرتا رہے۔

(۲) اگر قوم ایمان نہیں لاتی تو مصلحین (Reformers) کو بد دِل نہیں ہونا چاہیے اور اپنے جہاد کو نہیں چھوڑنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پاس تبلیغ کا اَجر اسکے لیے محفوظ رہے گا۔ اس کے اَجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

تبلیغ کے دو فائدے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ دوسرے انسان کو یا قوم کو مصلح نارِ جہنم سے آزاد کرنا چاہتا ہے۔ جو بھی اسکی بات مان لے گا، خواہ وہ ایک ہی انسان ہو، اسکی نیکیاں بھی مصلح کے نامہ اعمال میں لکھی جائینگی اور مصلح کی نیکیاں مزید بڑھتی جائینگی جب تک کہ ایمان لانے والے کی نسل تا قیامت نیک رہتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تم میں سے بہترین انسان وہ ہے جو قرآن کریم کو سیکھتا ہے اور سکھاتا ہے''۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ خواہ تم کسی زمانے میں ہو، اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو۔ تم خود بھی بہترین قوم بن جاؤ گے اور جسکی قسمت میں اللہ تعالیٰ

نے ایمان لکھا ہوا ہے، وہ بھی ایمان لا کر بہترین انسان یا بہترین قوم بن جائیگی۔

انسان کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ کون ایمان لائے گا اور کون ایمان نہیں لائے گا اور تبلیغ کا آخر انجام کیا ہوگا۔ ذرا غور کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی مکہ مکرمہ کی زندگی جو تیرہ سال پر محیط ہے، صرف چند ایک لوگ ایمان لائے تھے لیکن مدینہ طیبہ پہنچ کر اسلام اس تیزی سے پھیلا کہ انسانی تاریخ کا ایک بڑا معجزہ بن گیا اور چند سالوں میں دیکھتے دیکھتے آدھی دُنیا پر پھیل گیا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میرے پاس (حضرت) جبریل (علیہ السلام) آئے اور ایک خوشخبری دی کہ جو شخص اس حالت میں مرا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کیا (یعنی لا الہ اللہ پر یقین رَکھتا تھا) وہ جنت میں داخل ہوگا''۔ میں نے پوچھا کہ ''اگرچہ اس نے بدکاری کی ہو اور چوری کی ہو''۔ فرمایا کہ ''ہاں''۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، باب العلم، حدیث ۲۴۵۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ جب اپنے بندے کی بہتری چاہتا ہے تو اسے دِین کی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتا ہے''۔ (جامع ترمذی جلد دوم باب العلم حدیث ۲۴۵۲) **حضرت ابوہریرۃ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے علم سیکھنے کے لیے کوئی راستہ اختیار کیا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے''۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، باب العلم، حدیث ۲۴۵۳) **حضرت انس بن مالک** رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے نکلا وہ واپس لوٹنے تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے''۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، حدیث ۲۴۵۴) **نوٹ:** علم کا مطلب دِین کا علم۔ اللہ تعالیٰ کی راہ کا مطلب جہاد فی سبیل اللہ۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** فرماتے ہیں کہ ''جس شخص سے ایسا سوال کیا گیا جسے وہ جانتا ہے اور اس نے اسے چھپایا (دِین کے بارے میں) تو قیامت کے دِن اسے آگ کی لگام ڈالی جائے گی''۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، حدیث ۲۴۵۶) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اَور مقصد کیلئے علم سیکھا وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنالے''۔ (جامع ترمذی جلد دوم حدیث ۲۴۶۲)

اَلْجِنّ ۷۲

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۲۸ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ﴿۱﴾ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ﴿۲﴾ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۱۵) اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! لوگوں کو بتا دو کہ میری طرف وحی کی گئی کہ جنوں کے ایک گروہ نے (قرآن کریم) بڑے غور سے سنا۔ (پھر جا کر) اپنی قوم سے کہنے لگے کہ ''ہم نے ایک بڑا ہی دِل پسند قول (یعنی قرآن کریم) سنا ہے۔[۱]

جو راہِ راست دکھاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں۔

(۱) اور ہم ہرگز اپنے رَبِّ کریم کیساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے۔[۲]

(۲) اور یہ کہ ہمارے رَبِّ کریم کی شان بہت بلند ہے۔ اس نے نہ کسی کو اپنی

ۙ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۙ﴿۴﴾
وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى
اللّٰهِ كَذِبًا ۙ﴿۵﴾ وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ
يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ﴿۶﴾
وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ
اَحَدًا ۙ﴿۷﴾ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ
حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۙ﴿۸﴾ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا
مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ

بیوی بنایا اور نہ کسی کو بیٹا۔[۳] (اشارہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام کی طرف کہ یہود و نصاریٰ نے ان کو اللہ تعالیٰ کے بیٹے بنایا)

(۳) اور یہ کہ ہمارے بیوقوف لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بہت غلط باتیں کہتے ہیں اور ہمارا خیال تھا کہ انسان اور جن کبھی خدا تعالیٰ کے بارے میں جھوٹ نہیں بول سکتے تھے۔ (لیکن ہم نے دیکھ لیا کہ دونوں جن و انسان کا ایک گروہ ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے)[۴-۵]

(۴) اور یہ کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ جنوں کی پناہ مانگتے ہیں، اس طرح انہوں نے جنوں کا غرور اَور بڑھا دیا۔ (پناہ تو صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مانگنی چاہیے کیونکہ اس کے سوا اور کوئی پناہ دے نہیں سکتا)[۶]

(۵) اور یہ کہ انہوں (یعنی انسانوں) نے بھی وہی خیال کیا جو تمہارا خیال تھا کہ (مرنے کے بعد) اللہ تعالیٰ دوبارہ کسی کو زندہ نہیں اُٹھائے گا۔[۷]

(۶) اور یہ کہ ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو دیکھا کہ وہ پہرے داروں سے اور شہابِ

شِهَابًا رَّصَدًا ﴿۹﴾ وَّاَنَّا لَا نَدۡرِىۡۤ اَشَرٌّ اُرِيۡدَ بِمَنۡ
فِى الۡاَرۡضِ اَمۡ اَرَادَ بِهِمۡ رَبُّهُمۡ رَشَدًا ﴿۱۰﴾ وَّاَنَّا مِنَّا
الصّٰلِحُوۡنَ وَمِنَّا دُوۡنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا
﴿۱۱﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنۡ لَّنۡ نُّعۡجِزَ اللّٰهَ فِى الۡاَرۡضِ وَلَنۡ
نُّعۡجِزَهٗ هَرَبًا ﴿۱۲﴾ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعۡنَا الۡهُدٰۤى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ
فَمَنۡ يُّؤۡمِنۡۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخۡسًا وَّلَا رَهَقًا ﴿۱۳﴾
وَّاَنَّا مِنَّا الۡمُسۡلِمُوۡنَ وَمِنَّا الۡقٰسِطُوۡنَ ؕ فَمَنۡ

ثاقب سے بھرا ہوا ہے۔[۸]

(۷) اور یہ کہ پہلے ہم سننے کیلئے آسمان میں بیٹھنے کی جگہ پا لیتے تھے لیکن اب جو کوئی چوری چھپے سننے کی کوشش کرتا ہے تو اس کے لیے ایک شہابِ ثاقب گھات میں بیٹھا ہوتا ہے۔[۹]

(۸) اور یہ کہ ہمیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ زمین والوں کے ساتھ عذاب کا ہے یا ہدایت دینے کا ہے۔[۱۰]

(۹) اور یہ کہ ہم میں کچھ لوگ نیک ہیں اور کچھ دوسری طرح کے (یعنی گناہگار) ہم کئی گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔[۱۱]

(۱۰) اور یہ کہ ہم سمجھتے تھے کہ نہ زمین میں ہم اللہ تعالیٰ کو عاجز کر سکتے ہیں اور نہ بھاگ کر اسے عاجز کر سکتے ہیں لیکن جب ہم نے ہدایت کی آواز سنی تو ہم اس پر ایمان لے آئے۔ جو بھی کوئی اپنے رَبِّ کریم پر ایمان لے آئے گا، اسے کسی ظلم یا حق تلفی کا خوف نہ ہوگا۔[۱۲-۱۳]

(۱۱) اور یہ کہ ہم میں سے کچھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے ہیں اور کچھ

اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۴﴾ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۵﴾

نافرمان ہیں۔

(۱۲) جس نے بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کوتسلیم کرلیا تو اس نے سیدھی راہ اختیار کر لی اور جس نے اطاعت سے انحراف کیا تو وہ جہنم کا ایندھن بنے گا۔[۱۴-۱۵]

تشریح: **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم** انسانوں اور جنات دونوں کیلئے رسول بن کر آئے، اسلئے اللہ تعالیٰ نے جنات کو قرآن کریم کی طرف متوجہ کر دیا۔

ایک روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی میں کئی دفعہ جنات آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاس تعلیم حاصل کرنے کے لیے آئے۔ جنات میں بھی کچھ مومنین ہیں، کچھ کافرین ہیں اور وہ اسی زمین پر رہائش رکھتے ہیں اور ان کے لیے بھی جنت اور جہنم اسی طرح ہے جیسے انسان کے لیے۔

انسان زمین کی مٹی سے بنا ہے اور جنات آگ سے بنے ہیں۔ دونوں مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے کچھ اختیارات دیئے ہیں جسکی بنا پر وہ نیکی اور بدی میں امتیاز کر سکتے ہیں اور ایک کو یا دوسرے کو اختیار کر سکتے ہیں۔ سورۃ الرحمٰن میں یہ بالکل واضح کر دیا گیا ہے کہ جنت اور جہنم میں جانے والی یہی دو مخلوق ہیں۔

جو کچھ ان آیات مبارکہ میں فرمایا گیا ہے اسکا دَراصل مطلب یہ ہے کہ جنات اور انسانوں کو اس بات کا پورا یقین آ جائے کہ آخرت کا آنا ضروری ہے اور ایک دوسری زندگی جسکی ابتدا تو ہے لیکن انتہاء نہیں ہے، مرنے کے بعد شروع ہوگی۔ اس زندگی کا ٹھکانہ موجودہ زندگی کے اعمال پر منحصر ہے۔ جو انسان اور جنات نیک نیتی کیساتھ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہیں ان دونوں کیلئے جنت ہے اور جو انسان اور جنات بدنیتی کیساتھ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں وہ یا تو کھلے کافر ہیں یا چھپے ہوئے کافر ہیں جن کو منافق کہا جاتا ہے۔ ان کیلئے دوسرا مقام ہے جس میں انکو بہت ہی تکلیف دہ سزائیں دی جائینگی۔ ان کیلئے کوئی موت بھی نہیں ہوگی اور وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے جسکا ذِکر قرآن کریم میں موجود ہے۔

وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً
غَدَقًا ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ
يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا
تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ
يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ قُلْ اِنَّمَآ
اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّيْ لَآ
اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ اِنِّيْ لَنْ

ترجمہ ◄ (آیات ۱۶ سے ۲۸) اور اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! لوگوں کو بتاؤ کہ اگر وہ راہِ راست پر قائم رہتے تو ہم انہیں خوب پانی سے سیراب کرتے تا کہ اس نعمت سے انکی آزمائش کریں اور جو اپنے رَبِّ کریم کے ذِکر سے منہ موڑے گا تو اللہ تعالیٰ ان پر سخت عذاب بھیجے گا۔[۱۶-۱۷] (پانی زمین پر زندگی کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ پانی کے بغیر انسان اور دوسری مخلوق بشمول نباتات بَس نہیں سکتیں)

اور مسجدیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں لہٰذا ان میں اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی اَور مخلوق کو نہ پکارا کرو۔[۱۸] (اشارہ ہے خانہ کعبہ میں رَکھے ہوئے بتوں کی طرف کہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی اَور موجود نہیں ہونا چاہیے یعنی شرک نہیں کرنا چاہیے)

جب اللہ تعالیٰ کا بندہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اسکو پکارنے یعنی عبادت کیلئے کھڑا ہوا تو لوگ اس پر ایسے جمع ہو گئے گویا کہ اسے پیٹنے لگیں گے۔[۱۹]

ان کو بتا دو کہ میں تو اپنے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا اور یہ بھی بتاؤ کہ میں لوگوں کے لیے کسی نقصان اور نفع کا اختیار نہیں رَکھتا۔[۲۰-۲۱]

يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ
مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ
يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَآ اَبَدًا ﴿۲۳﴾ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ
فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾
قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ
رَبِّيْٓ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ
اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ

اور یہ بھی بتاؤ کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے (آئے ہوئے عذاب سے) کوئی نہیں بچا سکتا اور نہ ہی میں اسکے سوا کہیں اَور حفاظت گاہ پا سکتا ہوں۔[۲۲]

میرا فرض تو صرف یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی بات اور اسکے پیغامات پہنچا دوں اور جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کی بات نہ مانے گا تو اسکے لیے جہنم کی آگ ہوگی جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔[۲۳] (مشرکین مکہ نہ اللہ تعالیٰ کی بات مانتے تھے، نہ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی)

جب وہ اس جہنم کو دیکھیں گے جس سے انہیں ڈرایا جاتا ہے، انہیں معلوم ہو جائیگا کہ کس کے مددگار زیادہ کمزور ہیں اور کس کی فوج تعداد میں کم ہے۔[۲۴] (تم اے مشرکین مکہ! یاد رکھو کہ تمہارے مددگار بھی کمزور ہیں اور تمہاری فوج بھی بہت کم ہے بہ نسبت اللہ تعالیٰ کے اور اس کی فوجوں کے)

(تم پوچھتے ہو کہ وہ گھڑی قیامت کی کب آئے گی) تم کہو کہ میں نہیں جانتا کہ جس چیز سے تمہیں ڈرایا جا رہا ہے، وہ قریب ہے یا میرا ربِّ کریم اس کی

مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾

مدت کو دراز کر دے۔[۲۵]

غیب کا علم تو وہی رَکھتا ہے اور وہ کسی کو اپنے غیب پر مطلع نہیں کرتا سوائے اس بھیجے ہوئے کے جسے اس نے غیب کا علم دینے کے لیے پسند کر ہو تو پھر اس کے آگے اور پیچھے محافظ لگا دیتا ہے تا کہ وہ جان لے کہ رسولوں نے اپنے رَبِّ کریم کے پیغامات ٹھیک ٹھیک پہنچا دیئے (یا نہیں) اور جو ان کے سامنے اعمال کیے جاتے ہیں، اس کا اللہ تعالیٰ نے پورا احاطہ کیا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کمپیوٹر کی طرح گن رَکھی ہے۔[۲۶-۲۸]

تشریح: اس سورت مبارکہ کی آیات مبارکہ نمبر ایک سے پندرہ تک جنات کا قصہ بیان کیا گیا ہے اور سولہ سے لے کر آخر تک انسانوں کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔

جنات نے ایک ہی دفعہ قرآن کریم سنا تو ایمان لے آئے اور انہوں نے عہد کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔

اس حصے میں مکہ مکرمہ کے مشرکین کا حال بیان کیا گیا ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بار بار ایمان لانے کی دعوت دے رہا ہے لیکن وہ سنی اَن سنی کر دیتے ہیں۔ جہنم کا ڈَر اوا دیا جا رہا ہے کہ شاید اس سے ڈَر کر ایمان لائیں، اس کا بھی ان پر کوئی اَثر نہیں ہوتا۔

اور انہیں دُنیا کا مال و دولت جو کہ بارش اور پانی کے حصول پر منحصر ہے، اس کا بھی لالچ دیا گیا لیکن مشرکین پھر بھی ٹس سے مس نہ ہوئے۔

ایک طرف گروہِ جنات ہے جو فوراً اللہ تعالیٰ کی بندگی قبول کرنے پر تیار ہو جاتا ہے اور دوسری طرف گروہِ انسان ہے جو کہ اشرف المخلوقات ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کی

طرف توجہ ہی نہیں دے رہا حالانکہ فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ جو بہتر ہے، اس کو بہتر ہونا چاہیے اور جو کم تر ہے، اس کو کم تر ہونا چاہیے۔

اب معاملہ یہ ہے کہ جو کم تر مخلوق ہے یعنی جنات وہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لے آتی ہے اور جو بہترین مخلوق ہے یعنی انسان وہ اللہ تعالیٰ کی توحید سے انکار کرتی ہے۔

اب ذرا خود اپنی حالت پر غور کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو بہترین قوم کا خطاب دیا تھا۔ فرمایا کہ ''**كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ**'' (آلِ عمران ۳، آیت ۱۱۰) ترجمہ ''تم ایک بہترین اُمت ہو جو کہ تمام انسانوں کی رَہنمائی کے لیے نکالی گئی ہے۔ تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رَکھتے ہو''۔

لیکن حالت یہ ہے کہ انسان اب توحید سے بہت ہی دُور ہو چکا ہے۔ ہم میں بھی شرک کی بہت سی باتیں آ چکی ہیں اور بدعات کا ایک طوفان ہماری زندگیوں میں چھایا ہوا ہے۔ ابھی وقت ہے کہ ہم اپنی حالت کو سدھاریں اور اسی لقب کے مستحق ہو جائیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے لیے اوپر فرمایا ہے۔

پیشتر اس کے کہ ہمیں وہ دِن دیکھنا پڑے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب میں پھنس جائیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا**''۔ (الجن ۷۲، آیت ۱۷) ترجمہ ''اور جو اپنے رَبِّ کریم کے ذِکر سے منہ موڑے گا تو اللہ تعالیٰ ان پر سخت عذاب بھیجے گا''۔

ہمارے پاس وہی قرآن کریم ہے جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے پاس تھا اور وہی احادیث شریف ہیں جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے پاس تھیں لیکن ہم اس عمل سے محروم ہیں جو عمل حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے تھے۔ ہم اس کے بالکل برعکس چل رہے ہیں۔

قرآن کریم بغیر سمجھ کے پڑھتے ہیں تو ہدایت کیسے ملے؟

احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اُٹھا کر نہیں دیکھتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے نقشِ قدم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے نقوشِ

قدم کا کیسے پتہ چلے؟

ہم نے اپنی مرضی کا دِین بنایا ہوا ہے، اپنی مرضی کی دُنیا بنائی ہوئی ہے۔ نہ ہم ادھر کے ہیں نہ ادھر کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم سیدھے راستے پر آ جائیں تو پھر اللہ تعالیٰ بھی ہم پر ایسی ہی رحمتیں برسائے گا جیسی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر برسائی تھیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انہی آیات مبارکہ میں فرمایا کہ ''**وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا**''۔ (الجن ۷۲، آیت ۱۶) ترجمہ ''(اور اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! لوگوں کو بتاؤ کہ) اگر وہ راہِ راست پر قائم رہتے تو ہم انہیں خوب پانی سے سیراب کرتے تا کہ اس نعمت سے ان کی آزمائش کریں''۔

ایمان کی توفیق کن کو ملتی ہے؟

ایمان کی توفیق ان کو ملتی ہے جو ایمان کی تلاش میں ہوتے ہیں۔ پیاسا کنویں کی تلاش میں رہتا ہے تو اس کو کنواں ملتا ہے لیکن کنواں کبھی پیاسے کے پاس نہیں جاتا۔ یہی قانون اللہ تعالیٰ کا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف آئے گا، اللہ تعالیٰ اس کی طرف آئے گا۔ اللہ تعالیٰ از خود اس کی طرف نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو مدد دے گا جو اس کی مدد کو تلاش کر رہا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر آپ ایمان نہیں لا سکتے کیونکہ شیطان جیسا کہ ایک حدیث شریف میں بیان کیا گیا ہے ''آپ کی رَگ رَگ میں دوڑتا ہے''۔ [**مشکوٰۃ**] جو شخص شیطان کو ٹھکرا کر اللہ تعالیٰ کی طرف آئے گا، اللہ تعالیٰ اسی کو ہی قبول کرے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''پہلی اُمتوں میں ایسے ہوا کہ نبیوں کے بعد وہ جو کچھ لوگوں کو ہدایت کرتے، اس پر عمل نہ کرتے اور وہ ایسے کام کرتے جس کا انہیں حکم نہ دیا گیا تھا (لہٰذا) یاد رکھو اگر تم میں سے ایسے نافرمان ہوں تو ان کے ساتھ جو بنفس نفیس جہاد کرے گا، وہ مومن ہوگا اور جو زبان سے جہاد کرے گا، وہ بھی مومن ہوگا اور جو دِل سے جہاد کرے گا یعنی انہیں بُرا جانے گا، وہ بھی مومن ہوگا اور اس کے بعد رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے''۔ (مشکوٰۃ، جلد اوّل، حدیث ۱۴۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے نیکی کی طرف بلایا تو اسکو اتنا ہی اَجر ملے گا جتنا نیکی کرنے والے نے عمل کیا اور جس نے کسی کو بُرائی کی طرف بلایا، اسکو اتنا ہی گناہ ملے گا جتنا بُرائی کرنے والے کو'' [مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۵۰]

اَلۡمُزَّمِّلِ ۷۳

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۲۰ آیات ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

يٰۤاَيُّهَا الۡمُزَّمِّلُ ۙ﴿۱﴾ قُمِ الَّيۡلَ اِلَّا قَلِيۡلًا ۙ﴿۲﴾ نِّصۡفَهٗۤ اَوِ
انۡقُصۡ مِنۡهُ قَلِيۡلًا ۙ﴿۳﴾ اَوۡ زِدۡ عَلَيۡهِ وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ
تَرۡتِيۡلًا ؕ﴿۴﴾ اِنَّا سَنُلۡقِىۡ عَلَيۡكَ قَوۡلًا ثَقِيۡلًا ﴿۵﴾ اِنَّ
نَاشِئَةَ الَّيۡلِ هِىَ اَشَدُّ وَطۡاً وَّاَقۡوَمُ قِيۡلًا ؕ﴿۶﴾ اِنَّ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۱۴) اے چادر میں لپٹ کر لیٹنے والے! رات کو نماز میں کھڑے ہوا کرو، آدھی رات یا اس سے کچھ کم یا اس سے کچھ زیادہ اور قرآن کریم کو آہستہ تجوید کے ساتھ پڑھا کرو۔[۱-۴]

ہم عنقریب تم پر ایک بھاری کلام (یعنی ذِمہ داری) نازل کرنے والے ہیں۔ رات کو اُٹھنا نفس کو قابو میں رَکھنے کے لیے بہت سودمند ہے (یعنی ذاتی نظم و ضبط کیلئے) اور یہ وقت (نماز میں) قرآن کریم کا پڑھنا بہت مناسب ہے (کیونکہ)

لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝۷ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ
وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝۸ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝۹ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا
يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝۱۰ وَذَرْنِيْ
وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ۝۱۱ اِنَّ
لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ۝۱۲ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا
اَلِيْمًا ۝۱۳ يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ
الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ۝۱۴

دِن کے وقت تمہیں بہت سے اَور کام ہوتے ہیں۔ اپنے رَبِّ کریم کے نام کا ذِکر کیا کرو اور اسی کی طرف ہمیشہ متوجہ رہو۔[۵-۸]

وہ مشرق اور مغرب کا رَبِّ کریم ہے (یعنی ساری کائنات کا) اسکے سوا اَور کوئی خدا نہیں ہے اور اسی کو اپنا کارساز بناؤ۔ (سورج رَبّ نہیں ہے جو مشرق سے نکلتا ہے اور مغرب میں غروب ہو جاتا ہے۔ جس کو لوگ پہلے زمانے میں رَبّ سمجھ کر پوجا کرتے تھے)[۹]

اور صبر کرتے رہو ان باتوں پر جو یہ لوگ (یعنی کافرین) بناتے ہیں اور شرافت کے ساتھ ان سے علیحدہ ہو جایا کرو۔[۱۰]

ان جھٹلانے والے خوشحال لوگوں سے نبٹنے کے لیے مجھ پر چھوڑ دو اور انہیں کچھ عرصے کے لیے مہلت دے دو۔[۱۱]

ہمارے پاس ان کے لیے بیڑیاں اور آگ ہے اور ایسا کھانا جو گلے میں اٹک جانے والا ہے اور دَردناک عذاب ہے۔[۱۲-۱۳]

یہ حال ان کا اس دِن ہوگا جب زمین اور پہاڑوں میں زلزلہ آ جائے گا اور

پہاڑ ایسے ہو جائینگے جیسے ریت کے ڈھیر۔[۱۴] (کیا انسان کو ہماری طاقت کا اندازہ نہیں)

تشریح : انسان کا معلّم نبی ہوتا ہے اور نبی کا معلّم خود خدا ہوتا ہے۔ ہر نبی کو جب وحی آتی ہے، اس میں خود نبی کی تعلیم و تربیت اور لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ہدایات ہوتی ہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے فرما رہا ہے کہ آرام سے لیٹنے کی بجائے رات کو اللہ تعالیٰ کے حضور نماز پڑھا کرو۔ یہ وقت قرآن مجید کا سمجھنا اور اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنا زیادہ موثر ہے۔

نماز میں قرآن حکیم کی تلاوت سے انسان اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے۔ رات کا وقت ایسا ہے جس میں توجہ (Concentration) مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے اس لیے قرآن کریم کی تلاوت رات کو دِن کی تلاوت سے زیادہ موثر ہے کہ انسان کو بُرائی سے روکے اور نیکی پر مائل کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''قرآن کریم کا پڑھنا نماز میں زیادہ فضیلت رَکھتا ہے بہ نسبت نماز کے باہر پڑھنے سے''۔ (بخاری)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے سوا کسی اَور کو مت رَبّ بناؤ۔ زمین و آسمان میں کوئی دوسرا رَبّ نہیں ہے۔ کافروں کی باتوں کو صبر سے برداشت کرتے رہو۔ ان کے لیے قیامت کے دِن بڑے سخت عذاب کے سامان ہم نے تیار کیے ہوئے ہیں۔

صبر اور **نماز** ایسی دو چیزیں ہیں جسکے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تمہیں کوئی مصیبت آئے یا تمہارے سامنے کوئی بہت بڑی ذِمہ داری ہو تو صبر اور نماز سے مدد لو۔

قرآن حکیم میں ہے کہ ''**يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○**'' (البقرۃ ۲، آیت ۱۵۳) ترجمہ ''اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے''۔ (ان کی مدد کرنے کے لیے)

(دیکھیں سورۃ الرعد ۱۳، آیات نمبر ۲۲، ۲۳ اور ۲۴) اور وہ اپنے رَبّ کریم کی رضا مندی کیلئے صبر کرتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں اور جو رزق ہم نے انکو دیا ہوا ہے، خفیہ اور اعلانیہ خرچ کرتے ہیں (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) اور بُرائی کا بدلہ اچھائی سے دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کیلئے ہے آخرت کا گھر، ہمیشہ رہنے والے باغات جہاں یہ خود جائیں

گے اور انکے باپ دادا اور اولاد میں سے بھی جو نیک ہونگے۔ انکے پاس فرشتے ہر دروازہ سے آئیں گے اور کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو اس صبر کے بدلے جو تم نے دُنیا میں کیا۔ کیا ہی اچھا گھر ہے آخرت کا۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''پہلوان وہ نہیں جو کشتی لڑنے میں غالب آ جائے بلکہ اصل پہلوان وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے نفس پر قابو رکھے اور صبر کرے''۔ (صحیح بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز ہے''۔ (جامع ترمذی، جلد اوّل، باب الصلوٰۃ، حدیث ۳۷۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''رات کے تہائی حصہ گزرنے پر اللہ تعالیٰ دُنیا کے آسمان پر آتے ہیں اور فرماتے ہیں، ''میں بادشاہ ہوں، کون مجھ سے دُعا مانگتا ہے، میں اس کی دُعا قبول کروں گا۔ کون مجھ سے سوال کرتا ہے، میں اس کا سوال قبول کروں گا۔ کون مجھ سے بخشش مانگتا ہے، میں اس کی بخشش کروں گا۔ پھر اسی طرح فرماتے رہتے ہیں یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے''۔ (جامع ترمذی، جلد اوّل، باب الصلوٰۃ، حدیث ۳۸۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جب انسان سوتا ہے تو شیطان اسکے سر میں تین گرہیں لگاتا ہے اور ہر گرہ یہ کہتی ہے کہ رات لمبی ہے، سوتا رہ لیکن جب کوئی (ہمت کرتا ہے) اُٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذِکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے پھر جب نماز پڑھتا ہے (تہجد کی) تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور وہ پاک صاف خوش وخرم صبح کو اُٹھتا ہے ورنہ **خبیث النفس** اور **سست** اُٹھتا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۱۵۱) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''رات میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس میں اللہ تعالیٰ سے دُنیا اور آخرت کی بھلائی مانگتا ہے تو وہ اس کو مل جاتی ہے۔ یہ گھڑی ہر رات آتی ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۱۵۶) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''رات کا قیام پکڑو۔ یہ پہلے بزرگوں کا طریقہ ہے۔ ربّ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے۔ گناہوں سے دُور رہنے کا سبب ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۱۵۹)

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ
اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ
الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ﴿۱۶﴾ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ
اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبَانِ ﴿۱۷﴾ ۖ
السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌ ۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ﴿۱۸﴾ اِنَّ
هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا
﴿۱۹﴾ ع اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ
الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ

ترجمہ ◄ (آیات ۱۵ سے ۲۰) (اے دُنیا کے تمام لوگو!) ہم نے تمہاری طرف اسی طرح ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر گواہ ہے جیسے ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا (جو فرعون پر گواہ تھا) تو فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اس کو ایک بڑی مصیبت میں پکڑ لیا۔[۱۵-۱۶]

(اے اقوام عالم!) اگر تم اس (اللہ تعالیٰ کے احکامات) کو ماننے سے انکار کرو گے تو اس دِن کی سختی سے تم کیسے بچ سکو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گی۔[۱۷]

اور آسمان اس دِن کی سختی سے پھٹا جا رہا ہوگا۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا وعدہ جو پورا ہو کر رہے گا۔[۱۸]

یہ کتاب (القرآن الحکیم) ایک کتابِ نصیحت (و ہدایت) ہے۔ اب جو چاہے (اس کتاب پر عمل کر کے) اپنے رَبِّ کریم کی طرف راستہ بنا لے۔[۱۹]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! تیرا رَبِّ کریم جانتا ہے کہ تم کبھی دو

وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ
فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ
اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ
فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ
يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ
وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ
قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ
تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ

تہائی رات اُٹھتے ہو، کبھی آدھی رات اُٹھتے ہو، کبھی ایک تہائی رات اُٹھتے ہو رات کی نماز کے لیے (یعنی تہجد کے لیے) اور تمہارے ساتھ ایک لوگوں کا گروہ بھی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی رات اور دِن کے اوقات کا صحیح حساب رَکھنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جان لیا کہ تم لوگ اوقات کا صحیح حساب نہیں رَکھ سکتے لہٰذا اس نے تم پر مہربانی فرمائی۔ اب جتنا قرآن کریم (نماز میں رات کو) آسانی سے پڑھ سکتے ہو، پڑھ لیا کرو۔ اس کو علم ہے کہ تم میں کچھ مریض ہوتے ہیں، کچھ وہ لوگ جو زمین میں روزی تلاش کرتے ہیں اور کچھ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں۔ (ان مصروفیات کی وجہ سے دِن کو زیادہ قرآن کریم نہیں پڑھا جا سکتا) پس جتنا قرآن کریم (رات کو) آسانی سے پڑھ سکتے ہو پڑھ لیا کرو۔

(نصیحت کی جاتی ہے کہ) نماز قائم رَکھو، زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دیا کرو (یعنی خلوص سے صدقہ اور دوسرے اعمال کیا کرو) جو کچھ نیکی تم آگے

وَاسۡتَغۡفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۝۲۰

بھیجو گے، اسے اللہ تعالیٰ کے پاس موجود پاؤ گے۔ وہی نیکی (جو خلوص سے کی گئی) زیادہ بہتر ہے اور اسی کا اَجر سب سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہا کرو (اپنی غلطیوں کی)۔ یقیناً وہ بڑا ہی معاف فرمانے والا ہے اور بڑا ہی رحم فرمانے والا ہے۔[۲۰]

تشریح: اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا:

یہاں مشرکین مکہ کو یہ بتایا جا رہا ہے کہ ہم نے جیسے یہ رسول تمہاری طرف بھیجا، اسی طرح فرعون کی طرف بھی ایک رسول بھیجا تھا۔ فرعون اپنے زمانے کی بہت بڑی طاقت تھی اور وہ اپنے آپ کو خدا سمجھتا تھا لیکن جب اس نے ہمارے رسول علیہ السلام سے مقابلہ کیا تو ہم نے اس کو اور اس کی قوم کو تباہ کر دیا۔ اس میں تکبر انتہا کو پہنچ چکا تھا کہ نو نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی وہ ہمارے رسول علیہ السلام کی نافرمانی ہی کرتا رہا۔

تو یاد رکھو اے تمام دُنیا کے انسانو! جو اپنے گھمنڈ اور تکبر اور تفاخر میں اللہ تعالیٰ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیغام جو قرآن کریم اور اس کی احادیث شریف میں موجود ہے، قبول نہیں کرے گا تو اس کا انجام بھی وہی ہوگا جو فرعون کا ہوا تھا اور مشرکین مکہ کا ہوا تھا۔ تمہاری وہ طاقت نہیں ہے جو فرعون کی طاقت تھی اور ہمارے سامنے ہر طاقت ہیچ ہے۔ خواہ کوئی انسان فردِ واحد کی حیثیت سے تکبر کرتا ہے یا بحیثیت ایک قوم کے اپنے آپ کو دُنیا کا پولیس مین سمجھتا ہے، اگر وہ قرآن کریم کے راستے پر نہیں چلتا تو اس کا انجام بھی وہی ہوگا جو فرعون کا ہوا تھا۔

ہم نصیحت کرتے ہیں **اے دُنیا کے تمام انسانو!** اگر تم اللہ تعالیٰ کی بخشش اور اس کی رحمت کی اُمید رکھتے ہو تو ان چیزوں پر دھیان دو۔

(۱) اللہ تعالیٰ واحد پر ایمان لاؤ اور اس کے قرآن کریم پر اور یومِ آخرت پر

(۲) ایمان لاؤ اس کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور دُنیا کے آخری نبی ہیں اور یہ کہ ان کو ساری دُنیا کے انسانوں کی طرف رسول اور نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔

(۳) پانچ وقت نماز کو باقاعدگی سے پڑھو۔
(۴) اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے حلال مال سے زکوٰۃ اور صدقات دیتے رہا کرو۔
(۵) جو قرض (ہر نیک کام قرض ہے جو اللہ تعالیٰ انسان سے وصول کرتا ہے) بھی تم اللہ تعالیٰ کو دو گے، وہ اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہوگا اور قیامت کے روز اپنی حکمت سے جتنا چاہے، بڑھا کر تمہیں واپس کرے گا۔
(۶) جو نیکی بھی تم کرو گے، وہ اس کے پاس قیامت کے روز تمہارے لیے موجود ہوگی اور اس کا بہت بڑا اَجر دیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''ایک نیکی کا اَجر سات سو گنا تک ہوسکتا ہے یا اس سے بھی زیادہ'' (دیکھیں سورۃ البقرۃ ۲، آیت ۲۶۱)
(۷) اللہ تعالیٰ سے اپنی کوتاہیوں، گناہوں، غفلتوں کی معافی مانگتے رہا کرو کیونکہ وہ بہت ہی بخشش کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔
(۸) رمضان المبارک کے روزے رَکھا کرو۔
(۹) مالی اور جسمانی طاقت ہو تو اللہ تعالیٰ کے گھر کا حج کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''رات کے آخری نصف حصہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بہت قریب ہوتا ہے۔ اگر ہو سکے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرو''۔ (یاد کرنے کا مطلب نمازِ تہجد ہے یا قرآن کریم کی تلاوت ہے یا دِین کا علم حاصل کرنا ہے) (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۱۶۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت فرمائے جو خود رات کو اُٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور اپنی بیوی کو نماز کے لیے اُٹھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس خاتون پر رحمت فرمائے جو خود رات کو اُٹھ کر نماز پڑھتی اور اپنے شوہر کو نماز کے لیے اُٹھاتی ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۱۶۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے عرض کیا گیا کہ ''کون سی دُعا زیادہ سنی جاتی ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''[۱] رات کے آخری نصف حصہ کی [۲] فرض نمازوں کے بعد کی''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۱۶۳)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن کریم پر عمل کرتے ہیں اور رات کو عبادت کرتے ہیں''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۱۱۷۰)

اَلْمُدَّثِّرِ ۷۴

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۵۶ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝١ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝٢ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝٣ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝٤ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝٥ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝٦ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝٧

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۷) اے چادر لپیٹ کر آرام کرنے والے! اُٹھو اور خبردار کرو (لوگوں کو قیامت کے آنے کے متعلق) اور اپنے رَبِّ کریم کی بڑائی بیان کرو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور (بتوں کی) گندگی سے دُور رہو۔[۱-۵]

اور احسان کر کے بدلہ کی زیادہ خواہش مت رکھو اور اپنے رَبِّ کریم کی خاطر صبر کرتے رہو۔[۶-۷]

تشریح : یہ آیات مبارکہ نبوت کے شروع زمانے کی ہیں۔ان میں اسلام کی بنیادی باتوں کی نصیحت کی گئی ہے۔

(۱) اَمر بالمعروف نہی عن المنکر میں غفلت کرنے سے بچو۔(بے فکر ہو کر آرام کرنے سے مشن مکمل نہیں ہوگا۔اَن تھک محنت کی ضرورت ہے)

(۲) اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا ذِکر اکثر کرتے رہا کرو۔
(۳) اپنے لباس کو پاک رَکھا کرو۔
(۴) بتوں کی گندگی اور عام گندگی سے حفاظت کرو۔
(۵) اگر کسی پر کوئی مہربانی کرو تو اس سے بدلے کی زیادہ توقع نہ رَکھو۔
(۶) اور اللہ تعالیٰ کی خاطر ہر مصیبت پر صبر کرتے رہو۔

ایک لیڈر (Leader) کے لیے جو حق (سچائی) کو قائم کرنے کے لیے آیا ہے، اس کے لیے یہ ہدایات بہت ضروری ہیں۔ چونکہ ہر انسان کسی نہ کسی وقت اور کسی نہ کسی شعبے میں لیڈر کے طور پر کام کر رہا ہوتا ہے، اس لئے یہ نصیحتیں ہر انسان کے لیے بھی ہیں۔

نبی کے لیے دو بنیادی کام ایسے ہیں، جسکے لیے نبی بھیجا جاتا ہے۔

(۱) نیک کام کرنے والوں کو اَجر کی بشارت دینا۔
(۲) بُرے کام کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈَرانا۔

اور یہی دو صفات ہر لیڈر کے لیے ضروری ہیں کہ جو اس کے پیروکار ہیں، ان کو اچھا کام کرنے پر ایمان کی اُمید دلانا اور بُرا کام کرنے پر سزا سے ڈرانا۔

احسان کے متعلق یہ نصیحت فرمائی گئی کہ احسان کر کے اسکے بدلے میں ویسے ہی احسان کی توقع نہ رَکھے اور نہ ہی یہ توقع رَکھے کہ جو احسان تم نے اس پر کیا ہے، وہ اس سے بڑھ کر تم پر احسان کرے۔ یہ لیڈر کے لیے بہت ضروری ہے کہ احسان کر کے بھول جائے اور اپنے احسان کے بدلے کی توقع ہی نہ رَکھے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک احسان وہ قبول ہے جو اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی دوسرے پر کیا جائے۔ جو دُنیا کے کسی فائدے کے لیے کیا جائے، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبول نہیں ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''دو چیزیں ایسی ہیں جو دو چیزوں کو واجب کرتی ہیں''۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! وہ کیا ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ [۱] ''جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک کرے، وہ دوزخ میں جائے گا (یعنی شرک کی گندگی) [۲] اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے، وہ جنت میں جائے گا'' (یعنی خالص توحید پر ایمان رَکھنا) ([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۳۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جو احسان کر کے اپنا احسان جتاتا ہے، جنت میں داخل نہیں ہوگا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۷۹)

وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ: اپنے رَبِّ کریم کی بڑائی بیان کر

قرآن حکیم میں ہے کہ ''**فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ**''۔ (البقرۃ ۲، آیت ۱۵۲) ترجمہ ''پس مجھے یاد کیا کرو تو میں تمہیں یاد کیا کروں گا اور میرا شکر اَدا کیا کرو اور ناشکری نہ کرو''۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کیساتھ ہوں۔ جب وہ مجھے اپنے دِل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دِل میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر فرشتوں کی مجلس میں اسے یاد کرتا ہوں اور وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب آتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اسکے پاس دوڑ کر آتا ہوں''۔ (صحیح بخاری) **حضرت عبداللہ بن بسر** رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا کہ ''اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ مجھے ایسی بات بتائیں جسکو میں مضبوطی سے پکڑ لوں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''تیری زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذِکر سے تر رہے''۔ (ترمذی) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''سات قسم کے آدمی ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اس دِن اپنے سائے میں جگہ دے گا جس دِن اس کے سوا اَور کوئی سایہ نہ ہو گا۔ ان میں سے ایک آدمی وہ ہے جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے (اللہ تعالیٰ کے خوف سے) آنسو رواں ہو گئے''۔ (صحیح بخاری) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب تک وہ میرا ذِکر کرتا ہے اور اس کے ہونٹ میری یاد میں حرکت کرتے رہتے ہیں''۔ (مسند احمد) **حضرت انس** رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ بندے کی اس اَدا پر بہت خوش ہوتا ہے جب وہ کھانا کھا کر یا پانی پر کر اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہے'' (الحمد للہ رب العالمین) (صحیح مسلم)

فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۝٨ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۝٩ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ۝١٠ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۝١١ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝١٢ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۝١٣ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۝١٤ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۝١٥ كَلَّا ۭ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۝١٦ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ۝١٧ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۝١٨ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝١٩ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝٢٠ ثُمَّ نَظَرَ ۝٢١ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝٢٢ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝٢٣ فَقَالَ اِنْ

ترجمہ ◄ (آیات ۸ سے ۳۱) جب صور پھونکا جائے گا تو وہ دِن بڑا ہی سخت دِن ہوگا۔ کافروں پر ہلکا نہیں ہوگا۔[۸-۱۰]

چھوڑ دو مجھے اور اس شخص کو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا ہے۔[۱۱]

بہت سا مال اس کو دیا اور ہر وقت اس کے پاس موجود رہنے والے بیٹے دیئے۔[۱۲-۱۳]

اور اس کو ہر طرح کا ساز و سامان دیا پھر بھی وہ لالچ کرتا ہے کہ مجھے اَور دیا جائے۔ ہرگز نہیں! وہ تو ہماری آیات سے دُشمنی رَکھتا ہے۔[۱۴-۱۶]

میں اس کو عنقریب دوزخ کی چٹان پر چڑھاؤں گا۔[۱۷]

اس نے غور کیا اور ایک بات بنانے کی کوشش کی۔[۱۸]

اسے خدا تعالیٰ کی مار، اس نے کیسی بات بنانے کی کوشش کی۔[۱۹]

پھر اسے خدا کی مار کہ اس نے کیسی بات بنانے کی کوشش کی۔[۲۰]

پھر لوگوں کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے تیوری چڑھائی اور منہ بنایا۔[۲۱-۲۲]

هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ
﴿۲۵﴾ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا
تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ
عَشَرَ ﴿۳۰﴾ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ص
وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لا
لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
وَالْمُؤْمِنُوْنَ لا وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ
مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ط

پھر پیٹھ پھیری اور تکبر کیا۔ پھر کہنے لگا کہ یہ تو ایک جادو ہے جو پہلے سے چلا آ رہا ہے۔ یہ تو ایک انسانی کلام ہے۔[۲۳-۲۵]

میں عنقریب اس کو دوزخ میں ڈالوں گا اور تم کیا جانو کہ وہ دوزخ کیا چیز ہے؟ وہ ایسی ہے کہ نہ باقی رکھے اور نہ چھوڑے۔[۲۶-۲۸]

(انسان کی) کھال جھلس دینے والی ہے۔[۲۹]

اس پر انیس کارکن (یعنی فرشتے) مقرر ہیں۔[۳۰]

ہم نے دوزخ کے یہ کارندے فرشتے بنائے ہیں اور ان کی تعداد کو کافروں کیلئے فتنہ بنایا ہے تاکہ اہل کتاب کو یقین آ جائے اور ایمان لانے والوں کا ایمان زیادہ ہو جائے اور مومنین اور اہل کتاب کسی شک میں نہ رہیں اور جن کے دِلوں میں (نفاق کا) مرض ہے اور جو کافر ہیں، یہ کہتے ہیں کہ بھلا اللہ تعالیٰ کا اس مثال دینے سے کیا

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ وَمَا هِىَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾

مطلب ہے۔اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے، ہدایت دیتا ہے اور کوئی نہیں جانتا تیرے رَبِّ کریم کے لشکروں کو سوائے اس کے اور اس دوزخ کا ذِکر اس لئے کیا گیا ہے کہ لوگوں کو اس سے نصیحت ہو۔[۳۱]

تشریح : **حضرت نعمان بن بشیر** رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جہنم میں سب سے ہلکا عذاب اس شخص کو ہوگا جسکو آگ کے دو جوتے یا دو تسمے پہنائے جائینگے۔ان سے اسکا دماغ ہانڈی کی طرح کھولے گا۔وہ سمجھے گا کہ سب سے سخت عذاب اسی کو دیا جا رہا ہے حالانکہ اسکا عذاب سب سے ہلکا ہوگا''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ جلد سوم حدیث ۵۴۲۲) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''سب سے ہلکا عذاب جس جہنمی کو دیا جائیگا، اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ اگر تیرے پاس زمین کی ساری دولت ہوتی تو کیا تو اسکو فدیہ میں دے کر اپنے آپکو چھڑا لیتا؟ تو وہ کہے گا، جی ہاں! تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیگا کہ میں نے تجھ سے اس سے بھی بہت ہی آسان بات کہی تھی کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا لیکن تو نے انکار کیا اور میرے شریک ٹھہرائے''۔([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۴۲۵) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''فتنے (یعنی بُرے کام) دِلوں پر پیش کیے جاتے ہیں۔جو دِل ان سے محبت کرنے لگے تو اس میں ایک سیاہ نقطہ لگا دیا جاتا ہے اور جو دِل انہیں ناپسند کرے، اس میں ایک سفید نقطہ لگا دیا جاتا ہے حتیٰ کہ دِل دو طرح کے ہو جاتے ہیں۔ایک سفید جس کو آسمانوں اور زمین کے رہنے تک فتنہ (یعنی بُرائی) نقصان نہیں دے گا اور دوسرا سیاہ تارکول جیسا کہ وہ دِل نہ نیک کام کو پہچانے اور نہ بُرے کام کو ناپسند کرے۔بس اسے اپنی خواہشات سے ہی محبت ہوتی ہے''۔([مسلم] مشکوٰۃ جلد سوم، حدیث ۵۱۴۵)

كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿۳۲﴾ وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ﴿۳۳﴾ وَالصُّبْحِ اِذَآ
اَسْفَرَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾
لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ﴿۳۷﴾ كُلُّ
نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّآ اَصْحٰبَ
الْيَمِيْنِ ﴿۳۹﴾ فِيْ جَنّٰتٍ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ
الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ
نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ
﴿۴۴﴾ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ

ترجمہ◄ (آیات ۳۲ سے ۵۶) [اے کافرو! تم نے دوزخ کے ذِکر کو معمولی سمجھا ہے] ایسا ہرگز نہیں ہے۔ (دوزخ کا ذِکر بہت ہی خوفناک چیز ہے) قسم ہے چاند کی اور رات کی جب وہ پلٹتی ہے اور صبح کی جب وہ روشن ہو جاتی ہے کہ یہ دوزخ بڑی (ہولناک) چیزوں میں سے ایک ہے۔[۳۲-۳۵]

انسان کے لیے یہ ایک تنبیہ ہے ہر اس شخص کے لیے جو (نیکی میں) آگے بڑھنا چاہے یا (نیکی میں) پیچھے رہنا چاہے۔[۳۶-۳۷]

ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے گروی ہے (یعنی جہنم میں جانے کا مستحق ہے) سوائے دائیں والوں کے جو کہ (میری رحمت کی وجہ سے) جنت میں جائینگے۔

(فرشتے جہنم میں) مجرموں سے پوچھیں گے کہ تمہیں کیا چیز دوزخ میں لے گئی؟[۳۸-۴۲]

۱) وہ کہیں گے کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے۔[۴۳]

۲) ہم مسکین کو کھانا کھلانے والوں میں سے نہیں تھے۔[۴۴]

بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴۶﴾ حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿۴۷﴾ فَمَا تَنْفَعُهُمْ
شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴿۴۸﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ
مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۹﴾ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِنْ
قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى
صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾ كَلَّا بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۵۳﴾
كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ﴿۵۴﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۵۵﴾ وَمَا

۳) ہم حق کیخلاف باتیں بنانے والوں کا ساتھ دیتے تھے۔

۴) اور ہم بھی باتیں بناتے تھے۔[۴۵]

۵) ہم یومِ آخرت کو نہیں مانتے تھے۔[۴۶]

یہاں تک کہ ہم اس یقینی چیز (یعنی موت اور آخرت) کے سامنے آ کھڑے ہوئے۔[۴۷]

اس وقت سفارش کرنے والوں کی سفارش تمہیں کوئی فائدہ نہیں دیگی۔[۴۸]

آخر ان لوگوں (یعنی کافروں) کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ اس نصیحت سے منہ موڑ رہے ہیں گویا کہ یہ جنگلی گدھے ہیں جو شیر سے ڈر کے بھاگ رہے ہیں۔[۴۹-۵۱]

ان میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ اس کے نام کھلا صحیفہ بھیجا جائے (بجائے قرآن کریم کو رسول کے پاس بھیجنے کے براہِ راست ہمیں تحریر کر کے بھیجا جائے) ہرگز نہیں! (ایسا ہم ہرگز نہیں کریں گے) بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ آخرت کا خوف ہی نہیں رکھتے۔[۵۲-۵۳]

ہرگز نہیں! (کہ ہم ایک ایک کیلئے صحیفہ بھیجیں) یہ صحیفہ نصیحت (سب کیلئے) ہے۔ جس کا دِل چاہے، اس سے سبق حاصل کرے لیکن کوئی سبق حاصل نہیں کر سکتا

يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿۵۶﴾

جب تک کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہ چاہے۔ وہی (یعنی اللہ تعالیٰ ہی) اسکا حقدار ہے کہ اس سے ڈَرا جائے (اور شرک اور اس کی نافرمانی نہ کی جائے) اور وہی اسکا حقدار ہے کہ اس سے (اپنے گناہوں کی) بخشش مانگی جائے (تاکہ وہ جہنم میں نہ ڈالا جائے) (بتوں اور لوگوں سے ڈَرنا بے فائدہ ہے۔ وہ آپ کے کسی کام نہیں آئیں گے) [۵۴-۵۶]

تشریح : **حضرت عدی بن حاتم** رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''تم میں سے کوئی ایک بھی نہیں مگر عنقریب وہ اپنے رَبِّ کریم سے کلام کریگا جب اسکے اور رَبِّ کریم کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا اور نہ پردہ ہوگا پس وہ اپنے دائیں جانب نظر اُٹھائیگا تو نہیں دیکھے گا مگر وہی اعمال جو آگے بھیجے تھے اور بائیں جانب دیکھے گا تو دیکھے گا وہی اعمال جو آگے بھیجے تھے اور سامنے نظر کریگا تو نہیں دیکھے گا اپنے سامنے مگر آگ لہٰذا آگ سے بچو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی صدقہ کر کے بچو'' ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۳۱۴) یہ حدیث مبارکہ واضح کرتی ہے آیت شریفہ نمبر ۳۸ کو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا، تیرے پاس آ جاتے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بھی ان کے لیے استغفار کرتے تو یقیناً یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو معاف کرنے والا، رحم کرنے والا پاتے''۔ (دیکھیں سورۃ النساء ۴، آیت ۶۴) یہ آیت مبارکہ اس سورۃ مبارکہ کی آخری آیت شریفہ کی تشریح ہے۔ **اللہ تعالیٰ** فرماتا ہے کہ ''مومنو! تم سب کے سب اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ''۔ (دیکھیں سورۃ النور ۳۴، آیت ۳۱)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور میں نے اسے تمہارے درمیان بھی حرام کر دیا ہے پس تم ایک دوسرے پر ظلم مت کرو۔ اے میرے بندو! تم رات دِن گناہ کرتے ہو اور میں تمام گناہوں کو معاف

کرتا ہوں پس تم مجھ سے ہی معافی مانگو۔ میں تمہیں معاف کردوں گا''۔(صحیح مسلم)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دِن کو بُرائی کرنے والا رات کو توبہ کر لے اور دِن کو اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کو گناہ کرنے والا دِن کو توبہ کر لے۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو''۔(صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم شمار کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مجلس میں سو (۱۰۰) مرتبہ یہ دُعا پڑھتے تھے، ''**رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْم**'' اے میرے رَبِّ کریم! مجھے معاف کر دے اور میری توبہ قبول فرما۔ بے شک تو ہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے''۔(سنن ابوداؤد و ترمذی) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا رہتا ہے جب تک حالت نزع طاری نہ ہو جائے''۔(ترمذی) **حضرت ابو ہریرۃ** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''لذتوں کو مٹانے والی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو''۔(جامع ترمذی جلد دوم حدیث ۲۱۲۵) **حضرت عثمان** رضی اللہ عنہ کے غلام کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ داڑھی تَر ہو جاتی۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''میں نے قبر کے منظر سے زیادہ گھبراہٹ میں مبتلا کرنے والا منظر نہیں دیکھا''۔ **آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''جس نے قبر کے عذاب سے نجات پائی تو بعد کے مرحلے آسان ہیں اور جس نے اس سے نجات نہیں پائی تو بعد کے مرحلے زیادہ سخت ہیں''۔(جامع ترمذی جلد دوم حدیث ۲۱۲۶) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''جو شخص خوفِ خدا کی وجہ سے رویا، وہ اس وقت تک دوزخ میں داخل نہیں ہوسکتا جب تک کہ دودھ پستان میں واپس نہ چلا جائے''۔(جامع ترمذی جلد دوم حدیث ۲۱۲۹) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''جس نے لوگوں کو ہنسانے کیلئے کوئی جھوٹی بات کہی تو اس کیلئے بربادی ہے، اس کیلئے ہلاکت ہے''۔(جامع ترمذی جلد دوم حدیث ۲۱۳۳) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''بہترین آدمی وہ ہے جس کی عمر طویل ہو اور نیک ہو''۔(جامع ترمذی)

اَلۡقِيَامَةِ ۷۵

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۴۰ آیات ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

لَاۤ اُقۡسِمُ بِيَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ ۙ﴿۱﴾ وَلَاۤ اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَةِ ؕ﴿۲﴾ اَيَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَلَّنۡ نَّجۡمَعَ عِظَامَهٗ ؕ﴿۳﴾ بَلٰى قٰدِرِيۡنَ عَلٰۤى اَنۡ نُّسَوِّىَ بَنَانَهٗ ﴿۴﴾ بَلۡ

ترجمہ ◄ (آیات ۱ سے ۱۵) [کافر کہتے ہیں کہ ہم دوبارہ زندہ کیسے ہو سکتے ہیں] نہیں! (یہ ممکن ہے۔ ہم دوبارہ زندہ کرنے پر پوری قدرت رکھتے ہیں) میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دِن کی۔ اور نہیں! (ہم پوری قدرت رَکھتے ہیں دوبارہ زندہ کرنے کی) میں قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے ضمیر کی کہ کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہیں کریں گے۔[۱-۳] (ضرور ہم دوبارہ ہڈیوں کو جمع کریں گے اور انسان کو دوبارہ زندہ کرینگے اور ہم اس پر پوری قدرت رَکھتے ہیں)

کیوں نہیں بلکہ ہم تو (انسان کو دوبارہ اس طرح مکمل بنائیں گے کہ) اس کی انگلیوں کے پور پور تک درست بنا دینے کی طاقت رَکھتے ہیں۔[۴]

يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ۝۵ يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۝۶ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝۷ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝۸ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝۹ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۝۱۰ كَلَّا لَا وَزَرَ ۝۱۱ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۨ الْمُسْتَقَرُّ ۝۱۲ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ ۢ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۝۱۳ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۝۱۴ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ۝۱۵

لیکن انسان چاہتا ہے کہ وہ آگے آگے بداعمالیاں کرتا چلا جائے۔[۵]

پوچھتا ہے کہ کب آنے والا ہے قیامت کا دِن۔[۶]

(اے انسان!) وہ دِن جب آئے گا تو آنکھیں چندھیا جائیں گی۔[۷]

اور چاند بے نور ہو جائے گا۔[۸]

اور سورج اور چاند کو اکٹھا کر دیا جائے گا۔[۹]

اس دِن انسان کہے گا کہ کیا کوئی بھاگنے کی جگہ ہے؟[۱۰]

ہرگز نہیں! کوئی پناہ لینے کی جگہ نہیں ہوگی۔ اس روز تیرے رَبِّ کریم کے سامنے جا کر ٹھہرنا ہوگا۔[۱۱-۱۲]

اس روز انسان کو جو کچھ اس نے آگے بھیجا ہے اور پیچھے چھوڑا ہے، بتا دیا جائیگا بلکہ انسان خود ہی اپنے اعمال کو دیکھ لے گا۔ خواہ وہ کتنے ہی عذر پیش کرے[۱۳-۱۵]

تشریح : زمانۂ قدیم سے انسانوں کا ایک کثیر گروہ آخرت کو جھٹلاتا رہا ہے اور آج بھی لوگ ایسے ہیں جو آخرت کو نہیں مانتے۔ یہاں اللہ تعالیٰ قسم کھا کر کہتا ہے کہ آخرت ضرور قائم ہو گی اور ہم مرے ہوئے انسانوں کو ایسا زندہ کرینگے کہ اس کا پور پور تک ٹھیک کر دیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ

(۱) علم اُٹھالیا جائے گا (یعنی علم دِین پر عمل کرنے والے لوگ ختم ہو جائیں گے)

(۲) جہالت بڑھ جائے گی۔ (عالم باعمل نہ ہونے کی وجہ سے)

(۳) زنا کی کثرت ہوگی۔

(۴) شراب بہت پی جائے گی۔

(۵) مرد کم ہو جائیں گے۔

(۶) عورتیں زیادہ ہو جائینگی یہاں تک کہ تناسب یہ ہو جائیگا کہ پچاس عورتیں اور ایک مرد

([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۲۰۱)

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''قیامت سے پہلے بہت ہی جھوٹ بولنے والے ہونگے۔ ان سے دُور رہنا''۔ ([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۲۰۲)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے پوچھنے لگا کہ ''قیامت کب ہوگی؟''

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرو''۔ اس نے عرض کیا کہ ''ضائع کس طرح کر دیا جائے؟''

فرمایا کہ ''جب منصب (یعنی ملازمتیں) نااہل لوگوں کے سپرد کر دیے جائیں تو قیامت کا انتظار کرو''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۲۰۳)

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے نزدیک مال بہت ہو گا یہاں تک کہ ایک آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ لے کر نکلے گا لیکن اسے کوئی نہیں ملے گا جو اسے قبول کرے یہاں تک کہ سرزمین عرب بھی چراگاہوں اور نہروں میں تبدیل ہو جائے گی''۔ ([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۲۰۴)

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میری امت کے آخری دَور میں ایک خلیفہ ہوگا جو دل کھول کر مال بانٹے گا اور بالکل نہیں گنے گا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۲۰۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! دُنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ آدمی قبر کے پاس سے گزرے گا تو اس میں لیٹ جائیگا اور کہے گا کہ کاش! میں اس قبر والے کی جگہ ہوتا۔ یہ دِین کے باعث نہیں بلکہ مصیبت کی وجہ سے ہوگا''۔ (یعنی ظلم بہت پھیل جائے گا) (مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۲۰۹) **حضرت انس** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ زمانے نزدیک نہ ہو جائیں۔ یہاں تک کہ سال مہینے جیسے، مہینے ہفتے جیسے اور ہفتے دِن جیسے، دِن گھنٹے جیسے اور گھنٹے شعلے کی چمک جتنی دیر کے برابر ہونگے''۔ ([ترمذی] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۲۱۲)

نوٹ: اس حدیث شریف کی تشریح آج کل کی سائنسی ایجادات سے سمجھنا آسان ہے مثلاً جو سفر کئی ہفتوں اور مہینوں میں ہوتا تھا، وہ آج کل چند گھنٹوں میں ہو جاتا ہے جیسے معراج پر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مکہ مکرمہ سے مسجد اقصیٰ تک گئے اور پھر وہاں سے آسمانوں تک۔ جب واپس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مکہ مکرمہ والوں سے کہا کہ میں راتوں رات مسجد اقصیٰ سے ہو کر آیا ہوں تو سوائے مومنین کے باقی سب نے اس بات کا انکار کر دیا کہ یہ ممکن ہی نہیں ہے لیکن آج وہی سفر ہوائی جہاز کے ذریعے چند گھنٹوں میں طے ہو جاتا ہے۔

قیامت کی نشانیوں میں سے کچھ نشانیاں یہ ہیں: [۱] غنیمت کو ذاتی دولت سمجھا جائیگا [۲] امانت کو مالِ غنیمت سمجھا جائیگا [۳] زکوٰۃ کو تاوان شمار کیا جائیگا [۴] اپنی بیوی کی اطاعت اور اپنی ماں کی نافرمانی کریگا [۵] اپنے دوست سے نزدیک اور اپنے باپ سے دُور ہوگا [۶] مسجدوں میں آوازیں بلند ہونگی (یعنی مسجدوں کا احترام جاتا رہے گا) [۷] سردار بدکردار ہوگا [۸] ذلیل آدمی معزز شمار کیا جائیگا [۹] آدمی کی عزت اسکے شر کی وجہ سے کی جائیگی [۱۰] گانے بجانے والیاں عام ہوں گی [۱۱] اُمت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے [۱۲] ایسے وقت میں سرخ آندھیوں، زلزلوں، زمین میں دھنسنے، شکل بدلنے اور پتھر برسنے کا انتظار کرو اور ایسی نشانیوں کا جو اس طرح متواتر آئینگی جیسے تسبیح کا دھاگا ٹوٹنے سے دانے متواتر گرتے ہیں''۔ (مشکوٰۃ جلد سوم حدیث ۵۲۱۵)

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ؕ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَيْنَا
جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۚ﴿۱۷﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۚ﴿۱۸﴾ ثُمَّ
اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ؕ﴿۱۹﴾ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ۙ﴿۲۰﴾
وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ؕ﴿۲۱﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۙ﴿۲۲﴾ اِلٰى
رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۚ﴿۲۳﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ ۙ﴿۲۴﴾ تَظُنُّ
اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ؕ﴿۲۵﴾ كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ
ۙ﴿۲۶﴾ وَقِيْلَ مَنْ سكته رَاقٍ ۙ﴿۲۷﴾ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۙ﴿۲۸﴾
وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۙ﴿۲۹﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ

ترجمہ◄ (آیات ۱۶ سے ۳۵) اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! وحی کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دیا کریں کہ جلدی یاد کرلیں بلکہ تمہیں اس (یعنی وحی) کو یاد کرا دینا اور اس کو پڑھوا دینا ہمارے ذِمہ ہے۔[۱۶-۱۷]

جب ہم اسے پڑھ رہے ہوں تو اس پر توجہ دو پھر اس کا مطلب سمجھا دینا بھی ہمارا ہی ذِمہ ہے۔[۱۸-۱۹]

(اے کافرو! تم سمجھتے ہو کہ قیامت نہیں آئیگی۔ یہ بات تمہاری) ہرگز (درست) نہیں! بات یہ ہے کہ تم لوگ جلدی حاصل ہونے والی چیز (یعنی دُنیا) سے محبت رَکھتے ہو اور آخرت کا خیال چھوڑ دیتے ہو۔[۲۰-۲۱] (یعنی تم آخرت پر یقین ہی نہیں رَکھتے)

(لیکن ہم بتائے دیتے ہیں کہ) آخرت کے روز کچھ چہرے چمکدار ہوں گے۔ اپنے رَبِّ کریم کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔[۲۲-۲۳] (یہ نیک لوگ ہوں گے جو آخرت پر یقین رَکھتے تھے)

الۡمَسَاقُ ۝۳۰ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ۝۳۱ وَلٰـكِنۡ كَذَّبَ
وَتَوَلّٰى ۝۳۲ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهۡلِهٖ يَتَمَطّٰى ۝۳۳ اَوۡلٰى
لَكَ فَاَوۡلٰى ۝۳۴ ثُمَّ اَوۡلٰى لَكَ فَاَوۡلٰى ۝۳۵

کچھ چہرے اُداس ہوں گے اور سمجھ رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ سخت معاملہ ہونے والا ہے۔[۲۴-۲۵] (یہ وہ لوگ ہیں جو قیامت پر یقین نہیں رکھتے تھے اور دُنیا میں مگن رہتے تھے)

(اے کافرو! تم موت کو بھولے ہوئے ہو۔ جان لو کہ) جب جان حلق تک پہنچ جائے گی اور (ایک دوسرے سے) پوچھا جائے گا کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا اور انسان سمجھ لے گا کہ اس دُنیا سے چلے جانے کا وقت آ گیا ہے اور پنڈلی سے پنڈلی جڑ جائے گی۔ وہ دِن ہوگا تیرے رَبِّ کریم کی طرف جانے کا۔[۲۶-۳۰] (یعنی اس وقت موت کا یقین آ جائے گا)

لیکن نہ تو اس (یعنی کافر) نے (پہلے) سچ مانا (موت کو) اور نہ نماز پڑھی بلکہ جھٹلایا (توحید، آخرت، قرآن کریم اور رسالت کو) اور منہ موڑا پھر اکڑتا ہوا اپنے اہل کی طرف چلا گیا۔ یہ رویہ تیرے لیے ہی زیادہ مناسب ہے (اے کافر!) اور تجھ ہی کو زیادہ زیب دیتا ہے۔[۳۱-۳۴] (مومن کو یہ رویہ زیب نہیں دیتا۔ مومن تو اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی اختیار کرتا ہے۔ وہ اکڑتا اور تکبر نہیں کرتا)

ہاں (اے کافر!) یہ طریقہ تجھ ہی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے اور تجھ ہی کو زیادہ زیب دیتا ہے۔[۳۵]

تشریح: قیامت کے دِن دو قسم کے انسان ہونگے۔ ایک ہشاش بشاش روشن اور چمکدار چہروں والے۔ دوسرے اداس، پژمُردہ اور غمگین چہروں والے۔

چمکدار چہرے مومنین کے ہوں گے اور غمگین چہرے کافرین کے ہوں گے۔

روشن چہرے والے زندگی میں اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار رہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ پر، آخرت پر، رسولوں پر، اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر، فرشتوں پر، غیب پر اور تقدیر پر ایمان رکھنے والے ہوتے ہیں۔

(۲) اُداس چہرے کافرین اور منافقین کے ہوتے ہیں۔

روشن چہرے والے اپنے عقیدے اور اپنے اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کو روشن بنا دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے آزاد ہو جاتا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۴۵۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ''اگر صاحبِ علم اپنے علم کی حفاظت کرتے ہوئے اس کو صرف اہل لوگوں کو سکھائیں تو اپنے زمانے کے سردار بن جائیں گے لیکن اگر دُنیاداروں کو سکھایا تاکہ دُنیا حاصل کر لیں تو انہیں ذِلت ہو گی''۔ پھر **حضرت ابن مسعود** رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے سنا کہ ''جس نے صرف آخرت کو اپنا مقصود بنایا تو دنیا کے مقصد کیلئے اللہ تعالیٰ اسکو کافی ہو جاتا ہے اور جس نے دُنیا کو اپنا مقصد بنایا تو اللہ تعالیٰ کو یہ پرواہ نہیں کہ وہ کس جنگل میں مرتا ہے''۔ (یعنی کفر کی حالت میں مرتا ہے اور کیسے مرتا ہے۔ کہاں مرتا ہے) ([ابن ماجہ] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۴۵)

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ''صاحبِ علم کون ہوتے ہیں؟'' تو انہوں نے جواب دیا کہ ''**جو علم کے مطابق عمل کرتے ہیں، وہ صاحب علم ہیں**''۔ پھر پوچھا کہ ''کون سی چیز علم کو علماء کے دِل سے نکال دیتی ہے؟'' تو حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ''دُنیا کا لالچ''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۴۷)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم روزانہ چار سو (۴۰۰) مرتبہ پناہ مانگتی ہے''۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے پوچھا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! اس میں کون جائیگا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ

(۱) ''رِیا کار قرآن کریم پڑھنے والا
(۲) اعمال میں رِیا کاری کرنے والا''۔(مشکوٰۃ شریف،جلداوّل،حدیث ۲۵۶)
رِیا کاری تکبر سے پیدا ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''مرنے کے بعد مومن کو جن اعمالِ خیر سے فائدہ ہوتا رہتا ہے، وہ یہ ہیں [۱] علم (دِین کا علم یا انسان کے لیے مفید علم) جس کو اس مرنے والے نے سکھایا اور عام کیا [۲] نیک اولاد [۳] کسی کو قرآن کریم دیا [۴] مسجد بنا دی [۵] سرائے بنا دی [۶] نہر کھدوا دی [۷] اپنی صحت کی حالت میں اپنے مال سے صدقہ دیا۔ان سب کا مرنے کے بعد اس کو فائدہ پہنچے گا''۔(مشکوٰۃ شریف،جلداوّل،حدیث ۲۳۶)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص کسی کی دُنیا میں سختیوں کو دُور کرتا ہے، اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کی سختیوں کو دُور فرمائے گا اور جس نے کسی تنگدست پر آسانی کی، اللہ تعالیٰ اس کیلئے دُنیا اور آخرت میں آسانیاں پیدا کرے گا اور جس نے کسی بندے کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ اس کی دُنیا اور آخرت میں پردہ پوشی کرے گا اور جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا رہتا ہے''۔(مشکوٰۃ شریف،جلداوّل حدیث ۱۹۳)

اسی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص حصولِ علم کیلئے نکلا، اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں اسکے کلام کی تلاوت کرتے ہیں اور دوسروں کو سکھاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر سکون وطمانیت نازل کرتا ہے اور ان پر اپنی رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے انکو گھیر لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے پاس فرشتوں میں انکا ذِکر کرتا ہے (اور یاد رَکھو) کہ جو کوئی عمل میں کمی کرتا ہے، اسکا اعلیٰ خاندان کا ہونا اسکو فائدہ نہیں دے سکتا''۔([مسلم] مشکوٰۃ شریف جلداوّل حدیث ۱۹۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** سے روایت کرتے ہیں کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جب کوئی بات فرماتے تو اسکو تین بار فرماتے تاکہ حاضرین میں سے ہر شخص سمجھ جائے اور جب کسی مجمع میں جاتے تو تین بار سلام کرتے''۔(مشکوٰۃ شریف جلداوّل حدیث ۱۹۷)

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿۳۷﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾

ترجمہ◄ (آیات ۳۶ سے ۴۰) کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ وہ یونہی بغیر حساب کے چھوڑ دیا جائے گا۔[۳۶]

اے انسان! کیا تو پانی کا ایک قطرہ نہ تھا جو رحمِ مادر میں ٹپکایا گیا پھر وہ ایک خون کا لوتھڑا بنا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو ٹھیک انسان بنایا۔ پھر اس نے اس میں سے مرد اور عورت کا جوڑا بنایا۔[۳۷-۴۹]

کیا وہ اس پر قادر نہیں ہے کہ مرنے کے بعد پھر انہیں زندہ کر دے؟[۴۰]

تشریح: پُرانے زمانے میں اور آج بھی خاص طور پر بت پرست اور دہریئے یہ خیال کرتے ہیں کہ یہی ایک زندگی ہے۔ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کوئی حقیقت نہیں ہے۔ جنت اور دوزخ بھی خیالی باتیں ہیں لیکن اس پر قرآن کریم بار بار بحث کر چکا ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہیں پہلی بار پیدا فرمایا، اسی طرح دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے۔ اس کیلئے کوئی مشکل نہیں ہے۔

اور یہ زندگی اللہ تعالیٰ نے بے مقصد نہیں بنائی۔ اسکا ایک مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس زمین پر اپنی عارضی خلافت دی۔ اس خلافت کی تیاری میں جو انسان کامیاب رہے گا، وہ آخرت کی خلافت کا حقدار ہوگا جو ہمیشہ کیلئے ہے۔

ہر شخص کا امتحان ہو رہا ہے اور اس امتحان کے نتائج پر جنہوں نے خلافت کیلئے اپنے آپکو اس زمین پر تیار نہیں کیا، وہ ناکام رہیں گے اور انکو سزا دی جائیگی اور جہنم میں

بھیج دیئے جائینگے۔

وہ شخص جو اس دُنیا میں امتحان کی تیاری کرتا رہا، وہ آخرت میں کامیاب ہوگا اور آخرت کی ہمیشہ رہنے والی خلافت دے دی جائیگی اور اسکا ٹھکانہ جنت ہوگا جیسے دُنیا میں خلیفہ کا ٹھکانہ تو محلات ہوتے ہیں اور نکمّے لوگوں کا ٹھکانہ جھونپڑیاں اور مصیبتیں ہوتی ہیں لیکن آخرت کی جھونپڑی اور مصیبتیں اتنی سخت ہونگی کہ انسان بلبلا اُٹھے گا اور وہ ہمیشہ رہنے کی جگہ ہوگی یعنی جہنم۔ **حضرت جابر** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''دو چیزیں دو چیزوں کو واضح کرتی ہیں [۱] جو اللہ تعالیٰ کی ذات کیساتھ شرک کرتے ہوئے مرا، وہ دوزخ میں جائیگا [۲] جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی ذات کیساتھ کسی کو شریک نہیں کیا، وہ جنت میں جائیگا''۔ (مشکوٰۃ جلد اوّل حدیث ۳۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے سوال کیا کہ ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا گناہ کون سا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا''۔ اس شخص نے دوبارہ سوال کیا کہ ''اس کے بعد کون سا بڑا گناہ ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تو اپنی اولاد کو اس لیے مار ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۴۴)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''کبیرہ گناہ یہ ہیں [۱] اللہ تعالیٰ کیساتھ شریک ٹھہرانا [۲] والدین کی نافرمانی کرنا [۳] کسی جان کو (بغیر حق کے) قتل کرنا [۴] جھوٹی قسم کھانا [۵] جھوٹی گواہی دینا''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۴۵) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''ان مہلک گناہوں سے بچو [۱] سود کھانا [۲] یتیم کا مال ہضم کر جانا [۳] لڑائی کے دِن پیٹھ دکھانا [۴] پاک عورتوں پر تہمت لگانا''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۴۶) منافق کافر کیساتھ جہنم میں ہوگا''۔ **آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''منافق کی تین نشانیاں یہ ہیں [۱] جھوٹ بولنا [۲] وعدہ خلافی کرنا [۳] خیانت کرنا خواہ وہ نماز پڑھتا ہو، روزہ رَکھتا ہو اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہو''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۴۸)

اَلدَّھْرِ ۷۶

مدینہ منورہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۳۱ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ① اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا ② اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ③ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَاۡ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ④ اِنَّ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۲۶) کیا انسان پر زمانے کا ایک ایسا وقت نہیں گزرا جبکہ وہ کوئی قابلِ ذِکر چیز نہ تھا۔[۱]

ایک مخلوط نطفے سے ہم نے انسان کو پیدا کیا تا کہ اس کا امتحان لیں اور اس کو سننے اور دیکھنے والا بنایا۔ ہم نے اس کو راستہ دکھا دیا۔ (اب) اگر شکر کرے (تو سیدھے راستے پر چلے گا) اور اگر کفر کرے (تو ٹیڑھے راستے پر ہوگا)[۲-۳]

ہم نے کفر اختیار کرنے والوں کیلئے زنجیریں، گلے کے پٹے اور آگ تیار کر

الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا
۝۵ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۝۶
يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ
مُسْتَطِيْرًا ۝۷ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ
مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝۸ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ
اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝۹ اِنَّا
نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝۱۰ فَوَقٰهُمُ
اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۝۱۱

رَکھے ہیں۔[۴]

اور ہم شکر کرنے والوں کیلئے (جنت میں) ایک چشمہ سے ایسی شراب کے ساغر مہیا کرینگے جن میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ جس سے وہ لوگ پئیں گے جو کہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہونگے اور جہاں چاہیں گے، اسکی شاخیں نکال لے جائینگے۔[۵-۶]

یہ وہ لوگ ہونگے جو دُنیا میں اپنی نذروں (اور قسموں) کو پورا کرتے تھے اور اس دِن سے ڈَرتے رہتے تھے جسکی آفت ہر طرف پھیلی ہوئی ہوگی (یعنی قیامت)[۷]

اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی خاطر مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر کھلا رہے ہیں، ہم تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتے اور نہ ہی تمہارا شکریہ چاہتے ہیں۔[۸-۹]

ہم تو اللہ تعالیٰ سے اس دِن کے عذاب کا خوف رَکھتے ہیں جو انتہائی مصیبت کا دِن ہوگا۔[۱۰]

وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ﴿۱۲﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ
فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا
زَمْهَرِيْرًا ﴿۱۳﴾ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ
قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿۱۴﴾ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ
وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا۠ ﴿۱۵﴾ قَوَارِيْرَا۠ مِنْ فِضَّةٍ
قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ
مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ﴿۱۷﴾ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ﴿۱۸﴾
وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اس دِن کی ہولناکی سے بچالے گا اور انہیں تازگی اور سکون بخشے گا۔[۱۱]

اور انکے صبر کی جزا یہ ہوگی کہ انہیں باغات اور ریشمی لباس عطا کیا جائیگا [۱۲]

وہ اونچے شاہانہ تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھیں ہوں گے۔ نہ وہاں دھوپ ستائے گی، نہ سخت سردی۔[۱۳]

اور درختوں کی چھاؤں ان پر جھکی ہوئی ہوگی اور اس کے پھل ہر وقت ان کے اختیار میں ہوں گے۔[۱۴]

ان کے آگے چاندی اور شیشے کے برتن گردش کرائے جائیں گے۔ شیشے بھی وہ جو چاندی کے ہوں گے اور ان کو ٹھیک اندازے کے مطابق بھرا گیا ہوگا۔[۱۵-۱۶]

ان کو وہاں ایسی شراب پلائی جائے گی جس میں سونٹھ (یعنی ادرک) کی آمیزش ہوگی۔ یہ جنت کا ایک چشمہ ہوگا جسے سلسبیل کہتے ہیں۔[۱۷-۱۸]

حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ
نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ﴿۲۰﴾ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ
خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ز وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ج
وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ
جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾ ع اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا
عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿۲۳﴾ ج فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا
تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ﴿۲۴﴾ ج وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ
بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۲۵﴾ ج وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ

ان کے پاس خدمت کے لیے ایسے لڑکے آتے جاتے رہیں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔ جب تم انہیں دیکھو گے تو سمجھو گے گویا کہ موتی ہیں جو بکھیر دیئے گئے ہیں۔ (وہ لڑکے بچپنے کی عمر میں ہی رہیں گے، بڑے نہیں ہوں گے)[۱۹]

اور جدھر بھی تم نظر اُٹھاؤ گے اور دوبارہ نظر اُٹھاؤ گے تو نعمتیں ہی نعمتیں دیکھو گے اور **ایک بڑی سلطنت تمہیں نظر آئے گی**۔[۲۰]

ان کے اوپر ریشم کے سبز لباس اور دِیبا کے کپڑے ہوں گے۔ انکو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور انکا رَبِّ کریم انکو نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا۔[۲۱]

یہ ہے تمہاری کارگزاری کی جزا اور تمہاری کارگزاری کی ہم قدر کرنے والے ہیں۔[۲۲]

ہم نے تمہاری طرف یہ قرآن کریم آہستہ آہستہ نازل کیا ہے۔[۲۳]

تو اپنے رَبِّ کریم کے حکم سے صبر کرتے رہو اور ان میں سے کسی گناہگار اور

لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾

منکرِ حق کی بات نہ مانو اور اپنے رَبِّ کریم کا صبح و شام ذِکر کیا کرو اور رات کو بھی اس کے حضور سجدے کیا کرو اور لمبی رات تک اسکی تسبیح بیان کرتے رہا کرو۔[۲۴-۲۶]

تشریح: آیت نمبر-۱: یہ وہ زمانہ ہے جو انسانوں کی روحیں پیدا کرنے سے لے کر ہر انسان کے دُنیا میں آنے تک کا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے اور انسان کو اختیار دیا ہے کہ یا تو اس سیدھے راستے کو اختیار کرلو یا اس پر چلنے سے انکار کردو۔ اگر تم انکار کردو گے تو پھر تم ٹیڑھے راستوں پر چلے جاؤ گے۔

سیدھا راستہ جنت کو جاتا ہے۔ باقی سب اُلٹے راستے جہنم کو جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے میرے لیے ایک خط کھینچا اور فرمایا ''یہ سیدھی لائن اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے'' (یعنی صراطِ مستقیم)۔ اسکے بعد دائیں اور بائیں جانب خطوط کھینچے پھر فرمایا کہ ''ان راستوں میں سے ہر راستہ پر شیطان بیٹھا ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے''۔ اسکے بعد قرآن حکیم کی یہ آیت شریفہ تلاوت فرمائی ''**وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ** ''۔ (الانعام ۶، آیت ۱۵۳) ترجمہ ''بے شک یہ میرا راستہ ہے جو بالکل سیدھا ہے۔ اسی راستے پر چلو''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۵۸)

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے پر چلتے ہیں، انکی منزلِ مقصود جنت ہے جسکی نعمتیں ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادی ہیں۔ ان نعمتوں کو اپنے ذہن میں رکھیں اور جنت کا شوق پیدا کریں اور اللہ تعالیٰ کا ڈر پیدا کریں۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جنت میں اللہ تعالیٰ جلوہ افروز ہوگا اور فرمائے گا کہ اے جنتیو! تمہارے اوپر سلامتی۔ قرآن کریم میں ہے ''**سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ** ''۔ اللہ تعالیٰ انکی طرف دیکھے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتے رہیں گے اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی اَور نعمت کی طرف توجہ نہیں ہوگی یہاں تک کہ ان سے اللہ تعالیٰ حجاب میں چلا جائے گا لیکن اس کا نور باقی رہے گا''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۴۱۹)

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ
يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿۲۷﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ج
وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ
تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۲۹﴾ وَمَا
تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا
حَكِيْمًا ﴿۳۰﴾ قصلے يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِىْ رَحْمَتِهٖ ط
وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۱﴾ ع

ترجمہ◄ (آیات ۲۷ سے ۳۱) دوسری قسم کے لوگ (یعنی کفر کرنے والے) وہ ہیں جو دُنیا سے محبت رَکھتے ہیں اور آگے آنے والے بھاری دِن کو بھول جاتے ہیں۔[۲۷] (یعنی قیامت)

ہم نے ہی ان کو پیدا کیا اور ان کے جوڑ مضبوط بنائے اور ہم جب چاہیں، ان کی شکلوں کو بدل کر رَکھ دیں۔[۲۸]

یہ کتابِ نصیحت ہے۔ اب جو چاہے، اپنے رَبِّ کریم کا (سیدھا) راستہ اختیار کر لے اور تمہارے (صرف) چاہنے سے کچھ نہیں ہوگا جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رَکھتا ہے اور دانا ہے۔[۲۹-۳۰] (اللہ تعالیٰ کا راستہ اختیار کرنے کے لیے پہلے خود نیکی کی طرف قدم اُٹھاؤ پھر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ اگر تم پہل نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ مدد نہیں کرے گا)

وہ جس کو چاہے، اپنی رحمت میں داخل کر لے (یعنی ایمان کی توفیق دے) اور ظالموں (یعنی کافروں) کے لیے اس نے دَردناک عذاب تیار کر رَکھا ہے۔[۳۱]

تشریح: جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے پر چلتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ہیں اور ان کی آخرت میں پذیرائی جنت میں داخلے سے کی جائے گی۔

جو اللہ تعالیٰ کے راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں، انکی پذیرائی جہنم میں داخلے سے کی جائیگی۔

سیدھا راستہ اللہ تعالیٰ انکو دکھاتا ہے جو اسکی چاہت رَکھتے ہیں۔ جو اسکی چاہت نہیں رَکھتے، اللہ تعالیٰ انکو شیطان کے حوالے کر دیتا ہے اور شیطان انکے اعمال کو خوشنما بنا کر سیدھے راستے سے بھٹکاتا رہتا ہے اور بالآخر دُنیا کو مقصود بنانے والے انسان شیطان کے قبضے میں آ کر اپنے لیے جہنم کا سامان پیدا کر لیتے ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ یہ دیکھتا ہے کہ کس انسان کے دِل میں میرے راستے پر آنے کے خیالات اُٹھتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ اسکی مدد کرتا ہے۔ یہ مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ سے واضح ہے۔ **حضرت ابو ہریرۃ** رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کیساتھ ہوں۔ جب وہ مجھے اپنے دِل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دِل میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر فرشتوں کی مجلس میں اسے یاد کرتا ہوں اور وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اسکے پاس دوڑ کر آتا ہوں''۔ (صحیح بخاری) اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلا قدم انسان اُٹھائیگا تو اسکا جواب اللہ تعالیٰ اسی طرح دیگا جیسا اس نے قدم اُٹھایا۔ اگر اس نے نیکی کی طرف قدم اُٹھایا تو اللہ تعالیٰ اسکو مزید نیکی کرنے کی توفیق دیگا۔ اگر اس نے بُرائی کا قدم اُٹھایا تو اللہ تعالیٰ اسکی مدد نہیں کریگا پھر شیطان اس پر غالب آ جائیگا اور اسکو بُرائی کی طرف لے جائیگا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جیسا انسان پہلے چاہتا ہے اور کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی ویسا ہی چاہتا ہے اور کرتا ہے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''مستقبل میں پیش آنے والے واقعات اس طرح ہیں کہ ''جب یہ سنو کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے تو اسکو سچ مان لو لیکن جب یہ سنو کہ ایک شخص کی فطرت تبدیل ہو گئی ہے تو اسکا یقین نہ کرو کیونکہ وہ شخص اس چیز کو اختیار کرتا ہے جس فطرت پر اسکی تخلیق کی گئی ہے'' (مشکوٰۃ، جلد اوّل، حدیث ۱۱۵) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''قیامت کے روز زمین اپنی خبریں بیان کریگی۔ اسکی خبریں یہ ہیں کہ اسکی پیٹھ پر ہر مرد اور ہر عورت نے جو عمل کیے ہونگے، انکی گواہی دیگی''۔ (مشکوٰۃ، جلد سوم، حدیث ۵۳۰۸

اَلۡمُرۡسَلٰتِ ۷۷

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۵۰ آیات ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

وَالۡمُرۡسَلٰتِ عُرۡفًا ۙ﴿۱﴾ فَالۡعٰصِفٰتِ عَصۡفًا ۙ﴿۲﴾
وَّالنّٰشِرٰتِ نَشۡرًا ۙ﴿۳﴾ فَالۡفٰرِقٰتِ فَرۡقًا ۙ﴿۴﴾ فَالۡمُلۡقِيٰتِ
ذِكۡرًا ۙ﴿۵﴾ عُذۡرًا اَوۡ نُذۡرًا ۙ﴿۶﴾ اِنَّمَا تُوۡعَدُوۡنَ لَوَاقِعٌ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۱۹) قسم ہے ان ہواؤں کی جو لگا تار چلتی ہیں۔ پھر وہ تیز طوفان بن جاتی ہیں۔ پھر بادلوں کو پھیلا دیتی ہیں۔ پھر انکو جدا جدا کر دیتی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ذِکر دِل میں ڈالتی ہیں۔ معذرت کے طور پر یا تنبیہ کے طور پر (طوفانی ہواؤں سے ڈَر کر انسان اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے اور آئندہ ٹھیک راستے پر چلنے کا وعدہ کرتا ہے) جس چیز (یعنی قیامت) سے تمہیں ڈَرایا جا رہا ہے، وہ ضرور ہو کر رہنے والی ہے۔ (قیامت اسی طرح حقیقت ہے جیسے تمہارے سامنے طوفانی ہوائیں حقیقت بن کر نظر آتی ہیں اور قیامت ان ہواؤں سے بھی زیادہ ڈَراؤنی چیز ہے)[۱-۷]
(قیامت کے روز) جب ستارے بے نور ہو جائینگے اور آسمان پھاڑ دیا جائیگا

ۗ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۙ﴿۸﴾ وَاِذَا السَّمَآءُ
فُرِجَتْ ۙ﴿۹﴾ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۙ﴿۱۰﴾ وَاِذَا الرُّسُلُ
اُقِّتَتْ ؕ﴿۱۱﴾ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ؕ﴿۱۲﴾ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ۚ﴿۱۳﴾ وَمَآ
اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ؕ﴿۱۴﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ؕ﴿۱۶﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ
الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَيْلٌ
يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۹﴾

اور پہاڑ دُھول بن جائینگے اور رسولوں کی حاضری کا وقت آ جائیگا۔ کس دِن کیلئے یہ کام تاخیر کر رکھا تھا۔ فیصلے کے دِن کیلئے۔[۸-۱۳]

آپ کیا سمجھے کہ وہ فیصلے کا دِن کیا ہے؟[۱۴]

یہ وہ دِن ہوگا جب (حق کو) جھٹلانے والوں کی تباہی ہوگی۔[۱۵]

کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کر دیا۔[۱۶] (جنہوں نے حق کو جھٹلایا)

پھر انکے بعد (ایسے) آنے والوں کیساتھ ایسا ہی (سلوک) ہوگا۔[۱۷]

مجرموں کیساتھ ہم ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں۔[۱۸]

تباہی ہے اس دِن (حق کو) جھٹلانے والوں کیلئے۔[۱۹]

تشریح : اللہ تعالیٰ نے ہواؤں کی قسم کھائی ہے جس سے ہمارا روزمرہ کا واسطہ رہتا ہے اور پھر فرمایا کہ قیامت کا آنا اسی طرح حق ہوگا جس طرح ان ہواؤں کو تم دیکھ رہے ہو یعنی آندھی، بادل، بارش، طوفان وغیرہ تو جو لوگ قیامت کے آنے کا یقین نہیں رکھتے تو قیامت کی ہولناکی سے اپنی حفاظت کرنے کے لیے کوئی نیک کام کرنے کی فکر نہیں کرتے۔ جب قیامت آئیگی تو سب سے زیادہ نقصان اُٹھانے والے یہی لوگ ہونگے۔

جوقومیں ہم پر ہمارے رسولوں پر ہماری کتابوں پر اور آخرت پر یقین نہیں رکھتی تھیں ان کو ہم نے غیر معمولی حادثات سے تباہ کیا پھر آخرت میں ان کو اَور زیادہ سخت سزا ملے گی۔ان قوموں کی تاریخ سے عقلمند انسان کو سبق حاصل کرنا چاہیے اور اپنے عمل کو درست کرنا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جہنم میں نہیں داخل ہوگا مگر بدبخت''۔پوچھا گیا کہ ''بدبخت کون ہے؟'' فرمایا کہ ''جو اللہ تعالیٰ کے احکام (صحیح عقیدہ) کے مطابق عمل نہ کرے اور اسکی نافرمانی نہ چھوڑے'' (مشکوٰۃ، جلد سوم، حدیث ۵۴۴۸)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے روز سورج اور چاند کو بے نور کر دیا جائے گا''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۲۹۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے روز سورج مخلوق سے قریب ہو جائے گا یہاں تک کہ ایک میل کے فاصلے پر ہوگا۔لوگ اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں غرق ہوں گے۔پس پسینہ کسی کے ٹخنوں تک ہوگا۔کسی کے گٹوں تک۔کسی کی کمر تک اور کسی کو چہرے تک''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۰۴)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اس روز زمین اپنی خبریں بیان کرے گی۔[دیکھیں سورۃ الزلزال ۹۹، آیت ۴] اس کا مطلب یہ ہے کہ زمین پر جس کسی نے جو عمل کیا ہوگا، زمین اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے بیان کر دے گی''۔([مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۰۸) **آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''ہر مرنے والے کو ندامت ہوگی''۔پوچھا گیا کہ ''وہ کیسے؟'' آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر وہ نیک ہے تو اس بات پر نادم ہوگا کہ زیادہ نیکیاں کیوں نہ کیں اور اگر بُرا ہے تو نادم ہوگا کہ بُرائی کیوں نہ چھوڑی''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۰۹)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے دِن ایک گروہ پیدل ہوگا، ایک گروہ سوار ہوگا، ایک گروہ چہروں کے بل چل رہا ہوگا''۔لوگوں نے پوچھا کہ ''چہروں کے بل کیسے چلے گا؟'' فرمایا کہ ''جس نے قدموں کے بل چلایا وہ چہروں کے بل بھی چلا دے گا''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۱۰)

اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿۲۰﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ
مَّكِيْنٍ ﴿۲۱﴾ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۲﴾ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ
الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَمْ
نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿۲۶﴾ وَّجَعَلْنَا
فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ﴿۲۷﴾
وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ
بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ
شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾ اِنَّهَا

ترجمہ ◄ (آیات ۲۰ سے ۴۰) کیا ہم نے تمہیں ایک کمزور پانی سے نہیں پیدا کیا اور ہم نے اسے ایک محفوظ جگہ ٹھہرایا ایک مقرر وقت تک اور یہ ہماری ہی طاقت تھی کہ ایک محفوظ جگہ میں اسکو ٹھہرائے رکھا۔ ہم کیسی بہترین طاقت رکھنے والے ہیں۔ یہ دِن (یعنی قیامت کا) حق کو جھٹلانے والوں کیلئے تباہی کا باعث ہوگا۔[۲۰-۲۴]

کیا ہم نے زمین کو سازگار نہیں بنایا، زندوں کیلئے بھی اور مُردوں کیلئے بھی اور اس میں اونچے اونچے پہاڑ رکھ دیئے اور اسی میں سے تمہیں میٹھا پانی پلایا۔ تباہی ہے اس روز (آخرت کو) جھٹلانے والوں کیلئے۔[۲۵-۲۸]

چلو اب اس چیز (یعنی جہنم) کی طرف جسکو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ چلو اس سائے کی طرف جو تین شاخوں والا ہے۔ جو نہ ٹھنڈک پہنچائے اور نہ (آگ کے) شعلہ سے بچائے۔ وہ آگ محل جیسی بڑی بڑی چنگاریاں پھینکے گی گویا کہ وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔ یہ وہ دِن ہوگا جو تباہی کا ہوگا جھٹلانے والوں کیلئے۔[۲۹-۳۴]

تَرْمِىْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾
وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۴﴾ هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ
﴿۳۵﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ج جَمَعْنٰكُمْ
وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾
وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾

اس دِن وہ کوئی بات نہیں کرسکیں گے اور نہ ہی انکو اجازت ملے گی کوئی عذر پیش کرنے کی۔ یہ دِن حقیقتاً تباہی کا دِن ہوگا جھٹلانے والوں کیلئے۔[۳۵-۳۷]

یہ دِن فیصلے کا دِن ہوگا۔ ہم تمہیں اور تم سے پہلوں کو سب کو جمع کرلائینگے۔ اب اگر کوئی تم نے چال چلنی ہے تو چل کر دیکھ لو۔ تباہی ہے اس دِن کو جھٹلانے والوں کیلئے۔[۳۸-۴۰] (یعنی قیامت کو جھٹلانے والوں کے لیے)

تشریح : جولوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے، وہ قیامت کو ایک خیالی چیز سمجھتے ہیں کہ یہ صرف ڈرانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو بتایا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان آیات مبارکہ میں بار بار بتا رہا ہے کہ وہ واقعتاً وجود میں آنے والی چیز ہے اور اس دِن جس نے اسکے آنے کو جھٹلایا تھا، اس پر بہت بھاری مصیبت ہوگی اور مصیبت کئی قسم کی ہوتی ہے۔ یہاں چند ایک کا اللہ تعالیٰ نے ذِکر کیا ہے مثلاً

(۱) ہم نے ہی تمہیں پیدا کیا ایک کمزور بوند پانی سے لیکن تم نے ہماری تخلیق کو جھٹلایا اور بتوں کو اسکا سبب بنایا کہ یہ بیٹی اور بیٹا فلاں بت نے، فلاں پیر نے، فلاں بزرگ نے مجھے دیا ہے۔

(۲) ہم نے زمین کو تمہارے لیے سازگار بنایا۔ اس میں ہر طرح کی چیز تمہارے لیے پیدا کی۔ نباتات اور جانور سب تمہاری خدمت کیلئے لگے ہوئے ہیں لیکن تم میری

ان نعمتوں کا شکر اَدا نہیں کرتے اور نہ ان پر غور کرتے ہو کہ اگر آج ہم نے یہ چیزیں بنائی ہیں تو کل کو بھی ہم تمہیں زندہ اُٹھا سکتے ہیں۔ اسی میں تم زندگی بسر کرتے ہو اور اسی میں تمہیں دفنایا جاتا ہے مرنے کے بعد لیکن تم میرا احسان ماننے کی بجائے ان تمام نعمتوں کو میرے ساتھ بنائے ہوئے شریکوں کی طرف منسوب کرتے ہو۔

(۳) ہم نے اس زمین پر پہاڑ رَکھ دیئے تا کہ زمین متوازن ہو جائے اور ڈھلکنے نہ لگے اور اسی زمین سے ہم نے تمہیں پینے کیلئے میٹھا پانی مہیا کیا لیکن تم میری ان نعمتوں کا شکر اَدا نہیں کرتے، اُلٹا قیامت کے آنے کا انکار کرتے ہو لیکن تم دیکھو گے کہ جب قیامت آ جائیگی تو تم آگ کے محلات میں ڈال دیئے جاؤ گے اور تمہیں وہاں بولنے کی، معافی مانگنے کی نہ طاقت ہوگی، نہ اجازت ہوگی۔ اس دِن تمہارا فیصلہ کر دیا جائیگا اور تم جہنم میں پھینک دیئے جاؤ گے۔ اس وقت ہم کہیں گے کہ اب ہمارے خلاف کوئی تدبیر کرنی ہے تو کر لو جیسے تم دُنیا میں ہمارے خلاف تدبیریں کرتے تھے لیکن اب ایسا وقت ہوگا کہ تمہاری کوئی تدبیر کارگر ثابت نہیں ہوگی اور تمہارا ٹھکانہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے آگ ہوگا جسکے شعلے بہت اونچے ہونگے اور زرد ہونے کی وجہ سے بہت دُور سے نظر آئینگے۔

قیامت پر ایمان اور یقین رَکھنے میں انسان کیلئے فائدہ یہ ہے کہ وہ بُرائی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور نیکی کی طرف راغب رہتا ہے کیونکہ آخرت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو بتایا ہے کہ ایک گروہ جہنم میں جائیگا جو آگ سے بھری ہوئی ہے اور ایک گروہ جنت میں جائیگا جو ہر قسم کی نعمتوں سے بھری ہوئی ہے۔

جو لوگ قیامت اور آخرت کو ایک مذاق سمجھتے ہیں انکا فیصلہ جیسے اوپر بتا دیا گیا ہے جہنم کا ٹھکانہ ہوگا۔ بہتر ہے کہ آج آخرت کو سامنے رَکھا کرو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈَرا کرو۔ اس سے معافی مانگتے رہو۔ اسکی عبادت کرتے رہو تو اللہ تعالیٰ آپکو اس دائمی عذاب سے بچا لے گا جس میں جانے کے بعد نہ کوئی سفارشی تمہیں چھڑا سکے گا اور نہ فدیہ دے کر تم آزاد ہو سکو گے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''دوزخ نے کہا کہ مجھے متکبروں اور جابروں کیلئے پیدا کیا گیا۔ جنت نے کہا کہ مجھے کمزور گرے پڑے سیدھے سادے لوگوں کیلئے پیدا کیا گیا'' (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۴۹)

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا
يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۴۴﴾
وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا
اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۷﴾
وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۰﴾

ترجمہ◄ (آیات ۴۱ سے ۵۰) یقیناً متقی لوگ اس روز سایوں اور چشموں میں ہوں گے اور جو پھل بھی وہ چاہیں گے، ان کو مہیا کر دیا جائے گا کہ کھاؤ مزے سے اپنے ان نیک اعمال کے بدلے جو تم دُنیا میں کرتے رہے تھے۔ ہم نیک لوگوں کو ایسی ہی بہترین جزا دیا کرتے ہیں لیکن تباہی ہے اس روز ان لوگوں کے لیے جو (قیامت کو) جھٹلانے والے ہیں۔[۴۱-۴۵]

اے مجرمو! کھا لو اور مزے کر لو چند روز اس دُنیا میں۔ تباہی ہے اس روز جو آخرت کو جھٹلانے والے ہیں۔[۴۶-۴۷]

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکو تو نہیں جھکتے۔ تباہی ہے اس روز جھٹلانے والوں کیلئے۔[۴۸-۴۹]

اب اس قرآن کریم کے بعد اَور کون سا کلام ہم لائیں جس پر یہ ایمان لائیں گے۔[۵۰] (اب نصیحت کی انتہا ہو چکی ہے۔ اب یہ سزا کے بالکل مستحق ہو گئے ہیں)

تشریح : متقی لوگ وہ ہیں جو اوّلاً اللہ تعالیٰ واحد پر، اس کے رسولوں پر، اس کی کتابوں پر اور آخرت پر ایمان لاتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے ڈَر سے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی

کوشش کرتے ہیں۔جن نیک کاموں کوکرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے،ان نیک کاموں کوسرانجام دیتے ہیں اور جن بُرے کاموں سے اللہ تعالیٰ نے باز رہنے کا حکم دیا ہے،ان سے اپنے آپ کو وہ بچاتے ہیں۔ان لوگوں کا اَجر یہ ہوگا کہ قیامت کے دِن وہ جنت میں داخل ہوں گے۔

اس کے برعکس جولوگ ان باتوں پر ایمان اور یقین نہیں رَکھتے، وہ آخرت میں جہنم میں جائیں گے۔

پھرآخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس قرآن کریم کے بعد جو کہ اپنی بہترین زبان دانی اور بہترین مثالوں سے حق کو واضح کرنے والی کتاب ہے، اگر یہ اس پر ایمان نہیں لاتے تاکہ آخرت کے عذاب سے بچ جائیں تو پھراَور کوئی صورت ایسی نہیں ہے جس سے تم ان کوآخرت پر ایمان اور یقین رَکھنے کیلئے راغب کرسکو۔

اب ایک ہی حل ہے کہ ان کوان کے حال پر چھوڑ دو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''(معراج کے وقت) میں جنت کی سیر کررہا تھا تو ایک دریا پر پہنچا جس کے کنارے اندر سے خالی موتیوں کے تھے۔میں نے کہا کہ اے (حضرت) جبریل (علیہ السلام) یہ کیا؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ حوضِ کوثر ہے جوآپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رَبّ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کوعطا فرمائی ہے۔اسکی مٹی خالص مشک ہے''۔([بخاری] مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۳۲۹) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مزید فرمایا کہ ''اسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے۔خوشبو مشک سے زیادہ بہتر ہے۔آب خورے (پیالے) آسمان کے تاروں جیسے ہیں۔جواس سے ایک دفعہ پی لے گا،کبھی پیاس نہیں لگے گی''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۳۳۰) مزید فرمایا کہ ''برف سے زیادہ سفید ہے۔شہد ملے دودھ سے زیادہ شیریں ہے۔(مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۳۳۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے دِن ایک کافر کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضا گواہی دیں گے جواس کے خلاف ہوگی پھر اسے بولنے والا کر دیا جائے گا تو کہے گا کہ تمہارا خانہ خراب ہو میں تو تمہاری طرف سے جھگڑ رہا تھا''۔(مشکوٰۃ شریف،جلد سوم،حدیث ۵۳۱۸)

اَلنَّبَاِ ۷۸

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۴۰ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝۱ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝۲ الَّذِىْ هُمْ
فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۝۳ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝۴ ثُمَّ كَلَّا
سَيَعْلَمُوْنَ ۝۵ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝۶
وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝۷ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۝۸ وَّجَعَلْنَا

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۳۰) لوگ کس بارے میں پوچھ رہے ہیں؟ کیا بڑی خبر کے بارے میں جسکے متعلق یہ مختلف آراء رکھتے ہیں۔[۱-۳] (یعنی قیامت کے بارے میں جس کو یہ جھٹلاتے ہیں اور اس پر ایمان نہیں رکھتے)

ہرگز نہیں! (ان کی رائے غلط ہے) عنقریب ان کو علم ہو جائے گا۔ ہاں! ہاں! ہرگز نہیں! (ان کی رائے بالکل غلط ہے) عنقریب انہیں پتہ چل جائے گا۔ (جب قیامت آ موجود ہوگی)[۴-۵]

(کیا یہ سوچتے نہیں ہیں کہ) ہم نے (ان کے لیے) زمین کو فرش (رہائش

نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۙ﴿۹﴾ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۙ﴿۱۰﴾ وَّجَعَلْنَا
النَّهَارَ مَعَاشًا ۗ﴿۱۱﴾ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۙ﴿۱۲﴾
وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۗ﴿۱۳﴾ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ
الْمُعْصِرَاتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۙ﴿۱۴﴾ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا
ۙ﴿۱۵﴾ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ؕ﴿۱۶﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا
ۙ﴿۱۷﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۙ﴿۱۸﴾
وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ۙ﴿۱۹﴾ وَّسُيِّرَتِ
الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ؕ﴿۲۰﴾ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ

کیلئے مناسب) بنایا اور پہاڑوں کو (زمین پر) میخوں کی طرح گاڑ دیا (تاکہ زمین ڈھلک نہ جائے) اور تم کو جوڑا جوڑا پیدا کیا۔ (تاکہ تم سکون حاصل کرو)[۶-۸]

نیند کو تمہارے لیے باعثِ سکون بنایا۔ رات کو تمہارے لیے لباس (یعنی پردہ) بنایا۔ دِن کو روزی کمانے کے لیے (روشن) بنایا۔[۹-۱۱]

تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے اور ایک چمکدار چراغ بنایا۔ بادلوں سے لگاتار پانی برسایا جسکے ذریعے غلہ اور سبزی اور گھنے باغ اُگائے۔[۱۲-۱۶]

(یہ سب کچھ تمہارے ہی فائدے کے لیے ہم نے بنایا)

یقیناً فیصلے کا دِن (یعنی قیامت) ایک مقرر دِن ہے۔ اس دِن صور پھونکا جائیگا اور تم فوج کی فوج (دوبارہ زندہ ہوکر ہماری طرف) نکل آؤ گے۔[۱۷-۱۸]

(اس وقت) آسمان کھول دیا جائے گا اور اس میں دروازے بن جائیں گے اور پہاڑ ایسے چلائے جائیں گے جیسے ریت ہوتی ہے۔[۱۹-۲۰]

یقین جانو کہ جہنم گھات میں ہے (تمہارا انتظار کررہی ہے) اور یہ ٹھکانہ ہے

مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾ لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾
لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِيْمًا
وَّغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ
حِسَابًا ﴿۲۷﴾ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ
اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿۲۹﴾ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا
عَذَابًا ﴿۳۰﴾

سرکشوں کا (جو ایمان نہیں لاتے)۔اس میں وہ مدتوں پڑے رہیں گے۔ان کو وہاں نہ کوئی ٹھنڈک ملے گی اور نہ پینے کیلئے کوئی چیز سوائے گرم پانی کے اور زخموں کے دھون کے۔ بالکل مناسب بدلہ ہے یہ (انکے بُرے کاموں کا)[۲۱-۲۶]

وہ (آخرت کے) حساب کتاب پر ایمان ہی نہیں رکھتے اور ہماری آیات مبارکہ کو سختی سے جھٹلا دیتے ہیں لیکن ہم نے ہر عمل کو کتاب میں گن کر لکھا ہوا ہے۔(یعنی اعمال کی کتاب)[۲۷-۲۹]

(کہا جائے گا کہ) اب چکھو اپنے اعمال کا مزہ۔تمہارے لیے عذاب کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔[۳۰]

تشریح : مشرکین مکہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے تھے اور آخرت کے حساب کتاب کے منکر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا ذِکر کیا کہ ذرا غور کرو کہ زمین کو تمہارے لیے سازگار بنایا۔ پہاڑ بنائے۔تمہیں جوڑا جوڑا بنایا تا کہ ایک دوسرے سے سکون حاصل کرو۔ تمہارے لیے نیند بنائی تا کہ تم آرام کر سکو اور تمہارے لیے دِن بنایا تا کہ تم اپنی روزی کا بندوبست کرو اور اس روزی کیلئے ہم نے بارش کا انتظام کیا اور ہر قسم کا غلہ اور باغات تمہارے لیے اُگائے۔

تم تو بہت ہی ناشکری قوم ہو کہ میری ان نعمتوں کا شکر اَدا کرنے کی بجائے تم اپنے

بتوں اور جھوٹے خداؤں کا شکریہ اَدا کرتے ہو اور مجھے جھٹلا رہے ہو۔

تم نے میرے ساتھ شریک ٹھہرائے ہوئے ہیں۔ رسولوں کا انکار کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی کتابوں بشمول قرآن مجید پر ایمان نہیں رَکھتے۔ اسی طرح آخرت پر بھی ایمان نہیں رَکھتے۔ ان باتوں پر ایمان رَکھنا تمہارے ہی نفع میں ہے۔ اگر تم ایمان رَکھو گے تو سیدھے راستے پر چلو گے جو جنت کو جاتا ہے اور اگر تم ایمان نہیں رَکھو گے تو تم اُلٹے راستوں پر اپنی زندگی گزارو گے اور یہ سب راستے جہنم کو جاتے ہیں جسکی حقیقت ہم نے ان آیات مبارکہ میں تمہیں بتادی ہے۔

آج کل بھی بہت سے لوگ بلکہ کثیر تعداد ایسی ہے جو قرآن کریم پر ایمان نہیں رَکھتی۔ یہ کثیر تعداد جانتی تو ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے لیکن مانتی نہیں۔ ماننے کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے، اس پر عمل کیا جائے اور جن بُرائیوں سے اس میں انسان کو متنبہ کیا گیا ہے، ان سے بچا جائے۔ اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے۔ اگر قرآن کریم پر عمل کرینگے تو سیدھے راستے پر رہیں گے اور سیدھا راستہ جنت کو جاتا ہے۔

اگر قرآن کریم اور احادیث شریف پر عمل نہیں کرینگے تو پھر تم بہت سے راستے اختیار کرلو گے جو سب جہنم کو جاتے ہیں۔

صرف **لا الہ الا اللہ** پڑھ لینا کافی نہیں ہے۔ اپنے دِل سے پوچھیے کہ **لا الہ الا اللہ** کے تقاضے بھی آپ پورے کرتے ہیں یا نہیں۔ عمل سے ثابت کرنا ہوگا کہ آپ **لا الہ الا اللہ** کا مطلب سمجھ رہے ہیں اور اس پر ایمان رَکھتے ہیں۔ اسکا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ کہا ہے نیکی کے متعلق، وہ کیا جائے اور جو کچھ کہا ہے بُرائی کے متعلق، اس سے بچا جائے۔ اگر آپ ایسا نہیں کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے ڈَریں اور قرآن کریم کی ان آیات مبارکہ پر غور کریں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو دِل سے **لا الہ الا اللہ** نہیں پڑھتے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر نہیں چلتے، انکو اللہ تعالیٰ نے نہ مسلمان مانا ہے، نہ مومن۔ وہ یا تو کافر ہیں یا منافق اور وہ دونوں ہی جہنم میں جائیں گے۔ وہ آیات مبارکہ یہ ہیں:

''کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو زبان سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر لیکن حقیقتاً وہ ایمان نہیں لائے (وہ دِل سے کفر پر اَڑے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے خیال میں سمجھتے ہیں کہ) ہم اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دے رہے ہیں اور ان لوگوں کو جو ایمان لا

چکے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے آپکو دھوکا دے رہے ہیں لیکن اسکا انہیں شعور نہیں ہے۔(اصل بات یہ ہے کہ) انکے دِلوں میں مرض ہے (منافقت کا) تو اللہ تعالیٰ نے بھی انکے مرضِ (نفاق) کو زیادہ کر دیا ہے اور انکے لیے اذیت دینے والا عذاب تیار ہے کیونکہ وہ حقیقت میں جھوٹ بول رہے ہیں۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ (جھوٹ بول کر) زمین میں فساد برپا نہ کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو حقیقتاً اصلاح کرتے ہیں۔ جان رَکھو کہ وہ اصل میں فساد مچانے والے ہیں لیکن وہ اسکا شعور نہیں رَکھتے''۔(البقرۃ ۲، آیات ۸-۱۲)

جو لوگ اسلام قبول نہیں کرتے، وہ اچھی طرح جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی (حضرت) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے متعلق کیا فرمایا کہ **حضرت ابوہریرۃ** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی جان ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی قسم! جو کوئی یہودی یا عیسائی (یا کوئی دوسرا غیر مسلم) میری بات سنے بغیر مر گیا اور اسلام پر ایمان نہیں لایا تو وہ جہنم میں جائے گا''۔(مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۷)

لیکن یہ بھی یاد رَکھیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص پہلے اہل کتاب میں سے تھا اور اپنے نبی پر ایمان رَکھتا تھا اور اب اسلام قبول کرے گا اور (حضرت) محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) پر ایمان لائے گا تو دہرا اَجر وثواب ملے گا''۔(ایک اپنے نبی پر ایمان رَکھنے کا اور دوسرا (حضرت) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ایمان رَکھنے کا اَجر)(مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ''مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میں اس وقت تک ان لوگوں (یعنی مشرکین) سے جنگ کرتا رہوں جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور میری رسالت کی شہادت نہ دے لیں (یعنی اسلام قبول نہ کر لیں) اور پھر نماز قائم کرنے لگیں اور زکوٰۃ اَدا کرنے لگیں تو ان سے جنگ بند کر دوں (یہ اشارہ ہے مشرکین کی طرف)(مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۰)

۝.....۝.....۝

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾
وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ
فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً
حِسَابًا ﴿۳۶﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ
الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ
اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ الْيَوْمُ

ترجمہ ◄ (آیات ۳۱ سے ۴۰) [مشرکین اور منافقین کے برعکس اب ایمان لانے والوں کے متعلق بات ہوتی ہے]

کامیابی تو متقی لوگوں کیلئے ہے جنکے لیے جنت میں ہر قسم کے باغات اور (خاص طور پر) انگوروں کے بھی ہیں۔ ان کیلئے ہم عمر بیویاں ہونگی اور شراب کے چھلکتے جام ہونگے اور وہاں کوئی بیہودہ اور جھوٹی بات نہیں سنیں گے۔[۳۱-۳۵]

تیرے رَبِّ کریم کی طرف سے جو جزا دی جائے گی، بڑے انعامات ہوں گے۔ وہ آسمانوں کا اور زمین کا رَبِّ کریم ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، ان کا بھی خدائے رحمٰن ہے۔

وہ مہربانی کرنے والا ہے جسکے سامنے کوئی بھی بول نہیں سکے گا۔ جس دِن روح (یعنی حضرت جبریل علیہ السلام) اور دوسرے تمام فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے اور کوئی اس سے بات نہیں کر سکے گا سوائے اس کے جس کو **الرحمٰن** نے اجازت دی ہوگی اور وہ جواب بھی مناسب دینے والا ہوگا۔[۳۶-۳۸]

یہ ہے دِن جو سچ مچ آنے والا ہے۔ (یعنی قیامت) اب جو چاہے اپنے

الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾

رَبِّ کریم کی طرف جانے کا راستہ بنا لے۔ ہم نے تمہیں قریب آنے والے عذاب (یعنی قیامت) سے خبردار کر دیا ہے۔

جس روز (یعنی قیامت کے روز) ہر شخص سب کچھ دیکھ لے گا جس نے اپنے ہاتھوں سے کیے ہوئے اعمال آگے بھیجے تھے اور کافر (یعنی اسلام سے خارج) ہاتھ افسوس سے ملے گا اور کہے گا کہ کاش! میں مٹی ہو جاتا۔ (اور مجھے اپنے اعمال کا حساب نہ دینا پڑتا) [۳۹-۴۰]

تشریح: اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا:

متقی وہ ہوتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈر ڈر کر نیک اعمال کرتا ہے کہ معلوم نہیں قبول ہو یا نہ ہو اور بُرے اعمال سے ڈر ڈر کر بچتا ہے کہ کہیں غلطی سے میں پھنس نہ جاؤں اور جواب طلبی نہ ہو جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میرے حوض کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور اس کی خوشبو مشک سے بھی زیادہ بہتر ہے اور اس کے برتن آسمان کے تاروں جیسے ہیں۔ (تعداد میں ستاروں جتنے یعنی بے شمار) جو اسے ایک دفعہ پی لے گا، کبھی پیاس نہیں لگے گی''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۳۰)

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے روز میری شفاعت سے پورا فائدہ وہ اُٹھائے گا جس نے خالص دِل سے **لا الہ الا اللہ** کہا ہوگا''۔ ([بخاری] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۳۵)

خالص دِل کا مطلب یہ ہے کہ جس نے اپنے کلمہ کا عمل سے ثبوت دیا ہوگا یعنی اس

کے اعمال نیک ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی بشر کے دِل میں ان کا خیال گزرا۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت شریفہ پڑھ لو کہ ''**فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ج جَزَآءً م بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○**''۔(السجدۃ ۳۲، آیت ۱۷) ترجمہ ''کسی کو علم نہیں جو جو (سامان) آنکھوں کی ٹھنڈک کا ایسے لوگوں کیلئے (جنت میں) چھپا رکھا ہے۔ یہ بدلہ ہے انکے (نیک) اعمال کا''۔([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۷۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جنت میں چابک جتنی جگہ دُنیا اور اسکی ساری مال و دولت سے بہتر ہے''۔(مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۳۷۱)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا کہ ''کیا جنت میں سوئیں گے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''نیند تو موت ہے اور جنت میں موت نہیں ہے''۔([بیہقی] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۱۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جنت میں ایک دریا پانی کا، ایک شہد کا، ایک دودھ کا اور ایک شراب کا ہوگا''۔([ترمذی، دارمی] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۰۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے روز تین قسم کے لوگ شفاعت کریں گے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام، علماء اور شہداء''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۶۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جنت کے سو درجے ہیں اور سب سے اونچا درجہ جنت الفردوس ہے۔ جب تم اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کرو''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۷۵)

○.....○.....○

اَلنّٰزِعٰتِ ۷۹

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۴۶ آیات ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

وَالنّٰزِعٰتِ غَرۡقًا ۙ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشۡطًا ۙ﴿۲﴾
وَّالسّٰبِحٰتِ سَبۡحًا ۙ﴿۳﴾ فَالسّٰبِقٰتِ سَبۡقًا ۙ﴿۴﴾
فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا ۘ﴿۵﴾ يَوۡمَ تَرۡجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ﴿۶﴾

ترجمہ ◄ (آیات ۱ سے ۱۴) [اس زمین پر ہر انسان دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ ہر ایک کو اپنے وقت پر موت ضرور آتی ہے۔ اس وقت کوئی انسان ایسا نہیں ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک زندہ رہا ہو، اس لیے پہلی پانچ آیات مبارکہ میں مرنے کے متعلق بیان کیا گیا ہے]
قسم ہے سختی کرنے والوں کی (بعض لوگوں پر جان کنی کا وقت بڑا سخت ہوتا ہے) اور قسم ہے ان کی جو نرمی کرتے ہیں (بعض انسانوں کی جان فرشتے نرمی سے نکال لے جاتے ہیں) جان نکال لینے کے بعد تیرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوتے ہیں اور بڑی رفتار سے جاتے ہیں پھر جو ان کو حکم ملتا ہے (اس روح کے متعلق) اس کا پوری طرح انتظام کرتے ہیں۔[۱-۵]

تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝۷ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۝۸
اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝۹ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ
فِي الْحَافِرَةِ ۝۱۰ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۝۱۱ قَالُوْا
تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝۱۲ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ
وَّاحِدَةٌ ۝۱۳ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝۱۴

[آیت مبارکہ ۶ سے لے کر ۹ تک مختصر نقشہ قیامت کا کھینچا گیا ہے جب انسان کو دوبارہ زندہ کیا جائیگا]

اس روز سخت زلزلہ آئے گا اور اس کے بعد متعدد جھٹکے زلزلے کے آئیں گے۔ (انسان قبروں سے زندہ اُٹھیں گے) اور اس دِن ان کے دِل بہت لرز رہے ہوں گے اور ان کی آنکھیں غم سے جھکی ہوئی ہونگی۔[۶-۹]

[مشرکین کہتے ہیں کہ کیا یہ ممکن ہے کہ جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں تو ہم زندہ ہو جائیں گے]

مشرکین تعجب سے پوچھتے ہیں کہ کیا ممکن ہے کہ ہم پہلی والی حالت پر دوبارہ لوٹ آئیں گے جبکہ ہم بوسیدہ ہڈیاں بن چکے ہوں گے۔ تعجب سے کہتے ہیں کہ اگر ایسا ہوا تو یہ تو بڑے گھاٹے کا سودا ہے۔[۱۰-۱۲]

(پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بالکل ایسا ہی ہوگا) حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک بہت زور کی آواز ہوگی اور تمام لوگ (زندہ ہوکر) یکدم میدان میں اکٹھے ہو جائینگے[۱۰-۱۴]

تشریح: مشرکین مکہ دوسری زندگی پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ نہ ہی دوزخ اور جنت پر انکا ایمان تھا اور نہ ہی قیامت پر۔ آخرت کے حساب و کتاب کے متعلق بھی انکا رویہ بالکل جاہلانہ تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ یہی زندگی ہے، اسکے بعد کوئی زندگی نہیں۔ دوبارہ جی کر اُٹھنا عقل نہیں مانتی تو اللہ تعالیٰ نے اس سورت مبارکہ میں قسم کھا کر بتایا ہے کہ کائنات کا ایک نظام ہے اور وہ نظام میرے حکم سے فرشتے چلا رہے ہیں۔ میں جیسا حکم دیتا ہوں، وہ فوراً اطاعت کرتے ہیں۔ اسی طرح یہی فرشتے قیامت کے دِن قیامت کے کارندے ہونگے

صور پھونکنے والا بھی فرشتہ ہوگا اور جیسے صور پھونکا جائے گا، سب مخلوق مر جائے گی۔ دوسرا صور پھونکا جائے گا تو سب مخلوق قبروں سے اُٹھ کر ہمارے پاس جمع ہو جائے گی اور پھر ہم حساب کتاب شروع کر دیں گے۔ اس وقت تمہیں آنکھوں سے دیکھ کر یقین آ جائے گا کہ پھر دوبارہ اُٹھنا بالکل حق ہے لیکن آج تم ہماری بات ماننے کے لیے تیار نہیں ہو۔ اس کا نقصان تم ہی کو ہے۔ اگر تم مان لو گے تو بہتر جگہ جنت میں جاؤ گے اور اگر تم نہیں مانو گے تو بُری جگہ جہنم میں جاؤ گے۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تم میں سے ہر کوئی عنقریب اپنے رَبّ تعالیٰ سے کلام کرے گا جب کہ اس کے اور رَبّ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا اور نہ پردہ جو اسے چھپا لے۔ پس وہ اپنے دائیں جانب نظر اُٹھائے گا تو نہیں دیکھے گا مگر وہی اعمال جو آگے بھیجے تھے اور اپنے بائیں جانب نظر اُٹھائے گا تو نہیں دیکھے گا مگر وہی اعمال جو آگے بھیجے تھے اور اپنے سامنے نظر کرے گا تو نہیں دیکھے گا مگر آگ (یعنی جہنم) لہٰذا آگ سے بچو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی صدقہ دے کر'' ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۳۱۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے روز حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونگے تو ان سے پوچھا جائیگا کہ کیا تم نے ہمارا حکم پہنچا دیا؟ وہ کہیں گے کہ جی ہاں یا رَبّ! پھر انکی اُمت سے پوچھا جائیگا کہ تم تک حکم پہنچایا گیا تھا۔ اُمت کہے گی کہ ہمارے پاس کوئی ڈَرانے والا نہیں آیا پھر اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ تمہارا گواہ کون ہے؟ وہ کہیں گے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور انکی اُمت''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تمہیں لایا جائیگا تو تم گواہی دو گے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا حکم اُمت تک پہنچا دیا تھا''۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی اُمت کی سچی گواہی پر گواہی دینگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پھر یہ آیت مبارکہ پڑھی، ''**وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا**''۔ [دیکھیں البقرۃ ۲، آیت ۱۴۳] ([بخاری] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۱۷)

آگے اسی بات کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے واقعہ سے مزید واضح کیا جا رہا ہے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۱۵﴾ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ
بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۶﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ
اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۷﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾
وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ﴿۱۹﴾ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ
الْكُبْرٰى ﴿۲۰﴾ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى
﴿۲۲﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾
فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۲۶﴾

ترجمہ◄ (آیات ۱۵ سے ۲۶) کیا تمہیں (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے قصے کی خبر پہنچی ہے جب اس کے رَبِّ کریم نے اس کو مقدس وادیٔ طویٰ میں پکارا اور حکم دیا کہ فرعون کے پاس جاؤ، وہ بغاوت کر رہا ہے اور اس سے کہو کہ کیا تم چاہتے نہیں ہو کہ تم پاک ہو جاؤ اور یہ کہ میں تمہیں تیرے رَبِّ کریم کا راستہ دکھاؤں تا کہ تُو اس کی عظمت سے خوف کھائے (اور اس کی فرمانبرداری کرے) اور (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے بڑی نشانی بھی دکھائی (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اژدھا بن گیا) مگر اس (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو جھوٹا کہا اور نافرمانی کی۔[۱۵-۲۱]

پھر اس نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کا مقابلہ کرنے کے لیے دوڑ دھوپ کی اور اپنے ملک کے تمام لوگوں کو اکٹھا کر لیا اور انہیں اعلان کر کے بتایا کہ سب سے بڑا رَبّ تمہارا میں ہوں (حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رَبّ مجھ سے بڑا نہیں ہے) پھر نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو آخرت اور دُنیا کے عذاب میں پکڑ لیا۔[۲۲-۲۵]

اس واقعہ میں عبرت ناک سبق ہے ان کیلئے جو اللہ تعالیٰ کا خوف رَکھتے ہیں[۲۶]

تشریح: اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! ان مشرکین مکہ کو فرعون کے متعلق بتاؤ جو کہ ان سے کئی گنا زیادہ طاقتور تھا۔ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کھلی نشانیاں یعنی معجزات دے کر اسکے پاس بھیجا۔ اس نے ہمارے نبی علیہ السلام کا اور ہماری توحید کا انکار کیا اور خود اپنے آپ کو سب سے بڑا رَبّ کہنے لگا۔ اس کے نتیجے میں ہم نے اس کو اور اس کی فوج کو دُنیا میں دریا میں غرق کیا اور آخرت میں بھی اس کے لیے عذابِ جہنم تیار ہے۔

اگر یہ یعنی مشرکین مکہ ایمان نہیں لائیں گے تو انکا بھی وہی حشر ہوسکتا ہے جو فرعون کا ہوا۔ یہ فرعون سے زیادہ طاقتور نہیں ہیں۔ فرعون نے اپنی ساری قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کیخلاف اکٹھی کی تھی لیکن وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک بال بھی بیکا نہیں کر سکے۔

جو حکمران اور اسکی قوم میری نعمتوں کا شکر اَدا نہیں کرتی تو وہ سیدھے راستے پر نہیں ہوتی پھر ہم اسکو وقت آنے پر اس دُنیا کے عذابوں میں بھی مبتلا کر دیتے ہیں اور آخرت کے عذاب سے بھی وہ نہیں بچتے۔

اے میری قوم کے حکمرانو! اس بات پر ذرا غور کرو۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے دِن اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ محبوب اور اس کے سب سے زیادہ قریب بیٹھنے والا شخص **عادل حاکم** ہوگا اور سب سے زیادہ مغضوب اور سب سے دُور اللہ تعالیٰ سے بیٹھنے والا ظالم حکمران ہوگا''۔ (جامع ترمذی، جلد اوّل، حدیث ۱۱۹۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جو کہ تعداد میں انتہائی تھوڑے تھے، مکہ مکرمہ والوں کے ساتھ ایسے ہی مقابلہ رہا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے ساتھ۔ فرعون بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی ترکیبیں سوچ رہا تھا اور مکہ مکرمہ کے مشرکین بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قتل کرنے کے دَرپَے تھے اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قتل کر بھی دیا تھا اور جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ہجرت فرمائی تو کفار کا ایک جتھا آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دروازے پر کھڑا تھا کہ جیسے ہی آپ باہر نکلیں گے، ہم ان کو قتل کر دیں گے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ایک مٹھی مٹی کی اُٹھائی اور ان کی

طرف پھینک دی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو دیکھ نہیں سکے اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بخیر و عافت نکل کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ غارِ ثور میں پناہ لینے کے لیے تین دِن ٹھہرے رہے۔

ذرا غور کریں کہ مومن کی اگر ایمانی قوت اپنی پوری سطح پر ہو تو وہ بڑے بڑے کافروں کا مقابلہ کیسے کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ''میں نے رسولوں اور مومنین کی مدد کرنا اپنے اوپر لازم کر لیا ہے''۔ (**دیکھیں سورۃ المومن ۴۰، آیت ۵۱**)

اے میری قوم اور حکمرانو! مومن بنو۔ مومن بنو۔ مومن بنو تا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے ساتھ رہے تو پھر تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے کہ دُنیا کی بڑی بڑی طاقتیں ایسے تم سے خوف کھائیں گی جیسے بکری شیر سے خوف کھاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''مجھے رُعب سے میری مدد کی گئی۔ میرے رُعب کا اَثر ایک مہینے کی مسافت تک رہتا ہے''۔ (مشکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا یہ رُعب اللہ تعالیٰ کے ڈَر سے تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرمایا کہ ''میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈَرنے والا ہوں''۔ (مشکوٰۃ) یہ ایک اَٹل اصول ہے کہ جتنا آپ اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈَریں گے، لوگ اور دوسری قومیں اتنا ہی زیادہ تم سے ڈَریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ''**وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ○**'' (الاحزاب ۳۳، آیت ۳۹) ترجمہ ''اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے مت ڈَرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کافی ہے''۔

جس قوم کا حکمران خائن ہو، اس کا کوئی رُعب نہیں ہوتا۔ یہی صورت اس زمانے میں ہماری ہے۔ **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ (یمن کے گورنر) کو فرمایا کہ ''میری اجازت کے بغیر کسی سے کوئی چیز نہ لینا کہ یہ خیانت ہے''۔ (جامع ترمذی)

؎ تری نگاہ میں ثابت نہیں خدا کا وجود مری نگاہ میں ثابت نہیں وجود ترا
وجود کیا ہے؟ فقط جوہرِ خودی کی نمود کر اپنی فکر کہ جوہر ہے بے نمود ترا

[اقبال]

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ
سَمْكَهَا فَسَوّٰهَا ﴿۲۸﴾ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰهَا
﴿۲۹﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا ﴿۳۰﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا
مَآءَهَا وَمَرْعٰهَا ﴿۳۱﴾ وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا ﴿۳۲﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ
وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۳﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾
يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾ وَبُرِّزَتِ
الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ

ترجمہ ◄ (آیات ۲۷ سے ۴۶) (اے مشرکینِ مکہ اور تمام انسانو!) کیا تم لوگوں کی تخلیق زیادہ مشکل کام ہے یا آسمان کی جس کو اللہ تعالیٰ ہی نے بنایا ہے۔[۲۷]

اللہ تعالیٰ نے (آسمان کی چھت) بہت اونچی اُٹھائی اور اسکا توازن قائم کیا پھر رات کو تاریک بنایا اور دِن کو روشن بنایا[۲۸-۲۹] (یہ سب تمہارے ہی فائدے کیلئے بنایا)

اور پھر اسی نے زمین کو بچھا دیا (تاکہ تمہارے رہنے کے لیے موزوں ہو جائے)۔اسی زمین سے اس کا پانی اور چارا نکالا اور اس پر پہاڑ گاڑ دیئے۔[۳۰-۳۲] (یہ سب کچھ تمہارے لیے ہی کیا گیا)

یہ سب انتظام تمہارے لئے اور تمہارے مویشیوں کیلئے ہے۔[۳۳]

پھر جب سب سے بہت بڑا ہنگامہ برپا ہوگا (یعنی قیامت) تو اس دِن انسان اپنے سب کچھ کیے کرائے کو یاد کرے گا اور ہر ایک دیکھنے والا جہنم کو دیکھ لے گا۔[۳۴-۳۶]

تو جس نے (اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے) بغاوت کی ہوگی اور دُنیا کی زندگی کو ترجیح دی ہوگی (آخرت پر) تو دوزخ ہی اس کا

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾
وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ
الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾ يَسْئَلُوْنَكَ
عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ﴿۴۲﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا
﴿۴۳﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا ﴿۴۴﴾ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ
يَّخْشٰهَا ﴿۴۵﴾ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً
اَوْ ضُحٰهَا ﴿۴۶﴾

ٹھکانہ ہوگا۔[۳۷-۳۹]

اور جس نے اپنے رَبِّ کریم کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف (دِل میں) رَکھا ہوگا (یعنی حساب کتاب کیلئے) اور اپنی خواہشاتِ نفس کو دبایا ہوگا تو جنت اس کا ٹھکانہ ہوگا۔[۴۰-۴۱]

یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ وہ گھڑی کب آئے گی؟[۴۲]

تمہارا کیا کام کہ اس کے متعلق جانو؟[۴۳]

اس کا علم تو اللہ تعالیٰ پر ختم ہے۔[۴۴]

تم تو صرف ڈَرانے والے ہو جو اس گھڑی سے ڈَرنا چاہتا ہے۔[۴۵]

جس روز یہ لوگ اس گھڑی کو دیکھیں گے تو انہیں یوں محسوس ہوگا کہ (دُنیا میں اور موت کے بعد اس گھڑی تک) بس ایک شام یا اس کی صبح سے زیادہ وقفہ نہیں رہے۔(قبر میں)[۴۶]

تشریح : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے لا الہ الا اللہ کا اقرار نہیں کیا، اسکا جنت میں جانا اتنا ہی محال ہے جتنا دودھ کا واپس تھنوں میں جانا'' (مشکوٰۃ)

عَبَسَ ۸۰

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۴۲ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۙ﴿۱﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ؕ﴿۲﴾ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۙ﴿۳﴾ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ؕ﴿۴﴾ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۙ﴿۵﴾ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ؕ﴿۶﴾ وَمَا

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۱۶) [رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ایک بار مکہ مکرمہ کے چند بڑے بڑے کافر سرداروں سے بات کر رہے تھے کہ ایک ایمان والا شخص حضرت ابن اُمّ مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ نابینا تھے، آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پاس آئے اور سوال کرنے لگے۔ اس پر یہ سورت نازل ہوئی تھی] (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے) تیوری چڑھائی اور منہ موڑا کہ اسکے پاس ایک نابینا شخص آ گیا۔[۱-۲] (اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اس رویے کو ناپسند کیا اور کہا)

تمہیں کیا خبر کہ شاید وہ نصیحت قبول کرے اور نصیحت پر دھیان دے اور نصیحت اسکے لیے نافع ہو جائے۔[۳-۴]

عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝۷ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۝۸
وَهُوَ يَخْشٰى ۝۹ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۝۱۰ كَلَّآ اِنَّهَا
تَذْكِرَةٌ ۝۱۱ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝۱۲ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ
۝۱۳ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝۱۴ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۝۱۵ كِرَامٍ
بَرَرَةٍ ۝۱۶

لیکن جوشخص (یعنی مشرک، کافر) بے نیازی اختیار کرتا ہے تو تم اسکی طرف توجہ دیتے ہو حالانکہ اگر وہ پاکیزگی اختیار نہ کرے (یعنی ایمان قبول نہ کرے) تو تم پر کوئی ذِمہ داری نہیں اور جوشخص دوڑتا ہوا تمہارے پاس آیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتا ہے تو تم اس سے بے رُخی برتتے ہو۔[۵-۱۰]

ہرگز نہیں! (ایسا نہیں ہونا چاہیے) یہ کتاب تو ایک نصیحت ہے۔[۱۱]

جسکا دِل چاہے گا، قبول کریگا (کسی کو زبردستی ٹھونسنے سے وہ اس کو قبول نہیں کرتا) اور یہ ایسے اوراق میں دَرج ہے جو بہت معزز ہیں، بلند مرتبہ اور پاکیزہ ہیں۔ [۱۲-۱۴] (اور یہ کتاب اسی قابل ہے کہ اس کو معزز، بلند مرتبہ اور پاکیزہ لوگ ہی ہاتھ لگائیں اور سنیں اور پڑھیں۔ ناپاک لوگوں کو تو اس کتاب کو ہاتھ لگانے کی اجازت بھی نہیں ہے۔ مشرک نجس ہوتا ہے، ناپاک ہوتا ہے۔ اسکو نہ تو مسجد میں داخل ہونا چاہیے، نہ قرآن کریم کو ہاتھ لگانا چاہیے)

اور وہ ایسے کاتبوں کے ہاتھ میں ہے جو مکرم اور نیک ہیں۔[۱۵-۱۶]

تشریح : کثیر مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ واقعہ حضرت ابن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ نامی ایک نابینا صحابی کے متعلق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجلس میں مکہ مکرمہ کے بڑے بڑے سرداروں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دے رہے تھے۔ اسی وقت حضرت ابن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ آ حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایک سوال کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم! ''**عَلَّمَنِیْ مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰه** ''۔ترجمہ'' مجھے وہ علم سکھایئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو سکھایا ہے۔(ابن جریر)-(تفہیم القرآن)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ بات پسند نہ آئی کہ اس نے دورانِ گفتگو مجھے ٹوکا، اسلئے یہ آیات مبارکہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں۔

حضرت ابن اُمّ مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدۃ حضرت خدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زوجہ محترمہ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔

واقعہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم انتہائی یہ جذبات اپنے اندر رَکھتے تھے کہ مکہ مکرمہ کے بڑے بڑے لوگ اگر ایمان لے آئیں تو اسلام کا پھیلانا آسان بھی ہو جائیگا اور رفتار بھی تیز ہو جائیگی۔

اس وقت مجلس میں چند لوگوں کے جو نام دیئے گئے ہیں، وہ ہیں عتبہ، شیبہ، ابو جہل، اُمیہ بن خلف، اُبی بن کلب۔ یہ اسلام کے سخت دُشمن بھی تھے لیکن مکہ مکرمہ کے سرداروں میں سے تھے اور مکہ مکرمہ کی باگ ڈور بھی انہی کے ہاتھوں میں تھی۔

ہمارا اندازہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے یہ بے رُخی ارادۃً نہیں ہوئی بلکہ غیر ارادی طور پر ہوئی تھی۔ چونکہ نبی کی شان بہت بلند ہوتی ہے، اسلئے اللہ تعالیٰ نے اس بے رُخی پر بھی نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مطلع کر دیا۔

یہ اللہ تعالیٰ کا اصول ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کی تعلیم خود فرماتا ہے۔حضرت جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے یا دوسرے فرشتوں کے ذریعے اور نبی آگے تربیت کرتا ہے ان انسانوں کی جن کی طرف ان کو بھیجا گیا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ متنبہ کرنا اور قرآن کریم میں قیامت تک اسی طرح رہنا ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ ایک دوسرے کو آداب کی تعلیم دیتے رہیں۔ یہ اسلام کا ایک بہت ہی اہم فریضہ ہے۔اسی کو اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہا جاتا ہے۔اسلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ تم بہترین قوم اسلئے ہو کہ تم دُنیا کو اچھے آداب سکھانے والے ہو اور بُرے آداب سے روکنے والے ہو۔(دیکھیں سورۃ آلِ عمران ۳، آیت ۱۱۰)

؎ راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو ترس گئے ہیں کسی مردِ راہ داں کیلئے
نگاہ بلند، سخن دِل نواز، جاں پُرسوز! یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کیلئے [اقبال]

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ﴿۱۷﴾ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ﴿۱۸﴾
مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ﴿۲۰﴾
ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿۲۲﴾ كَلَّا لَمَّا
يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ﴿۲۳﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿۲۴﴾
اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾
فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿۲۸﴾ وَّزَيْتُوْنًا
وَّنَخْلًا ﴿۲۹﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿۳۱﴾ مَّتَاعًا
لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾

ترجمہ◄ (آیات ۱۷سے۳۲) ہلاک ہوجائے انسان کہ یہ کیسا ناشکرا ہے (نہیں سوچتا کہ) اللہ تعالیٰ نے اسے کیسی (کمزور) چیز سے پیدا کیا۔ ایک قطرہ پانی سے پیدا کیا پھر اسکا ایک مقدر ٹھہرایا۔ پھر اسکے لیے راستہ آسان کر دیا (یعنی زندگی کا راستہ) پھر اسے موت دی اور دفن کیا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا، اسے دوبارہ زندہ اُٹھا کھڑا کریگا۔ ہرگز نہیں! (وہ ہرگز ہمارا شکر اَدا نہیں کرتا) اس نے وہ فرض اَدا نہ کیا جسکا اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا تھا [۱۷-۲۳] (فرض یہ تھا کہ ایک اللہ تعالیٰ کی بندگی کے سوا کسی کی بندگی نہیں کرنی یعنی شرک نہیں کرنا)

اب انسان اپنی ذرا خوراک کی طرف دیکھے۔ ہم نے ہی خوب پانی برسایا اور ہم نے ہی زمین کو (دانے سے) پھاڑا پھر اناج کے دانے کی پرورش کی اور انگور اور ترکاریاں اور زیتون اور کھجور اور گھنے باغ اور ہر قسم کے پھل اور چارے تمہارے استعمال کیلئے اور تمہارے مویشیوں کے استعمال کیلئے پیدا کئے۔ [۲۴-۳۲]

تشریح : ہر وہ چیز جس کی ضرورت انسان کو زندگی میں تھی اور اسکے جانوروں کو، وہ اللہ تعالیٰ ہی

نے پیدا کی ہیں لیکن انسان بہت ہی ناشکرا ثابت ہوا ہے۔

وہ اس طرح کہ

(۱) اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے سے انکار کرتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کو واحد ماننے سے انکار کرتا ہے۔

(۳) اسکے ساتھ بیشمار شریک بنالیتا ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نبیوں کو جھوٹا کہتا ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتابوں کو جھوٹی کتابیں کہتا ہے۔

لیکن اسکے باوجود اللہ تعالیٰ اتنا مہربان ہے کہ انسان کو پھر بھی ہر قسم کی نعمتوں سے نوازتا جارہا ہے۔

ایسا رویہ انسان نے خود اختیار کیا کہ شیطان کی اطاعت کی۔ انسان غور وفکر نہیں کرتا اور یہ نہیں سوچتا کہ سب چیزیں دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہے اور دُعا اس وقت بھی اللہ تعالیٰ سے ہی مانگتا ہے جب وہ بہت مصیبت میں پھنسا ہوتا ہے لیکن جیسے ہی وہ مصیبت سے نکلتا ہے تو وہ کہنا شروع کر دیتا ہے کہ میں تو مصیبت سے نکلا ہوں فلاں پیر کی وجہ سے، فلاں بت کی وجہ سے، فلاں ستارے کی وجہ سے اور فلاں تعویذ کی وجہ سے وغیرہ وغیرہ

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو قرآن حکیم میں صاف بتا دیا تھا کہ شیطان تمہارا ازلی دُشمن ہے، اس سے اپنی حفاظت کرو، اپنی اولاد کی حفاظت کرو، اپنے دِین کی حفاظت کرو۔ قرآن کریم میں ہے کہ ''**اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○**''۔ (یوسف ۱۲، آیت ۵) ترجمہ ''بلاشبہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے''۔

موجودہ زمانے میں اللہ تعالیٰ نے سائنس کے ذریعے ہمیں بہت سی سہولیات عطا فرمادی ہیں لیکن جتنی سہولیات زیادہ مل رہی ہیں، اتنا ہی ہم اللہ تعالیٰ سے دُور ہوتے چلے جارہے ہیں۔ میری اپنی زندگی کا مشاہدہ ہے کہ پچاس سال پہلے تک ہم اللہ تعالیٰ سے اتنے غافل نہیں تھے، جتنے آج ہیں۔

نماز اور زکوٰۃ قائم کرنا اور والدین سے حسن سلوک کرنا اور بڑوں کی عزت اور احترام بڑی تیزی سے ختم ہوتا جارہا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے سے بھلائی کا رویہ، ایک دوسرے کی مدد کرنے کا جذبہ، ایک دوسرے کیلئے دُعائے خیر کرنے کا رواج بدل کر

ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کا رویہ، ایک دوسرے کو لوٹنے کا رویہ، ایک دوسرے کو بددُعا دینے کا رویہ رواج پاتا جارہا ہے۔

حکومتی اداروں میں کرپشن اتنی انتہا پر نہیں تھی، جتنی آج ہے۔ رشوت کا بازار خوب گرم ہے۔ ٹال مٹول سے کام چلانا ہمارے اداروں کا مستقل رویہ بن چکا ہے۔ حکومت جس کو ہم جمہوری حکومت کہتے ہیں، کہیں نظر نہیں آتی۔ جمہور اپنی مصیبت آپ حل کرتے ہیں۔ حال یہ ہوگیا ہے کہ گلی گلی ہر سیاسی کارکن نے اپنی حکومت بنائی ہوئی ہے۔ جو اس کی مانتا ہے، وہ اس کا دوست ہے، خواہ بات اچھی ہو یا بُری ہو۔ جو اس کی نہیں مانتا، وہ اس کا دُشمن ہے اور پھر وہ اس سے بدلہ لینے کی کوشش کرتا ہے۔

یہ تو ہے ہماری حکومتوں کا حال۔

ہماری مساجد کا حال اس سے بھی بُرا ہے حالانکہ حدیث مبارکہ ہے کہ علماء حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہوتے ہیں۔ یاد رہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام میں تین صفتیں، ہر نبی علیہ السلام میں موجود رہی ہیں:

(۱) وہ سچ بولنے والا ہوتا تھا اور سچ پر کسی سے نہیں ڈرتا تھا خواہ اسکے سامنے اسکو موت ہی نظر آتی تھی۔

(۲) وہ جو کہتا تھا، اس پر پوری طرح عمل کر کے دکھاتا تھا۔

(۳) وہ عوام الناس میں ملا جلا رہتا تھا اور عوام الناس کے ساتھ کھانا کھاتا تھا اور عوام الناس جیسا کھانا کھاتا تھا اور عوام الناس جیسا لباس پہنتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مجلس میں ایسے بیٹھے ہوتے تھے کہ باہر سے آنے والا آدمی پہلے حضرات صحابہ کرام سے پوچھتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کون ہیں۔ (مشکوٰۃ)

آج کل کے علماء کا حال آپ کے سامنے ہے۔ کیا ان کو آپ کہیں گے کہ یہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں؟

جب حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہی ختم ہو گئے تو ہماری اصلاح کون کرے گا؟ حکمرانوں کی اصلاح کون کرے گا؟

ذرا غور کرنے کی بات ہے کہ ہم کدھر جارہے ہیں؟

کیا ہمیں جرات کر کے وہ مقام دوبارہ نہیں حاصل کرنا چاہیے جو اللہ تعالیٰ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو دیا تھا۔ اس زمانے کی دو بڑی قوتیں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے سادہ ترین ہتھیاروں اور سادہ ترین زندگی کے ہاتھوں انسانی تاریخ کی ایک قلیل ترین مدت میں پاش پاش ہوگئیں۔

آج ہم انہی قوتوں سے ڈرتے ہیں کیونکہ ہم میں ایمان نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''**فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِیْ** ''۔(البقرۃ ۲، آیت ۱۵۱) ترجمہ ''تم ان سے نہ ڈرو بلکہ (صرف) مجھ ہی سے ڈرو''۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''انسان کے لیے بہترین مال (دولت) یہ ہے کہ یادِ الٰہی میں مشغول رہنے والی زبان اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے والا دِل''۔(ماخذ از [ترمذی] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۱۷۰)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے دریافت کیا کہ ''تم لوگ کس لیے جمع ہوئے؟'' تو انہوں نے کہا کہ ''ہم ذِکر الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح کیلئے جمع ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت کی دولت سے سرفراز فرما کر احسان فرمایا''۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے پوچھا کہ ''خدا تعالیٰ کی قسم! کیا تم اسی لیے جمع ہوئے ہو؟'' ان لوگوں نے عرض کیا کہ ''خدا تعالیٰ کی قسم! ہم کو اس کے سوا اَور کسی چیز نے اکٹھا نہیں کیا''۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میں نے تہمت دینے کے لیے تمہیں قسم نہیں دی بلکہ بات یہ ہے کہ (حضرت) جبریل (امین علیہ السلام) نے آ کر مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں پر ملائکہ کے مجمع میں فخر کرتا ہے''۔([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۱۷۱) **حضرت ابوسعید** رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ایک شخص کے پوچھنے پر فرمایا کہ ''سب سے افضل قیامت کے دِن اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے والے مرد اور عورتیں ہوں گی یہاں تک کہ اس شخص سے بھی زیادہ مرتبہ ان کا ہوگا جس کی جہاد میں تلوار ٹوٹ گئی اور خود خون میں ڈوب گیا''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۱۷۳)

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿۳۷﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾

ترجمہ◄ (آیات ۳۳ سے ۴۲) جب کان بہرے کر دینے والی قیامت آ جائے گی تو اس روز آدمی اپنے بھائی سے، اپنی والدہ سے، اپنے باپ سے، اپنی بیوی سے، اپنی اولاد سے دُور بھاگے گا اور ان میں سے ہر شخص ایک دوسرے سے غافل ہو جائے گا۔ [۳۳-۳۷]

اس دِن کچھ چہرے روشن ہونگے ہشاش بشاش اور خوش وخرم۔ [۳۸-۳۹]

اور کچھ چہرے خاک آلودہ ہوں گے اور ان پر سیاہی چھائی ہو گی۔ یہ وہ لوگ ہونگے جنہوں نے (اپنی زندگی میں) کفر اور گناہ کا راستہ اختیار کیا۔ [۴۰-۴۲]

تشریح: ان آیات مبارکہ میں حساب کتاب کے دِن کا ذِکر ہے کہ اس روز انسان کا یہ حال ہوگا کہ نہ اسکو اپنے ماں باپ کی ہوش ہوگی، نہ بیوی بچوں کی۔ بس اپنا ہی فکر ہوگا اور اسی فکر میں حساب کتاب کا انتظار کر رہا ہوگا۔ جو تو نیک لوگ ہوں گے، انکو کوئی فکر نہیں ہوگا اور جو بدکردار اور کافر لوگ ہونگے، وہ پریشان چہروں والے ہونگے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ بادشاہ میں ہوں۔ دُنیا کے جبار کہاں ہیں۔ متکبر کہاں ہیں''۔ (مشکوٰۃ) **آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''قیامت کے دِن اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ اے آدم! لوگوں میں سے جہنم کا حصہ نکالو''۔ پوچھا جائیگا کہ ''جہنم کا حصہ کیا ہے؟'' اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ ''ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے''۔ (مشکوٰۃ)

اَلتَّكْوِيْرِ ۸۱

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۲۹ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝١ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝٢ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝٣ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝٤ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝٥ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝٦ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝٧ وَاِذَا

ترجمہ ◄ (آیات ۱ سے ۱۴) (قیامت کے روز) سورج لپیٹ دیا جائیگا اور تارے بے نور ہو جائینگے اور پہاڑ چلائے جائینگے۔[۱-۳]

اور اس وقت حاملہ اونٹنیوں سے انسان غافل ہو جائیگا اور اس وقت جنگلی جانور اکٹھے کر دیئے جائینگے اور اس وقت سمندر اُبل پڑیں گے۔[۴-۶]

اس وقت جانیں جسموں سے جوڑ دی جائیں گی (یعنی انسان دوبارہ زندہ کر دیا جائے گا) اس دِن زندہ دفن کی گئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس قصور میں

الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝۸ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝۹ وَاِذَا
الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝۱۰ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝۱۱
وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۝۱۲ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۝۱۳
عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ۝۱۴

ماری گئی تھی؟[۷-۹]

اس دِن اعمال نامے کھول دیئے جائیں گے۔[۱۰]

اس دِن آسمان کا پردہ کھینچ لیا جائے گا اور جہنم دہکائی جائے گی۔[۱۱-۱۲]

اس دِن جنت قریب لائی جائے گی۔[۱۳]

اس وقت ہر شخص معلوم کر لے گا کہ وہ کیا اعمال پیش کرنے والا ہے۔
(حساب کتاب کیلئے)[۱۴](سب لوگوں کے اعمال نامے ان کے سامنے رَکھ دیے جائیں گے)

تشریح: یہ آیات مبارکہ قیامت کا نقشہ پیش کر رہی ہیں۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''پہلے اور دوسرے صور پھونکنے کے درمیان چالیس کا وقفہ ہو گا''۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ''ہم نہیں جانتے کہ یہ چالیس کیا ہے''۔ (چالیس دِن بھی ہو سکتے ہیں، سال بھی ہو سکتے ہیں، چالیس سو سال بھی ہو سکتے ہیں، چالیس ہزار سال بھی ہو سکتے ہیں اور اس سے کم و بیش بھی ہو سکتے ہیں) (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۲۸۵) پہلے صور میں زمین و آسمان اللہ تعالیٰ کی مٹھی میں ہونگے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''قیامت کے روز اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ لے گا۔ پھر زمینوں کو اپنے دست قدرت میں لے گا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۲۸۷) پہلے صور کی حدیث شریف میں **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''سورج اور چاند کو بے نور کر دیا جائے گا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۲۹۰)

یہ حدیث مبارکہ پہلے صور کے متعلق ہے۔ **حضرت ابوسعید خدری** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''مجھے کیسے چین آئے جبکہ صور پھونکنے والے نے اسے پکڑا ہوا ہے اور کان لگائے ہوئے ہیں اور پیشانی جھکائی ہوئی ہے۔ انتظار کر رہا ہے کہ کب پھونکنے کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرما دیا جائے''۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہمیں کیا نصیحت فرماتے ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''کہو

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْل

ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے

(کہ اسکا ذِکر کیا کرو)

(مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۲۹۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''صور ایک سینگ ہے جس میں پھونک ماری جائیگی''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۲۹۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشادِ ربانی ''**فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ**'' (المدثر ۷۴، آیت ۸) ترجمہ ''پھر جس وقت سینگ میں پھونک ماری جائے گی'' تو یہ پہلی دفعہ کا پھونک مارنا ہے۔ اس کو ''**اَلرَّاجِفَةُ**'' کہتے ہیں۔ اس وقت تمام کائنات ہلاک ہو جائے گی۔ پھر دوسری دفعہ صور پھونکا جائے گا جس کو ''**اَلرَّادِفَةُ**'' کہتے ہیں۔ اس وقت تمام کائنات دوبارہ زندہ ہو جائے گی''۔ (ماخذ از مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۲۹۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے روز ہمارا رَبّ تعالیٰ اپنی قدرت کی پنڈلی کھولے گا تو ہر مومن اس کیلئے سجدہ کرے گا اور ہر مومنہ بھی اور جو لوگ دکھاوے یا شہرت کیلئے دُنیا میں سجدہ کرتے تھے (نماز پڑھتے تھے) وہ سجدے میں جانا چاہیں گے لیکن نہیں جا سکیں گے کیونکہ ان کی کمر تختہ بن جائے گی''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۰۶)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ

وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی کہ ''**يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا**''۔ (الزلزال ۹۹، آیت ۴) ترجمہ ''قیامت کے دِن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے پوچھا کہ ''کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سی خبریں ہیں؟''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اس کی خبریں یہ ہیں کہ ہر مرد اور عورت نے جو زمین پر عمل کیا ہوگا، زمین اس کی گواہی دے گی اور کہے گی کہ مجھ پر فلاں فلاں دِن، فلاں فلاں کام کیے گئے۔ یہی اس کی خبریں ہیں''۔ ([احمد، ترمذی] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۰۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس کے ہاں لڑکی ہو، وہ اسے زندہ دفن نہ کرے (نہ اس کو کسی اَور طریقے سے مار دے)، نہ ذلیل کر کے رَکھے، نہ بیٹے کو اس پر ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ ایسی عورت کو جنت میں داخل کرے گا''۔ (ابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے روز ہر شخص نادم ہوگا''۔ پوچھا گیا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! کس بات پر نادم؟'' فرمایا کہ ''اگر وہ نیک ہے تو اس بات پر نادم ہوگا کہ زیادہ نیکیاں کیوں نہ کیں اور اگر بُرا ہے تو نادم ہوگا کہ بُرائی کیوں نہ چھوڑی''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۰۹)

حضرت عقبیٰ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ ''نجات کی کیا صورت ہے؟'' فرمایا کہ ''اپنی زبان قابو میں رَکھ۔ اپنے گھر میں رہ۔ اپنی غلطیوں پر روتے رہا کرو''۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، حدیث ۲۲۲۳) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''ذِکرِ الٰہی کے علاوہ کثرتِ کلام سے پرہیز کرو کیونکہ اس سے دِل سخت ہو جاتا ہے اور سخت دِل اللہ تعالیٰ سے دُور ہوتا ہے''۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، حدیث ۲۲۲۸) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''میں اپنی اُمت میں کبیرہ گناہ کرنے والوں کی شفاعت کروں گا''۔ (جامع ترمذی جلد دوم حدیث ۲۲۵۱) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''میری اُمت میں سے کئی لوگ شفاعت کرینگے۔ کوئی ایک جماعت کی شفاعت کرے گا۔ کوئی ایک قبیلے کی۔ کوئی ایک چھوٹی جماعت کی دس سے چالیس تک۔ کوئی صرف ایک آدمی کی پھر وہ سب جنت میں داخل ہونگے''۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، حدیث ۲۲۵۵)

فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾ وَالَّيْلِ
اِذَا عَسْعَسَ ﴿۱۷﴾ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ
رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۹﴾ ذِىْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ
مَكِيْنٍ ﴿۲۰﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ﴿۲۱﴾ وَمَا صَاحِبُكُمْ
بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ﴿۲۳﴾ وَمَا هُوَ
عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿۲۴﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ

ترجمہ◄ (آیات ۱۵ سے ۲۹) (نہیں! جو کچھ کہا گیا، یہ باتیں غلط نہیں ہیں) میں قسم کھاتا ہوں تاروں کی جو پلٹ کر آنے والے ہیں اور چھپ جانے والے ہیں اور رات کی جب وہ رُخصت ہو رہی ہوتی ہے اور صبح کی جب وہ سانس لینا شروع کرتی ہے۔ [۱۵-۱۸] (جیسے تمہارے مشاہدے میں تاروں کا آنا جانا سچ ہے اور رات اور صبح کا آنا جانا سچ ہے اور صبح کو ہر جاندار کا اپنے کاروبار میں مصروف ہو جانا ایسا سچ ہے گویا کہ جیسے تم سانس لے رہے ہو۔ یہ بات بالکل سچ ہے کہ یہ قرآن کریم ایک بزرگ ہستی کا لایا ہوا ہے)

یہ ایک بزرگ شخصیت جو کہ بھیجی گئی ہے، اس کا قول ہے (یعنی حضرت جبریل امین علیہ السلام) عرش والے کے پاس بڑی قوت والی یہ شخصیت ہے۔ [۱۹-۲۰]

عرش کے پاس اس کا حکم مانا جاتا ہے (دوسرے فرشتے اس کا حکم مانتے ہیں) اور وہ امین ہے۔ (وہ خیانت کرنے والا نہیں ہے) [۲۱]

(اے مکہ والو!) تمہارا ساتھی (یعنی حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) مجنون نہیں ہے۔ اس نے یقیناً اس پیغامبر (یعنی حضرت جبریل امین علیہ السلام) کو اُفق پر واضح طور پر دیکھا ہے۔ [۲۲-۲۳]

وہ غیب کی باتیں تمہیں بتانے کے معاملے میں چھپانے والا نہیں ہے اور یہ

رَّجِيْمٍ ﴿۲۵﴾ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ
لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿۲۸﴾ وَمَا
تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۹﴾

قرآن کریم شیطان مردود کا بھی نہیں ہے۔[۲۴-۲۵]

تم کدھر کی سوچتے ہو۔ یہ تو سارے جہانوں (یعنی تمام انسان اور تمام جنات جو قیامت تک پیدا ہونے والے ہیں) کیلئے ایک کتابِ نصیحت ہے[۲۶-۲۷]

نصیحت وہ لے گا جو سیدھے راستے پر چلنا چاہتا ہے اور تم خود اس وقت تک سیدھے راستے پر نہیں چل سکتے جب تک کہ کائنات کا رَبِّ کریم نہ چاہے[۲۸-۲۹](اس کا اصول یہ ہے کہ وہ اس وقت انسان کو سیدھے راستے پر چلاتا ہے جب انسان خود چلنا چاہتا ہے)

تشریح: وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ:

انسان کو ہدایت دینے کا اللہ تعالیٰ نے ایک طریقہ مقرر فرمایا ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ** ''۔(البلد۹۰،آیت۱۰)

ترجمہ''ہم نے انسان کو دونوں راستے دکھا دیئے''یعنی نیکی کا راستہ بھی اور بدی کا راستہ بھی اور پھر انسان کو ہم نے آزادی دے دی کہ وہ بدی کا راستہ اختیار کرتا ہے یا نیکی کا راستہ اختیار کرتا ہے۔اگر وہ نیکی کا پکا ارادہ کرتا ہے اور نیکی کے راستے پر چل نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو نیکی کی طرف مزید مدد فراہم کرتا ہے جیسے حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ''اگر انسان اپنے دِل میں میرا ذِکر کرتا ہے تو میں بھی اسکا ذِکر اپنے دِل میں کرتا ہوں۔اگر وہ میرا ذِکر اعلانیہ کرتا ہے تو میں بھی اسکا ذِکر اس سے بہتر مجلس میں اعلانیہ کرتا ہوں (یعنی فرشتوں کی مجلس)اگر وہ میری طرف ایک قدم اُٹھاتا ہے تو میں اسکی طرف دس قدم اُٹھاتا ہوں۔اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اسکی طرف بھاگ کر جاتا ہوں''(مشکوٰۃ)

اصول یہ ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کی طرف یعنی نیکی کی طرف چلنے لگتا ہے یا چل پڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس کی مدد کرتے ہیں لیکن اگر وہ بُرائی کا پختہ

ارادہ کر لیتا ہے یا بُرائی شروع کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس کی مدد نہیں کرتے پھر انسان کے دُشمن شیطان کو موقع مل جاتا ہے اور وہ اس کی مدد کرتا ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انسان اگر نیکی کا انتخاب کر کے جب اس پر پکا ارادہ بنالیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے'' (کشف المحجوب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''بنی اسرائیل کا ایک آدمی سفر میں تھا۔ راستے میں صحرائی ٹیلے آئے تو اس نے اپنے دِل میں پکی نیت سے یہ خیال کیا کہ اگر یہ سب سونے کے ہو جائیں تو میں ان سب کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر ڈالوں تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اسکے نامہ اعمال میں اس قدر سونے کی خیرات لکھ دو جتنے یہ ٹیلے نظر آتے ہیں''۔ (جنت کی کنجی) تو اللہ تعالیٰ کا چاہنا اور نہ چاہنا اور یہ فرمانا کہ انسان نہیں چاہے گا جب تک اللہ تعالیٰ نہیں چاہے گا تو اسکا مطلب یہی ہے کہ جب انسان پہلا قدم اُٹھائے گا تو پھر ہم اسکے دوسرے قدم میں برکت ڈالیں گے اگر وہ نیکی کی طرف قدم اُٹھاتا ہے۔ اگر اسکا پہلا قدم بُرائی کی طرف ہے تو ہم اسکی مدد نہیں کرینگے بلکہ شیطان اسکو بُرائی کی طرف دوسرا قدم اُٹھانے پر مجبور کریگا تو وہ بُرائی کی طرف چل نکلے گا۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِيْن:

اللہ تعالیٰ کائناتوں کا بادشاہِ مطلق ہے۔ آسمان و زمین کا وہی مالک ہے۔ وہ جو چاہے اور جب چاہے، ایک نیا حکم بھیج دے اور پُرانے حکم کو کالعدم قرار دے دے۔ یہ اس کی حکمتوں میں سے ہے کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے۔ اس کی حکمت تک رسائی ہم نہیں کر سکتے۔ ہر مذہب اپنے اپنے زمانے کیلئے قابل عمل تھا اور اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ تھا۔ جیسے زمانے میں ترقی ہوتی گئی اور نئے نئے مسائل پیدا ہوتے گئے تو اللہ تعالیٰ نئے قواعد زمانے کے لحاظ سے بھیجتا رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک دِین دیا جو کہ تورات میں محفوظ ہے اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں تورات کے دِین کو مزید وسعت دی اور تفصیل سے تورات کو بیان کیا۔ اس کے بعد حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ مکرمہ میں نبی بن کر آئے تو ان کو بھی ایک دِین دیا لیکن ساتھ ہی یہ فرمادیا کہ اب تمام پہلے دِین میں نے ختم کر دیئے ہیں۔ اب نئے

دِین کو جسکا نام ''اسلام'' ہے، قیامت تک یہی قابل عمل رہے گا۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے لازم قرار دیا کہ یہ دِین کسی ایک ملک کیلئے نہیں ہے بلکہ زمین پر تمام انسانیت کے لیے ہے۔ جو ادیان پہلے موجود تھے، ان کو بھی حکم ہوا کہ اپنا دِین چھوڑ کر اب اس دِین کو پکڑ لیں مثلاً **آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''جو بھی یہودی یا عیسائی میرے متعلق سنے اور میرے دِین کو قبول نہ کرے، وہ جہنم میں جائے گا''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۷

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جو کوئی اہل کتاب میں سے اپنے نبی پر ایمان لایا (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر) اور پھر مجھ پر ایمان لایا تو اللہ تعالیٰ اس کو دہرا ثواب اور اَجر عطا کرے گا''۔ (مشکوٰۃ شریف)

شرک تو حضرت آدم علیہ السلام کے پیدائش سے بھی پہلے سے منع ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے پہلے جو لوگ دِین اسلام کے لیے مخاطب بنے، وہ مشرکین مکہ تھے لہٰذا دُنیا کے تمام مشرکین اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان نہیں لائیں گے تو وہ جہنمی ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''**اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝**''۔ (البینہ ۹۸، آیت ۶) ترجمہ ''اہل کتاب اور مشرکین میں سے جنہوں نے کفر کیا (یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہیں لائے)، وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں رہیں گے۔ یہ لوگوں میں سے بدترین مخلوق ہیں''۔

یہ قرآن حکیم ہر ملک ہر قوم ہر مذہب کے ماننے والوں کے لیے ہے۔ دُنیا کے تمام انسانوں کا فرض ہے کہ وہ **دِین اسلام** کو قبول کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اب باقی تمام دِینوں کو کالعدم کر دیا ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دِین، دین اسلام ہے۔ (آلِ عمران ۳، آیت ۱۹)

دِین کا مطلب انسان کی زندگی اور موت کا ''**دستور**'' بتایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا**''۔ (سورۃ الاعراف ۷، آیت ۱۵۸) ترجمہ ''اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ

علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے فرمایا، تم اعلان فرمادو کہ اے ''تمام دُنیا کے'' انسانو! میں تم سب کی طرف رسول بن کر آیا ہوں''۔ اس دستور پر عمل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کا علم حاصل کیا جائے۔ **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جو کوئی علم (دِین) سیکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دے گا۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، حدیث ۲۴۵۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص علم (دِین) حاصل کرنے کے لیے نکلا، وہ واپس لوٹنے تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے''۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، حدیث ۲۴۵۴)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک تبلیغ اور جنگ کرتا رہوں جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں

(۱) اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر

(۲) میری رسالت پر

(۳) اور نماز قائم نہ کرنے لگیں

(۴) اور زکوٰۃ اَدا نہ کرنے لگیں

تو لہٰذا جب انہوں نے ایسا کرنا شروع کر دیا تو پھر انہوں نے اپنی جانوں اور اموال کو مجھ سے محفوظ کر لیا اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذِمہ رہا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۰) اس حدیث مبارکہ سے بھی یہ ثابت ہے کہ دُنیا کے تمام مذاہب اب ختم ہو چکے ہیں اور صرف ایک ہی مذہب یعنی دِین اسلام قیامت تک تمام انسانوں کے لیے باقی رَکھا گیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جس نے قرآن کریم کی پیروی کی، وہ نہ تو دُنیا میں گمراہ ہوگا اور نہ آخرت میں''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۸۰)

۝.....۝.....۝

اَلْاِنْفِطَارِ ۸۲

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۱۹ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۙ﴿۱﴾ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۙ﴿۲﴾ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۙ﴿۳﴾ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۙ﴿۴﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ؕ﴿۵﴾

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۵) [اس دِن سے ڈَرو] جب آسمان پھٹ جائیگا۔ جب تارے بکھر جائینگے۔ جب سمندر پھاڑ دیئے جائینگے اور جب قبریں کھول دی جائینگی۔[۱-۴]
اس وقت ہر شخص جان لے گا کہ اس نے آگے کیا بھیجا اور پیچھے کیا چھوڑا[۵]

تشریح: یہ آیات مبارکہ دوسرے **نفخہ** (یعنی جب ہر چیز دوبارہ زندہ ہوجائے گی) کے بعد قیامت کے اوّل دَور کا نقشہ کھینچ رہی ہیں۔ ان آیات مبارکہ سے اشارہ ملتا ہے کہ زمین اور آسمان کی ہر چیز اپنی جگہ سے ہٹ جائیگی اور قبروں سے انسانوں کو دوبارہ زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا اور وہ حساب کتاب کیلئے حاضر کیے جائیں گے اور ہر انسان اپنا اعمال نامہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا۔ اے مشرکو! تمہیں اس وقت یقین ہوگا کہ یہ وقت اب آ گیا ہے جس کو تم دُنیا میں جھٹلایا کرتے تھے۔

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۙ﴿۶﴾ الَّذِيْ
خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۙ﴿۷﴾ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا
شَآءَ رَكَّبَكَ ؕ﴿۸﴾ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۙ﴿۹﴾ وَاِنَّ
عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۙ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۙ﴿۱۱﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا
تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۚ﴿۱۳﴾ وَاِنَّ الْفُجَّارَ
لَفِيْ جَحِيْمٍ ۚ﴿۱۴﴾ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۱۵﴾ وَمَا هُمْ
عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ؕ﴿۱۶﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۙ﴿۱۷﴾ ثُمَّ
مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ؕ﴿۱۸﴾ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ

ترجمہ◄ (آیات ۶ سے ۱۹) اے انسان! تجھے کس چیز نے اپنے مہربان رَبِّ کریم کے بارے میں دھوکے میں ڈال رَکھا ہے حالانکہ اسی نے تجھے بنایا اور اسی نے تیری ساخت کو پوری طرح ٹھیک کیا اور اسی نے تیرے ہر عضو کو متوازن رَکھا اور جیسا اس نے تیری خوبصورت شکل بنانی چاہی، بالکل ویسی ہی بنائی۔[۶-۸]

ہرگز نہیں (تم ہرگز اپنے رَبِّ کریم کا شکر اَدا کرنے والے نہیں) بلکہ تم تو جزا اور سزا کو جھٹلاتے ہو حالانکہ ہمارے نگران (فرشتے) تم پر مقرر ہیں جو معزز ہیں اور تمہارے ہر عمل کو جانتے ہیں اور لکھتے جا رہے ہیں۔[۹-۱۲] (ان اعمال کی بنا پر جو کہ تمہارے سامنے ہوں گے تمہارا فیصلہ کیا جائے گا جزا کا یا سزا کا)

یقیناً نیک لوگ نعمتوں میں ہونگے (یعنی جنت میں) اور بدکار لوگ جہنم میں ہونگے جس میں وہ حساب کتاب کے دِن اس میں ڈالے جائینگے اور اس سے ہرگز باہر نہیں نکل سکیں گے اور تم کیا جانو کہ یومِ حساب کیا چیز ہے؟[۱۳-۱۷] (یہ بہت بڑی

لِّنَفْسٍ شَيْئًا ؕ وَّالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾ ع

ڈرانے والی چیز ہے)

ہم پھر کہتے ہیں کہ تم کیا جانو کہ یومِ حساب کیسا دِن ہے؟[۱۸]

(یومِ حساب) وہ ایسا دِن ہے جس میں کسی شخص کو کسی شخص کی مدد کیلئے کوئی اختیار نہیں ہوگا اور اس دِن فیصلہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کا چلے گا۔[۱۹]

تشریح: یہاں اللہ تعالیٰ تخلیقِ آدم کے متعلق ذِکر کرتا ہے کہ اے آدم کے بیٹے انسان! میں نے ہی تمہیں بنایا اور میں نے تمہیں بہت ہی بہتر بنایا لیکن تم میری بات پر توجہ ہرگز نہیں دے رہے اور تمہیں وجود میں لانے پر تم میرا شکریہ بھی اَدا نہیں کرتے۔

تم یہاں تک گمراہ ہو حتیٰ کہ تم آخرت کے حساب کے متعلق جسکو میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ ہوگا، اس پر یقین نہیں رَکھتے حالانکہ ہم حساب کتاب کیلئے ہر چیز ریکارڈ کر رہے ہیں۔ اے انسان! یاد رَکھ۔ اس دِن جو کامیاب ہوگیا، وہ جنت میں جائے گا اور وہاں کی نعمتیں اس کو حاصل ہوں گی اور جو فیل ہوگیا، وہ جہنم میں جائے گا جہاں اس کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا اور وہ وہاں سے نکل بھی نہیں سکے گا۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''سات چیزوں کے آنے سے پہلے نیک اعمال کرلو''۔

(۱) غربت سے پہلے۔ (۲) غافل کردینے والی دولت سے پہلے۔

(۳) ایسی بیماری جو اعضاء کو شل کردے، اس سے پہلے۔

(۴) بڑھاپے سے پہلے جس میں انسان عقل کھودیتا ہے۔

(۵) یکدم آنے والی موت سے پہلے۔

(۶) دجال کے آنے سے پہلے کیونکہ جو چیزیں دُنیا میں اب تک غائب ہیں، سب سے بُرا ہے۔

(۷) قیامت سے پہلے اسلئے کہ قیامت بہت سخت اور کڑوی ہے۔

(جامع ترمذی، جلد دوم، حدیث ۲۱۲۴)

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے

کہ داڑھی مبارک تر ہو جاتی۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ جنت اور جہنم کے ذِکر پر اتنا نہیں روتے جتنا قبر پر روتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر کسی نے اس سے نجات پالی تو بعد کے مرحلے اسکے لیے آسان ہیں اور اگر کسی شخص نے اس میں نجات نہیں پائی تو بعد کے مرحلے اس سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے قبر کے منظر سے زیادہ خوفناک منظر میں مبتلا کرنے والا کوئی دوسرا منظر نہیں دیکھا۔ (جامع ترمذی جلد دوم حدیث ۲۱۲۶)

حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا قول نقل فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا خواہشمند ہوتا ہے (یعنی نیک ہوتا ہے) تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کرنا پسند فرماتے ہیں اور جو شخص اسکی خواہش نہ رَکھتا ہو، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند نہیں فرماتا''۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، حدیث ۲۱۲۷)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص خوفِ خدا تعالیٰ کی وجہ سے رویا۔ وہ اس وقت تک دوزخ میں داخل نہیں ہوسکتا جب تک کہ دودھ پستان سے نکلا ہوا اس میں واپس نہ چلا جائے اور **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے مزید فرمایا کہ ''جہاد کا غبار اور جہنم کا دھواں جمع نہیں ہوسکتے''۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، حدیث ۲۱۲۹) **حضرت ابو ہریرۃ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ '' کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو ایسی باتیں کرتے ہیں جس میں انکے نزدیک کوئی مضائقہ نہیں ہوتا (یعنی جھوٹ بول کر) لیکن اللہ تعالیٰ اسکی وجہ سے انہیں ستر (۷۰) سال کی مسافت تک دوزخ میں پھینک دیتے ہیں۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، حدیث ۱۲۳۲) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''ہلاکت ہے اس شخص کیلئے جو لوگوں کو ہنسانے کیلئے کوئی جھوٹی بات کرتا ہے جسے سن کر لوگ ہنسیں، اسکے لیے بربادی ہے اور ہلاکت ہے''۔ (جامع ترمذی جلد دوم حدیث ۲۱۳۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''کسی شخص کے بہترین مسلمان ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ بیہودہ باتوں کو چھوڑ دے''۔ (جامع ترمذی جلد دوم حدیث ۲۱۳۵

اَلْمُطَفِّفِيْنَ ۸۳

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۳۶ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى
النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۖ﴿۲﴾ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ
يُخْسِرُوْنَ ؕ﴿۳﴾ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۙ﴿۴﴾
لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۙ﴿۵﴾ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

ترجمہ ◄ (آیات ۱ سے ۱۷) ہلاکت ہے ان کے لیے جو کمی کرتے ہیں (ناپ تول میں)۔ جب وہ لوگوں سے لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں۔[۱-۲]

اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔[۳]

کیا یہ نہیں سوچتے کہ انہوں نے دوبارہ زندہ ہونا ہے ایک بڑے دِن میں (یعنی قیامت میں) جبکہ تمام انسان حساب کے لیے رَبّ العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ ہرگز نہیں! (یعنی یہ ہرگز ایسا نہیں سوچتے)

بُرے کام کرنے والوں کا نامۂ اعمال سِجّین میں ہوگا۔ آپ کیا سمجھے کہ

ۗ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۗ وَمَا
اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۗ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۗ وَيْلٌ
يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ
الدِّيْنِ ۗ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۙ
اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۗ
كَلَّا بَلْ سكتة رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا
يَكْسِبُوْنَ ۝ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ
لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۗ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۗ ثُمَّ
يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۗ

سِجِّيْن کیا ہے؟ ایک کتاب ہے **رقم** کی ہوئی۔[۴-۹] (انسان کے اعمال کی ایسی کتاب جو کہ ریاضی کی طرح بغیر کسی غلطی کے لکھی گئی ہے)

ہلاکت ہے جھٹلانے والوں کیلئے۔ جو روزِ جزا (یعنی آخرت) کو جھٹلاتے ہیں اور اسے جھٹلاتے ہیں وہ لوگ جو زیادتی کرنے والے اور گناہگار ہیں۔[۱۰-۱۲]

جب ہماری آیات ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تو پُرانے قصے کہانیاں ہیں۔[۱۳]

ہرگز نہیں! (یعنی ایسی بات ہرگز نہیں کہ یہ پُرانے زمانے کی کہانیاں ہیں، یہ تو نصیحتیں ہیں) ان کے بُرے اعمال ان کے دِلوں پر چھا گئے ہیں۔[۱۴]

ہرگز نہیں! (یہ ہرگز ہماری نصیحتیں نہیں مانتے لہٰذا) یقیناً یہ لوگ اپنے رَبِّ کریم کی زیارت سے محروم رَکھے جائینگے۔ پھر یہ جہنم میں داخل ہو جائینگے۔[۱۵-۱۶]

پھران سے کہا جائیگا کہ یہ وہی چیز ہے (یعنی جہنم) جس کوتم جھٹلایا کرتے تھے۔[۱۷]

تشریح : انسان کی روزمرہ کی زندگی میں ناپ تول کا لفظ بیشمار جگہ استعمال ہوتا ہے۔کہیں حقیقتاً، کہیں استعارہ کے طور پر مثلاً کپڑا لینے جاتے ہیں تو آپ ناپ کر لیتے ہیں۔گندم لینے جاتے ہیں تو آپ تول کر لیتے ہیں لیکن جب آپ بولتے ہیں اور بیہودہ بولتے ہیں تو ایک نیک آدمی آپ کو کہتا ہے کہ ''پہلے تولو، پھر بولو''۔

ایک آدمی دفتر میں ایک خط لکھتا ہے۔دفتر اس پر کوئی ایکشن، کوئی عمل نہیں کرتا تو افسر مجاز کہتا ہے کہ آپ کے خط میں کوئی وزن نہیں ہے۔ایک وکیل عدالت میں پیش ہوتا ہے۔ایک دوسرا وکیل اسکے مقابلے میں پیش ہوتا ہے۔جج صاحب کہتے ہیں کہ فیصلہ فلاں وکیل کے حق میں ہے کیونکہ اس کے دلائل وزنی ہیں۔مختصر یہ کہ کائنات میں زمین پر بھی اور آخرت میں حساب کے دوران بھی حق کا وزن ہوگا اور باطل کا وزن کوئی نہیں ہوگا۔سچ کا وزن ہوگا اور جھوٹ کا وزن کوئی نہیں ہوگا۔ہمیں چاہیے کہ جو کام کریں، جو بات کریں، جو قدم اُٹھائیں، وہ حق پر کریں گے تو یہاں بھی اور آخرت میں بھی اس کے وزن کی وجہ سے اور وزن کے تناسب کے مطابق اللہ تعالیٰ ہمیں برکتیں اور اَجر عطا فرمائے گا۔

اگر ہم یہاں بھی سچ میں ڈنڈی مارتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی برکتیں یہاں بھی اور آخرت میں بھی ختم ہو جاتی ہیں۔اُلٹا کسی نہ کسی صورت میں عذاب ملتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ''**وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ**''۔(الاعراف ۶، آیت ۸) ترجمہ ''اس روز (یعنی قیامت کے روز) وَزن برحق ہوگا''۔(یعنی حق کا وزن ہوگا، باطل کا کوئی وزن نہیں ہوگا یا دوسرے معنوں میں یوں کہہ لیجیے کہ جو وزنی چیز ہوگی، وہ سچ ہوگا۔جو ہلکی چیز ہوگی، وہ جھوٹ ہوگا)

ہر نیکی کا قیامت میں وزن ہوگا اور ہر بُرائی قیامت میں بے وزنی ہوگی۔اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ''ان (یعنی بُرے لوگوں) کے اعمال راکھ کا ڈھیر ہوں گے''۔

زندگی میں سچ بولنا اور سچ پر کام کرنا انسان کی شخصیت کو سچا بنا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ سچا سمجھا جاتا ہے جیسے تمام انبیاء کرام علیہم السلام سچے سمجھے جاتے ہیں۔

اسی طرح زندگی میں جھوٹ بولنا اور جھوٹ بولتے رہنا انسان کی شخصیت کو جھوٹا بنا دیتا ہے جیسے ابلیس، فرعون، نمرود، شداد وغیرہ وغیرہ

جھوٹا انسان سچ بولنا بھی چاہے تو اس سے سچ بولا نہیں جاتا اور سچ بولنے والا انسان اگر جھوٹ بولنا بھی چاہے تو وہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ایک زمانہ آئیگا کہ امانت لوگوں کے دِلوں سے کھینچ لی جائیگی۔ لوگ خرید وفروخت کرینگے اور ان میں امانت اَدا کرنے والا (یعنی ایمانداری سے کاروبار کرنے والا) کوئی بھی نہیں ہوگا۔ پس کہا جائیگا کہ فلاں قبیلے میں ایک امانتدار آدمی ہے اور کہا جائیگا کہ فلاں آدمی کتنا عقلمند، کتنا خوش مزاج، کتنا ہوشیار ہے لیکن اسکے دِل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا'' (یعنی سچائی نہیں ہوگی) ([متفق علیہ] ماخذ از مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۱۴۶)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ایک وقت آئیگا اندھیری رات کی طرح فتنے نازل ہونگے۔ آدمی صبح کو مومن اور شام کو کافر ہوگا اور شام کو مومن اور صبح کو کافر ہوگا۔ اپنے دِین کو لوگ دُنیا کے بدلے بیچ دینگے''۔ ([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۱۴۸)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا: [۱] جب تم بیکار لوگوں میں رہ جاؤ گے (یعنی بہت بڑی اکثریت لوگوں کی جھوٹ پر چل رہی ہوگی) [۲] انکے عہد و پیمان (وعدے حلف قسمیں وغیرہ) میں بگاڑ آجائیگا (یعنی جھوٹ پر مبنی ہوگا اور پورا نہیں کرینگے) [۳] امانتوں میں خیانت آجائیگی (یعنی جھوٹ غالب ہوگا) [۴] لوگ آپس میں سخت اختلاف کرینگے'' اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی انگلیاں آپس میں پیوست کر کے دکھائیں۔ **حضرت عبداللہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ

(۱) ''جس کام کو اچھا سمجھو، اسے کرلو (۲) جس کام کو بُرا سمجھو، اسے چھوڑ دو

(۳) صرف اپنی ذات کی فکر کرو (۴) عوام الناس کا خیال چھوڑ دو''۔

ایک روایت میں ہے کہ ''اپنے گھر میں رہنا، اپنی زبان کو قابو میں رَکھنا، نیک کام کرنا، جو کام بُرا نظر آئے، اسے چھوڑ دینا، اپنے آپکو درست رَکھنا ضروری ہے اور عام لوگوں کی فکر چھوڑ دینا''۔ ([ترمذی] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۱۶۳)

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَآ
اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿۱۹﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۰﴾ يَّشْهَدُهُ
الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۲۲﴾ عَلَى
الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ
النَّعِيْمِ ﴿۲۴﴾ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿۲۵﴾ خِتٰمُهٗ
مِسْكٌ ؕ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿۲۶﴾
وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ﴿۲۷﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ

ترجمہ◄ (آیات ۱۸ سے ۳۶) ہرگز نہیں! (یعنی جھٹلانے والے سچوں کے برابر نہیں ہوسکتے) یقیناً نیک آدمی کا اعمال نامہ عِلِّيِّيْن میں ہوگا۔[۱۸]

تم کیا سمجھے کہ عِلِّيِّيْن کیا ہے؟[۱۹]

ایک رقم کی ہوئی کتاب ہے۔[۲۰] (انسان کے اعمال کی ایسی کتاب جو کہ ریاضی کی طرح بغیر کسی غلطی کے لکھی گئی ہے)

اس کی حفاظت مقرب فرشتے کر رہے ہیں۔[۲۱]

یقیناً نیک لوگ نعمتوں میں ہونگے۔ اونچی مسندوں پر بیٹھے نظارے کر رہے ہونگے۔ نعمت کا خوشگوار اثر انکے چہروں پر تم دیکھو گے۔[۲۲-۲۴]

انکو نفیس سربند شراب پلائی جائیگی جس پر مشک کی مہر ہوگی۔ جو اسکی چاہت رکھتے ہیں، انہیں چاہت رکھنے والوں سے بڑھ کر چاہت رکھنی چاہیے۔[۲۵-۲۶]

اس شراب میں تسنیم کی آمیزش ہوگی۔ یہ ایک چشمہ ہے جس سے مقرب بندے شراب پئیں گے۔[۲۷-۲۸]

مجرم لوگ دُنیا میں ایمان لانے والوں کا مذاق اُڑایا کرتے تھے۔ جب انکے

ۗ اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
يَضْحَكُوْنَ ۝۲۹ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ۝۳۰ وَاِذَا
انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ۝۳۱ وَاِذَا
رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَالُّوْنَ ۝۳۲ وَمَآ اُرْسِلُوْا
عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ۝۳۳ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ
الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ۝۳۴ عَلَى الْاَرَآئِكِ ۙ يَنْظُرُوْنَ
ۗ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝۳۶

پاس سے گزرتے تو آنکھوں سے انکی طرف (بیہودہ) اشارے کرتے۔[۲۹-۳۰]

جب وہ اپنے گھروں کو واپس لوٹتے تو ان سے مذاق کرتے ہوئے لوٹتے[۳۱]

اور جب وہ ان ایمان والوں کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ تو گمراہ لوگ ہیں حالانکہ یہ مجرمین ایمان لانے والوں پر نگران بنا کر نہیں بھیجے گئے۔[۳۲-۳۳]

اب آج (یعنی قیامت کے دِن) ایمان لانے والے کفار پر ہنس رہے ہوں گے اور شاہانہ تختوں پر بیٹھے انکو (بُرے حال میں) دیکھ رہے ہونگے۔[۳۴-۳۵]

مل گیا ناں ان کفار کو انکے اعمال کا بدلہ جو وہ کرتے تھے؟[۳۶]

تشریح: اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں کیلئے جنت میں ایسی ایسی چیزیں رکھی ہیں جنکا کسی انسان کے دِل میں کبھی کوئی خیال نہیں گزرا ہوگا۔(مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جنت میں کوئی درخت ایسا نہیں جس کا تنا سونے کا نہ ہو''۔(ترمذی، جلد دوم، حدیث ۲۳۳۷)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے

فرمایا کہ ''جنت میں ایسے کمرے ہوں گے جن کا اندرونی منظر باہر سے اور بیرونی منظر اندر سے نظر آئے گا''۔

ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ ''یہ کمرے کس کے لیے ہوں گے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم!؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ

(۱) ''جو اچھی باتیں کرے

(۲) جو لوگوں کو کھانا کھلائے

(۳) جو ہمیشہ (رمضان المبارک کے) روزے رَکھے

(۴) جو رات کو نماز پڑھے جب کہ دوسرے سو جاتے ہیں''۔ (یعنی تہجد کی نماز پڑھے)

(جامع ترمذی، جلد دوم، حدیث ۲۳۳۹)

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ ''جنت میں دو باغ ایسے ہوں گے جن کے برتن اور تمام چیزیں چاندی کی ہونگی اور دوسرے دو باغ ایسے ہونگے جنکے برتن اور تمام چیزیں سونے کی ہونگی۔ پھر اہل جنت اور دیدارِ باری تعالیٰ میں کبریائی کی چادر کے علاوہ کوئی چیز حائل نہیں ہوگی۔ جنت میں ایک ایسا خیمہ بھی ہوگا جو ساٹھ میل چوڑے موتی سے بنایا گیا ہوگا۔ اسکے ہر کونے میں حوریں ہونگی۔ پھر ایک کونے والے دوسرے کونے والوں کو نہیں دیکھ سکیں گے۔ مومن ان حوروں کے پاس آیا جایا کرے گا''۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، حدیث ۲۳۴۰)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جنت میں سو (۱۰۰) دَرجے ہیں اور ہر دَرجے کے درمیان سو (۱۰۰) برس کا فاصلہ ہے''۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، حدیث ۲۳۴۱)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جنت میں سو (۱۰۰) دَرجے ہیں۔ ہر دو (۲) دَرجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان اور جنت الفردوس جنتوں میں سب سے اعلیٰ اور جنتوں کا دِل ہے۔ اس کے اوپر **الرحمٰن** کا عرش ہے۔ جنت کے دریا بھی اسی سے نکلتے ہیں لہٰذا جب بھی تم اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو تو جنت الفردوس مانگا کرو''۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، حدیث ۲۳۴۲)

اَلۡاِنۡشِقَاقِ ۸۴

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۲۵ آیات ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ ۙ﴿۱﴾ وَاَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَحُقَّتۡ ۙ﴿۲﴾
وَاِذَا الۡاَرۡضُ مُدَّتۡ ۙ﴿۳﴾ وَاَلۡقَتۡ مَا فِيۡهَا وَتَخَلَّتۡ
ۙ﴿۴﴾ وَاَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَحُقَّتۡ ۙ﴿۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الۡاِنۡسَانُ اِنَّكَ
كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدۡحًا فَمُلٰقِيۡهِ ۚ﴿۶﴾

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۶) [اس دِن سے ڈرو] جب آسمان پھٹ جائیگا اور اپنے رَبِّ کریم کے فرمان کی اطاعت کریگا اور حق بھی یہی ہے کہ اسے اطاعت کرنی چاہیے [۱-۲]

جب زمین پھیلا دی جائے گی اور جو کچھ اس کے اندر ہے، باہر پھینک دے گی اور خالی ہو جائے گی اور اپنے رَبِّ کریم کے حکم کی تعمیل کرے گی اور حق بھی یہی ہے کہ اسے تعمیل کرنی چاہیے۔ [۳-۵]

اے انسان! تو بڑی محنت کر کر کے اپنے رَبِّ کریم کی طرف چلا جا رہا ہے اور اس سے ملنے والا ہے۔ [۶]

تشـــریح : ہرانسان اس زندگی میں کسی نہ کسی کام میں مصروف ہے اور وہ اپنے آپ کو زندہ رَکھنے کے لیے سخت تگ ودَو کر رہا ہے۔ کچھ لوگ غلط کاموں پر تگ ودَو کر رہے ہیں اور کچھ لوگ صحیح کاموں پر اور دونوں کا انجام یہ ہے کہ ایک دِن موت آنے والی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے والے ہیں۔

معاشرے کی بہت بڑی کثیر تعداد آج کے زمانے میں یہ شعور نہیں رَکھتی کہ زندگی کیا ہے اور اس کا مقصد کیا ہونا چاہیے؟

وہ صبح سے لے کر لاشعوری طور پر سچ بھی بول رہا ہے اور جھوٹ بھی بول رہا ہے۔ امانت بھی کر رہا ہے اور خیانت بھی کر رہا ہے۔ نیکی کے کام بھی کر رہا ہے اور بدی کے کام بھی کر رہا ہے لیکن یہ سب کچھ وہ اپنی روزی کمانے کے لیے یا معاشرے میں ایک مقام حاصل کرنے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔

اسکی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں تعلیم کو وہ اہمیت نہیں دی جاتی جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے زمانے میں دی جاتی تھی۔ لوگ ایک ایک حدیث مبارکہ سننے کے لیے ہزار ہزار میل کا سفر طے کرتے تھے۔

آج کا ماحول یہ ہے کہ اگر آپ کسی سے قرآن کریم اور حدیث شریف کی بات شروع کریں تو ایک تو اسکے چہرے پر تناؤ نظر آتا ہے اور دوسرا جلدی جان چھڑانے کی کوشش کرتا ہے۔

اس میں قصور عوام کا بھی ہے، علماء کا بھی ہے اور سب سے زیادہ قصور حکمرانوں کا ہے۔ حکمرانوں کو اللہ تعالیٰ اسی لیے حکمرانی دیتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو بہتر راستہ دکھائیں، بُرائی کے راستے سے روکیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرعون کے متعلق فرمایا کہ ''**وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى**''۔ (طٰہٰ ۲۰، آیت ۷۹) ترجمہ ''اور فرعون نے تو اپنی قوم کو گمراہ ہی کیا تھا اور سیدھی راہ پر نہ لایا''۔

حکومت کا خزانہ، حکومت کا خزانہ نہیں ہوتا بلکہ یہ خزانہ عوام کا ہوتا ہے۔ اگر یہ خزانہ حکومت کا ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجدِ نبوی میں کھڑے ہو کر عوام سے یہ اجازت نہ لیتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب امیر المومنین تھے تو ایک دِن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت ناساز ہوگئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے پوچھا کہ طبیب

نے مجھے شہد استعمال کرنے کو کہا ہے۔ بیت المال میں کچھ شہد پڑا ہے۔ اگر آپ لوگ مجھے اجازت دیتے ہیں تو کیا میں شہد استعمال کرسکتا ہوں؟ تو لوگوں نے اجازت دے دی۔

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ بیت المال میں کھڑے ہوکر فرمایا تھا کہ اے بیت المال! قیامت کے دِن گواہ رہنا کہ میں نے تجھے حق کے ساتھ بھرا اور حق کے ساتھ خالی کیا۔

ہماری حکومتیں خاں لیاقت علی خاں کے بعد جو بھی آئیں، انہوں نے بیت المال (Finance Department) کو اپنا ذاتی مال سمجھا اور اس کو اس طرح استعمال کیا جیسے ضرب المثل مشہور ہے کہ ''چوروں کے کپڑے، لاٹھیوں کے گز''۔

بلا استثنا ہر حکومت نے اللہ تعالیٰ کے کلام کی اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے کلام کی تعلیم کو ایسے پس پشت ڈالا ہوا ہے گویا کہ یہ دونوں کتابیں جو دَراصل حکمت سے بھری ہوئی ہیں، آج کل کے زمانے کے لیے غیر مفید ہیں۔

یاد رہے کہ یہ دو کتابیں قیامت تک انسان کو صحیح راستے کی طرف رہنمائی کرنے والی ہیں۔ ان کے علاوہ کوئی تیسری کتاب موجود نہیں ہے اور نہ قیامت تک کوئی نئی کتاب آسکتی ہے۔

اے میرے حکمرانو! ہوش کے ناخن لو اور تکبر سے باہر نکلو۔ یہ زندگی چندروزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرمایا کہ ''تم نے بھی مرجانا ہے اور انہوں (یعنی کافروں اور منافقوں) نے بھی مرجانا ہے''۔ (الزمر ۳۹، آیت ۳۰)

مرنے کے بعد ذرا سوچو کہ تمہاری زندگی کی بھاگ دَوڑ آخرت میں تمہارے لیے کیا تحفہ پیش کرے گی: جہنم کا یا جنت کا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو بات تجھے شک میں ڈالتی ہے، اس کو چھوڑ دو اور اس بات کو اختیار کرلو جو تجھے شک میں نہیں ڈالتی کیونکہ سچائی میں اطمینان ہے اور جھوٹ میں پریشانی ہے''۔ (سچائی اور سچے اعمال تمہیں جنت میں لے جائیں گے اور بُرائی اور بُرے اعمال تمہیں جہنم میں لے جائیں گے۔ محنت تم نے دونوں موقعوں پر کرنی ہے۔ محنت کے بغیر نہ اچھائی کو اپنے اختیار میں رَکھ سکو گے، نہ بُرائی کو) (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۲۶۵۳)

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ﴿۷﴾ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ
حِسَابًا يَّسِيْرًا ۙ﴿۸﴾ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ﴿۹﴾
وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ﴿۱۰﴾ فَسَوْفَ
يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ؕ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ
اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ﴿۱۳﴾ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۚ﴿۱۴﴾ بَلٰٓى ۚ
اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ؕ﴿۱۵﴾

ترجمہ◄ (آیات ۷ سے ۱۵) [انسان کی محنت کے بارے میں تذکرہ جاری ہے]

جس کا نامہِ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا (کیونکہ اس نے نیکیاں کرنے میں مشقت زیادہ اُٹھائی اور بُرائیوں سے محتاط رہا) اس سے حساب آسان لیا جائے گا۔ وہ اپنے گھر والوں کے پاس خوشی خوشی لوٹے گا۔[۷-۹]

اور وہ جس کا نامہِ اعمال (اس کے ہاتھ میں) کمر کے پیچھے سے پکڑا دیا جائے گا تو وہ موت کو پکارے گا اور وہ بھڑکتی آگ میں جا پڑے گا۔ وہ (دُنیا میں) اپنے گھر والوں میں مست رہتا تھا اور وہ خیال کرتا تھا کہ اسے کبھی پلٹ کر نہیں جانا۔ [۱۰-۱۴] (وہ آخرت کے حساب میں یقین نہیں رکھتا تھا)

کیوں نہیں! (پلٹنا تو ضرور ہے) اس کا رَبِّ کریم اس کو زندگی میں دیکھ رہا ہوتا تھا۔ (کہ یہ کس طرح کے کام کر رہا ہے)[۱۵]

تشریح: قیامت کے روز جب انسانوں کے اعمال تولے جائینگے تو جنکے اعمال بھاری نکلیں گے، وہ نیک لوگ ہونگے اور انکے اعمال کی کتاب انکے دائیں ہاتھ میں پکڑائی جائیگی۔
اور جن کے اعمال ہلکے نکلیں گے، وہ گناہگار ہوں گے۔ ان کی بُرائیاں انکی نیکیوں سے زیادہ ہونگی تو انکے اعمال کی کتاب کمر کے پیچھے سے انکے ہاتھ میں دی جائے گی۔
پہلا گروہ ایسا ہے جس نے زندگی میں اللہ تعالیٰ سے ڈر کر کام کیا۔ جو کچھ اپنی

استطاعت کے مطابق نیک عمل کرسکتا تھا، وہ کرتا رہا، اسلئے اسکی نیکیاں اسکی بُرائیوں سے زیادہ ہوگئیں۔

دوسرا گروہ جسکے اعمال ہلکے نکلیں گے، اس انسان نے دُنیا میں عیش وعشرت میں زندگی گزاردی۔ حلال وحرام کا کوئی امتیاز نہیں رَکھا۔ آخرت کے حساب کا یقین نہیں تھا۔ مرکر دوبارہ جی اُٹھنے پر ایمان نہیں رَکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ڈَر اس کے دِل سے نکل چکا تھا۔ بس اسکو ایک ہی لگن تھی کہ اپنی خواہشات کو پورا کرنا۔ حرام ہو یا حلال ہو، اسکی پرواہ نہیں۔ پھر دائیں والے کو آخر کار جنت میں بھیج دیا جائیگا اور دوسرے شخص کو جہنم میں بھیج دیا جائیگا۔

وقت ایک بہت بڑی دولت ہے، اسے ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ آخرت کو ہر وقت دھیان میں رَکھیں۔ اللہ تعالیٰ سے ڈَرتے رہیں۔ اس کے احکامات کی تعلیم حاصل کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے طریقہِ زندگی کی تعلیم حاصل کریں اور نیک کام آج کرلیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کل دیر ہوجائے۔

موت کا وقت کسی کو معلوم نہیں۔ میں نے سینکڑوں ایسے لوگ دیکھے ہیں جو بالکل تندرست تھے لیکن یکدم موت کے فرشتے نے انکو آلیا اور انکی اُمیدیں دھری کی دھری رہ گئیں

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ایک لکڑی گاڑی اور دوسری لکڑی اسکے پہلو میں اور تیسری بہت دُور پھر فرمایا کہ ''پہلی لکڑی انسان ہے، دوسری لکڑی انسان کی موت اور تیسری لکڑی اسکی اُمید ہے۔ وہ اُمید کی طرف دوڑتا ہے لیکن اُمید سے پہلے موت آ پہنچتی ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۵۰۴۶)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر دُنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پَر کے برابر بھی وقعت رَکھتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیا جاتا''۔ (یعنی سب کچھ مومن کا ہی ہوتا) (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۹۴۸)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے دُنیا سے محبت کی، اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا۔ پس تم لوگ باقی رہنے والی کو فنا ہوجانے والی پر ترجیح دیا کرو''۔ (یعنی آخرت کو دُنیا پر) (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۹۵۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''دینار اور درہم کے بندوں پر لعنت کی گئی''۔ (یعنی جو زندگی دُنیا کے لیے گزارتا ہے) ([ترمذی] مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۹۵۱)

حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''مومن جو بھی خرچ کرتا ہے، اس پر اسے اَجر دیا جاتا ہے سوائے اسکے جو وہ مٹی پر خرچ کرے''۔ ([ترمذی] مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۹۵۳)

نوٹ: مٹی پر خرچ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بلا مقصد، بغیر ضرورت کے بڑے بڑے گھر بنانا اور انکی آرائش وزیبائش جس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا، اس پر پیسہ خرچ کرتے جانا۔ یہی حال آج کل ہمارا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ایک آدمی کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ''پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو:

(۱) اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے (۲) صحت کو بیماری سے پہلے
(۳) خوشحالی کو مفلسی سے پہلے (۴) فارغ وقت کو مشغولیت سے پہلے
(۵) زندگی کو موت سے پہلے''۔

([ترمذی] مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۹۵۴)

نوٹ: ان پانچوں چیزوں کا مطلب یہ ہے کہ وقت کو ضائع نہیں کرو۔ جو وقت نیکی کرنے کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے اور جو دولت اللہ تعالیٰ نے تمہیں دی ہے اور جو فرصت اللہ تعالیٰ نے تمہیں دی ہے، اس کو اگر ضائع کر دو گے تو پھر اس وقت تم نیکی کرنے کے قابل نہیں رہو گے جب یہ اوقات گزر جائیں گے۔

صحت اور جوانی کو ہم کھیل تماشے میں گزار دیتے ہیں۔ ہمیں عقل سے کام لینا چاہیے۔ یہی وقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں کوئی کام کر کے آخرت کیلئے انوسٹ Invest کر لیں۔ اگر آپ انہی پانچ چیزوں پر توجہ دیں اور اپنی زندگی کا معمول بنا لیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت کے روز آپکی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائیگا اور آپ جنت میں داخل کر دیئے جاؤ گے ان شاء اللہ العزیز

فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴿۱۶﴾ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ﴿۱۷﴾ وَالْقَمَرِ
اِذَا اتَّسَقَ ﴿۱۸﴾ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿۱۹﴾ فَمَا لَهُمْ
لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا
يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۱﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۲﴾
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ
﴿۲۴﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ
غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۲۵﴾

ترجمہ ◄ (آیات ۱۶ سے ۲۵) نہیں! (تمہاری سوچ صحیح سمت میں نہیں ہے) میں قسم کھاتا ہوں شفق کی اور قسم کھاتا ہوں رات کی اور ان چیزوں کی جن کو اکٹھا کر لیتی ہے (یعنی انسان اور حیوانات کو اپنی اپنی پناہ گاہوں میں) اور چاند کی جبکہ وہ ماہِ کامل ہو جاتا ہے۔ تم ضرور دَرجہ بدرجہ چڑھو گے (یعنی پیدائش سے لے کر جنت یا جہنم میں داخل ہونے تک بیشمار حالتوں میں سے گزرو گے) [۱۶-۱۹]

انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے اور جب قرآن کریم انکے سامنے پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدہ کیوں نہیں کرتے بلکہ یہ کافر تو جھٹلاتے ہیں (قرآن کریم کو) [۲۰-۲۲]

اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ وہ اپنے دِلوں میں چھپائے ہوئے ہیں تو انکو دَردناک عذاب کی پیشگی اطلاع دے دو۔ [۲۳-۲۴]

لیکن جو لوگ ایمان لے آئیں اور نیک اعمال کریں، انکے لیے اَجر ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے (یعنی جنت) [۲۵]

تشریح : اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں پر قسم کھائی ہے جن سے عرب کے لوگوں کو اور ساری دُنیا کے لوگوں کو روزمرہ واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ شفق، رات اور بدر چودھویں کا چاند۔ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں پر قسم کھائی کیونکہ ہم جھٹلا نہیں سکتے کہ یہ چیزیں موجود نہیں ہیں۔

کافرین مکہ کو بتلانا یہ مقصود ہے کہ جیسے یہ تمہارے سامنے سچ مچ چیزیں موجود ہیں تو میں ان چیزوں کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ

(۱) میں اللہ تعالیٰ ایک ہوں، میرے سوا کوئی دوسرا اللہ نہیں ہے۔

(۲) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بن عبداللہ، اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ میں نے ہی ان کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

(۳) قرآن کریم میں نے ہی نازل کیا ہے۔ اس میں نہ کوئی تحریف ہوئی ہے اور نہ کوئی کرسکتا ہے۔

(۴) اور میں یہ بھی کہتا ہوں کہ دوبارہ زندہ اُٹھنا اسی طرح حق ہے جیسے شفق کے بعد رات اور رات کے بعد دِن آتا ہے۔

تو عجیب بات ہے کہ تم اتنی سیدھی سی بات بھی نہیں سمجھتے اور آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے اور میری کتاب پر ایمان نہیں لاتے تو اسکا انجام یہ ہوگا کہ تمہیں اس دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دَردناک سزا دی جائیگی۔

اس کے برعکس جو ایمان لے آئیں گے، ان کے لیے ہم نے بہترین اَجر رَکھا ہوا ہے (یعنی جنت) جو کہ کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے تو عقل کا تقاضا یہ ہے کہ ان باتوں پر ایمان لے آؤ اور اپنے آپ کو دَردناک سزا سے بچالو۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رَکھے اور موت کے بعد کام آنے والے عمل کرے اور بیوقوف وہ ہے جو اپنی نفسانی خواہشات کی تو پیروی کرے (جیسے مشرکین مکہ تھے) اور اللہ تعالیٰ سے خیر کی تمنا رَکھے''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۵۰۵۷) **حضرت صہیب** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''مومن کا ہر عمل اچھا ہوتا ہے اور یہ بات مومن کے سوا کسی دوسرے کو حاصل نہیں۔ اگر اسے خوشی پہنچے تو شکر اَدا کرتا ہے جو اسکے لیے بھلائی ہے اور اگر اسکو تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے تو وہ بھی اسکے لیے بھلائی ہے''۔ ([مسلم] مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۵۰۶۵)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ ''طاقتور مومن بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کو کمزور مومن سے زیادہ پسند ہے اور ہر بھلائی میں حرص کرو جو تمہیں نفع دے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگا کرو اور سستی مت دکھاؤ۔ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو یہ نہ کہو کہ میں ایسا کرتا تو ایسا ہو جاتا بلکہ یوں کہو کہ جو اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمایا تھا اور جو اس نے چاہا تھا (ہم اس پر راضی ہیں) کیونکہ اگر تم ''اگر'' کا لفظ استعمال کرو گے تو وہ شیطان کے کام کو کھول دیگا''۔ (یعنی شیطان آپکو ورغلا دیگا اور تمہاری سوچ غلط ہو جائیگی اور تم اپنی تدبیروں اور وسائل پر بھروسہ رکھنا شروع کر دو گے) (مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۵۰۶۶) جیسے جنگ حنین میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دِل میں اپنی فوجی طاقت کا خیال آ گیا اور دِل میں سوچنے لگے کہ آج تو ہم دُشمن کو ضرور شکست دے دینگے لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے انکو پہلی دفعہ تو میدانِ جنگ سے بھاگنے دیا پھر معاف کر کے دوبارہ جنگ شروع کی۔ **حضرت معاذ بن جبل** رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اے (حضرت) معاذ (رضی اللہ عنہ)! تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کے کون سے حقوق اللہ تعالیٰ پر ہیں''۔ پھر فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا حق رَبّ تعالیٰ پر یہ ہے کہ جو شخص شرک کا ارتکاب نہ کرے، اس کو مبتلائے عذاب نہ فرمائے''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۲۱) **حضرت ابوذر** رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے لا الہ الا اللہ کا دِل سے اقرار کر لیا اور وہ اسی پر مرا تو وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا خواہ اس نے چوری کی ہو، خواہ اس نے بدکاری کی ہو''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۲۳) **حضرت عبادۃ بن صامت** رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص یہ (یعنی دِل سے) شہادت دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اسکا کوئی شریک نہیں، (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) اسکے بندے ہیں اور رسول ہیں بلاشبہ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بندی کے فرزند ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نشانی ہیں اور وہ روح ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے (حضرت) مریم (علیہا السلام) کی جانب پھونکی گئی اور یہ کہ جنت اور دوزخ کا وجود حق ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اسکو داخل کریگا جنت میں خواہ اس نے کیسے ہی عمل کیے ہوں''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۲۴)

اَلْبُرُوْجِ ۸۵

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۲۲ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۙ﴿۱﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۙ﴿۲﴾
وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ؕ﴿۳﴾ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۙ﴿۴﴾
النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۙ﴿۵﴾ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۙ﴿۶﴾ وَّهُمْ
عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ؕ﴿۷﴾ وَمَا نَقَمُوْا
مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ﴿۸﴾

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۱۰) قسم ہے آسمان کی جس میں برج Tower of Stars ہیں اور اس دِن کی قسم جسکا وعدہ کیا جاتا ہے (یعنی قیامت) اور دیکھنے والے اور دیکھی جانے والی چیز کی قسم کہ غارت ہوئے گڑھے والے جس میں خوب بھڑکتے ایندھن کی آگ تھی اور وہ اس گڑھے کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے اور جو کچھ وہ ایمان لانے والوں کیساتھ کر رہے تھے، اسے دیکھ رہے تھے اور ان اہل ایمان سے انکی دُشمنی یہ تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ پر جو زبردست اور قابل تعریف ہے، ایمان لے آئے تھے۔[۱-۸]

الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۝۹ اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ ۝۱۰

وہ اللہ تعالیٰ جو کہ آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے اور وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔[۹]

جن لوگوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو عذاب میں ڈالا پھر توبہ بھی نہیں کی تو ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور مزید جلائے جانے کا عذاب ہوگا۔[۱۰]

تشریح: آیات مبارکہ میں ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔۵۲۳ء میں یمن کا بادشاہ ایک ظالم **یہودی ذونواس** نامی حمیری خاندان کا تھا۔ مذہب حق اس وقت عیسائیت تھا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی صحیح تعلیمات کے مطابق تھا۔ عیسائیوں پر یہودی حکمران نے شدید ظلم توڑنے شروع کئے یہاں تک کہ آگ کی ایک بڑی بھٹی بنا کر اس میں انہیں ہزاروں کی تعداد میں جلا دیا۔ روم کے تخت پر اس وقت شہنشاہ جسٹینن جو کہ عیسائی تھا، فرمانروائی کر رہا تھا۔ اس کے ایما پر حبشہ کے عیسائی بادشاہ (نجاشی) نے یمن پر حملہ کیا اور اسے فتح کر کے اپنے قبضے میں کر لیا۔ (ماخذ از القرآن الحکیم مع ترجمہ وتفسیر از مولانا عبدالماجد صاحب دریا آبادی۔ تفسیر سورۃ البروج ۸۵، آیات ۴ تا ۷)

اس واقعہ کے پس منظر میں اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں کو حوصلہ دے رہا ہے کہ ایمان والوں پر تکلیفیں آیا ہی کرتی ہیں، اس لیے صبر کرو۔

ان آیات مبارکہ میں مومنین کیلئے اللہ تعالیٰ نے گویا کہ صبر کی تلقین بھی کی ہے اور مشرکین مکہ کو سخت سزا کا ڈراوا بھی دیا ہے۔ مشرکین مکہ بھی مومنین کے لیے روز بروز نئی سے نئی تکالیف ایجاد کرتے تھے اور مومنین کو سخت عذاب میں ڈالتے تھے۔ ان اذیت ناک تکالیف کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت دے دی۔ مشرکین مکہ کا اسی طرح غیر انسانی رویہ تھا جیسا یمن کے یہودی حکمران کا تھا اور اس میں یہ بھی بشارت ہے کہ جیسے اس یمن کے یہودی حکمران پر اس وقت کے مومن یعنی عیسائی حکمران حبشہ کے

نجاشی نے قبضہ کرلیا، اسی طرح ایک دِن آئے گا کہ یہ مسلمان جن کوتم تنگ کررہے ہو، یہ مکہ مکرمہ پر قابض ہو جائیں گے۔ یہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی ہر جگہ مدد فرمائی اور بالآخر مشرکین مکہ میں لڑائی کی سکت باقی نہ رہی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بغیر جنگ کیے مکہ مکرمہ کو فتح کرلیا۔

ہماری حالت آج کل یہ ہے کہ ہم ایمان سے بہت دُور ہیں اور یہ صورت اسلئے پیدا ہوئی ہے کہ ہم نے دُنیا کو آخرت پر زیادہ ترجیح دے رَکھی ہے اور روز بروز ہماری سوچ دُنیا سے محبت کی طرف زیادہ ہوتی جارہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت سے ہم دُور ہٹتے جارہے ہیں۔ ہمارے لیے بھی یہی اللہ تعالیٰ کی نصیحت ہے کہ جو لوگ ایمان پر اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ثابت قدم رہیں گے، اللہ تعالیٰ انکو اَجر عطا فرمائیگا اور جو **اپنی خواہشاتِ نفس** پر عمل کرتے ہوئے **بدعات** اور **حرام چیزوں** میں ملوث ہوتے جائینگے، اللہ تعالیٰ انکو آخرت میں عذاب دیگا۔

موجودہ زمانے میں ہمارے بہت سے دُشمن پیدا ہو چکے ہیں اور تقریباً وہی حالت ہو چکی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں تھی لیکن ہم ایک رسمی فوجی ادارہ رَکھنے کے علاوہ اور وہ بھی دوسرے ملکوں پر اپنے اسلحہ کیلئے انحصار کرتا ہے۔ اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ جن لوگوں کا یہ کام ہے کہ فوجی آلات میں ہم خود کفیل ہو جائیں، وہی خرگوش کی نیند سو رہے ہیں یعنی حکمران۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں جو دِین اور ریاست کے دفاع کیلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تیاری کرتے تھے، اسکا ہم عشر عشیر بھی نہیں کررہے۔ ہونا یہ چاہیے کہ ملک کا ہر نوجوان خواہ وہ ''شاہی خاندان'' سے ہو اور خواہ وہ جھونپڑی کا مکین ہو، سب پر فرض ہونا چاہیے کہ حکومت اپنا فرضِ عین سمجھ کر انکو دفاع کیلئے پوری طرح ہر وقت تیار کرتی رہے لیکن ساتھ ہی انکی تعلیم میں بھی خلل نہ آئے۔

جنگ اُحُد میں ایک صحابی انس بن نضر رضی اللہ عنہ اس وقت بھی ڈَٹے رہے جب وقتی طور پر اُحُد میں مسلمان منتشر ہو گئے تھے اور اَسّی (۸۰) زخم کھانے کے بعد شہید ہوئے [بخاری] **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ ایسے شہید کیلئے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بندے کو دیکھو۔ وہ میرے ثواب کی اُمید اور میرے عذاب کے خوف کی وجہ سے جان دے دیتا ہے۔ (ابوداؤد)

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ؕ ﴿۱۱﴾
اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ؕ ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ
ۚ ﴿۱۳﴾ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۙ ﴿۱۴﴾ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۙ ﴿۱۵﴾
فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ؕ ﴿۱۶﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۙ ﴿۱۷﴾
فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ؕ ﴿۱۸﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ
تَكْذِيْبٍ ۙ ﴿۱۹﴾ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ؕ ﴿۲۰﴾ بَلْ هُوَ

ترجمہ◄ (آیات ۱۱ سے ۲۲) جولوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے، انکے لیے باغات ہیں جنکے نیچے دریا بہہ رہے ہیں۔ یہ ہے دَراصل بڑی کامیابی۔[۱۱]

(لوگوں کو جان لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ جب پکڑنے پر آتا ہے تو) وہ بڑی سزا دینے والا ہے۔[۱۲]

وہی اکیلا پہلی بار پیدا کرتا ہے جو پیدا کرنا ہے اور دوبارہ بھی وہی پیدا کریگا۔[۱۳]

وہ بڑا بخشنے والا اور پیار کرنے والا ہے اور عالیشان عرشِ سلطنت کا مالک ہے۔ جو وہ چاہتا ہے، وہ کرڈالتا ہے۔[۱۴-۱۶] (کوئی اس کو روک نہیں سکتا)

(اے مشرکین مکہ اور اقوام عالم!) کیا تمہیں فرعون اور ثمود کے لشکروں کا حال پہنچا ہے (وہ تو بہت بڑے بڑے لشکر رَکھتے تھے اور وہ انکے کسی کام نہیں آئے۔ ہم سے بڑا کون ہے؟) ان لوگوں نے ایمان لانے سے انکار کیا اور وہ ہمیں جھٹلانے لگے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سب کو اپنے علم میں محفوظ کررَکھا ہے۔[۱۷-۲۰]

(اے مشرکین مکہ!) یہ قرآن کریم (اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے اور) عالی شان کتاب ہے اور لوحِ محفوظ میں یہ محفوظ ہے۔ (جیسے فرعون اور ثمود کے لشکروں کے

قُرۡاٰنٌ مَّجِيۡدٌ ﴿۲۱﴾ فِىۡ لَوۡحٍ مَّحۡفُوۡظٍ ﴿۲۲﴾

حال ہمارے پاس محفوظ ہیں اور تمہارے اعمال نامے بھی ہمارے پاس محفوظ ہیں۔اس پر ایمان نہ لانے سے ہمیں، ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور قرآن کریم کو کوئی نقصان نہیں ہے۔ نقصان ہوگا تو تمہارا ہی ہوگا)[۲۱-۲۲]

تشریح : ان آیات مبارکہ میں مشرکین مکہ کو ترغیب دی جارہی ہے کہ ایمان لے آؤ گے تو تم ہمیشہ کے لیے جنت کے باغوں میں رہو گے۔اگر نہیں لاؤ گے تو میری سزا بھی بہت سخت ہوگی۔تم جو کہہ رہے ہو کہ دوبارہ اُٹھنا نہیں ہے تو یاد رکھو کہ میں اگر پہلی دفعہ پیدا کرسکتا ہوں تو دوسری دفعہ کیوں نہیں پیدا کرسکتا اور میں ہی پوری کائنات کا اکیلا بادشاہ ہوں۔

اے کافرین مکہ! اگر تمہیں فرعون اور ثمود کے لشکروں کا علم ہو تو انکے پاس بہت بڑے لشکر تھے لیکن وہ ان کے کسی کام نہ آئے۔ہم نے فرعون کے لشکروں کو بھی تباہ کردیا اور ثمود کے لشکروں کو بھی۔

یہ کتابِ ہدایت یعنی قرآن کریم بہت بلند مرتبہ کتاب ہے۔اس کو ہم نے لکھ کر ایک ایسی جگہ محفوظ رکھا ہوا ہے جہاں تک کوئی مخلوق نہیں پہنچ سکتی۔اگر تم اسکو جھٹلاتے ہو تو نقصان تمہارا ہی ہے۔اگر اسکو مان لوگے اور اس پر عمل کروگے تو تب بھی فائدہ تمہارا ہی ہے۔ہم ہر چیز سے بے نیاز ہیں اور یہ قرآن کریم بھی بے نیاز ہے۔

مشرکین مکہ کی مثال دے کر اللہ تعالیٰ آنے والی قوموں کو بتا رہے ہیں کہ اگر تم لوگ قرآن کریم پر ایمان نہیں لاؤ گے اور اس پر عمل نہیں کروگے تو قیامت کے دِن فرعون اور ثمود کی طرح تمہاری سخت پکڑ ہوگی اور تمہیں سخت سزا ملے گی یعنی جہنم میں داخل کیے جاؤ گے جہاں کی زندگی نہ زندگی ہے نہ موت اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے۔یہ خطاب ہے دُنیا کی تمام قوموں کو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمادیا ہے کہ ''اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم! اعلان کردو کہ میں **دُنیا کی تمام قوموں** کی طرف قیامت تک کے لیے رسول بن کر آیا ہوں''۔(دیکھیں الاعراف ۷، آیت ۱۵۸)

۝.....۝.....۝

اَلطَّارِقِ ٨٦

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۱۷ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۙ﴿۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۙ﴿۲﴾
النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۙ﴿۳﴾ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ
ؕ﴿۴﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ؕ﴿۵﴾ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ
دَافِقٍ ۙ﴿۶﴾ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ؕ﴿۷﴾

ترجمہ ◄ (آیات ۱ سے ۱۰) قسم ہے آسمان کی اور رات کو نظر آنے والے کی اور تم کیا جانو کہ وہ رات کو نظر آنے والی کیا چیز ہے؟ وہ چمکتا ہوا تارہ ہے۔[۱-۳]

کوئی جان یا کوئی انسان ایسا نہیں ہے جسکا ایک نگہبان (فرشتہ) مقرر نہیں ہے[۴]

پھر انسان اپنے متعلق بھی سوچے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟[۵]

وہ ایک اُچھلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔[۶-۷]

یقیناً وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) دوبارہ پیدا کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔[۸]

اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝۸ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝۹
فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝۱۰

جس دِن پوشیدہ باتوں کی پوچھ گچھ ہوگی (جن کو ہمارے نگرانوں نے لکھ رکھا ہے) اس روز انسان کے لیے نہ کوئی مددگار ہوگا، نہ خود اسکی اپنی طاقت ہوگی۔[۹-۱۰]

تشریح : اللہ تعالیٰ نے آسمان کی اور چمکتے تاروں کی قسم کھائی ہے۔ یہ اسلئے کہ آسمان دِن کو بھی نظر آتا ہے اور رات کو بھی نظر آتا ہے اور ہر انسان کو نظر آتا ہے۔ کوئی اس بات کو جھٹلا نہیں سکتا۔ دِن کے وقت تارے نظر نہیں آتے لیکن رات کے وقت نظر آتے ہیں، یہ بھی ہر انسان جھٹلا نہیں سکتا کہ تارے دِن کو چھپے ہوتے ہیں گو موجود ہوتے ہیں اور رات کا وقت ایسا ہوتا ہے کہ اس وقت چھوٹے بڑے ستارے سب نظر آنے لگتے ہیں۔

اسی طرح انسان کے اعمال جو فرشتے لکھ رہے ہیں، وہ اس وقت انسان کو نظر نہیں آتے لیکن قیامت کے روز فرشتے اور لکھے ہوئے اعمال جب سامنے پیش کر دیئے جائیں گے تو بغیر کسی شک وشبہ کے وہ نظر آئیں گے۔

لوگ دوبارہ انسان کے زندہ ہونے میں شک کرتے ہیں اور انکی سمجھ میں نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ دوبارہ کیسے پیدا فرمائیگا۔ کیا انسان دیکھتا نہیں ہے اور اسکا یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ انسان اس زندگی میں کیسے پیدا ہوتا ہے۔ ایک بہت ہی چھوٹے قطرے سے جسکو وہ ظاہری آنکھ سے بھی نہیں دیکھ سکتا۔ ہم اسی قطرے سے اسکو پیدا کرتے ہیں اور پھر بڑا کر دیتے ہیں کہ کوئی انسان اسکے وجود سے انکار نہیں کر سکتا۔ یہ ہے پہلی دفعہ کا پیدا کرنا۔ (قطرے سے مراد سپرم (Sperm) ہے جو انسان کے جنسی پانی میں ہوتا ہے)

دوسری دفعہ پیدا کرنا اسی طرح ہوگا لیکن ان دَرجات سے وہ نہیں گزرے گا بلکہ صرف لفظ ''کُـــنْ'' کہنے سے وہ وجود میں آجائیگا۔ انسان کا قبر میں گوشت پوست سب گل سڑ جاتا ہے۔ ہڈیاں بھی کھوکھلی ہو جاتی ہیں لیکن ریڑھ کی ہڈی کا ایک حصہ باقی رہتا ہے۔ وہ کبھی گلتا سڑتا نہیں۔ اندازہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ریڑھ کی اس ہڈی سے دوبارہ پیدائش کرے گا اور فوراً ایک جیتا جاگتا انسان بن جائیگا اور قبر سے باہر زندہ ہو کر نکلے گا۔

آج یہ انسان دوبارہ زندہ ہونے کو نہیں مان رہا کہ اس نے دوبارہ زندہ ہونا ہے اور اپنے کھلے چھپے، اچھے بُرے اعمال کا حساب ہمیں دینا ہے۔ آج ہم آپکو مدد بھی کرتے ہیں نیک اعمال میں اور بہت سی مصیبتوں سے ہم بچاتے بھی ہیں اور ہم آپکی حفاظت شیطان سے بھی کرتے ہیں۔ ہم نے اسی قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ ''**لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ** ''(الرعد۱۳، آیت ۱۱) ترجمہ ''ہر ایک کیلئے فرشتے ہیں، آگے اور پیچھے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسکی حفاظت کرتے ہیں (شیطان سے خواہ وہ جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے)''۔

اے انسان! آج وقت ہے کہ ہماری بات مان لے۔ ہمارے سوا کسی دوسرے کو اللہ مت بناؤ۔ ہمارے ساتھ کسی دوسرے کو شریک مت کرو۔ ہمارے آخری نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ایمان لے آؤ۔ ہماری کتاب جو حکمت سے بھری ہوئی ہے، اس پر عمل کرو تو ہم تمہیں قیامت کے روز جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کر دینگے۔ تمہارے گناہوں کو ہم معاف کر دینگے۔ تمہاری نیکیوں کو ہم زیادہ کر دینگے اور تمہیں نعمت بھرے باغوں میں داخل کر دینگے۔

لیکن آخرت میں نہ کوئی تمہارا مددگار ہوگا اور نہ کوئی شفاعت کرنے والا اگر بدقسمتی سے تمہیں جہنم میں بھیج دیا گیا۔

اے انسان! یاد رکھ کہ جہنم بہت بُری چیز ہے۔ اس کو معمولی نہ سمجھ۔ جہنم والے کام چھوڑ۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جہنم کی آگ دُنیا کی آگ سے ستر (۷۰) گنا زیادہ تیز ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۲۰)

محمد علی کلے کو ایک دفعہ جلتی ہوئی سگریٹ انگلی پر لگی تو کہنے لگا کہ اے محمد علی! تم دُنیا کی آگ نہیں برداشت کر سکتے تو جہنم کی آگ کیسے برداشت کرو گے۔ آپ جانتے ہوں گے کہ محمد علی کلے امریکہ کا باشندہ دُنیا کا مشہور ترین باکسر تھا جو اسلام لے آیا تھا۔ ذرا دیکھیں کہ اس کا خوف اللہ تعالیٰ سے اور جہنم سے کتنا مضبوط تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جہنم میں سب سے ہلکا عذاب اس شخص کو ہوگا جس کے جوتے آگ کے ہوں گے اور اس کا دماغ ہانڈی کی طرح کھولے گا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۲۳)

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿۱۱﴾ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿۱۳﴾ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿۱۴﴾ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ﴿۱۵﴾ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ﴿۱۶﴾ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿۱۷﴾

ترجمہ◄ (آیات ۱۱ سے ۱۷) قسم ہے آسمان کی جو بارش برساتا ہے اور قسم ہے زمین کی جو دانہ اُگنے کے وقت پھٹ جاتی ہے۔ یہ ایک فیصلہ کن بات (یعنی قیامت کا آنا) ہے۔ یہ ہنسی مذاق نہیں ہے۔[۱۱-۱۴]

یہ (کافر) لوگ چالیں چلتے ہیں اور میں بھی ایک چال چلتا ہوں (اور کامیاب میری چال ہی ہوگی) تو پس تم اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! ان کافروں کو کچھ دیر کے لیے مہلت دے دو۔ (شاید وہ ایمان لے آئیں)[۱۵-۱۷]

تشریح: اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی آسمان کی جو سارا سال موزوں وقت پر بارش برساتا ہے اور دُنیا میں ہر انسان کو اس سے واسطہ پڑتا ہے اور پھر قسم کھائی اس زمین کی جو نباتات اُگنے کے وقت پھٹ جاتی ہے۔ یہ سب کچھ انسان کے مشاہدے میں آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سوا نہ تو کوئی بارش برسا سکتا ہے اور نہ کوئی دانہ اُگا کر زمین کو پھاڑ سکتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو تمہاری بقا کیلئے بارش برساتا ہے اور فصلیں اُگاتا ہے تاکہ تم اور تمہارے مویشی ایک مقررہ وقت تک زندگی بسر کر سکیں۔ اگر تمہارا اللہ تعالیٰ چاہے تو بارش بالکل بند کر دے اور چاہے تو زمین سے دانہ اُگنے کو بھی بالکل بند کر دے اور پھر تم بھوک پیاس سے مر کر ختم ہو جاؤ۔ آسمان سے بارش کا برسنا اور زمین کا دانے سے پھٹ جانا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ قیامت کے دِن صور پھونکنے پر (گویا کہ ایک بارش کا منظر ہے) مُردے اپنی قبروں سے زمین پھاڑ کر اسی طرح زندہ نکل کھڑے ہوں گے اور اپنے رَبّ کے پاس حساب کے لیے جمع ہو جائیں گے۔ یہ ایک حقیقت ہے جیسے بارش اور فصل کے اُگنے کی حقیقت تمہارے سامنے

موجود ہے۔ بالکل اسی طرح آخرت میں ہوگا خواہ تم مانو یا نہ مانو۔ مان لینا تمہارے ہی فائدے میں ہے اور نہ ماننا تمہارے ہی نقصان میں ہے۔

پھر ذرا اپنی ذات پر نظر ڈالو کہ روزمرہ کی زندگی میں انسان کیسے پیدا ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اس انسان کو جو بڑا ہو کر ہم سے جھگڑنے لگتا ہے، ایک ایسے قطرے سے پیدا کرتے ہیں جو اتنا معمولی ہے کہ ظاہری آنکھ سے نظر نہیں آتا اور اتنا کمزور ہے کہ اگر اس کی خاص حفاظت نہ کی جائے تو یہ فوراً مر جاتا ہے۔

پھر تمہیں کیا اتنی بھی عقل نہیں کہ یہ چیزیں جو روزمرہ تمہارے سامنے وجود میں آتی جاتی ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہیں آخرت میں وجود میں لے آئے گا اور تمہارے اعمال کا بھی وجود ہوگا جو تم خود دیکھو گے۔ پھر اس وقت نیکی کرنے کا موقع نہیں ہوگا اور انجام جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ ہوگی۔

قیامت کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے پاس نہیں ہے۔ **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''اس دُنیا کی مثال اس کپڑے جیسی ہے جو شروع سے آخر تک پھاڑ دیا گیا ہے اور آخر میں ایک دھاگا لٹکتا ہوا باقی ہے۔ یہ دھاگہ کسی وقت ٹوٹ سکتا ہے''۔ (مطلب یہ ہے کہ قیامت کسی وقت بھی آ سکتی ہے) ([بیہقی فی شعب الایمان] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۲۷۹)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''پہلے صور پھونکے جانے کے وقت تمام بے ہوش ہو جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ شبنم جیسی بارش بھیجے گا جس سے لوگوں کے جسم اُگیں گے پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو لوگ کھڑے ہو کر دیکھیں گے پھر پکارا جائے گا کہ اے لوگو! اپنے رَبّ کی طرف چلو''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۲۴۴)

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''صور پھونکنے والے نے اسے سنبھال رَکھا ہے۔ کان لگائے ہوئے ہے۔ پیشانی جھکائی ہوئی ہے۔ انتظار کر رہا ہے، اللہ تعالیٰ کب پھونکنے کا حکم دے''۔ لوگوں نے پوچھا کہ ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہمیں کیا حکم کرتے ہیں؟'' فرمایا کہ ''آپ کہا کرو ''**حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْل**''۔ ([مشکوٰۃ شریف، جلد سوم حدیث ۵۲۹۱)

اَلْاَعْلٰی ۸۷

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۱۹ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۙ﴿۱﴾ الَّذِىْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۙ﴿۲﴾ وَالَّذِىْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۙ﴿۳﴾ وَالَّذِىْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۙ﴿۴﴾ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ؕ﴿۵﴾

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۵) تسبیح کرتے رہو اپنے اس رَبِّ کریم کے نام کی جو بہت بڑی ہستی ہے۔ اسی نے کائنات کو (ابتداء میں) پیدا کیا اور اس کو درست پیدا کیا اور ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا (وجود کا اندازہ، وقت کا اندازہ، صفات کا انداہ، موت کا اندازہ، عمر کا اندازہ، علم کا اندازہ وغیرہ وغیرہ) اور ہر چیز کو (دو) راستے بھی دکھائے۔ [۱-۳] (ایک سیدھا راستہ اور ایک اُلٹا راستہ)

اسی نے تمام نباتات کو پیدا کیا اور اسی نے اس کو گلنے سڑنے دیا۔ [۴-۵]

تشریح : ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اپنی تخلیق کے بارے میں یہ بتا رہا ہے کہ جو کچھ میں نے تخلیق کیا ہے، اسکا ایک وقت آئیگا کہ وہ اپنے آخری انجام کو پہنچ کر گل سڑ جائیگی جیسے

آپ کا مشاہدہ ہے کہ فصل یا عام جڑی بوٹیاں اُگتی ہیں، بڑی ہوتی ہیں پھر ان پر وہ وقت آ جاتا ہے کہ سوکھ کر کوڑا کرکٹ بن جاتی ہیں۔

یہی معاملہ انسان اور باقی جاندار مخلوق کیساتھ ہے اور یہ اسلئے ہم نے کیا ہے کہ ہم نے آخرت میں ہر چیز کو دوبارہ پیدا کرنا ہے اور جن سے حساب مطلوب ہے، ان سے حساب لینا ہے تو ایسا پیچیدہ نظام بنانے والے رَبِّ کریم کی تعریف کیا کرو جو کہ کائنات کی ہر چیز سے بڑا ہے۔ وہ تمہارا ساتھی ہے اور تمہیں ہر تکلیف سے بچانے کیلئے ہر وقت موجود ہے اور تمہیں ہر مدد دینے کیلئے ہر موقع کی تلاش میں رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ''**اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا**''۔ (الاحزاب ۳۳، آیت ۴۱) ترجمہ ''(اے لوگو!) اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کیا کرو''۔ نماز اللہ تعالیٰ کا ذِکر ہے۔ نماز بذاتِ خود دُعا ہے۔ (مشکوٰۃ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک دُعا سے زیادہ بہتر کوئی چیز نہیں''۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، حدیث ۳۱۵۳) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''دُعا عبادت کا مغز ہے''۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، حدیث ۳۱۵۴)

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پاس آیا اور پوچھا کہ ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! مجھے کوئی ایسی چیز بتایئے کہ میں اسے ہمیشہ کرتا رہوں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تمہاری زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذِکر سے تَر رہنی چاہیے''۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، حدیث ۳۱۵۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا گیا کہ ''قیامت کے دِن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کس کا دَرجہ سب سے افضل ہوگا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کا ذِکر بکثرت کرنے والے کا''۔ سائل نے پوچھا کہ ''کیا جہاد سے بھی افضل ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر مجاہد اپنی تلوار سے کفار اور مشرکین کو قتل کرے یہاں تک کہ اسکی تلوار ٹوٹ جائے اور خود خون آلودہ ہو جائے تب بھی اللہ تعالیٰ کا ذِکر دَرجے میں اس سے افضل ہے''۔ (جامع ترمذی جلد دوم حدیث ۳۱۵۸) **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''تمام نیک اعمال سے بڑھ کر نیک عمل اللہ تعالیٰ کا ذِکر ہے''۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، حدیث ۳۱۵۹)

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ۝٦ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ۝٧ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ۝٨ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝٩ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝١٠ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۝١١ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۝١٢ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝١٣

ترجمہ ◄ (آیات ۶ سے ۱۳) پس ہم ہی تمہیں (یہ قرآن کریم) پڑھانے والے ہیں، تم ہرگز نہیں بھول سکو گے سوائے اسکے جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ وہ ہر ظاہر اور چھپی ہوئی چیز کا جاننے والا ہے۔[۶-۷]

ہم تمہارے آسان طریقے کو اَور آسان بنا دینگے (یعنی تبلیغ کا طریقہ) اور تم نصیحت کرتے رہو کیونکہ نصیحت کرنا مفید بات ہے اور یہ کہ تمہاری نصیحت وہی قبول کرے گا جو اللہ تعالیٰ سے ڈَرتا ہے۔[۸-۱۰]

اور جو شخص سخت بدنصیب ہے، وہ نصیحت سے گریز کریگا اور وہ آخر کار ایک بہت بڑی آگ میں داخل ہوگا جس میں نہ اسکو موت آئیگی اور نہ وہ جیے گا۔[۱۱-۱۳]

تشریح : پچھلی آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے رَبِّ کریم کی تسبیح (ذِکر و عبادت) کیا کرو کیونکہ وہ کائنات میں سب سے بڑا ہے۔ یہاں فرمایا جا رہا ہے کہ اس بڑے کے پیغام کو لوگوں تک تم نے پہنچانا ہے وہ ہم تمہیں بتا رہے ہیں اور ہم ہر چیز جانتے ہیں۔

جو لوگ چھپ چھپا کر تمہارے خلاف باتیں کرتے ہیں، انکو بھی جانتے ہیں۔ جو تمہارے سامنے تمہارے خلاف باتیں کرتے ہیں، ہم انکو بھی جانتے ہیں لیکن ہم تمہارا مشن آسان کیے دیتے ہیں اور تم اپنے مشن سے بال برابر بھی ہٹنے کی جرات نہ کرنا۔ نصیحت کرتے رہو لیکن قبول وہی کریگا جو ہم سے ڈَرے گا۔ باقی لوگ قبول نہیں کرینگے اور تمہاری مخالفت پر اَڑے رہیں گے تو انکی مخالفت کی فکر نہ کرنا کیونکہ تمہارے ساتھ وہ ہستی ہے جو

کائنات میں سب سے بڑی سب سے زبردست سب سے قوت والی ہے۔

ان آیات مبارکہ میں عام انسان کیلئے یہ نصیحت ہے کہ نیکی کو پھیلاتے رہو، مخالفت سے مت ڈرو اور مخالفت سے ڈر کر بیٹھ جاؤ گے تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بڑے ہونے پر تمہارا یقین نہیں ہے۔ جب کائنات کا سب سے بڑا تمہارا ساتھی ہے تو تم لوگوں سے کیوں ڈرتے ہو۔ ''اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دوسروں تک پہنچاؤ خواہ وہ ایک ہی آیت ہو''۔ (حدیث شریف سے ماخذ)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ''**وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ○**'' (الاحزاب ۳۳، آیت ۳۹) ترجمہ ''اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے مت ڈرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کافی ہے'' (وہ کسی دوسرے کی مدد کا محتاج نہیں ہے وہ اکیلا ہی سب کچھ کرنے والا ہے) اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ''**فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ**''۔ (البقرۃ ۲، آیت ۱۵۰) ترجمہ ''لوگوں سے مت ڈرو۔ مجھ سے ہی ڈرو''۔ لوگوں سے ڈرنا اور کسی اچھے کام سے رُک جانا بزدِلی ہے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''مسلمانوں کی ایک جماعت دِین کیلئے قیامت تک لڑتی رہے گی'' (یعنی انکو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا خوف نہیں ہوگا) (مشکوٰۃ جلد دوم حدیث ۳۶۲۵) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے رویا، وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ دودھ تھنوں میں واپس نہ چلا جائے'' (اور دودھ تھنوں میں واپس جا نہیں سکتا) (مشکوٰۃ جلد دوم حدیث ۳۶۵۰)

؎ آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رو باہی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جہاد دو قسم کا ہے: **ایک جہاد** یہ ہے کہ تم صرف **رضائے الٰہی** کیلئے جہاد کر رہے ہو، امام کی اطاعت کرتے ہو، پیاری چیز خرچ کرتے ہو، ساتھی سے نرمی برتتے ہو، فساد کرنے سے بچتے ہو تو اس کو سونے اور جاگنے کا ثواب ملتا ہے۔

دوسرا جہاد یہ ہے کہ تو فخر جتانے کیلئے جہاد کرے۔ دکھاوے کے لیے جہاد کرے۔ شہرت کے لیے جہاد کرے۔ امام کی نافرمانی کرے۔ زمین میں فساد پھیلانا مقصود ہو۔ یہ دونوں جہاد برابر نہیں ہو سکتے''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۳۶۶۸)

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾
بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۱۶﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ
وَّاَبْقٰى ﴿۱۷﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۸﴾
صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿۱۹﴾

ترجمہ◄ (آیات ۱۴ سے ۱۹) کامیاب ہوا وہ جس نے اپنے آپ کو (گناہوں سے) پاک کرلیا اور اپنے رَبِّ کریم کا ذِکر کیا اور نماز پڑھی لیکن تم لوگ تو دُنیا کی زندگی کو زیادہ ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہت بہتر ہے اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔[۱۴-۱۷]

یہی بات پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی لکھی گئی تھی یعنی (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) اور حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی کتابوں میں۔[۱۸-۱۹]

تشریح: کامیابی کا راستہ ایک ہی ہے اور ناکامی کے راستے بیشمار ہیں۔ انسان کی کامیابی یہ ہے کہ وہ جہنم سے بچ جائے اور جنت میں اسکو ابدی مقام مل جائے۔ **اس کی بنیادی شرط تقویٰ ہے۔** اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے شروع میں ہی فرما دیا کہ ''**ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَارَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○**''۔(البقرۃ ۲، آیت ۲) ترجمہ ''یہ کتاب بلاشک وشبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یہ ہدایت دیتی ہے ان کو جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں''۔

تقویٰ اور تزکی کا مطلب ایک ہی ہے۔ دونوں کا مطلب یہ ہے کہ سیدھے راستے کو اختیار کیا جائے اور بُرے راستوں سے ہر قدم پر بچا جائے اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرما دیا کہ دو چیزیں ایسی ہیں جن سے تم منزلِ مقصود پر صحیح سلامت پہنچ سکتے ہو۔

[۱] اللہ تعالیٰ کا ذِکر کرنا [۲] اللہ تعالیٰ کیلئے نماز پڑھنا

ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کو سب سے محبوب عمل نماز کا وقت پر پڑھنا ہے''۔(بخاری)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خود فرمایا کہ ''جو اللہ تعالیٰ کا ذِکر نہیں کرتے، ہم ان

پر شیطان مسلط کر دیتے ہیں''۔(دیکھیں سورۃ الزخرف ۴۳، آیت ۳۶)

جو شخص بھی ان دو چیزوں کو مضبوطی سے پکڑ لے گا اور خلوص سے ان پر عمل پیرا ہوگا تو اللہ تعالیٰ ان کی وسعتوں کی سوجھ بوجھ عطا فرما دے گا اور وہ بہت بڑا متقی بن جائے گا۔

ایسے انسان کیساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہمیشہ رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی قدر دان ہے۔ وہ نیکی کے ایک ذرّے کو بھی ضائع کرنے والا نہیں ہے۔ وہ دِلوں کے بھیدوں تک کو بھی جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ غلطیوں کو معاف فرمانے والا اور نیکیوں میں زیادتی کرنے والا ہے۔ ایک نیکی کا بدلہ وہ سات سو تک دے سکتا ہے۔(دیکھیں البقرۃ ۲ آیت ۲۶۱)

کیا کوئی کائنات میں اَور بھی کوئی ایسی ہستی ہے جو ایک پیسے کے سات سو بنا کر آپ کو واپس دے؟

کتنے بدقسمت ہیں کہ قرآن کریم کو ہم بغیر سمجھ کے پڑھتے ہیں۔ حدیث شریف کی کتاب کو ہم اُٹھاتے نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ کو ایک پیسہ تو ہم دیتے نہیں تو سات سو گنا کیسے ملے گا؟ ذرا غور کریں۔ اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے۔ نہ اللہ تعالیٰ کا اور نہ ہی کسی اَور کا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ ''ہمارے اور منافقین کے درمیان جو عہد و پیمان ہے، وہ نماز ہے۔ جس نے نماز کو ترک کیا، اس نے کفر کو اختیار کیا''۔([ترمذی نسائی ابن ماجہ] مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۵۲۷) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ایک درخت کی دو شاخوں کو پکڑ کر ہلایا تو اس سے پتے جھڑنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اے (حضرت) ابوذر (رضی اللہ عنہ)! جب مسلم بندہ رَضائے الٰہی کیلئے نماز اَدا کرتا ہے تو اس کے گناہ اسی طرح جھڑتے ہیں جس طرح اس درخت سے پتے گرے ہیں''۔([احمد] مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۵۲۹) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** کی دُعاؤں میں سے ایک دُعا یہ ہے کہ ''اے اللہ تعالیٰ! میں تجھ سے اپنے کام کی بُرائی سے جو میں نے کیا ہے یا نہیں کیا، پناہ مانگتا ہوں''۔(مشکوٰۃ، جلد اوّل، حدیث ۲۳۴۹) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''اگر تم پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو تو اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا مانگو تو تمہارا کام بن جائیگا، اے اللہ تعالیٰ! مجھے حلال رزق عطا فرما حرام سے محفوظ رَکھ اپنے فضل سے دوسروں سے بے نیاز کر دے''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۳۳۶)

اَلْغَاشِيَةِ ۸۸

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۲۶ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝۱ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ
خَاشِعَةٌ ۝۲ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝۳ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝۴
تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝۵ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ
ضَرِيْعٍ ۝۶ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝۷

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۱۶) (اے انسان!) کیا چھا جانے والی کی خبر تم کو پہنچی ہے (یعنی قیامت کی) اس روز کچھ چہرے ذلیل ہونگے۔[۱-۲]
وہ سخت مشقت کرنے والے ہونگے۔(دُنیا کے غلط کاموں میں)[۳]
شدید آگ میں ڈالے جائینگے۔[۴]
اور کھولتے ہوئے چشمے کا پانی پلایا جائیگا۔[۵]
ان کیلئے خاردار گھاس کے سوا کوئی اَور کھانا نہیں ہوگا۔[۶]
وہ (یعنی کھانا) نہ تو موٹا کرے گا اور نہ بھوک مٹائیگا۔[۷]

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۙ﴿۸﴾ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۙ﴿۹﴾ فِيْ
جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۙ﴿۱۰﴾ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ؕ﴿۱۱﴾ فِيْهَا عَيْنٌ
جَارِيَةٌ ۚ﴿۱۲﴾ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۙ﴿۱۳﴾ وَّاَكْوَابٌ
مَّوْضُوْعَةٌ ۙ﴿۱۴﴾ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۙ﴿۱۵﴾ وَّزَرَابِيُّ
مَبْثُوْثَةٌ ؕ﴿۱۶﴾

(اور) کچھ چہرے بارونق ہونگے۔[۸]
اوراپنی محنت پرراضی ہونگے۔(دُنیامیں اچھے کاموں پرمحنت کرتے تھے)[۹]
انکاعالی مقام جنت میں داخلہ ہوگا۔[۱۰]
وہاں کوئی بیہودہ بات نہیں سنیں گے۔[۱۱]
وہاں چشمے رواں ہونگے۔[۱۲]
وہاں اونچے اونچے بچھونے ہونگے۔[۱۳]
اور پیالے رَکھے ہونگے ترتیب سے۔[۱۴]
اورگاؤ تکیے قطار دَر قطار رَکھے ہونگے اور قالین بچھے ہونگے۔[۱۵-۱۶]

تشریح : پہلی سات آیات مبارکہ میں جہنمیوں کا حال بتایا گیا ہے۔وہ گناہگار لوگ جن کے دائیں پلڑے ہلکے ہوں گے اوران کے اعمال کی کتاب کمر کے پیچھے سے بائیں ہاتھ میں دی جائے گی۔ایسے لوگوں نے دُنیا کوترجیح دی اورآخرت کی پرواہ نہیں کی۔

حرام کی روزی کھائی۔جھوٹی گواہیاں دیں۔کرپشن دِل کھول کر کی۔سود دَرسود ساری عمر کھاتے رہے۔ہمسایوں سے،دوستوں سے بداخلاقی کی۔نہ چھوٹوں پرشفقت، نہ بڑوں کاادب۔

اللہ تعالیٰ کوچھوڑ کر بزرگوں کی قبروں سے حاجتیں مانگنے والے اورنماز کوچھوڑ کر اپنے کاروبارِ زندگی میں مصروف رہنے والے۔اللہ تعالیٰ کوچھوڑ کر کافروں کی تعلیم اپنی

اولاد کو دینے والے اور اس طرح کی بیشمار بُرائیاں کرنے والے لوگ، انکا ٹھکانہ یہ ہوگا جو ان سات آیات مبارکہ میں بیان کر دیا گیا ہے۔

آیات مبارکہ ۸ سے ۱۶ تک ان لوگوں کا حال ہے جو زندگی میں اللہ تعالیٰ سے ڈَرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر اپنی ہمت کے مطابق عمل کرتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت کو سامنے رَکھا۔ ہمسایوں سے اچھا سلوک رَکھا۔ اجنبیوں سے اچھا سلوک رَکھا۔ جھوٹ بولنے سے پرہیز کیا۔ دَغابازی کرنے سے پرہیز کیا۔ بھیک مانگنے سے پرہیز کیا۔ قرض لے کر واپس کرنے کی فکر کی۔ نماز کی پابندی کی۔ روزہ اور حج زکوٰۃ سرانجام دیئے۔ یہ ہیں وہ لوگ جو عالی مقام جنت میں اپنا ٹھکانہ بنائے ہوئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جہنم میں ایک آگ کا پہاڑ ہے جسکا نام ''صعود'' ہے۔ کافر اس پر ستر (۷۰) سال میں چڑھے گا اور پھر اتنی ہی مدت میں گرتا رہے گا اور ہمیشہ اسی عذاب میں رہے گا''۔ (جامع ترمذی جلد دوم حدیث ۲۳۸۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''سانپ اونٹ جیسے ہوں گے۔ بچھو خچر جیسے۔ جب ان میں سے کوئی ڈَسے گا تو اس کے زہر کا اَثر چالیس سال تک رہے گا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۴۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جنت اور دوزخ میں بحث ہوئی دوزخ نے کہا کہ میں متکبروں اور جابروں کیلئے ہوں۔ جنت نے کہا کہ میں کمزور اور گرے پڑے اور سیدھے سادے لوگوں کیلئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جنت میری رحمت اور دوزخ میرا عذاب ہے''۔ ([اختصار شدہ] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۴۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ ''جب جنتی جنت میں داخل ہو جائینگے تو اللہ تعالیٰ کا دیدار کرینگے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ زیارت جنت کی ان سب چیزوں سے جو ان کو دی گئی ہیں، زیادہ پیاری ہوگی''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۱۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تم اپنے رَبّ کریم کو جنت میں ایسے دیکھو گے جیسے ہم دُنیا میں چودھویں رات کا چاند دیکھتے ہیں۔ اگر تم سے ہو سکے تو تم سورج طلوع ہونے سے پہلے یعنی نمازِ فجر اور غروب ہونے سے پہلے یعنی نمازِ عصر اَدا کرنا نہ بھولو''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۱۱)

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝۱۷ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝۱۸ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۝۱۹ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝۲۰ فَذَكِّرْ ۗ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝۲۱ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝۲۲ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ۝۲۳ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ۝۲۴ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ۝۲۵ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝۲۶

ترجمہ ◄ (آیات ۱۷ سے ۲۶) کیا لوگ (اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور آخرت کا انکار کرنے والے) اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کس نے بنایا؟ (کیا مشرکین کے بتوں نے بنایا؟) [۱۷]

آسمان کو نہیں دیکھتے کہ کس نے اونچا اُٹھایا؟ (کیا تمہارے بتوں نے یہ کام کیا) [۱۸]

پہاڑوں کو نہیں دیکھتے کہ کس نے جمائے؟ (کیا بتوں نے جمائے) [۱۹]

زمین کو نہیں دیکھتے کہ کس نے بچھائی؟ (کیا بتوں نے بچھائی) [۲۰]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! تم تو نصیحت کیے جاؤ۔ تمہارا کام نصیحت کرنا ہی ہے۔ تم انکے ذِمہ دار نہیں ہو (کہ وہ شرک چھوڑ دیں۔ یہ دیکھنا ہمارا کام ہے) [۲۱-۲۲]

جس شخص نے (حق سے) منہ موڑا اور بات نہیں مانی تو اللہ تعالیٰ اس کو بہت بڑا عذاب دے گا۔ آخر ان لوگوں نے آنا تو ہماری ہی طرف ہے۔ پھر ہم ان کا حساب خود لینے کے لیے کافی ہیں۔ [۲۲-۲۶]

تشریح: اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کی طرف توجہ دلائی ہے جن کے ساتھ انسان کا روزمرہ کا واسطہ رہتا ہے۔ [۱] دُنیا میں ہر انسان اونٹ سے واقف ہے۔ [۲] دُنیا میں ہر جگہ آسمان کی بلندی نظر آتی ہے۔ [۳] دُنیا میں اکثر جگہ پہاڑ بھی موجود ہیں۔ [۴] دُنیا میں ہر جگہ

زمین کی سطح بھی موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمانا یہ ہے کہ ان چیزوں سے تمہارا روزمرہ واسطہ پڑتا ہے۔ کیا کوئی ایک مثال ایسی بھی ہے کہ ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اَور نے بنایا ہو لیکن تمہاری حرکت یہ ہے اے انسان! جب مصیبت آتی ہے تو تُو بتوں کی طرف جاتا ہے اور جب مصیبت نہیں ٹلتی تو تُو ہمیں پکارتا ہے اور ہم تیری مصیبت کو ٹال دیتے ہیں۔ جیسے ہی تو مصیبت سے آرام پاتا ہے تو تُو بتوں کی طرف پھر پلٹ جاتا ہے۔

کیا ان بتوں نے ان چیزوں کو بنایا اور یہ بت کیا ہیں؟

اپنی قبروں میں فوت شدہ بزرگ، ولی اللہ، متقین، صالحین اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء۔ تم ان کے اصلی مقام سے اُٹھا کر ان کو رَبّ کا دَرجہ دے دیتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''یہود پر لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا''۔ (اللہ تعالیٰ کی بجائے ان کو سجدہ کرنے لگے اور ان سے حاجات مانگنے لگے۔ ان سے دُعائیں کرنے لگے۔ ان کو واسطہ بنا دیا) (مشکوٰۃ) دوسری قسم کے بت وہ ہیں جو انسان نے اپنے ہاتھوں سے بنائے ہیں اور تیسری قسم کے بت وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے کائنات میں انسان کے فائدے کے لیے بنائے لیکن ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق مثلاً چاند، سورج، ستارے وغیرہ اور زمین پر گائے، آگ، سانپ وغیرہ۔

تو پھر جب اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے آسمان بنایا، تمہارے لیے اونٹ اور دوسرے جانور پیدا کیے اور تمہارے لیے ہی پہاڑ بنائے تاکہ زمین تمہیں لے کر ڈھلک نہ جائے اور تمہارے لیے زمین کو اس قابل بنایا کہ اس پر زندگی گزار سکو لیکن تم ایسے ناشکرے ہو کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی استعمال کر کے بھی غیر اللہ کو پکارتے ہو اور انہی کا شکر اَدا کرتے ہو تو پھر یاد رَکھو کہ ایک بہت بڑے عذاب کا تمہیں سامنا کرنا ہوگا۔

اور اے انسان! تمہیں ایسا عذاب ملے گا جس میں نہ موت ہوگی اور نہ زندگی ہو گی۔ اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کا راستہ اختیار کرتے ہو یا شیطان کا۔

؎ کیا سناتا ہے مجھے مسلم و عرب کی داستان مجھ سے کچھ پنہاں نہیں اسلامیوں کا سوز و ساز
لے گئے تثلیث کے فرزند میراثِ خلیل خشت بنیاد کلیسا بن گئی خاک حجاز
ہو گئی رُسوا زمانے میں کلاہِ لالہ رنگ ! جو سراپا ناز تھے، ہیں آج مجبورِ نیاز!

حکمت مغرب سے ملت کی یہ کیفیت ہوئی ٹکڑے ٹکڑے جس طرح سونے کو کر دیتا ہے گاز
ہو گیا مانند آب ارزاں مسلماں کا لہو مضطرب ہے تُو کہ تیرا دِل نہیں دانائے راز
ربط و ضبط ملت بیضا ہے مشرق کی نجات ایشیا والے ہیں اس نکتے سے اب تک بے خبر
پھر سیاست چھوڑ کر داخل حصارِ دِیں میں ہو ملک و دولت ہے فقط حفظ حرم کا ایک ثمر
نسل اگر مسلم کی مذہب پر مقدم ہو گئی اُڑ گیا دُنیا سے تُو مانند خاکِ راہ گزر

[اقبال، بانگ درا، دنیائے اسلام]

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ایمان کے دَرجے ستر (۷۰) سے کچھ اوپر ہیں۔ افضل ترین دَرجہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنا ہے اور کم ترین دَرجہ تکلیف دہ چیز کو راستے سے دُور کرنا ہے اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرتا رہوں جب تک کہ وہ [۱] اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار نہ کرلیں [۲] میری رسالت کی شہادت نہ دے دیں [۳] نماز نہ قائم کرلیں [۴] زکوٰۃ اَدا کرنا نہ شروع کر دیں۔ جب انہوں نے ایسا کرلیا تو انہوں نے مجھ سے اپنی جانوں اور اموال کو محفوظ کرلیا اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذِمہ رہا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۰)

ایک اعرابی نے **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** سے عرض کی کہ ''مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں لے جائے''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''[۱] ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس میں کسی کو شریک نہ ٹھہرا [۲] فرض نماز اَدا کر [۳] مقررہ زکوٰۃ اَدا [۴] رمضان المبارک کے روزے رَکھ''۔ یہ سن کر دیہاتی نے کہا کہ ''خدا کی قسم! میں اس میں نہ تو زیادتی کروں گا اور نہ کمی''۔ یہ کہہ کر جب وہ واپس ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص کسی جنتی کو دیکھنا چاہے تو وہ اس شخص کو دیکھ لے''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۲) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جو شخص شرک کا ارتکاب نہ کرے اللہ تعالیٰ اس کو مبتلائے عذاب نہیں فرمائیگا''۔ (یعنی جہنم میں نہیں بھیجے گا) (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۱)

اَلْفَجْرِ ۸۹

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۳۰ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

وَالْفَجْرِ ۙ﴿۱﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۙ﴿۲﴾ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۙ﴿۳﴾ وَالَّيْلِ
اِذَا يَسْرِ ۚ﴿۴﴾ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ؕ﴿۵﴾
اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۙ﴿۶﴾ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ
ۙ﴿۷﴾ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۙ﴿۸﴾

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۸) قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی اور قسم ہے جفت اور طاق کی اور قسم ہے رات کی جب وہ رُخصت ہو رہی ہوتی ہے۔ کیا کسی عقلمند کیلئے اس سے زیادہ قسموں کی ضرورت ہے؟ (یہ یقین دہانی کرانے کیلئے کہ آگے جو اللہ تعالیٰ بیان کر رہا ہے وہ بالکل اسی طرح سچ ہے جیسے یہ چیزیں تمہارے مشاہدہ میں سچی ہیں جن کی ہم نے قسم کھائی ہے)[۱-۵]
کیا تم نے دیکھا نہیں کہ تیرے رَبِّ کریم نے قومِ عاد کے ساتھ کیا کِیا؟ اونچے ستونوں والے عادِ اِرم کے ساتھ جن کی مانند کوئی طاقتور قوم دُنیا میں پیدا نہیں کی گئی تھی۔[۶-۸]

تشریح : یہ چار چیزیں ایسی ہیں جس سے اہل مکہ کو اور تمام دُنیا کو واسطہ پڑتا ہے۔ آپ فجر کا وقت بھی دیکھتے ہیں کہ روشنی ہو رہی ہے اور ہر مہینے کی پہلی دس راتوں میں دیکھتے ہیں کہ اندھیرا ہوتا ہے۔ چاند اتنا چمکدار نہیں ہوتا اور اسی طرح آخری دس راتیں بھی اندھیری ہوتی ہیں اور پھر ہر ہندسہ جو دو پر تقسیم ہوتا ہے اور جو دو پر تقسیم نہیں ہوتا، اس سے بھی ہم واقف ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا دُنیا میں جوڑا جوڑا بنایا ہوا ہے۔ اسلئے ہر چیز جفت ہے اور اللہ تعالیٰ خود طاق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''**وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ** ○''۔ (الذاریات ۵۱، آیت ۴۹) ترجمہ ''ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنائے شاید کہ تم سمجھ سکو''۔ (اکیلی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے)

اللہ تعالیٰ نے ان چار چیزوں کی قسم کھائی ہے کہ جیسے ان چار چیزوں سے تمہیں واسطہ پڑتا ہے اور تاریکی اور روشنی کا ایک نظام بنا ہوا ہے اور اس نظام میں جفت اور طاق کا ایک دوسرا نظام بنا ہوا ہے تو اسی طرح اے مکہ والو! جنت اور دوزخ کا بھی ایک نظام بنا ہوا ہے۔ کائنات میں جس چیز کا جوڑا نہیں ہے، وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اسی بات کی ہر نبی نے اپنی قوم کو تعلیم دی۔ بعض قومیں مان گئیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت میں آ گئیں اور جو نہیں مانیں، وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی مستحق ہوئیں۔

کیا تم نے تاریخ سے دیکھا نہیں کہ وہ قوم جس کو عاد کہا جاتا ہے، اپنے نبی پر ایمان نہیں لائی تھی جیسے تم ایمان نہیں لا رہے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید پر بھی ایمان نہیں لائی تھی، دوبارہ جی اُٹھنے پر اور حساب کتاب پر بھی ایمان نہیں رکھتی تھی اور وہ لوگ بہت قد آور اور طاقتور تھے اور اسی پر ان کو گھمنڈ تھا لیکن ہم نے ان کا گھمنڈ ایسے نیست و نابود کر دیا گویا کہ وہ دُنیا میں بسے ہی نہیں تھے۔ انہیں ایک ہی آندھی کے طوفان سے مٹا دیا گیا۔

اگر تم اللہ تعالیٰ واحد پر ایمان نہیں لاؤ گے، اپنے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاؤ گے اور یومِ آخرت پر ایمان نہیں لاؤ گے تو یاد رکھو کہ تمہارا انجام بھی وہی ہو سکتا ہے۔

○.....○.....○

وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝۹ وَفِرْعَوْنَ ذِى الْاَوْتَادِ ۝۱۰ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِى الْبِلَادِ ۝۱۱ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۝۱۲ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝۱۳ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝۱۴

ترجمہ◄ (آیات ۹ سے ۱۴) (تم نے دیکھا نہیں کہ) قومِ ثمود کیساتھ ہم نے کیا کِیا جو وادی میں چٹانوں کے اندر عمارتیں تراشتے تھے اور میخوں والے فرعون کیساتھ ہم نے کیا کِیا جس نے دُنیا میں بڑی سرکشی کر رکھی تھی اور اس میں بہت فساد برپا کر رکھا تھا[۹-۱۲]

تیرے رَبِّ کریم نے ان پر سخت عذاب کا کوڑا برسایا۔[۱۳]

بیشک تیرا رَبِّ کریم لوگوں کو اپنی نظروں کے سامنے رکھتا ہے۔[۱۴]

تشریح: مکہ مکرمہ والوں کو اور تمام دُنیا کے انسانوں کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ واحد پر اسکے نبی محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آخرت کے حساب کتاب پر اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاؤ گے تو تمہارا حشر بھی وہی ہوسکتا ہے جو **قومِ ثمود اور فرعون کا ہوا** تھا۔

قومِ ثمود کو ہم نے ایک حادثہ سے ہلاک کر دیا اور فرعون اور اس کی فوجوں کو سمندر میں ڈبو دیا گیا کیونکہ انہوں نے اپنے نبیوں کی باتیں نہیں مانی تھیں، اللہ تعالیٰ واحد اور آخرت پر ایمان نہیں لائے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دُنیا میں بھی ذِلت کے عذاب سے ختم کیا اور آخرت میں بھی وہ جہنم میں ہوں گے۔

اے لوگو! ان قوموں کے حالات سے سبق سیکھو۔ اگر نہیں سیکھو گے تو تمہارا حشر بھی وہی ہوسکتا جو ان کا ہوا۔

؎ کوئی کارواں سے ٹوٹا، کوئی بدگماں حرم سے — کہ امیر کارواں میں نہیں خوئے دلنوازی

؎ مجھ کو تو سکھلا دی افرنگ نے زندیقی — اس دَور کے ملا ہیں کیوں ننگ مسلمانی!

؎ احکام ترے حق ہیں مگر اپنے مفسر — تاویل سے قرآں کو بنا سکتے ہیں پاژند

[اقبال]

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۝۱۵ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۝۱۶ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۝۱۷ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝۱۸ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۝۱۹ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝۲۰

ترجمہ ◄ (آیات ۱۵ سے ۲۰) جب اللہ تعالیٰ انسان کو آزمائش میں ڈالتا ہے اور اس کو عزت اور نعمتیں عطا فرماتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رَبِّ کریم نے مجھے باعزت بنایا اور (اس کے برعکس) جب اس کو آزمائش میں ڈالتا ہے کہ اس کا رزق اس پر تنگ کر دیتا ہے تو پھر وہ کہنے لگتا ہے کہ میرے رَبِّ کریم نے مجھے ذلیل کر دیا۔[۱۵-۱۶]

ہرگز نہیں! (تمہاری یہ سوچ غلط ہے) حقیقت یہ ہے کہ تم یتیم سے اچھا سلوک نہیں کرتے۔ مسکینوں کو کھانا کھلانے پر لوگوں کو ترغیب نہیں دیتے اور (یتیم کی) وراثت کا سارا مال سمیٹ کر کھا جاتے ہو اور تم مال سے بہت زیادہ محبت رَکھتے ہو۔[۱۷-۲۰]

تشریح : انسان جب نعمتوں میں ہوتا ہے تو سمجھتا ہے کہ میں نیک ہوں، اسلئے اللہ تعالیٰ مجھے دے رہا ہے اور جب مصیبت میں ہوتا ہے تو پھر انسان سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادتی کر رہا ہے حالانکہ دونوں طرح سوچنا غلط ہے۔

اللہ تعالیٰ انسان کو نعمتیں حکمت سے دیتا ہے اور حکمت سے ہی ان کو محروم رَکھتا ہے اور یہ حکمتیں اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے لیکن حدیث شریف کے ذریعے چند باتوں کا علم ہوتا ہے مثلاً

(۱) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''تم دُنیا والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا''۔ (ترمذی)

(۲) ''تم بھوکے کو کھانا کھلاؤ، اللہ تعالیٰ تمہیں کھانا کھلائے گا''۔(مشکوٰۃ شریف)

(۳) ''تم لوگوں کو کپڑا پہناؤ، اللہ تعالیٰ تمہیں کپڑا پہنائے گا''۔(مشکوٰۃ شریف)

زندگی میں اللہ تعالیٰ انسان سے ویسا ہی معاملہ کرتا ہے جیسے انسان بندگانِ خدا سے معاملہ رکھتا ہے۔

کنجوس آدمی کے متعلق فرمایا جو زکوٰۃ اَدا نہیں کرتا تو ''قیامت کے روز اسکے مال کا سانپ بنا کر اسکی گردن میں پٹے کی طرح ڈال دیا جائیگا''۔([بخاری] مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''کسی کے پاس اونٹ، گائے یا بکری ہو اور وہ ان کا حق اَدا نہ کرے (یعنی ان کی دیکھ بھال اچھی طرح نہ کرے اور ان کی زکوٰۃ نہ نکالے) تو یہ جانور قیامت کے روز اپنے مالک کو پیروں سے کچلیں گے، سینگوں سے ماریں گے''۔(متفق علیہ)

دُنیا میں بعض دفعہ نیک کاموں کے رَدِّعمل میں اللہ تعالیٰ انسان کے کاموں میں برکت ڈالتا ہے اور بُرے کاموں کی وجہ سے اس پر مصیبتیں مسلط کر دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جب بندہ صبح کرتا ہے تو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ! تیری راہ میں خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے کہ کنجوس کے مال کو برباد کر دے''۔([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۶۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''بے حساب خرچ کیا کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں بے حساب عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے گریز نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تم پر رزق کو روک لے گا''۔([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۶۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''رَبِّ کریم کا ارشاد ہے کہ اے ابن آدم! خرچ کر تجھے اَور زیادہ دیا جائے گا۔(متفق علیہ)

○.....○.....○

كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾ وَّجَآءَ رَبُّكَ
وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾ وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ
يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾
يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿۲۴﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا
يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾
يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ
رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿۲۹﴾
وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿۳۰﴾

ترجمہ◄ (آیات ۲۱ سے ۳۰) ہرگز نہیں! (جو تم غریبوں اور یتیموں سے سلوک کرتے ہو، یہ ہرگز ٹھیک نہیں ہے۔ غور کرو اس دِن کی سختی پر) جب زمین کوٹ کوٹ کر برابر کر دی جائیگی اور تیرا رَبِّ کریم آ حاضر ہوگا اور فرشتے اس کے سامنے صف باندھے کھڑے ہوں گے۔ اس دِن جہنم سامنے لائی جائے گی۔

اس دِن انسان نصیحت حاصل کرے گا لیکن اس وقت نصیحت حاصل کرنے کا کیا فائدہ (یعنی نصیحت کا وقت گزر چکا) اس وقت انسان کہے گا کہ کاش! میں نے اپنی زندگی میں کچھ آگے بھیجا ہوتا (یعنی نیک عمل) پھر اس دِن اللہ تعالیٰ ایسا عذاب دے گا کہ کسی نے اس کو ایسا عذاب نہیں دیا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کو ایسا جکڑے گا جیسا کسی نے اس کو نہیں جکڑا ہوگا۔ [۲۱-۲۶]

(اس کے برعکس مال خرچ کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ فرمائے گا) اے مطمئن انسان! چل اپنے رَبِّ کریم کے پاس خوشی خوشی اور میرے بندوں میں داخل

ہو جا اور جا داخل ہو میری جنت میں۔[۲۷-۳۰]

تشریح: پہلی چار آیات مبارکہ میں ان لوگوں کا حال ہے جنہوں نے اس دُنیا میں آنکھیں بند کی ہوئی ہیں اور نیک کاموں کو چھوڑ کر بُرے کاموں کے پیچھے اپنی ساری زندگی گزار دی ہے اور مرے ہیں تو اپنے گناہوں کا بوجھ لے کر مرے ہیں اور قیامت کے روز حسرت کریں گے کہ کاش! ہم دُنیا میں کچھ نیک کام کر لیتے لیکن اب افسوس کرنے کا وقت نہیں رہا اور عمل کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ اب تو جو عذاب ہے، اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوگا۔ نہ وہاں کوئی مدد ملے گی، نہ کوئی سفارش کرنے آئے گا اور نہ کوئی خاندان کی وقعت ہوگی۔ نہ کسی رشتے کی وقعت ہوگی اور نہ دُنیا میں کسی اقتدار کی وہاں قدر ہوگی۔

وہاں اقتدار صرف اللہ تعالیٰ کا ہوگا۔ آج عقل سے کام لو۔ شیطان کے راستے کو چھوڑ دو اور اللہ تعالیٰ کے راستے کو پکڑ لو جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس دِن تم عذاب سے بچ جاؤ گے اور تمہارا دِل مطمئن ہوگا اور نیک بندوں میں تم شامل ہو جاؤ گے اور تمہارا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ٹھکانہ جنت ہوگا جس میں ہر قسم کی نعمت اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے پیدا کر رکھی ہے

حقوق اللہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے بندوں کے درمیان ایک دوسرے کے حقوق اَدا کرنے کی انصاف اور عدل کے ساتھ بہت اہمیت رکھی ہے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے میدانِ عرفات میں دُعا فرمائی کہ ''اے اللہ تعالیٰ! میری ساری اُمت کو بخش دے''۔ حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور عرض کی کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو حقوق بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہیں انکی کوتاہیوں کو تو میں بخش دونگا لیکن جو حقوق بندوں اور بندوں کے درمیان ہیں، وہ ضرور بندوں کو ادا کرنے پڑینگے''۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے دوبارہ دُعا فرمائی کہ ''یا اللہ تعالیٰ! وہ حقوق تو اپنی طرف سے اَدا کر دے۔ **حضرت انس** رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس گئے اور عرض کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! جس قوم کے پاس ہم مہاجر بن کر آئے ہیں ہم نے اس سے بڑھ کر خرچ کرنے والی کوئی قوم نہیں دیکھی۔ ہمیں خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں سارا ثواب وہی نہ لے جائیں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ایسا نہیں ہوگا جب تک ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے رہو گے اور ان کی تعریف کرتے رہو گے''۔ ([ترمذی] مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۲۸۹۵)

اَلْبَلَدِ ۹۰

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۲۰ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۱﴾ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۲﴾ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۙ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ؕ﴿۴﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۘ﴿۵﴾ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ؕ﴿۶﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۹) نہیں! (زندگی آسان نہیں ہے) قسم ہے اس شہر کی اور تم اسی شہر میں تو رہتے ہو اور قسم ہے باپ کی اور اس کی اولاد کی کہ ہم نے انسان کو مشقت کے لیے پیدا کیا ہے۔[۱-۴]

کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ کوئی اس پر غلبہ رکھنے والا نہیں ہے۔[۵]

کہتا ہے کہ میں نے بہت سا مال اُڑا دیا[۶] (اسراف میں اور بُری جگہوں میں اپنے دکھاوے کے لیے)

کیا وہ خیال کرتا ہے کہ کوئی اس کو دیکھنے والا نہیں ہے۔[۷] (نہیں! ہرگز نہیں!

اَحَدٌ ۝ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۝ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۝

ہم اس کو پوری طرح دیکھنے والے ہیں)

کیا ہم نے اسے دو آنکھیں نہیں دیں۔ ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دیئے۔[۸-۹] (تا کہ وہ اپنی آنکھوں سے حرام اور حلال میں تمیز کرے۔ اسراف اور عدل میں تمیز کرے اور زبان سے وہ بات کرے جو سچ ہو اور ہونٹ وہاں کھولے جہاں موزوں ہوں)

تشریح: اللہ تعالیٰ نے اس شہر کی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رہ رہے ہیں، قسم کھائی ہے اور دوسری قسم باپ اور اسکی اولاد کی کھائی ہے۔ یہ قسمیں اس بات پر کھائی ہیں کہ اے انسان! تو اس شہر کی زندگی کو دیکھتا ہے، تو اس میں رہتا ہے اور تو دیکھتا ہے کہ کتنی پُر مشقت زندگی ہے۔ باپ بھی سخت محنت کر رہا ہے۔ اسکی اولاد بھی سخت محنت کر رہی ہے تو ہم نے قسم یہ کھائی ہے کہ اسی طرح انسان مشقت کے بغیر سیدھا راستہ اختیار نہیں کر سکتا۔ جو مشقت سیدھا راستہ ڈھونڈنے کی نہیں کرتے، انکو حق کا علم نہیں ہوتا۔ وہ فخر سے کہتے ہیں کہ ہم نے بہت مال اُڑایا ہے (جو دَراصل حرام مال تھا) لوگوں کو دکھاوے کیلئے، اپنے آپکو بہت بڑا بنانے کیلئے اور بہت مالدار یا جاگیردار کی شہرت کے لیے۔ اسکو اس بات کا علم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکی ہر حرکت کو جانتا ہے کہ وہ سیدھے راستے پر ہے یا اُلٹے راستے پر ہے۔ اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ اس نے سیدھا راستہ تلاش کرنے کی مشقت نہیں کی۔

ہم نے اس کو دیکھنے کے لیے دو آنکھیں بھی دیں کہ حق اور باطل میں تمیز کرے۔ حلال اور حرام میں تمیز کرے۔ ہماری نشانیوں کو دیکھ کر ہماری وحدانیت پر ایمان لائے اور ہمارے احسانات کو پہچان لے۔ زبان اور ہونٹ بھی دیئے ہیں تا کہ وہ حق بات کہے اور جھوٹ سے گریز کرے اور ہماری تسبیح بیان کرے جیسے تمام کائنات تسبیح بیان کرتی ہے۔ یہ باتیں مشرکین مکہ کو نصیحت کی جا رہی ہیں کہ حق کی طرف آؤ، باطل کو چھوڑ دو۔ ایک اللہ تعالیٰ کو مان لو اور بتوں کو توڑ دو۔ بقول اقبال رحمہ اللہ علیہ

؎ جہاں بانی سے ہے دُشوار تر کارِ جہاں بینی جگر خوں ہو تو چشمِ دِل میں ہوتی ہے نظر پیدا

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝۱۰ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝۱۱ وَمَآ
اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝۱۲ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝۱۳ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ
يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۝۱۴ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝۱۵ اَوْ مِسْكِيْنًا
ذَا مَتْرَبَةٍ ۝۱۶ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا
بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۝۱۷ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
الْمَيْمَنَةِ ۝۱۸ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ
الْمَشْئَمَةِ ۝۱۹ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ۝۲۰

ترجمہ ◄ (آیات ۱۰ سے ۲۰) ہم نے اس (یعنی انسان) کو دو راستے بھی دکھا دیئے۔ (لیکن چونکہ اس نے حق اور باطل کا علم حاصل نہیں کیا، اس کو معلوم نہ ہو سکا) کہ دُشوار گزار راستہ کون سا ہے (اور اس کا انجام کیا ہے؟) [۱۰-۱۱]

تم کیا جانو کہ وہ دُشوار گزار راستہ کیا ہے؟ [۱۲]

(وہ دُشوار گزار راستہ یہ ہے کہ)

(۱) کسی کو غلامی سے (دولت خرچ کر کے) چھڑایا جائے۔ [۱۳]

(۲) کسی کو جو سخت بھوکا ہو (یعنی غریب کو) کھانا کھلایا جائے۔ [۱۴]

(۳) کسی یتیم کو جو اس کا رشتہ دار ہو، اس کو کھانا کھلایا جائے۔ [۱۵]

(۴) یا غریب آدمی جو کہ بے بس ہو چکا ہے، اس کو کھانا کھلایا جائے۔ [۱۶]

پھر وہ ہو بھی مومن اور لوگوں کو نصیحت کرے صبر کرنے کی اور لوگوں کو نصیحت کرے ایک دوسرے پر رحم کرنے کی۔ [۱۷]

یہ ہیں لوگ جو دائیں ہاتھ والے ہیں (یعنی جنتی ہیں) [۱۸]

جن لوگوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا (اور اپنی دولت کو بندوں کی مدد کیلئے

استعمال نہیں کیا) اور ہماری نصیحتوں کو نہیں مانا، وہ بائیں ہاتھ والے ہیں۔ ان کا انجام یہ ہے کہ ان پر قیامت کے روز آگ چھا رہی ہوگی۔ (یعنی جہنم میں ہوں گے) [۱۹-۲۰]

تشریح : آنکھیں، زبان اور ہونٹ دینے کے ساتھ ہم نے انسان کو ہدایت کے دو راستے بھی بتا دیئے۔ اب یہ اس کا اپنا اختیار ہے کہ محنت و مشقت کر کے سیدھے راستے کو تلاش کرے اور اس پر چلنے کی کوشش کرے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ سیدھا راستہ مشکل راستہ ہے جیسا مکہ مکرمہ کی زندگی، ماں باپ اور ان کے بیٹوں کیلئے مشقت کی زندگی ہے تو جو تو سیدھا راستہ تلاش کرلے گا، اسکے لیے ہم کچھ آسانی کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ سیدھا راستہ کیا ہے؟ وہ سیدھا راستہ یہ ہے کہ اپنے مال کو انسانوں کی بہبود کیلئے خرچ کریں۔ ان انسانوں کیلئے جن کو حقیقتاً ضرورت ہے اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی خاطر نہ کہ رِیا کی خاطر خرچ کریں۔

دوسرا مشکل راستہ یہ ہے کہ لوگوں کو تبلیغ کرے سیدھے راستے کی اور پھر اس پر خود بھی صبر کرے اور لوگوں کو بھی صبر کی تلقین کرے اور لوگوں کو ایک دوسرے پر ظلم کرنے کی بجائے رحم کرنے کی نصیحت کرے۔

تبلیغ کا کام حقیقتاً بڑا مشکل ہے۔ اس کا بھی اشارہ اللہ تعالیٰ نے پہلی آیات مبارکہ میں دے دیا ہے کہ تم اسی شہر میں رہتے ہو جس میں تبلیغ کرنا تمہارے سامنے موجود ہے کہ کتنا مشکل کام ہے۔

اگر سیدھے راستے پر چلو گے تو تم دائیں والے ہو گے اور جنت میں جاؤ گے۔

اگر اُلٹے راستے پر چلو گے تو تم بائیں والے ہو گے اور جہنم میں جاؤ گے۔

فیصلہ اللہ تعالیٰ نے تم پر چھوڑ دیا ہے۔ اے انسان! ذرا سوچ کہ ہمیشہ کی آگ تجھے پسند ہے یا ہمیشہ کے باغات تجھے پسند ہیں۔

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کے بعد یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کو دونوں راستوں کا علم عطا کر دیا اور اس کی ٹریننگ کیلئے اس کو بتا بھی دیا کہ فلاں درخت کا پھل نہیں کھانا، یہ بُرا راستہ ہے لیکن شیطان کا ورغلانا انسان پر غالب آیا اور حضرت آدم علیہ السلام نے اس درخت کا پھل کھا لیا پھر اللہ تعالیٰ کی

نافرمانی کی وجہ سے اوراس گناہ کے اپنے اَثر سے اللہ تعالیٰ کی حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا علیہا السلام پر ناراضگی کا اظہار ہوا لیکن توبہ کرنے پران کو معاف بھی کر دیا گیا۔

ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان لگا ہوا ہے۔ **آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''جیسے ہی انسان کا بچہ پیدا ہوتا ہے، اسکے ساتھ فوراً ابلیس اپنا ایک بچہ مقرر کر دیتا ہے۔ میڈیکل سائنس ہمیں بتاتی ہے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی آنکھوں اور کانوں سے علم حاصل کرتا ہے اور وہ اسکے دماغ میں محفوظ ہوتا جاتا ہے۔ اسی لیے ہمیں حکم ہے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی اسکے کانوں میں اذان دو تا کہ شیطان کا اَثر زائل ہو جائے۔ جب بچہ بلوغت کو پہنچتا ہے تو پھر اس کی اپنی کوشش ہوتی ہے کہ وہ نیکی کو اختیار کرتا ہے یا بُرائی کو۔ نیکی کے بھی اللہ تعالیٰ نے قدرتی راستے رَکھے ہوئے ہیں اور بُرائی کے بھی اللہ تعالیٰ نے قدرتی راستے رَکھے ہوئے ہیں۔ ان قدرتی راستوں میں آنکھ، کان، زبان، ہونٹ اور دِل ہیں۔ اگر انسان ان راستوں کو صحیح استعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے تو سیدھا راستہ اختیار کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔ اگر انہی راستوں سے انسان شیطان کی باتیں سنتا ہے تو وہ بُرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ انسان کی مدد نہیں کرتا لہٰذا وہ بُرے کاموں میں بڑھتا چلا جاتا ہے۔ **آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''بہترین ایمان کی خصلت یہ ہے کہ تیری زبان پر اللہ تعالیٰ کا ذِکر جاری رہے اور تو دوسروں کیلئے وہی پسند کرے جو تو اپنے لیے پسند کرتا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۴۳) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''جو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے (یعنی فوت ہو جائے) کہ اس نے اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ٹھہرایا تھا، روزانہ پانچوں نمازیں پڑھیں تھیں، رمضان المبارک کے روزے رَکھے تھے تو اسکی مغفرت ہو جائے گی''۔ (یعنی شیطان کے اَثر سے اس نے اپنے آپ کو بچا کر اللہ تعالیٰ کے راستے پر زندگی بسر کی) (مشکوٰۃ، جلد اوّل، حدیث ۴۲) **آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''[۱] والدین کی نافرمانی نہ کرو [۲] جان بوجھ کر فرض نماز ترک نہ کرو [۳] شراب مت پیو [۴] ہر قسم کے گناہ سے بچو [۵] اگر جنگ میں ہو تو میدان سے مت بھاگو [۶] اپنی طاقت کے مطابق بچوں کی کفالت کرو اور انکی تربیت کرو اور انکو اللہ تعالیٰ کا خوف دلاؤ'' (یہ تمام باتیں شیطان کو دُور رَکھتی ہیں) (مشکوٰۃ، جلد اوّل، حدیث ۵۴)

اَلشَّمْسِ ۹۱

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۱۵ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝۱ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۝۲ وَالنَّهَارِ
اِذَا جَلّٰهَا ۝۳ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ۝۴ وَالسَّمَآءِ وَمَا
بَنٰهَا ۝۵ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ۝۶ وَنَفْسٍ وَّمَا

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۱۰) سورج کی قسم اور اسکی روشنی کی قسم۔ چاند کی قسم جب وہ سورج کے پیچھے آتا ہے۔[۱-۲]

دِن کی قسم جب سورج اس کو خوب روشن کر دیتا ہے۔ رات کی قسم جب سورج کو ڈھانپ لیتی ہے۔[۳-۴]

آسمان کی قسم اور اسکے بنانے والے کی قسم (یعنی اللہ تعالیٰ کی قسم)۔ زمین کی قسم اور اسکے پھیلانے والے کی قسم۔[۵-۶] (یعنی اللہ تعالیٰ کی قسم)

اور ضمیر کی قسم اور اس کو متوازن کرنے والے کی قسم (یعنی اللہ تعالیٰ کی قسم) کہ انسانی ضمیر کو ''بدی'' اور ''نیکی'' کا شعور دیا گیا ہے۔[۷-۸]

سَوّٰىهَا ۝۷ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝۸ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝۹ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝۱۰

جس نے اس (یعنی ضمیر) کی 'نیکی کے شعور' کو پروان چڑھایا وہ کامیاب رہا۔[۹]
جس نے اس (یعنی ضمیر) کی 'بدی کے شعور' کو ترجیح دی وہ ناکام رہا۔[۱۰]

تشریح : اللہ تعالیٰ نے اپنی بھی قسم کھائی ہے اور کائنات کی چند چیزوں کی بھی قسم کھائی ہے۔ یہ قسمیں ثبوت کے طور پر کھائی گئی ہیں کہ آگے جو اللہ تعالیٰ فرمانے والا ہے، وہ بالکل اسی طرح سچ ہے جیسے ان چیزوں کا وجود تمہارے سامنے سچ ہے۔ اسی طرح ضمیر کا وجود بھی سچ ہے اور اس کے دو رُخ ہیں۔ ایک روشن اور ایک تاریک۔

ضمیر کا روشن رُخ: ضمیر کا یہ رُخ نیکی کا حکم دیتا ہے اور انسان جب اس رُخ پر عمل کرتا ہے تو وہ متقی بن جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کو اپنی ہدایت بھی دیتا ہے ہر نیکی کرنے کی بالآخر اس کی کامیابی یہ ہوتی ہے کہ وہ جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے۔

ضمیر کا تاریک رُخ: جو شخص ضمیر کے تاریک رُخ پر توجہ دیتا ہے، وہ اس کو بُرائی کی طرف لے جاتا ہے اور بُرائی کرتے کرتے وہ جہنم میں پہنچ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہم پر بہت کرم کیا کہ اس نے ہمیں اس بات کی اطلاع کر دی کہ تمہارے دِل میں دو قسم کے خیالات اور ارادے ہوں گے۔ ایک نیکی کرنے کا اور ایک بُرائی کرنے کا۔ ہم نے تمہیں اختیار دے دیا ہے کہ یا نیکی کے خیالات اپنے اندر پیدا کرو اور نیک بن جاؤ یا بُرائی کے خیالات پر توجہ دو اور بُرے بن جاؤ۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اپنے ضمیر کو سات مہلک چیزوں سے بچاؤ: [۱] اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی کو شریک مت کرو [۲] جادوگری کو ترک کرو [۳] ناحق قتل نہ کرو [۴] سود مت کھاؤ [۵] یتیم کا مال بے جا ہضم نہ کرو [۶] جنگ میں پیٹھ مت پھیرو [۷] پاک دامن عورتوں پر تہمت مت لگاؤ'' ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف جلد حدیث ۴۶

یہ اللہ تعالیٰ کا قاعدہ کلیہ ہے کہ جو ضمیر کے روشن پہلو پر توجہ رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس کی مدد کرتے ہیں۔ جو انسان ضمیر کے تاریک پہلو پر توجہ دیتا ہے تو

شیطان اس کی مدد کرتا ہے اور اس کو بُرائی کی طرف لے جاتا ہے۔

''جو ہمیں یاد کرتا ہے، ہم اس کو یاد کرتے ہیں۔ جو ہماری طرف ایک قدم آتا ہے، ہم اس کی طرف دس قدم جاتے ہیں''۔ (مشکوٰۃ)

''جو ہمارا ذِکر نہیں کرتا (یعنی ہمارے احکامات پر عمل نہیں کرتا) ہم اس پر شیطان مسلط کر دیتے ہیں''۔ (دیکھیں سورۃ الزخرف ۴۳، آیت ۳۶)

ہمارے لیے ہدایت یہ ہے کہ ہم اپنے ضمیر کے روشن پہلو پر توجہ دیں اور تاریک پہلو کو دبانے کی کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے گا اور ہمیں دُنیا اور آخرت کی نعمتیں عطا کرے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''وہ مومن نہیں ہے (یعنی ضمیر کے روشن پہلو پر توجہ دینے والا نہیں ہے) جب تک کہ وہ مجھے اپنے والدین سے، اپنی اولاد سے اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ رکھے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۵)

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جس کے ضمیر نے اللہ تعالیٰ کو [۱] رَبّ واحد مان لیا (یعنی شرک نہیں کیا) [۲] اسلام کو اپنا دِین مان لیا اور [۳] حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو رسول مان لیا''۔ ([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۷) **حضرت ابوہریرۃ** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر کوئی یہودی اور نصرانی مجھ پر ایمان نہ لایا (یعنی اپنے ضمیر کے تاریک پہلو پر اَڑا رہا) تو وہ جہنم میں جائے گا''۔ ([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۸)

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! مجھے اسلام کے بارے میں ایسی (حتمی) بات بتائیں جسکے بعد مجھے کسی دوسرے سے پوچھنے کی حاجت نہ رہے'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''(اپنے روشن ضمیر پر توجہ دے کر) یہ اقرار کرو کہ میں اللہ رَبّ العالمین پر ایمان لایا اور اس اقرار پر قائم رہو''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۳)

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ﴿۱۱﴾ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ﴿۱۲﴾
فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ﴿۱۳﴾
فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۫ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ
بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ﴿۱۴﴾ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴿۱۵﴾

ترجمہ◄ (آیات ۱۱ سے ۱۵) قومِ ثمود نے (اپنے ضمیر کے تاریک پہلو کی بنا پر) اپنے نبی کو جھٹلایا۔ اس قوم کا سب سے زیادہ شر پسند آدمی کھڑا ہوا (اور حضرت صالح علیہ السلام سے بحث کرنے لگا) تو اللہ تعالیٰ کے رسول (حضرت صالح علیہ السلام) نے ان سے کہا کہ یہ اونٹنی اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے اور اس نے ایک دِن اکیلی نے (کنویں سے) پانی پینا ہے (اور ایک دِن تمہارے سب جانور اسی کنویں سے پانی پئیں گے) مگر انہوں نے اس (یعنی حضرت صالح علیہ السلام) کی بات نہ مانی (یعنی اپنے ضمیر کے تاریک پہلو پر نظر رکھی) اور اونٹنی کو مار ڈالا تو پھر ان کے اس جرم کی سزا میں ان کے رَبِّ کریم نے ان پر ایسا عذاب نازل کیا کہ یکدم سب کو زمین بوس کر دیا اور اللہ تعالیٰ کو اپنے متعلق ان کے تعاقب کا کوئی خوف لاحق نہیں ہوا۔ [۱۱-۱۵] (کیونکہ وہ تو کائنات کی عظیم ترین طاقت ہے۔ اس کو کسی کے تعاقب کا کیا خوف ہوسکتا ہے)

تشریح: جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ جو اپنے ضمیر کے تاریک پہلو کو اہمیت دے گا، وہ ناکام رہے گا۔

قومِ ثمود نے اللہ تعالیٰ کی اونٹنی جو ایک واضح معجزہ تھا اور ایک کنویں پر پانی پینے کی باری ایک دِن اس اونٹنی کی تھی اور ایک دِن قومِ ثمود کے سب جانوروں کی تھی۔ انکے سرکش ضمیر نے انہیں یہ سبق دیا کہ یہ کیا بات ہے کہ ایک دِن تو ایک اونٹنی کیلئے ہو اور ایک دِن ساری قوم کے جانوروں کیلئے، یہ تو ہم پر ظلم ہے۔ ہمارے جانوروں پر بھی ظلم ہے۔ ہم اس بات کو نہیں مانتے۔ اللہ تعالیٰ کے نبی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے لیکن وہ اپنے ضمیر کے تاریک پہلو پر جمے رہے حتیٰ کہ ایک دِن انہوں نے اونٹنی کو قتل کر ڈالا اور اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے قومِ ثمود پر اپنا عذاب بھیجا اور وہ صفحۂ ہستی سے یکدم مٹ گئے اور ابھی

بڑے عذاب تو ان کیلئے آخرت میں تیار ہیں۔ یہ ہے انجام ضمیر کے تاریک پہلو پر اَڑے رہنے کا کہ دُنیا اور آخرت میں ناکام رہے۔ اس سے ہمیں سبق لینا چاہیے کہ اگر ہم ضمیر کے روشن پہلو کی پرواہ نہ کریں اور تاریک پہلو کی بات مانیں تو ہم غلط راستے پر نکل جاتے ہیں جسکا بالآخر انجام دُنیا میں بھی عذاب ہوتا ہے خواہ ہم اس کا شعور رَکھیں یا نہ رَکھیں اور آخرت میں ایسا عذاب ہوگا جو ہمیشہ رہنے والا ہوگا۔

پیشتر اسکے کہ ہم اس عذاب کا سامنا کریں، جو ٹلنے والا نہیں ہے اور نہ وہاں کسی طرف سے کوئی مدد ملے گی۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے روشن ضمیر کی اطاعت کریں، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت کو مضبوطی سے پکڑیں تو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے چھوٹے بڑے گناہ معاف فرما کر ہمیں اس عذاب سے محفوظ رَکھے گا جو قوم ثمود پر کچھ مسلط ہوا دُنیا میں اور باقی آخرت میں مسلط ہوگا۔

قومِ ثمود ایک اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رَکھتے تھے اور حضرت صالح علیہ السلام کو نیک آدمی اور نبی بھی نہیں مانتے تھے۔ نبی کا تو انکے ذہن میں تصور تھا ہی نہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا تصور تھا۔ کئی قسم کے جھوٹے خدا بنا رَکھے تھے۔ اسی جھگڑے میں حضرت صالح علیہ السلام کو کہا گیا کہ اپنے نبی ہونے کا ثبوت دو۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑ سے ایک اونٹنی پیدا فرمائی اور اسکے پانی پینے اور چارہ کھانے کی اسکو ترجیح دی قوم کے باقی جانوروں پر۔ قومِ ثمود میں کوئی خیر خواہی نہیں تھی، کوئی خلوص نہیں تھا کیونکہ وہ ضمیر کے تاریک پہلو پر زندگی گزار رہے تھے۔ ہر شخص کیلئے لازم ہے کہ وہ اپنے ضمیر کے روشن پہلو پر توجہ دے اور ان باتوں پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہیں، ایمان لائے اور خلوص سے انکا حکم مانے۔ **آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''دِین خیر خواہی ہے (یعنی ضمیر کے روشن پہلو پر توجہ دینا ہے خلوص سے) [۱] اللہ تعالیٰ کیلئے [۲] اللہ تعالیٰ کی کتاب کیلئے [۳] اللہ تعالیٰ کے نبی (رسول) کیلئے اور [۴] عوام الناس کیلئے''۔ ([مسلم] مشکوٰۃ جلد دوم حدیث ۴۷۴۷) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اَور حدیث شریف بیان فرمائی کہ ''دِین خیر خواہی ہے (یعنی ضمیر کے روشن پہلو پر توجہ دینا ہے خلوص سے) [۱] نماز کیلئے، [۲] زکوٰۃ کیلئے اور [۳] ہر ایمان والے کیلئے'' اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر بیعت بھی لیتے تھے''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ جلد دوم حدیث ۴۷۴۸) یہ تمام باتیں اس قوم یعنی قومِ ثمود میں مفقود تھیں۔

اَللَّيْلِ ۹۲

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۲۱ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۙ﴿۱﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۙ﴿۲﴾ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ۙ﴿۳﴾ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ؕ﴿۴﴾ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۙ﴿۵﴾ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۙ﴿۶﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ؕ﴿۷﴾

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۷) رات کی قسم جب وہ چھا جائے اور دِن کی جب وہ روشن ہو جائے اور اس ذات کی قسم جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا کہ تم لوگوں کی محنت و مشقت مختلف سمتوں میں ہے۔[۱-۴] (یعنی کوئی نیکیاں کرتا ہے اور کوئی بُرائیاں کرتا ہے)

تو جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کیا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتا رہا اور ہر بھلائی کو سچ مانا تو ہم اسکے لیے نیکی کا راستہ آسان کر دیتے ہیں[۵-۷]

تشریح: اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کی قسم کھائی ہے۔ایک رات کی، دوسری دِن کی اور تیسری

خود اپنی قسم کھائی ہے جس نے انسان کو پیدا کیا نر اور مادہ کی صورت میں۔

قسم اس بات پر کھائی ہے کہ یہ چیزیں تمہارے مشاہدہ میں ہیں۔ جیسے یہ چیزیں تمہارے لیے حقیقت ہیں اسی طرح تمہاری کوششیں بھی قیامت میں حقیقت بن کر سامنے آئینگی۔ ان میں سے ایک کوشش تو نیکی کی طرف ہے جس میں انسان اپنا مال خرچ کرتا ہے۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنا مال خرچ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتا ہے اور ہر اچھی بات کی تصدیق کرتا ہے اپنے قول سے یا اپنے عمل سے تو وہ نیکی کے راستے پر ترقی کرتا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے پھر اسکی مدد فرماتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''حرام مال سے پلنے والا جسم جنت میں نہیں جائے گا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۲۶۶۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ

(۱) ''اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنا (۲) اللہ تعالیٰ کی تکبیر کہنا

(۳) اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنا (۴) لا الہ الا اللہ کا ذِکر کرنا

صدقہ ہیں۔ اسی طرح

(۱) نیک بات کی ترغیب دینا (۲) بُرائی سے کسی کو روک دینا

(۳) اور اپنی بیوی کے ساتھ حق زوجیت اَدا کرنا یہ سب صدقہ ہیں''۔

([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۸۰۴)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تقویٰ دِل میں ہے۔ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھنا، دوسرے مسلمان کا خون لینا، ناجائز مال ہتھیانا، کردار کشی کرنا، سب حرام ہے''۔ (مشکوٰۃ، جلد دوم، حدیث ۴۷۴۰) **حضرت عمر** رضی اللہ عنہ کو خیبر کی فتح پر کچھ زمین ملی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا کہ ''اسکو میں کیسے استعمال کروں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر چاہو تو اصل کو روک لو اور اس سے جو پیداوار ہو، اسے صدقہ کر دو'' لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آمدنی صدقہ کر دی اور اصل کو نہ ہی بیچا، نہ ہی ہبہ کیا، نہ ہی اس میں وراثت قائم کی بلکہ اسکی پیداوار کو غریبوں، رشتہ داروں، گردن چھڑانے والوں (غلام آزاد کرنا) مجاہدوں، مسافروں اور مہمانوں کیلئے وقف کر دیا۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۲۸۷۷)

وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۙ﴿۸﴾ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۙ﴿۹﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ؕ﴿۱۰﴾ وَمَا يُغْنِىْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ؕ﴿۱۱﴾

ترجمہ◄ (آیات ۸ سے ۱۱) جس شخص نے کنجوسی کی اور اپنے رَبِّ کریم سے بے نیازی کا رویہ رَکھا اور اچھی بات کو جھٹلایا تو ہم اس کے لیے سخت تکلیف دہ راستہ آسان کر دیتے ہیں۔[۸-۱۰] (تا کہ وہ اپنی بے نیازی میں اَور بُرائیاں کر لے)

پھر جب وہ آخرت میں ہماری طرف لوٹے گا تو اس کا مال اسے کوئی فائدہ نہ دے گا۔[۱۱]

تشریح : **حضرت ابو ہریرۃ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''بخیل کی مثال ایسے ہے کہ اسکے جسم پر لوہے کی زرہ ہے۔ بخیل جب صدقہ کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ سکڑ جاتی ہے اور اسکے حلقے اَور تنگ ہو جاتے ہیں (یعنی اسکا دِل خرچ کرتے وقت تنگ پڑ جاتا ہے) (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل ماخذ از حدیث ۱۷۷۰)

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''سخی اللہ تعالیٰ کے قریب، جنت کے قریب اور لوگوں کے قریب ہے اور دوزخ سے دُور ہے۔ بخیل اللہ تعالیٰ سے دُور، جنت سے دُور، بندوں سے دُور اور دوزخ کے قریب ہے''۔ ([ترمذی] مشکوٰۃ شریف، جلد، حدیث ۱۷۷۵) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''زندگی میں ایک درہم صدقہ کرنا مرتے وقت سو درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۷۶) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے تاجروں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ''تم تجارت میں فضول بات اور جھوٹی قسم کو ملا لیتے ہو تو (اسکے کفارے کیلئے) صدقہ کرتے رہا کرو''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۲۶۷۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''صبح کو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ایک دُعا کرتا ہے کہ یا اللہ تعالیٰ! خرچ کرنے والے کو زیادہ دے اور دوسرا دُعا کرتا ہے کہ یا اللہ تعالیٰ! بخیل کے مال کو برباد کر دے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۶۶)

اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ﴿۱۲﴾ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ﴿۱۳﴾
فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ﴿۱۴﴾ لَا يَصْلٰهَآ اِلَّا الْاَشْقَى
﴿۱۵﴾ الَّذِىْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۶﴾ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴿۱۷﴾
الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ
مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ﴿۱۹﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى
﴿۲۰﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿۲۱﴾

ترجمہ◄ (آیات ۱۲ سے ۲۱) یقیناً سیدھا راستہ بتانا ہمارا ذِمہ ہے۔ آخرت اور دُنیا دونوں ہی کے مالک ہم ہیں۔[۱۲-۱۳]

میں نے تم کو بھڑکتی ہوئی آگ سے خبردار کر دیا ہے۔ اس میں وہی داخل ہو گا جو بدبخت ہے۔ جو جھٹلاتا ہے (نیکی کو) اور منہ پھیرتا ہے (اچھے کاموں سے)[۱۴-۱۶]

اس آگ سے وہ شخص دُور رکھا جاتا ہے جو تقویٰ اختیار کرتا ہے۔ اپنا مال اللہ تعالیٰ کے راستے میں (اپنے نفس کی) پاکیزگی کی خاطر خرچ کرتا ہے حالانکہ اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں تھا جس کا بدلہ اس نے دینا تھا (یعنی احسان کی خاطر وہ خرچ نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاطر وہ خرچ کرتا ہے)[۱۷-۱۹]

وہ تو صرف اپنے رَبِّ اعلیٰ کی رَضا کے لیے خرچ کرتا ہے اور وہ راضی ہو جائے گا۔ (یعنی اللہ تعالیٰ بھی اور وہ شخص بھی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں سے نوازا)[۲۰-۲۱]

تشریح: اللہ تعالیٰ نے انسان کو راستہ بتانے کیلئے

(۱) ضمیر میں نفسِ **مطمئنة** رکھا

(۲) انسان کو راستہ دکھانے کیلئے کوئی ایسی بستی دُنیا میں نہیں چھوڑی جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغمبر، اپنا نبی نہ بھیجا ہو۔

(۳) ہر نبی کیساتھ کتاب بھیجی۔

(۴) ہر نبی کا عمل اس کی قوم کے سامنے نیکی کا ایک واضح نمونہ ہوتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہدایت کا راستہ دکھانے کیلئے اپنا فرض اَدا کر دیا۔ اب انسان قیامت کے دِن یہ نہیں کہہ سکتا کہ یا اللہ تعالیٰ! تو نے تو ہماری ہدایت کیلئے کسی کو نہیں بھیجا۔

اسی لیے قرآن کریم میں ہے کہ جب جہنمی جہنم کے دروازے پر پہنچیں گے تو جہنم کا داروغہ ان سے پوچھے گا کہ کیا تمہارے پاس تمہاری ہدایت کیلئے کوئی نہیں آیا تھا تو وہ کہیں گے کہ آیا تو تھا لیکن ہم نے اسکی بات نہیں مانی (**دیکھیں سورۃ الزمر ۳۹، آیت ۷۱**)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''میری مثال اس شخص کی ہے جس نے آگ جلائی اور جب اسکے گرداگرد روشنی ہوگئی تو آگ سے شغف رَکھنے والے پروانے اس میں آ کر گرنے لگے تو اس شخص نے انکو روک رکھا لیکن وہ اس شخص پر غالب آئے اور آگ میں گرتے رہے۔ میں تم کو آگ میں گرنے سے کمر پکڑ کر روک لیتا ہوں جبکہ تم اس میں گرنا چاہتے ہو اور میں کہتا ہوں کہ آگ سے بچنے کیلئے میرے پاس آؤ لیکن تم میری بات نہیں مانتے اور آگ میں گرتے جا رہے ہو'' ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۱۴۱) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''نہیں بھیجا گیا کوئی نبی کسی اُمت میں مجھ سے پہلے مگر انکی اُمت میں انکے مددگار ہوتے تھے اور ایسے لوگ ہوتے تھے جو ان نبیوں کے احکام پر عمل کرتے اور انکی سنت کو اپناتے'' (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل ماخذ از حدیث ۱۴۹) **اللہ تعالیٰ** نے **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** سے فرمایا کہ ''میں نے **پانچ** چیزوں کو **پانچ** چیزوں میں رَکھ دیا۔ لوگ انہیں دوسری چیزوں میں تلاش کرتے ہیں۔ [۱] میں نے اپنی رضا کو نفس کی مخالفت کرنے میں رَکھ دیا ہے لیکن لوگ میری رضا کو نفس پرستی میں تلاش کرتے ہیں۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے [۲] میں نے عیش کو جنت میں رَکھ دیا ہے لیکن لوگ اسے دُنیا میں تلاش کرتے ہیں۔ بھلا وہ کیسے پائیں گے [۳] میں نے **علم** اور **حکمت** کو **بھوک** میں رَکھ دیا ہے لیکن لوگ اسے سیَری (یعنی پیٹ پوجا) میں تلاش کرتے ہیں۔ بھلا وہ کیسے پائیں گے [۴] میں نے دولت مندی (غنا) کو قناعت میں رَکھ دیا ہے لیکن لوگ اسے مال میں تلاش کرتے ہیں۔ بھلا وہ کیسے پائیں گے [۵] میں نے **عزت** کو اپنی **فرمانبرداری** میں رَکھ دیا ہے۔ لوگ اسے اقتدار کے دروازوں پر تلاش کرتے ہیں۔ بھلا وہ کیسے پائیں گے'' (ماخذ از کشف المحجوب ترجمہ میاں طفیل محمد)

اَلضُّحٰی ۹۳

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۱۱ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

وَالضُّحٰى ۙ﴿۱﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَكَ
رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ؕ﴿۳﴾ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى
ؕ﴿۴﴾ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ؕ﴿۵﴾ اَلَمْ
يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۪﴿۶﴾ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۱۱) قسم ہے صبح کی جب سورج چڑھتا ہے اور قسم ہے رات کی جب چھا جاتی ہے۔ اے (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم)! تمہارا رَبِّ کریم نہ تو تم سے ناراض ہے اور نہ اس نے تجھے چھوڑا ہے۔[۱-۳]
آخر اوّل سے بہتر ہے[۴] (تمہاری زندگی کا آخری دَور موجودہ دَور سے بہتر ہوگا)
تیرا رَبِّ کریم تجھے اتنا عطا فرمائے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔[۵]
کیا تیرے رَبِّ کریم نے تجھے یتیم نہیں پایا پھر اس نے تمہیں ٹھکانہ دیا۔[۶]
اور اس نے تجھ کو ٹھیک راستے سے دُور پایا تو تجھ کو سیدھا راستہ دکھایا۔[۷]

ۗ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝

ہم نے تجھ کو تنگدست پایا اور پھر غنی کر دیا۔[۸]

تو پس اے (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! تمہارے پاس بھی جب کوئی یتیم آئے تو اس پر کوئی سختی مت کرو۔[۹]

اور جب کوئی سوال کرنے والا آئے تو اس سے بے رُخی مت برتیے۔[۱۰]

اور جو نعمت ہے تیرے رَبِّ کریم کی، اس کو بیان کرتے رہیے (یعنی نبوت)[۱۱]

تشریح: اس سورت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان کے **مشن** میں حوصلہ دیا ہے یعنی نبوت کا مشن، اللہ تعالیٰ کے پیغام کو تمام دُنیا تک پہنچانا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''اعلان کر دو کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف رسول بن کر آیا ہوں''۔ (**دیکھیں** سورۃ **الاعراف** ۷، آیت ۱۵۸)

مطلب یہ تھا کہ اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! یاد رَکھنا کہ نہ تو میں نے تمہیں چھوڑا ہے اور نہ میں کبھی چھوڑوں گا اور نہ میں اپنے نبیوں کو چھوڑنے والا ہوں۔

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میں نہ تم سے ناراض ہوا اور نہ ناراض ہو سکتا ہوں اور نہ میں کسی نبی سے پہلے کبھی ناراض ہوا۔ تم اپنا مشن جاری رَکھو میں ہمیشہ کے لیے تمہارے ساتھ ہوں۔ تمہیں دیکھتا ہوں، تمہیں سنتا ہوں۔ دُشمنوں کی چالیں ہر وقت میری نظر میں ہوتی ہیں۔ وہ ہرگز تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔

اگر دُنیا کچھ بگاڑ سکتی تھی تو اس وقت تمہارا کچھ بگاڑ سکتی تھی جب تم یتیم تھے اور اگر دُنیا تمہیں بے راہ کر سکتی تھی تو اس وقت تمہیں کر سکتی تھی جب تمہیں اصل راستے کا ابھی علم نہیں تھا اور اگر دُنیا تمہیں ہمیشہ مفلسی میں رَکھنا چاہتی تو یہ ناممکن ہے کیونکہ رزق کی تقسیم ہم کرنے والے ہیں۔ کائنات میں کوئی دوسرا نہیں ہے جس کے ہاتھ میں رزق کی تقسیم ہو۔ ہم جس کو چاہتے ہیں، جتنا چاہتے ہیں، جب چاہتے ہیں، رزق دیتے ہیں۔ کوئی ہمیں

روک نہیں سکتا۔

معاشرے میں سب سے زیادہ قابل توجہ دیکھ بھال کے لیے یتیم ہوتا ہے اور وہ شخص ہوتا ہے جو سوال کرتا ہے تو ایسے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک رَکھنا۔ اس کا تجربہ تمہیں خود ہو چکا ہے۔

جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائی ہیں، ان میں سب سے **بڑی نعمت** یہ ہے کہ ہم نے تمہیں **نبوت** اور **رسالت** عطا فرمائی اور **اللہ تعالیٰ کا کلام** عطا فرمایا تو اللہ تعالیٰ کے کلام کو دُنیا کے سامنے بیان کرنے سے مت ڈَرنا، ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ کوئی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

یہ ابتدائی دِنوں کی سورت مبارکہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر فرض کر رَکھا ہے کہ میں رسولوں کی اور مومنین کی مدد کرتا رہوں گا۔ قرآن کریم میں ہے کہ ''**اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ** ''۔ (المومن ۴۰، آیت ۵۱) ترجمہ ''یقین جانو کہ ہم اپنے رسولوں اور مومنین کی دُنیا کی زندگی میں اور شہادت (یعنی قیامت) کے دِن مدد کرنے والے ہیں''۔

اس سورت میں ہمارے لیے کیا سبق ہے؟ چند ایک کا ذِکر کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے۔

(۱) اپنے روزمرہ کے کاموں میں دُنیاوی وسائل کی بجائے اللہ تعالیٰ کی مدد پر بھروسہ رَکھا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ** ○ '' (ابراہیم ۱۴، آیت ۱۲) ترجمہ ''اور بھروسہ رَکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رَکھنا چاہیے''۔ (نہ کہ وسائل پر)

(۲) اللہ تعالیٰ سے اچھی اُمید رَکھو۔ اگر زیادہ رزق کی اُمید رَکھو گے تو اللہ تعالیٰ زیادہ رزق عطا فرمائیگا۔ اگر گلہ شکوہ میں غربت کا رونا روؤ گے تو اللہ تعالیٰ تنگدستی مزید کر دیگا۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے، اسکا شکر اَدا کرنا اور زیادہ کی اللہ تعالیٰ سے اُمید رَکھنا تو ان شاء اللہ تم اللہ تعالیٰ کو اپنی اُمید کے مطابق ہی پاؤ گے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ سے اچھی اُمید رَکھا کرو۔ جیسی اُمید رَکھو گے اللہ تعالیٰ کو ویسا ہی پاؤ گے''۔ (مفہوم از حدیث تفہیم البخاری جلد یازدہم حدیث ۷۰۵۰)

(۳) یتیم کی مدد کرو۔ **حضرت سہل** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا، ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والے جنت میں اس طرح ہوں گے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اس وقت اپنی انگشت شہادت (انگوٹھے کیساتھ والی انگلی) اور درمیانی انگلی ملا کر جن میں کچھ فاصلہ تھا، یہ ارشاد فرمایا۔ (تفہیم البخاری، جلد ہشتم، حدیث ۴۹۶۶)

(۴) سوال کرنے والوں کی حتی الامکان مدد کر دیا کرو۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''مسکین کو خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی ہو۔ مسکینوں سے محبت کرو اور انہیں نزدیک رکھو تو اللہ تعالیٰ قیامت میں تمہیں اپنا قرب عطا فرمائے گا''۔ ([ترمذی] مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۵۰۱۳)

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ:

مومن کیلئے سب سے بڑی نعمت اَمر بالمعروف ونہی المنکر کی توفیق ہے۔ یہ توفیق محنت کرنے سے ملتی ہے۔ اس میں بہت مشقت اور خلافِ نفس لوگوں کی باتیں سننی پڑتی ہیں۔ ان سب پر صبر کرنا اگر انسان سیکھ لے اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو آگے پہنچاتا رہے خواہ وہ ایک ہی قرآن کریم کی آیت مبارکہ ہو تو یہ اس کیلئے بہت بہتر ہے اس بات سے کہ وہ لوگوں سے ڈر کر اچھی بات کہنا بند کر دے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس اُمت کو بہترین اُمت کہا کیونکہ اسکا کام ہی اللہ تعالیٰ کے پیغام کو آگے پہنچانا ہے، وہ دوسری بات ہے کہ اس وقت آپکے مشاہدے میں جو کچھ آ رہا ہے، وہ یہ ہے کہ ہم دُنیا سمیٹنے میں لگے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس پیغام کو بھول چکے ہیں۔ فرمایا کہ ''**كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ**'' (آلِ عمران ۳ آیت ۱۱۰) ترجمہ ''تم ایک بہترین اُمت ہو جو کہ تمام انسانوں کی رَہنمائی کیلئے نکالی گئی ہے (کیونکہ) تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور بُرائی سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رَکھتے ہو''۔ بقول اقبال رحمہ اللہ علیہ

؎ بیچتا ہے ہاشمی ناموسِ دِینِ مصطفیٰ خاک وخوں میں مل رہا ہے ترکمان سخت کوش
؎ آگ ہے اولادِ ابراہیم ہے نمرود ہے کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے
؎ خام ہے جب تک تو ہے مٹی کا ایک انبار تُو پختہ ہو جائے تو ہے شمشیر بے زنہار تُو

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ ۹۴

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۸ آیات ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ ۙ﴿۱﴾ وَوَضَعۡنَا عَنۡكَ وِزۡرَكَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِىۡۤ اَنۡقَضَ ظَهۡرَكَ ۙ﴿۳﴾ وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ ؕ﴿۴﴾ فَاِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ يُسۡرًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ يُسۡرًا ؕ﴿۶﴾ فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ۙ﴿۷﴾ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارۡغَبۡ ﴿۸﴾ ع

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۸) کیا ہم نے تیرا سینہ کشادہ نہیں کر دیا اور تجھ پر سے ایک بہت بڑا بوجھ اُتار دیا جس نے تمہاری کمر کو جھکا رکھا تھا۔[۱-۳]

اور ہم نے تیرے ذِکر کو بلند کیا۔[۴]

(تو یاد رکھو کہ) ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔[۵]

یقیناً ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔[۶]

جب تم فارغ ہو جاؤ تو پھر محنت میں لگ جاؤ۔(یعنی اپنے مشن میں)[۷]

اور ہر وقت اپنے دِل کو اللہ تعالیٰ کی طرف راغب رَکھو۔[۸] (یعنی ذِکر کثیر)

تشریح: یہ سورت مبارکہ بھی ابتدائی سورتوں میں سے ہے۔اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بہت حوصلہ افزائی کی ہے۔

شروع شروع میں نبوت کی ذِمہ داری بہت بڑی ذِمہ داری تھی۔تبلیغ کا کام دُنیا کے سب کاموں سے زیادہ مشکل ہے۔بس ایسا سمجھیں کہ دُنیا کے سب کام ایک طرف اور لوگوں کو صحیح بات کہنا اور بُری بات سے منع کرنا ایک طرف۔

اسلئے اللہ تعالیٰ نے وقت گزرنے کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو تسلی دے دے کر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی پریشانی کم کر دی اور ایک جگہ فرمایا کہ ''**لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ**''۔(الغاشیہ۸۸،آیت۲۲) ترجمہ''تم انکے ذِمہ دار نہیں ہو''۔یعنی تمہارا کام تو ان تک میرا پیغام پہنچا دینا ہے۔وہ ایمان لائیں یا نہ لائیں۔تم اس بات کے ذِمہ دار نہیں ہو،اسلئے تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ○ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ○

سورۃ مبارکہ کی پہلی آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی طبیعت سے تبلیغ کا بوجھ ہلکا کر دیا یہ بتلا کر کہ تبلیغ کیساتھ جو تم فکر کر رہے ہو کہ کتنے لوگ ایمان لائے ہیں اور جو ایمان نہیں لائے، کیوں نہیں لائے اور ان کو جب میں بار بار کہہ رہا ہوں پھر بھی وہ ایمان نہیں لا رہے بلکہ ایمان سے دُور ہوتے جا رہے ہیں تو تم ان کے ایمان نہ لانے کی فکر مت کرو۔کسی کو ایمان دینا تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔یہ کام ہمارا ہے لہٰذا اس پر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

اب ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ جو تمہارا ذِمہ ہے یعنی تبلیغ کرنا اور تبلیغ کرتے جانا،اس میں سستی نہیں آنی چاہیے۔اگر کبھی تمہیں محسوس بھی ہو کہ اب میں تبلیغ کر آیا ہوں، کچھ آرام کر لوں تو اس آرام سے بہتر ہے کہ پھر تبلیغ کیلئے دوسری سمت نکل جاؤ۔تبلیغ چوبیس گھنٹوں کی ذِمہ داری ہے، اسلئے تم وقت اور آرام کا خیال کیے بغیر جہاں بھی موقع ملے،تبلیغ کے کام کو کرتے رہو۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ فرمایا کہ ''**يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○ قُمْ فَاَنْذِرْ ○**''۔(المدثر۷۴،آیات۱-۲) ترجمہ''اے چادر اوڑھ کر آرام کرنے

والے! اُٹھواور (لوگوں کوآخرت کے عذاب سے) ڈَراؤ''۔یعنی تبلیغ کامشن جاری رَکھو۔

مسدس حالی میں مولانا الطاف حسین حالی نے فرمایا کہ

؎ دُنیامیں فرصت سے دَم بھر نہ بیٹھو
اگر چاہتے ہو فرصت زیادہ

آج کل دُنیا میں جہاں تک ملازمت کاتعلق ہےاورحکمرانی کاتعلق ہے، دوطرح کی ذِمہ داریاں ہیں۔

ایک ذِمہ داری ایک ادارے میں چھوٹے لوگوں کی ہے۔ وہ ذِمہ داری گھنٹوں کےحساب سے ہوتی ہےاوران کوتنخواہ گھنٹوں کےحساب سے دی جاتی ہے۔

دوسری ذِمہ داری افسران کی ہے۔ یہ افسران ایک چھوٹے افسر سے لے کرصدرِ مملکت تک سب شامل ہیں۔ان کی ذِمہ داری چوبیس گھنٹوں کی ہوتی ہے۔ یہ ہرگز اپنی ذِمہ داری سےغفلت کا یہ بہانہ نہیں بناسکتے کہ ان کے گھر میں ایک ایمرجنسی ہوگئی ہے،اس لیے ہم پبلک کا کام نہیں کرسکتے۔ پبلک کا کام فوقیت رَکھتا ہےاپنے ذاتی کام پر۔

جن ملکوں کے افسران اس ذِمہ داری کا احساس رَکھتے ہیں اوراس ذِمہ داری پر اپنے ذاتی مفادات اور خاندانی مفادات کوقربان کردیتے ہیں، وہی ملک آج کل ساری دُنیا کے مالک بنے ہوئے ہیں۔واقعہ مشہور ہے کہ جنگ بدر کےموقع پرآپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ایک صاحبزادی بیمار تھیں اور بار بارآپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو پیغام بھیج رہی تھیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ذِمہ پہلے اللہ تعالیٰ کا کام تھا، بعد میں گھر کا کام۔اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اس کی تیمارداری کیلئے خودنہیں گئے بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جوان کے شوہر تھے، ان کی ذِمہ داری لگادی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جنگ بدر کے مالِ غنیمت میں پورا حصہ دیا گیا۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ احساس دلایا جارہا ہے کہ اپنی ذِمہ داری یعنی تبلیغِ دِین اور **نظامِ دِین اسلام** کے نصب کرنے کے مشن میں سستی نہیں کرنی اوراس کوشش میں لوگوں کی پرواہ نہیں کرنی بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی توجہ رَکھنی چاہیےاوراسی سے ہی مدد مانگنی چاہیےاور اسی پرہی توکل رَکھنا چاہیے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ''**فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِیْ**'' (البقرۃ۲ آیت۱۵۰) ترجمہ''پس تم ان سے مت ڈَرنااور مجھ سے ہی ڈَرتے رہنا''۔

اَلتِّيْنِ ۹۵

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۸ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۙ﴿۱﴾ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۙ﴿۲﴾ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۙ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۡ﴿۴﴾ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۸) قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی اور کوہِ طور کی اور اس اَمن والے شہر (یعنی مکہ مکرمہ) کی کہ ہم نے انسان کو بہت ہی اچھی بنیادوں پر بنایا۔ پھر کر دیا ہم نے اس کو گھٹیا سے گھٹیا تر مگر جو ایمان لے آئے اور انہوں نے عمل اچھے کیے تو ان کے لیے نہ ختم ہونے والا اَجر ہے (اشارہ ہے جنت کی طرف)۔ (نیک اور بَد کو جزا اور سزا دینے کے لیے کوئی نظام تو ہونا چاہیے اور قیامت کے دِن ہر انسان کو دوبارہ زندہ کر کے اس کے اعمال کا حساب لیا جائے گا اور اس بنا پر اس کا فیصلہ جنت یا جہنم

ؕ﴿۶﴾ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ؕ﴿۷﴾ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸﴾

ہوگا) تو پھر اسکے بعد (اے انسان!) تُو یوم الدین (یعنی فیصلے کے دِن) کو کیسے جھٹلا سکتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر فیصلہ کرنے والا نہیں ہے؟ (یعنی عدل کے ساتھ۔ جو جنت کا مستحق ہے، وہ جنت میں جائے گا۔ جو جہنم کا مستحق ہے، وہ جہنم میں جائے گا)[۱-۸]

تشریح : اللہ تعالیٰ نے چار ان چیزوں کی قسم کھائی ہے جن سے انسان واقف ہے۔ **انجیر، زیتون، کوہِ طور** اور **مکہ مکرمہ**۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مناسبت ہے کوہِ طور سے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مناسبت ہے مشرق وسطیٰ، زیتون کے علاقے سے یعنی بیت المقدس اور مکہ مکرمہ کی مناسبت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے۔ اشارہ یہ ہے کہ ان چیزوں کی قسم جن سے تم واقف ہو، تمہیں یاد دہانی کراتی ہے کہ ان جگہ پر وہ انسان انسانیت کی ہدایت کے لیے پیدا ہوئے اور بھیجے گئے اور انہوں نے سخت محنت کی کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کریں اور صرف اسی کی شریعت پر زندگی بسر کریں اور بناوٹی خداؤں کو چھوڑ دیں۔ ایسے ایمان لانے والے انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے انسانیت کا بلند ترین مقام عطا کیا۔ زیادہ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں کہ آپ جانتے ہیں کہ نبی کا مرتبہ سب انسانوں سے بالاتر ہوتا ہے اور مشرک کا مرتبہ سب انسانوں سے گھٹیا ہوتا ہے۔

یہاں ترغیب یہ دی جارہی ہے کہ بہترین انسانوں کے نقش قدم پر چلو اور گھٹیا ترین انسانوں کو چھوڑ دو۔ بہترین انسان نبی اور ایمان والے وہ جنت میں جائینگے اور گھٹیا ترین انسان مشرکین اور کافر جہنم میں جائینگے اور یہ دونوں مقام ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رہنے والے ہیں اپنے باسیوں کیلئے کیا آپ پسند کرینگے دوسرے گروہ میں شامل ہونے کیلئے؟ اگر نہیں تو پہلے گروہ کو آپ ترجیح کیوں نہیں دیتے اپنی زندگی کے روزمرہ کاموں میں۔ قرآن کریم بھی موجود ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل بھی موجود ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول بھی موجود ہے۔ کیا بات ہے کہ آپ ان سے ہدایت نہیں لیتے اور بہترین انسانوں میں شامل ہونے کا شوق کیوں نہیں رکھتے

اَلْعَلَقِ ۹۶

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۱۹ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ
مِنْ عَلَقٍ ۚ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ﴿۳﴾ الَّذِىْ عَلَّمَ
بِالْقَلَمِ ۙ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ؕ﴿۵﴾ كَلَّاۤ اِنَّ
الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰۤى ۙ﴿۶﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ؕ﴿۷﴾ اِنَّ اِلٰى

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۱۹) (اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم!) پڑھ اپنے رَبِّ کریم کے نام سے جس نے کائنات کو پیدا فرمایا۔ اس نے انسان کو خون کے ایک قطرہ سے پیدا کیا۔[۱-۲]

پڑھ (اپنے رَبِّ کریم کے نام سے) اور تیرا رَبّ تعالیٰ بڑا مہربان ہے جس نے قلم کے ذریعے علم دیا انسان کو۔ وہ علم دیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔[۳-۵]

ہرگز نہیں! (انسان علم حاصل نہیں کرتا) انسان تو بغاوت پر اُتر آتا ہے اور

رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۝٨ اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يَنْهٰى ۝٩ عَبْدًا
اِذَا صَلّٰى ۝١٠ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ۝١١ اَوْ
اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ۝١٢ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝١٣ اَلَمْ
يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ۝١٤ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًا ۢ
بِالنَّاصِيَةِ ۝١٥ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝١٦ فَلْيَدْعُ

اپنے آپکو (اللہ تعالیٰ سے) بے نیاز سمجھنے لگتا ہے حالانکہ اسکو تیرے رَبِّ کریم کی طرف واپس لوٹ آنا ہے۔(مرنے کے بعد قیامت کے روز)[٦-٨]

کیا تو نے اس آدمی (یعنی ابوجہل) کو دیکھا جو روکتا ہے ایک بندے (یعنی رسول اللہ) کو جب وہ نماز پڑھنے لگتا ہے۔[٩-١٠]

کیا وہ (یعنی ابوجہل) دیکھتا نہیں کہ وہ (یعنی رسول اللہ) ہدایت کی راہ پر ہے اور تقویٰ (یعنی اللہ تعالیٰ واحد کی فرمانبرداری) کے متعلق حکم کرتا ہے۔(تاکہ لوگ بتوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنانا چھوڑ دیں)[١١-١٢]

کیا تو نے دیکھا کہ منع کرنے والا شخص (یعنی ابوجہل) نماز پڑھنے والے (یعنی رسول اللہ) کو جھوٹا کہتا ہے اور اس سے منہ موڑ لیتا ہے۔(یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات نہیں سنتا)[١٣]

کیا وہ یہ علم نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ اسکو دیکھ رہا ہے۔[١٤]

ہرگز نہیں! (وہ نہیں مانتا کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے) اگر وہ (باغی) باز نہیں آئے گا (بغاوت سے) تو ہم اس کو پیشانی سے پکڑ کر گھسیٹیں گے۔[١٥]

ایسی پیشانی جو جھوٹی اور خطا کار ہے[١٦] (یعنی وہ شخص جھوٹا ہے اور گناہگار ہے)

اچھا! وہ بلا لے اپنے گروہ کو۔ ہم بھی بلا لیں گے ان فرشتوں کو (جو ان کو دھکیلیں گے جہنم میں)[١٧-١٨]

نَادِيَهٗ ﴿۱۷﴾ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ﴿۱۸﴾ كَلَّا ط لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿۱۹﴾ ع السجدة

ہرگز نہیں! وہ نصیحت سننے والا نہیں۔ اس کی بات ہرگز نہ مانو۔ تُو سجدہ کر اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر۔[۱۹]

تشریح : پہلی چند آیات مبارکہ پہلی وحی کی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر غارِ حرا میں نازل ہوئیں۔ اس سورت مبارکہ میں ہمارے لیے ہدایات یہ ہیں کہ

(۱) پوری کائنات کو اور جو کچھ اس میں ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے نے پیدا نہیں کیا، اسکے کام میں نہ کوئی فرشتہ نہ کوئی نبی نہ کوئی بت اور نہ کوئی ولی شریک ہے

(۲) انسان کو مرد اور عورت کے پانی کو ایک دوسرے سے ملا کر جو خون کا قطرہ بنتا ہے، اس سے اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کے نام کا ذِکر بہت ہی بابرکت ہے۔

(۴) علم حاصل کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو قلم استعمال کرنے کا شعور دیا۔

(۵) تاکہ وہ قلم کے ذریعے وہ کچھ حاصل کر سکے جو وہ نہیں جانتا۔

(۶) باغی انسان ان میں سے کسی بات کو ماننے کیلئے تیار نہیں۔

(الف) وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا انکار کرتا ہے۔

(ب) وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے آپکو بے نیاز سمجھتا ہے۔

(ج) وہ علم حاصل نہیں کرتا۔ اُلٹا یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف آنے کیلئے اسکی بندگی کرتا ہے جسکی بنیاد نماز ہے تو وہ اسکو روکنے کی کوشش کرتا ہے اور ان سب باتوں کو جو اوپر بیان کی گئی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے باتیں کرتا ہے، ان سب کو وہ جھٹلاتا ہے۔

(د) وہ یہ علم نہیں رَکھتا کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے۔ اس کا علم بتوں سے آگے نہیں گیا اور اس نے اپنی ایک خیالی دُنیا بنائی ہوئی ہے اور اپنے اردگرد اسی طرح کے لوگ جمع کیے ہوئے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کیخلاف منصوبے بناتے رہتے ہیں۔

(ر) اللہ تعالیٰ ایک دِن اس کو سخت سزا دے گا۔

(۷) اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیحت فرما رہا ہے کہ ایسے شخص کی بات پر ہرگز توجہ نہیں دینی۔ تم نماز قائم کرو یعنی سجدہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگتے رہو۔ اس کی مدد مانگو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔

جس انسان کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا، وہ بہت ممکن ہے کہ ابوجہل تھا۔ وہ مکہ کے بڑے لوگوں میں سے تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بات ماننے سے انکار کرتا تھا بلکہ اُلٹا آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو ایسی باتیں کرنے سے منع کرتا تھا۔ اپنے تکبر کی وجہ سے وہ یہ سمجھتا تھا کہ مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ بتوں کا کٹر پجاری تھا اور اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

تیرہ سال تک وہ اور اس کے ساتھی جو کہ بڑا جتھا بن گیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہر موقع تکلیف دینے میں پیش پیش رہتا تھا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم یہ نہ سمجھو کہ تمہارا ایک بہت بڑا جتھا ہے۔ ہمارے پاس بھی بہت بڑا جتھا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ''**وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ**''۔ (المدثر ۷۴، آیت ۳۱) ترجمہ ''کوئی نہیں جانتا تیرے رَبِّ کریم کے لشکروں کو سوائے اس کے''۔

اسکی مخالفت ہر روز پہلے سے بڑھتی رہتی تھی حتیٰ کہ ایک وقت آیا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مدینہ منورہ ہجرت کر جانے کا حکم دیا گیا۔ مخالفت ہجرت پر ہی ختم نہیں ہو جاتی بلکہ مزید بڑھ جاتی ہے جسکے نتیجے میں جنگ بدر کا معرکہ برپا ہوتا ہے اور اس متکبر انسان کو موت کے گھاٹ اُتار دیا جاتا ہے۔ جنگ بدر میں اسکو قتل کرنے والے دو بچے تھے۔ حضرت معوذ اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تاکہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو جائے کہ بہت بڑے بڑے تکبر کرنے والوں کو ہم انکے ذریعے سے بھی بدلہ لینے کی طاقت رَکھتے ہیں جو معاشرے میں کمزور ہوتے ہیں۔ کہاں مکہ کا ایک سردار تیرہ سال سے اللہ تعالیٰ کے نبی کو اذیتیں اور اذیتیں دیے چلا جا رہا تھا اور فخر کرتا ہے اپنی افرادی قوت پر اور اپنی دولت پر اور کہاں دو بچے اسکا کام ختم کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے۔ ہمیں بھی عبرت پکڑنی چاہیے کہ اس محاورے کو یاد رَکھیں، ''ہر کمالِ را زوال است''۔ ہر بڑے متکبر کیلئے ذِلت ہوتی ہے۔ اقبال رحمہ اللہ علیہ نے ضربِ کلیم [پیر و مرید] میں فرمایا

؎ اب مسلماں میں نہیں وہ رنگ و بو سرد کیونکر ہو گیا اس کا لہو

اَلْقَدْرِ ۹۷

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۵ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ﴿۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ؕ﴿۲﴾ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ؕ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ۙ﴿۴﴾ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿۵﴾

ترجمہ ◄ (آیات ۱ سے ۵) ہم نے اس قرآن کریم کو لیلۃ القدر میں اُتارا۔[۱]
تم کیا جانو کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟[۲]
لیلۃ القدر وہ رات ہے جو ہزار مہینوں کی راتوں سے بہتر ہے۔[۳]
اس رات زمین پر فرشتے اور حضرت جبریل علیہ السلام
اللہ تعالیٰ کا ہر حکم لے کر اُترتے ہیں۔[۴]
یہ رات سراسر سلامتی ہے صبح کے نکلنے تک (یعنی سحری کے وقت تک)۔[۵]

تشریح : **حضرت عبداللہ بن عباس** رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''رمضان کے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو مثلاً پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں راتوں میں''۔ ([بخاری ومسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۹۸۴-۱۹۸۷)

اُمّہات المومنین میں سے ایک نے پوچھا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اگر مجھے لیلۃُ القدر کا علم ہو جائے تو میں کیا کروں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''یہ دُعا مانگنا کہ ''**اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ**'' ترجمہ ''اے اللہ تعالیٰ! تو سراپا معافی ہے اور تو معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے لہٰذا مجھے بھی معاف فرمادے''۔ ([ترمذی، ابن ماجہ] مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۱۹۸۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو (حضرت) جبریل (علیہ السلام) ملائکہ کے جلو میں آتے ہیں اور ہر اس بندے کیلئے بخشش کی دُعا کرتے ہیں جو کھڑے ہو کر یا بیٹھے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہوتا ہے اور جب بندوں کی عید کا دِن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بڑے فخر و ناز سے فرماتا ہے کہ اے فرشتو! اس مزدور کیلئے کیا ہے جو اپنا کام مکمل کرتا ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ربِّ کریم! اسکا صلہ پوری مزدوری ہے جو اسکو اَدا کی جائے تب رَبِّ کریم فرماتا ہے کہ میرے بندوں اور بندیوں نے اپنے اوپر لازم عمل (یعنی فرض) کو پورا کرلیا اور اب وہ مجھے پکارتے اور دُعا کرتے ہوئے عیدگاہ کی طرف نکلے ہیں۔ میری عزت وجلال واکرام اور اعلیٰ مرتبہ کی قسم! میں انکی دُعا ضرور قبول کرونگا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ واپس ہو جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا ہے''۔ یہ فرماتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جب یہ لوگ اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں تو ان کے گناہ بخشے جا چکے ہوتے ہیں'' ([شعب الایمان] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۹۹۵) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** ایک دفعہ حجرہ سے باہر نکلے کہ لیلۃُ القدر کے بارے میں لوگوں کو بتایا جائے۔ دو مسلمانوں کو آپس میں جھگڑتے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تمہارے جھگڑنے کی وجہ سے اسکی تاریخ مجھے بھلا دی گئی ہے۔ اب اسکو پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں رات میں تلاش کرو'' ([بخاری] مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۱۹۹۳)

اَلْبَيِّنَةِ ۹۸

مدینہ منورہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۸ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۙ﴿۱﴾
رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۙ﴿۲﴾ فِيْهَا
كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ؕ﴿۳﴾ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ؕ﴿۴﴾ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۸) اہل کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ ایمان نہیں لائے، انہوں نے کفر کیا باوجود واضح نشانیاں آ جانے کے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک رسول جو پاک اوراق پڑھ کر سناتا ہے جن میں بالکل سچی اور ٹھیک تحریریں لکھی ہوئی ہیں۔[۱-۳]

اہل کتاب نے باوجود واضح رسالت کی نشانیاں آنے کے انکار کیا۔[۴]

حالانکہ ہم نے ان کو حکم یہ دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو مکمل خلوص کے

لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ
وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ
الْقَيِّمَةِ ۝۵ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ
اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝۶ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝۷
جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝۸

ساتھ یکسو ہو کر اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور یہی سیدھا دِین ہے۔[۵]

اہل کتاب اور مشرکین میں سے جنہوں نے کفر کیا، وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں رہیں گے۔ یہ لوگوں میں سے بدترین مخلوق ہیں۔[۶]

جو لوگ (ان میں سے) ایمان لے آئے اور نیک عمل کیے، وہ بہترین مخلوق ہیں۔[۷]

ان کے لیے اَجر یہ ہے کہ ان کے رَبِّ کریم کے پاس ہمیشہ رہنے والے باغات ہیں جن کے نیچے دریا بہتے ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔ یہ انعامات ان کو ملتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈَرنے والے ہیں۔[۸]

تشریح: یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ اہل کتاب (یعنی یہود و نصاریٰ) اور مشرکین (یعنی ہندو وغیرہ) اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ایمان نہیں لائینگے مرنے سے پہلے تو انکا

انجام نارِ جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ایمان لانے کیساتھ اللہ تعالیٰ واحد پر اور قرآن کریم پر ایمان لانا بھی لازمی ہے۔

جو لوگ ایمان لے آئیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر، ان کا انجام جنت کی نعمتیں ہونگی جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے رات دِن مشرکین مکہ اور مدینہ کے یہود و نصاریٰ کو ایمان کی طرف بلایا لیکن فتح مکہ سے پہلے ایک قلیل تعداد مشرکین کی تھی جو ایمان لائے اور اسی طرح ایک قلیل تعداد یہود و نصاریٰ کی تھی جو ایمان لائے۔

لوگ زیادہ تعداد میں اس وقت ایمان لائے جب سورۃ النصر ۱۱۰، پارہ ۳۰ نازل ہوئی۔ اس کے بعد لوگ جوق دَر جوق اور دُور دراز سے مدینہ منورہ کی طرف اسلام لانے کیلئے آتے رہے۔ مکہ مکرمہ کے مشرکین زیادہ اس وقت ایمان لائے جب مکہ مکرمہ سرنگوں ہو گیا اور اہل مکہ نے ہتھیار ڈال دیئے تو سوائے چند ایک گنتی کے باقی لوگ سب مسلمان ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فیصلہ ہے کہ اس زمین پر سب سے بُری مخلوق اہل کتاب اور مشرکین ہیں اور سب سے بہترین مخلوق اہل ایمان ہیں لیکن اہل ایمان اب اس دَرجے میں نہیں رہے جس دَرجہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زمانے میں تھے۔ اب انکا ایمان بہت کمزور ہو چکا ہے۔ انکے اعمال بہت بے وقعت ہو چکے ہیں۔

دَراصل اُس عمل کی وقعت اور وزن ہے جسکے ساتھ شرک نہیں ملا ہوتا۔ جب آپ نے اس کے ساتھ شرک ملا دیا تو عمل بے وقعت اور بے وزن ہو جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اس ذاتِ اقدس کی قسم جسکے قبضہ میں (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کی جان ہے! اس اُمت میں کوئی یہودی اور نصرانی اگر میرے متعلق سنے بغیر مر گیا اور اس دِین اور شریعت (اسلام) پر ایمان نہ لایا جسکو میں لایا ہوں تو وہ جہنمیوں میں سے ہوگا''۔ ([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۷)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو بھی اہل کتاب میں سے پہلے اپنے نبی پر ایمان لایا

اور پھر (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) پر ایمان لایا تو اس کو دہرا اَجر و ثواب ملے گا''۔([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''مجھے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک لڑتا رہوں جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور میری رسالت کی شہادت نہ دے لیں اور جب تک نماز اور زکوٰۃ قائم نہ کر لیں۔ جب انہوں نے ایسا کر لیا تو انہوں نے اپنی جانوں اور اموال کو محفوظ کر لیا اور حساب لینا اللہ تعالیٰ کا ذِمہ ہے''۔([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۰)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے پوچھا کہ ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! مجھے ایسا عمل بتائیں جس پر عمل کر کے میں جنت میں چلا جاؤں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ

(۱) ''اللہ تعالیٰ کی بندگی کر اور اس میں کسی کو شریک نہ کر

(۲) فرض نمازوں کو اَدا کرتا رہ

(۳) مقررہ زکوٰۃ دیتا رہ

(۴) ہر سال رمضان المبارک کے روزے رَکھا کر''۔

یہ سن کر اس دیہاتی نے کہا کہ ''خدا تعالیٰ کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے! میں اس میں نہ تو زیادتی کروں گا اور نہ کمی''۔ یہ کہہ کر جب وہ واپس ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص یہ چاہتا ہو کہ کسی جنتی کو دیکھ لے تو وہ اس شخص کو دیکھ لے''۔([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۲)

؎ آہ یہ مرگِ دوام، آہ یہ رزمِ حیات! ختم بھی ہو گی کبھی کشمکش کائنات!
عقل کو ملتی نہیں اپنے بتوں سے نجات! عارف و عامی تمام بندۂ لات و منات!
خوار ہوا کس قدر آدمِ یزداں صفات قلب و نظر پر گراں ایسے جہاں کا ثبات
کیوں نہیں ہوتی سحر حضرتِ انساں کی رات؟

[اقبال، زمین، ارمغانِ حجاز]

۝.....۝.....۝

اَلزِّلْزَالِ ۹۹

مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۸ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۙ﴿۱﴾ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۙ﴿۲﴾ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۚ﴿۳﴾ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۙ﴿۴﴾ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ؕ﴿۵﴾ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ؕ﴿۶﴾

ترجمہ ◄ (آیات ۱ سے ۸) ایک وقت آئے گا کہ زمین پر سخت زلزلہ واقع ہوگا اور زمین اپنے بوجھ نکال باہر کرے گی۔[۱-۲]

اور انسان کہے گا کہ اس کو کیا ہو رہا ہے؟[۳]

اس روز وہ اپنی خبریں بیان کرے گی کیونکہ تیرے رَبِّ کریم نے اس کو ایسا ہی حکم بھیجا ہے۔[۴-۵]

اس روز انسان الگ الگ حاضر ہوں گے تاکہ ان کے اعمال ان کو دکھا دیئے جائیں۔[۶]

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝۷ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝۸

پس جس نے ذرّہ برابر بھی اچھا عمل کیا ہوگا، وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرّہ برابر بھی بُرا عمل کیا ہوگا، وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔[۷-۸]

تشریح: جب قیامت کا زلزلہ آئیگا تو تمام مُردہ مخلوق زندہ ہوکر اپنی قبروں سے باہر نکل آئیگی۔ زمین کے بوجھ کا مطلب یہ ہے کہ انسان اور ان کے اعمال کا بوجھ۔ اس روز جو کوئی کسی نے عمل زمین کی سطح پر کیا ہوگا، اچھا یا بُرا، زمین کا وہ حصہ اس عمل کی گواہی دیگا۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''زمین ہر بندے اور بندی کے بارے میں اس عمل کی گواہی دے گی جو اس کی سطح پر اس نے کیا ہوگا۔ وہ کہے گی کہ اس نے فلاں دِن فلاں کام کیا تھا''۔(ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے روز زمین ہر اس عمل کو لے آئے گی جو اس پر کیا گیا ہو گا''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے یہی آیات مبارکہ تلاوت فرمائیں۔

(ابنِ مردویہ، بیہقی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کیساتھ کھانا کھا رہے تھے تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔(سورۃ الزلزال میں ''**ذَرَّةٍ**'' والی دونوں آیات مبارکہ) تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھانے سے رُک گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! کیا میں اس ذرّہ برابر بُرائی کا نتیجہ دیکھوں گا جو مجھ سے سرزد ہوئی؟'' حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اے (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! دُنیا میں جو معاملہ بھی تمہیں ایسا پیش آتا ہے جو تمہیں ناگوار ہو، وہ ان ذرّہ برابر بُرائیوں کا بدلہ ہے جو تم سے صادر ہو جائیں اور جو

ذرّہ برابر نیکیاں بھی تمہاری ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ آخرت میں تمہارے لیے محفوظ رکھ لے گا''۔(ابن جریر، ابن ابی حاکم)

حضرت قتادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن پر ظلم نہیں کرتا۔ دُنیا میں اس کی نیکیوں کے بدلے اس کو رزق دیا جاتا ہے اور آخرت میں ان کے بدلے ثواب دیا جائے گا۔

رہا کافر تو دُنیا میں اس کی بھلائیوں کا بدلہ چکھا دیا جاتا ہے پھر جب قیامت آئے گی تو اس کے حساب میں کوئی نیکی نہ ہوگی''۔(ابن جریر)

ان آیات مبارکہ اور ان احادیث شریف سے ایک نتیجہ یہ اخذ ہوتا ہے کہ کسی چھوٹی نیکی کو بھی معمولی نہیں سمجھنا چاہیے اور کسی چھوٹی بُرائی کو بھی معمولی نہیں سمجھنا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ایک شخص نے درخت کی ایک شاخ کو کاٹ کر پھینک دیا جو کہ راستہ چلتے مسافروں کو تکلیف دیتی تھی تو اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ نیکی بڑی پسند آئی اور اس کو معاف فرما دیا''۔(موطا امام محمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ایک عورت کو جہنم میں اس لیے بھیج دیا گیا کہ اس نے ایک بلی پال رکھی تھی لیکن اس کو نہ تو خود کھلاتی پلاتی تھی اور نہ ہی اس کو آزاد چھوڑتی تھی کہ بلی خود اپنا رزق تلاش کر لے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو جہنم میں بھیج دیا''۔(مشکوٰۃ)

ے تری نگاہ فرومایہ، ہاتھ ہے کوتاہ! ترا گنہ کہ نخیل بلند کا ہے گناہ!
گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے ترا کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ!
خودی میں گم ہے خدائی تلاش کر غافل یہی ہے تیرے لیے اصلاح کار کی راہ
حدیث دِل کسی درویش بے گلیم سے پوچھ خدا کرے تجھے تیرے مقام سے آگاہ!
برہنہ سر ہے تو عزم بلند پیدا کر یہاں فقط سر شاہیں کے واسطے ہے کلاہ!
نہ ہے ستارے کی گردش، نہ بازی افلاک خودی کی موت ہے تیرا زوال نعمت و جاہ!
اُٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے غمناک نہ زندگی، نہ محبت، نہ معرفت، نہ نگاہ!

[اقبال، بالِ جبریل]

اَلْعَادِيَاتِ ۱۰۰

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۱۱ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۙ﴿۱﴾ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۙ﴿۲﴾
فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۙ﴿۳﴾ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۙ﴿۴﴾ فَوَسَطْنَ بِهٖ
جَمْعًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۚ﴿۶﴾ وَاِنَّهٗ عَلٰى
ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۚ﴿۷﴾ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ؕ﴿۸﴾

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۱۱) قسم ہے ان گھوڑوں کی جو حملہ کرتے وقت پھنکارتے ہیں اور اپنے کھروں سے چنگاریاں اُڑاتے ہیں۔[۱-۲]

پھر غبار اُڑاتے ہوئے (صبح کے وقت) حملہ کرتے ہیں اور دُشمن کے مجمع میں جا گھستے ہیں۔[۳-۵]

دَراصل انسان اپنے رَبِّ کریم کا بڑا ہی ناشکرا ہے اور وہ اس بات پر گواہ بھی ہے۔[۶-۷]

اور وہ دولت کی محبت میں بُری طرح گرفتار ہے۔[۸]

اَفَلَا يَعۡلَمُ اِذَا بُعۡثِرَ مَا فِى الۡقُبُوۡرِ ۙ﴿۹﴾ وَحُصِّلَ مَا فِى الصُّدُوۡرِ ۙ﴿۱۰﴾ اِنَّ رَبَّهُمۡ بِهِمۡ يَوۡمَئِذٍ لَّخَبِيۡرٌ ﴿۱۱﴾

کیا وہ جانتا نہیں کہ جب قبروں میں سے اسے نکالا جائے گا تو اس کے سینوں کے مخفی راز آشکار کر دیئے جائیں گے۔[۹-۱۰]

اور اس دِن ان کا رَبِّ کریم ان کی ہر بات سے واقف ہوگا۔[۱۱]

تشریح: اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوۡدٌ:

نزولِ قرآن کریم کے زمانے میں عرب قبائل میں لوٹ مار بہت ہوتی تھی۔ کوئی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے ہر قبیلے نے اپنی حکومت بنائی ہوئی تھی اور معمولی معمولی باتوں پر ایک دوسرے پر شدید ظلم کرتے تھے۔

تو یہ اس وقت کا ذِکر ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اے انسان! جو کچھ تیرے پاس ہے، تو اللہ تعالیٰ کا شکر کیوں نہیں کرتا۔ تُو دولت کے لالچ میں گھوڑوں پر سوار ہو کر کبھی اس قبیلے کو لوٹتا ہے، کبھی اس قبیلے کو لوٹتا ہے۔ کیا تجھے خبر نہیں کہ ایک دِن تجھے دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور تمہارے لوٹے ہوئے مال و دولت اور لوگوں پر کیے ہوئے ظلم کا پورا پورا حساب لیا جائے گا۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دُنیا کی مچھر کے پَر برابر بھی قدر ہوتی تو کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نصیب نہ ہوتا'' (جامع ترمذی جلد دوم حدیث ۲۱۳۷)

حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک جماعت کے ہمراہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کیساتھ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ایک بکری کے مُردہ بچے کے قریب کھڑے ہو کر فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک دُنیا اس سے بھی زیادہ ذلیل اور حقیر ہے''۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، ماخذ از حدیث ۲۱۳۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر ابن آدم کی ملکیت میں سونے کی ایک وادی بھی ہو تو اسے

دوسری کی خواہش ہوتی ہے۔اسکا منہ صرف مٹی ہی بھر سکتی ہے۔اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ ضرور قبول فرماتے ہیں''۔(جامع ترمذی،جلد دوم،حدیث۲۱۵۴)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ''جوشخص اسلام لایا اور اسے کفایت کے بقدر رزق عطا فرمایا گیا جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے قناعت دی تو وہ شخص کامیاب ہوگیا''۔(جامع ترمذی،جلد دوم، حدیث۲۱۶۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ''اگر دو بھوکے بھیڑیے بکریوں میں چھوڑ دیئے جائیں تو وہ اتنا فساد برپا نہیں کرتے جتنا **مال واقتدار** کی حرص انسان کے دِین کوخراب کرتی ہے''۔(جامع ترمذی،جلد دوم،حدیث۲۱۹۲)ہمارے ملک کا حال ایسا ہی ہے۔

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ''آدمی پیٹ سے بدتر کوئی تھیلی نہیں بھرتا چنانچہ ابن آدم کیلئے کمر سیدھی رَکھنے کیلئے چند لقمے ہی کافی ہیں۔اگر اس سے زیادہ کھانا ہوتو پیٹ کے تین حصے کرلو۔ایک کھانے کیلئے،دوسرا پانی کیلئے اور تیسرا سانس کیلئے''۔(جامع ترمذی،جلد دوم،حدیث۲۱۹۶)**حضرت ابوذر** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ''تین آدمیوں کیلئے قیامت کے دِن دَردناک عذاب ہوگا[۱] آزار (تہہ بند)لٹکانے والا(تکبر سے)[۲]احسان جتانے والا[۳]جھوٹی قسم سے اپنے مال کو بیچنے والا''۔(مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث۲۶۷۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا جبکہ سود کھانے سے کوئی نہیں بچ سکے گا۔اگر ارادۃً نہیں کھائیگا تو اسکے بخارات تو ضرور پہنچیں گے''([نسائی،ابن ماجہ]مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۲۶۹۵)**رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ''معراج کے سفر میں میرا ایسے لوگوں کے پاس سے گزر ہوا جن کے بطنوں میں سانپ تھے جو باہر سے نظر آتے تھے۔میں نے ان کے متعلق حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا تو بتایا گیا کہ یہ سود کھانے والے ہیں''۔([احمد،ابن ماجہ] مشکوٰۃ شریف،جلد دوم حدیث ۲۷۰۵)

اَلْقَارِعَةُ ۱۰۱

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۱۱ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

اَلْقَارِعَةُ ۙ﴿۱﴾ مَا الْقَارِعَةُ ۚ﴿۲﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ؕ﴿۳﴾
يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۙ﴿۴﴾
وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ؕ﴿۵﴾ فَاَمَّا مَنْ
ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿۶﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ؕ﴿۷﴾ وَاَمَّا

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۱۱) ایک وقت آئے گا کہ ایک بہت بڑا حادثہ رُونما ہوگا۔ وہ حادثہ کیا ہے؟ اور تم کیا جانو کہ وہ بڑا حادثہ کیسا ہوگا۔ (قیامت کا حادثہ)[۱-۳]
اس دِن لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے۔[۴]
اور پہاڑ دُھنکی ہوئی رنگ برنگ اون کی طرح ہوں گے۔[۵]
پھر جسکے وزن بھاری ہوں گے، وہ خوشگوار زندگی میں ہوں گے (یعنی جنت کے اُمیدوار ہوں گے)[۶-۷]
اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے تو اس کا ٹھکانہ گہری کھڈ ہوگا۔ (وہ جہنم میں

مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴿۸﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ﴿۹﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ﴿۱۰﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿۱۱﴾

جانے والے لوگ ہوں گے)[۸-۹]

تم کیا جانو کہ وہ گہری کھڈ کیا ہے؟ وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے (یعنی جہنم کی آگ جو دُنیا کی آگ سے ستر (۷۰) گنا تیز ہے)[۱۰-۱۱]

تشریح: **حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم **بے کار** لوگوں میں رہ جاؤ گے۔ ایسے لوگ جو

(۱) عہد و پیمان میں کمزور ہوں گے

(۲) امانتوں میں خیانتیں کریں گے

(۳) آپس میں بلاوجہ اختلافات کریں گے اور اختلاف میں وہ بہت ضدی ہونگے''۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنی انگلیاں مبارک آپس میں پیوست کیں میں نے عرض کیا کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟''

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ

(۱) ''جس کام کو اچھا سمجھو، اسے کرلو۔

(۲) جس کام کو بُرا سمجھو، اسے چھوڑ دو۔

(۳) صرف اپنی ذات کی فکر کرو۔

(۴) عوام الناس کا خیال چھوڑ دو۔

(۵) اپنے گھر میں ٹھہرے رہو۔

(۶) اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔

(۷) صرف اپنے معاملات کی فکر کرو۔

(۸) اور عام لوگوں کے معاملات کی فکر چھوڑ دو''۔

([جامع ترمذی] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۱۶۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جہنم کی آگ تمہاری اس دُنیا کی آگ سے ستر (۷۰) گنا زیادہ تیز ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۴۲۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''دوزخ کی آگ ہزار سال تک دہکائی گئی تو سرخ ہوگئی۔ پھر ہزار سال تک دہکائی گئی تو سفید ہوگئی۔ پھر ہزار سال تک دہکائی گئی تو پھر سیاہ ہوگئی۔ اب وہ سیاہ اور تاریک ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۲۸)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''میں تمہیں جہنم سے ڈَراتا ہوں''۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بار بار یہی فرماتے رہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اوپر جو چادر مبارک تھی، وہ مقدس قدموں پر گر پڑی۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۴۲)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جہنم میں داخل نہیں ہوگا مگر بد بخت''۔

پوچھا گیا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بد بخت کون ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق عمل نہیں کرتا اور اسکی نافرمانی نہیں چھوڑتا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۴۸)

؎ خیر ہے سلطانی جمہور کا غوغا کہ شر؟ تُو جہاں کے تازہ فتنوں سے نہیں ہے باخبر
تُو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام؟ چہرہ روشن، اندروں چنگیز سے تاریک تر!
؎ مجلس ملت ہو یا پرویز کا دربار ہو ہے وہ سلطان، غیر کی کھیتی پہ ہو جس کی نظر
؎ جانتا ہوں میں یہ اُمت حامل قرآں نہیں ہے وہی سرمایہ داری بندۂ مومن کا دِیں
جانتا ہوں میں کہ مشرق کی اندھیری رات میں بے ید بیضا ہے پیرانِ حرم کی آستیں
عصر حاضر کے تقاضوں سے ہے لیکن یہ خوف ہو نہ جائے آشکارا شرع پیغمبر کہیں
؎ مست رَکھو ذِکر و فکر صبح گاہی میں اسے پختہ تر کر دو مزاجِ خانقاہی میں اسے

[اقبال]

○.....○.....○

اَلتَّكَاثُرِ ۱۰۲

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۸ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ﴿۲﴾ كَلَّا
سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۳﴾ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ؕ﴿۴﴾ كَلَّا
لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ؕ﴿۵﴾ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۙ﴿۶﴾ ثُمَّ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۸) ہماری دی ہوئی نعمتوں کی کثرت نے تمہیں آخرت سے غافل کر دیا ہے یہاں تک کہ تم قبر میں پہنچ جاتے ہو۔[۱-۲]

ہرگز نہیں! (یہ رویہ درست نہیں) عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا۔[۳]

پھر سن لو کہ (یہ رویہ درست نہیں) عنقریب تم کو پتہ چل جائے گا۔[۴]

ہرگز نہیں! تمہارا طرزِ عمل درست نہیں۔

کاش کہ تم علم پر یقین رکھتے۔[۵] (ہمارے بتانے پر یقین رکھتے کہ قیامت آ کر رہے گی۔ تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور تمہارے اعمال کا حساب کتاب ہوگا)

تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے (کیونکہ تم ہماری ہدایات پر عمل نہیں کرتے لہٰذا تم سیدھے راستے پر زندگی بسر کرنے کی بجائے اُلٹے راستے پر زندگی بسر کرتے ہو)[۶]

لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝٧ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝٨

اور پھر تم کو خود (قیامت) دیکھ کر یقین آ جائے گا۔ (قیامت کا) [۷]

اس روز تم سے ان نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ [۸] (جو ہم نے تمہیں اس دُنیا میں دی تھیں اور کثیر دی تھیں اور تم ناشکری کرتے رہے ہو)

تشریح: دُنیا کی نعمتوں کو حاصل کرنا اور اکٹھا کرنا بغیر حق کے درست رویہ نہیں ہے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''حرام کمائی سے پلنے والا جسم جنت میں نہیں جائے گا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، ماخذ از حدیث ۲۶۶۷)

ہر انسان کو زیادہ کا لالچ تو ہوتا ہے لیکن **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** کی حدیث مبارکہ ہے کہ **حضرت نعمان بن بشیر** رضی اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''**حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے**۔ ان دونوں کے درمیان مشتبہات ہیں کہ ان کو اکثر لوگ نہیں جانتے۔ پس جو مشتبہات سے بچا، اس نے اپنا **دِین** اور **عزت** بچا لیے اور جو کوئی مشتبہات میں داخل ہو گیا، وہ اس چرواہے کی طرح ہے جو سرکاری چراگاہ کے پاس جانور چراتا ہے۔ قریب ہے کہ وہ ان کو اس میں داخل کر دے۔ خبردار! ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی چراگاہ اس کی زمین میں حرام کی ہوئی چیزیں ہیں۔ خبردار! جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے۔ جب وہ درست ہو تو سارا جسم درست رہتا ہے۔ اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے اور وہ انسان کا دِل ہے''۔ (تفہیم البخاری، جلد اوّل، حدیث ۴۹) اپنی نیتوں کو درست کرو۔ اعمال درست ہو جائیں گے۔

ایک شخص نے **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** سے پوچھا کہ ''کون سا ذریعہ معاش پاکیزہ ہے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''آدمی کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر جائز تجارت (پاکیزہ ہے)''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۲۶۶۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''سچا اور امانت دار تاجر

نبیوں، صدیقوں اور **شہیدوں** کے ساتھ ہوگا''۔ ([ترمذی] مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۲۶۷۵)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ''چلو حضرت ابوالہیثم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں چلتے ہیں''۔ چنانچہ وہ وہاں گئے اور انہوں نے کھجوریں کھائیں، ٹھنڈا پانی پیا۔ فارغ ہونے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ ان نعمتوں میں سے ہے جنکے بارے میں تمہیں قیامت کے روز جواب دینا ہوگا''۔ (مسلم، ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تو بے حساب ہیں۔ یہ حدیث شریف صرف مثال کے طور پر بیان کی گئی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا**''۔ (ابراہیم ۱۴، آیت ۳۴) ترجمہ ''اگر تم گننے لگو تو تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار نہیں کرسکو گے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''(مسلمان کے لیے) فرائض اَدا کرنے کے بعد (یعنی نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج) حلال روزی کا ذریعہ تلاش کرنا فرض کر دیا گیا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۲۶۶۱)

حلال ذریعہ تلاش کرنا کیا ہے؟

ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے کیلئے حلال کی ہے، اسکی تجارت حلال ہے۔
ہر وہ چیز جسکو اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے کیلئے حرام کیا ہے، اسکی تجارت حرام ہے۔
حلال چیز کی تجارت اگر حرام طریقے سے کی جائے مثلاً دھوکہ دہی سے تو وہ بھی حرام بن جائے گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر گیارہ درہم کا کپڑا خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا ہے تو وہ کپڑا جب تک تمہارے جسم پر ہے، تمہاری نماز قبول نہیں ہوتی''۔ (مشکوٰۃ شریف) اگر حلال روزی کی زکوٰۃ اَدا نہیں کی تو زکوٰۃ کا حصہ باقی حلال روزی کو بھی حرام کر دیتا ہے کیونکہ زکوٰۃ غرباء کا حق ہے تو آپ غریب کا حق مار کر اپنے مال میں جمع کر لیتے ہو۔ ہر قسم کا سود حرام ہے۔

اَلْعَصْرِ ۱۰۳

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۳ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

وَالْعَصْرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۳) (انسانی تاریخ کے) زمانوں کی قسم کہ انسان (ہمیشہ) نقصان اُٹھانے والا رہا ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کیے اور حق (یعنی سچائی) کی نصیحت کرتے رہے اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔[۱-۳]

تشریح : حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تک تقریباً ایک لاکھ پچیس ہزار اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بھیجے انسانیت کی رہنمائی کیلئے۔ان میں سے اکثر قوموں نے نبیوں کی بات نہیں مانی۔نہ توحید پر ایمان لائے، نہ انکی نبوت پر ایمان لائے، نہ اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لائے اور نہ ہی آخرت پر ایمان لائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے کوئی بستی ایسی نہیں چھوڑی جس میں اس نے اپنا نبی یا رسول نہ بھیجا ہو''۔(مشکوٰۃ)

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''کل ایک لاکھ پچیس ہزار ہدایت دینے والے بھیجے گئے جن میں سے تین سو تیرہ رسول تھے اور باقی نبی''۔(مشکوٰۃ)

کامیاب انسان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ یکتا پر ایمان لاتا ہے۔آخرت پر ایمان رَکھتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور رسولوں پر ایمان رَکھتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان رَکھتا ہے۔ملائکہ پر ایمان رَکھتا ہے اور تقدیر پر ایمان رَکھتا ہے۔

نیک اعمال میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو یہ تین اعمال محبوب ہیں:

(۱) نماز کا اپنے وقت پر اَدا کرنا

(۲) والدین سے حسن سلوک رَکھنا

(۳) اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔[صحیح بخاری]

اسکے بعد ہر وہ عمل جو اللہ تعالیٰ کو خوش کر دے، نیک اعمال میں شامل ہے اور ہر وہ عمل جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں، وہ شیطانی عمل ہے اور بُرا ہے۔

یہ معلوم کرنے کیلئے کہ اللہ تعالیٰ کن اعمال سے خوش ہوتا ہے اور کن اعمال سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے، اسکے لیے قرآن کریم اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے علاوہ اَور کوئی کتاب نہیں ہے۔ان دونوں کتابوں کو سمجھنے کیلئے انکی زبان یعنی عربی زبان کا سیکھنا لازمی ہے۔

عربی زبان کے بغیر نہ تو قرآن کریم سمجھ آتا ہے اور نہ ہی احادیث رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔مختلف علماء ترجمے مختلف کرتے ہیں۔ترجمہ شدہ قرآن کریم، قرآن کریم نہیں ہے اور نہ ہی ترجمہ شدہ حدیث شریف، حدیث شریف کہلائی جاسکتی ہے۔

ترجمے میں مفہوم تو پتہ چل جاتا ہے لیکن اس کی وسعت، اس کی گہرائی اور اس کی حکمت کا اندازہ نہیں ہوتا۔

آج کل جیسا نظامِ معاشرت اور نظامِ حکمرانی چل رہا ہے، زبان کا سکھانا حکومت کی ذِمہ داری ہے۔موجودہ صورتحال یہ ہے کہ کسی یونیورسٹی میں عربی زبان سکھانے کا کوئی تسلی بخش انتظام نہیں ہے۔

کامیاب ہونے کیلئے آپ کو متذکرہ باتیں، ایمان اور عمل صالح کے علاوہ دو اَور چیزوں کی ضرورت ہے:

(۱) خود سچ بولیں، سچ پر قائم رہیں اور سچ کو پھیلائیں خواہ جان چلی جائے۔
(۲) اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو بھی مصیبت آئے، اس پر صبر کریں خواہ تمہیں مرتے دَم تک صبر کرنا پڑے۔

آیت نمبر۳:

ہر زمانے میں اور اس زمانے میں بھی جو انسان کامیاب ہوئے ہیں یا آج کل کامیاب ہوتے ہیں، ان کے لیے ان چیزوں کا ہونا لازمی ہے۔

(۱) ایمان لانا
(۲) نیک اعمال کرنا
(۳) حق کی تبلیغ کرتے رہنا
(۴) نیک اعمال ایمان کے ساتھ کرنا
(۵) تبلیغ کرتے رہنے میں جو مصیبتیں آتی ہیں، ان پر صبر کرتے رہنا۔

کامیابی کیلئے ضروری ہے کہ آپ ان میں سے ہر ایک کے متعلق صحیح علم حاصل کریں جو کہ صرف قرآن کریم اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے۔ جب تک آپکو صحیح علم نہیں ہوگا، آپکا عمل بھی صحیح نہیں ہوگا اور جب تک آپکی نیت صحیح نہیں ہوگی، آپکا علم بھی صحیح نہیں ہوگا۔ اسلئے ضروری ہے کہ نیت درست کریں اور درست رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ ''**وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ** ○ ''(التوبۃ ۸، آیت ۶۶) ترجمہ ''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کیساتھ ہے جو صبر کرنے والے ہیں''۔ قرآن کریم اور احادیث شریف چونکہ عربی زبان میں ہیں، اسلئے بہتر یہ ہے کہ عربی زبان سیکھی جائے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ ''اعمال میں بہترین عمل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہی دوستی ہو اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہی دُشمنی ہو''۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار کو اپنا دوست بناؤ اور نافرمان کو اپنا دوست مت بناؤ) (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۸) **حضرت انس** رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت کم خطبہ دیتے تھے۔ جب بھی خطبہ دیتے تو یہ ضرور فرماتے کہ ''جو امانت دار نہیں، وہ کامل ایمان والا نہیں اور جو عہد کو پورا نہیں کرتا، وہ پورا دِین دار نہیں''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۳۰)

اَلْهُمَزَةِ ۱۰۴

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۹ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ ۙ﴿۱﴾ الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا
وَّعَدَّدَهٗ ۙ﴿۲﴾ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۚ﴿۳﴾ كَلَّا
لَيُنْۢبَذَنَّ فِى الْحُطَمَةِ ۖ﴿۴﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا
الْحُطَمَةُ ؕ﴿۵﴾ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۙ﴿۶﴾ الَّتِىْ تَطَّلِعُ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۹) ہلاکت ہے ہر اس شخص کیلئے جو لوگوں پر طعنہ زنی کرتا رہتا ہے، غیبت کرتا ہے اور لوگوں کی کردار کشی کرتا ہے۔ وہ اپنے مال کو جمع کرتا ہے اور گن گن کر رکھتا رہتا ہے۔[۱-۲]

گویا کہ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ رہنے والا ہے۔ (ہرگز نہیں! یہ خیال اس کا غلط ہے)[۳]

ہم اس کو ''حُطَمَة'' میں پھینکیں گے۔[۴]

اور آپ کو کیا علم کہ وہ ''حُطَمَة'' کیا ہے؟[۵]

عَلَى الْاَفْئِدَةِ ۝۷ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝۸ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝۹

وہ آگ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بھڑکایا ہے۔[۶]
اور وہ اتنی سخت کہ دِلوں تک پہنچ جاتی ہے۔[۷]
وہ آگ ان پر چھا جائیگی اور وہ بڑے بڑے ستونوں میں بند ہونگے۔[۸-۹]

تشریح : اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ کسی انسان پر الزام لگانا، طعنہ دینا اور کردار کشی کرنا بہت ہی بُرا عمل ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''غیبت کرنا اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف)

یہ رذیلہ خصلتیں اس انسان میں پیدا ہوتی ہیں جو دولت کی وجہ سے تکبر کرتا ہے اور ہر دوسرے انسان کو گھٹیا اور حقیر سمجھتا ہے۔ اکثر دولتمند بخیل بھی ہوتے ہیں اور اپنا مال خرچ نہیں کرتے۔ وہ اس غلط فہمی میں رہتے ہیں کہ شاید انہوں نے اور ان کے مال نے ہمیشہ زندہ رہنا ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ اپنے ماحول میں روزانہ لوگوں کو مرتے ہوئے دیکھتے ہیں لیکن وہ آنکھیں تو رَکھتے ہیں لیکن دِل کے اندھے ہیں۔

ایسے انسان کے رویے کی وجہ سے ہم اس کو جہنم کی آگ میں پھینکیں گے جو کہ ہمیشہ رہنے کی جگہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر ایک شخص کے پاس مال کی ایک وادی ہو تو وہ دوسری وادی کا لالچ کرتا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ان کا سوال پورا کر دیا۔ انہوں نے پھر سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے پھر دے دیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پاس کچھ باقی نہ رہا تو آپ

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے پھر فرمایا کہ ''میرے پاس جو کچھ بھی ہوگا، میں اس کو ذخیرہ کر کے نہیں رکھوں گا۔ جو شخص سوال کرنے سے بچتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرتا ہے اور جو بے نیازی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں سے بے نیاز کر دیتا ہے اور جو صبر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو صبر کی توفیق دے دیتا ہے اور کسی کو صبر سے بہتر اور بڑھ کر عطیہ نہیں دیا گیا ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۴۸)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر میرے پاس اُحُد کے برابر سونا ہو تو مجھے اس بات سے مسرت ہوگی کہ میں اس کو تین دِن کے اندر اندر ختم کر دوں اور صرف اتنا رَکھ لوں جس سے کہ قرض اَدا ہو جائے''۔ ([بخاری] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۶۵)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''بخیل شخص کی مثال ایسے ہے کہ اس نے لوہے کی زرہ پہنی ہوئی ہے اور جب صدقہ کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ سکڑ جاتی ہے اور اسکے حلقے اپنی اپنی جگہ تنگ ہو جاتے ہیں۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۷۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ ''اے ابن آدم! خرچ کر، تجھ پر وسعت کی جائے گی'' (یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے رزق میں وسعت عطا فرما دے گا) ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۶۸)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''رَبِّ کعبہ کی قسم! وہ لوگ خسارے میں ہیں''۔ میں نے پوچھا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! کون سے لوگ خسارے میں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''بہت زیادہ مال رَکھنے والے۔ سوائے ان لوگوں کے جو اپنے مال کو خرچ کرتے ہیں اور ایسے بہت کم لوگ ہیں''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۱۷۷۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے مال خرچ کرنے کی بہت ترغیب دی ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اکثر اوقات نماز کیساتھ زکوٰۃ کا ذِکر کیا ہے اور مال کو بغیر حق کے جمع کرنا بُرا سمجھا ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''سخاوت جنت کا ایک درخت ہے۔ سخی اس کی شاخیں پکڑتا ہے اور یہ شاخیں اس کو جنت میں لے جاتی ہیں۔

اسی طرح بخل بھی ایک درخت ہے جو کہ دوزخ میں ہے۔ جو بخیل ہوتا ہے، وہ ان شاخوں کو پکڑتا ہے اور وہ شاخیں اس کو دوزخ میں لے جاتی ہیں''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۹۲)

کردار کشی اور آدابِ معاشرت:

معاشرتی آداب میں ہم بہت نچلی سطح پر ہیں۔ ہمارے ادارے اس باب میں بالکل ناکام ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم قرآن کریم اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی اہمیت نہیں دیتے حالانکہ ان دو کتابوں کے علاوہ کوئی تیسری کتاب ہے ہی نہیں جس میں مکمل انسانی آداب کا نقشہ بیان کر دیا گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا**'' (المائدۃ ۵، آیت ۳) ترجمہ ''آج میں نے تمہارے لیے دِین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اِسلام کو بہ طور دِین کے پسند کر لیا''۔ اس آیت شریفہ کا مطلب یہ ہے کہ اس دُنیا میں زندگی اس وقت مکمل ہوگی جب تم مکمل دِین کو اپنی شخصیت کا ایک حصہ بنا لو گے۔ چند ایک مثالیں دی جاتی ہیں جن میں سے ایک مثال **گفتگو** کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اونچی آواز سے بات مت کیا کرو''۔ (سورۃ **الحجرات**) ''اونچی آواز تو گدھے کی آواز ہوتی ہے''۔ (سورۃ **لقمان**) اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اُمت کو گفتگو کا ایک بنیادی ادب سکھانا چاہتے تھے۔ آہستہ آواز سے گفتگو کرنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ آپس میں بھی بہت ضروری ہے۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''انسان گفتار، چال اور لباس سے پہچانا جاتا ہے''۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی احادیث شریف میں وہ تمام آداب بتا دیے ہیں جو کہ ایک اچھے انسان کیلئے ضروری ہیں۔ نہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کوئی کمی چھوڑی ہے بتانے میں، نہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی کمی چھوڑی ہے اپنی احادیث شریف بیان کرنے میں۔

اَلْفِيْلِ ۱۰۵

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۵ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ؕ﴿۱﴾ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۙ﴿۲﴾ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۙ﴿۳﴾ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ﴿۴﴾ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ﴿۵﴾

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۵) (اے مکہ مکرمہ کے مشرک انسانو!) کیا تم سوچتے نہیں کہ تیرے رَبِّ کریم نے ہاتھی والوں کی فوج کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟ (جنہوں نے بیت اللہ کو گرانے کا منصوبہ بنایا تھا) کیا اللہ تعالیٰ نے ان کی تدبیر کو ناکارہ نہیں کر دیا تھا؟[۱-۲]
اس طرح کہ ان پر (اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے) پرندوں کے غول کے غول نے حملہ کیا[۳]
اور انہوں نے اس فوج پر مٹی کے پتھر برسائے۔[۴]
پھر اس فوج کا یہ حال کر دیا جیسے کہ کھایا ہوا بھُس ہوتا ہے۔[۵]

تشریح : اس واقعہ کے تقریباً پچاس دِن بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ولادتِ

باسعادت وقوع پذیر ہوتی ہے۔ یہ واقعہ محرم میں پیش آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ولادت ربیع الاوّل میں ہوئی ہے۔

یہ سورت مبارکہ مکہ مکرمہ والوں کو خبردار کرنے کیلئے کہ ہمارا نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم خانہ کعبہ کی حفاظت کیلئے مبعوث ہوا ہے اور یہ ہمارے پسندیدہ دِین، دِین اسلام کا مرکز ہوگا اور قبلہ ہوگا۔ مسلمان دُنیا کے کسی علاقے میں بھی ہوں، اس ہمارے گھر کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھیں گے اور قیامت تک یہی قبلہ رہے گا تو اس قبلہ کی حفاظت کیلئے اللہ تعالیٰ نے براہِ راست اپنے انتظام سے اس فوج کو تباہ کیا جسکا سردار ابراہہ تھا اور وہ نجران کا عیسائی حکمران تھا جو کہ یمن کا ایک حصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مشیت میں اللہ تعالیٰ کے اس گھر کو ہمیشہ کیلئے قائم رَکھنا ہے تو مشرکین مکہ کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ یاد رَکھو کہ اگر میرے بندے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر تم ایمان نہیں لاؤ گے اور اسکی مدد نہیں کرو گے تو بہت ممکن ہے کہ ہم تمہارا حشر ان سے بھی بُرا کریں جن کو اپنے ہاتھیوں پر ناز تھا۔

ہمارے پاس اتنے لشکر ہیں کہ جن کو تم نہیں جانتے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ**''۔ (المدثر ۷۴، آیت ۳۱)
ترجمہ ''اور کوئی نہیں جانتا تیرے رَبّ کریم کے لشکروں کو سوائے اس کے''۔

پھر یہی ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے مشرکین مکہ کو شکست دی اور ان میں سے کثیر تعداد مسلمان ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ساتھ دیا اور خانہ کعبہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مسلمانوں کے قبلہ کے طور پر محفوظ کر دیا۔

اب احادیث شریف سے ثابت ہے کہ دجال بھی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

دجال کے نکلنے سے پہلے یہ اُمت کا فرض بنتا ہے کہ ان دو گھروں کی حفاظت کے لیے اپنی اپنی عسکری قوت میں جہاں تک ممکن ہو، اضافہ کرتے جائیں۔

۝.....۝.....۝

اَلۡقُرَيۡشٍ ۱۰۶

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۴ آیات ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

لِاِيۡلٰفِ قُرَيۡشٍ ۙ﴿۱﴾ اٖلٰفِهِمۡ رِحۡلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيۡفِ ۚ﴿۲﴾
فَلۡيَعۡبُدُوۡا رَبَّ هٰذَا الۡبَيۡتِ ۙ﴿۳﴾ الَّذِىۡۤ اَطۡعَمَهُمۡ
مِّنۡ جُوۡعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ ﴿۴﴾ ع

ترجمہ◄ (آیات ۱سے۴) قبیلہ قریش کے لوگ مانوس ہو چکے ہیں سردی اور گرمی کے سفرِ تجارت سے تو انہیں چاہیے کہ اس گھر کے رَبِّ کریم کی بندگی کریں (تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جو ان کو ان سفروں میں نفع دار تجارت کی صورت میں ملتی ہے، اس کا شکر اَدا کر سکیں)[۱-۳]

یہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے ان کو (قحط کے علاقے میں) بھوک میں کھانے کو دیا اور (قتل و غارت اور لوٹ مار کے علاقے میں) خوف سے اَمن نصیب کیا۔[۴] (بھوک مٹی تجارت سے اور اَمن ملا حرمِ مکہ کی برکت سے)

تشریح: قبیلہ قریش عرب کے قبائل میں سب سے معزز اور سردار تھا۔ خانہ کعبہ کی تولیت انہی کے ہاتھ میں تھی اور مکہ مکرمہ پر انہی کا قبضہ تھا۔ خانہ کعبہ کی برکت سے عرب کے تمام قبائل

ان کی عزت کرتے تھے جس کی وجہ سے ان کے تجارتی سفروں میں جو مشرق ومغرب میں پھیلے ہوئے تھے، کوئی دہشت گردی نہیں کرتا تھا اور انکی اس شرافت کی وجہ سے مکہ مکرمہ میں کبھی کسی نے حملہ نہیں کیا سوائے ابراہہ کے جو کہ مکہ مکرمہ تک نہیں پہنچ سکا تو یہاں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ دُنیا کی دو بہترین نعمتیں ایک کھانا پینا اور دوسرا اَمن اس خانہ کعبہ کے رَبِّ کریم نے تمہیں عطا فرمائی ہیں تو تم اس گھر کے رَبِّ کریم کی عبادت کرنے کی بجائے بتوں کی عبادت کیوں کرتے ہو؟

اس سورت مبارکہ کے اندازِ بیان سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن کریم قریش پر اُتارا گیا، قریش کی زبان میں اُتارا گیا اور قریش کو ہی اس بات کا ذِمہ دار ٹھہرایا گیا کہ اس قرآن کریم کو تمام دُنیا میں پھیلانا تمہارا کام ہے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''خلافت قریش میں رہے گی جب تک قریش ٹھیک رہیں گے''۔ (مشکوٰۃ جلد سوم حدیث ۵۷۲۷)

قرآن کریم سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھوایا جیسا انہوں نے چاہا لیکن وہ قریش کی زبان میں نہیں تھا۔ پھر قرآن کریم کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قریش کی زبان میں لکھوایا۔ گو قرآن کریم سات قرأتوں پر اُترا ہے لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو قرآن کریم لکھوایا، وہ قریش کی قرأت میں لکھوایا گیا اور مسلم اُمت کے ہر گورنر کے پاس اسکا ایک ایک نسخہ بھیجا گیا۔

ایک زمانہ آیا کہ قریش کی خلافت ختم ہوگئی اور پھر ترکوں کے پاس چلی گئی اور وہ خلافت ۱۹۲۴ء میں اتاترک کے ہاتھوں ختم ہوئی۔ بقول علامہ اقبال رحمہ اللہ علیہ

؎ چاک کردی ترکِ ناداں نے خلافت کی قبا سادگی مسلم کی دیکھ، اوروں کی عیاری بھی دیکھ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''خلافت قریش میں رہے گی۔ جو ان کی مخالفت کریگا تو اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل اوندھا کردیگا اور قریش میں حکومت اس وقت تک رہے گی جب تک وہ دِین پر قائم رہیں گے''۔ ([بخاری] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۷۲۸) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''جو قریش کی اہانت کریگا (یعنی ذلیل کریگا) تو اللہ تعالیٰ اسکو ذلیل کریگا''۔ ([ترمذی] مشکوٰۃ شریف، جلد، حدیث ۵۷۳۴) **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''جو اہل عرب کو دھوکا دے، وہ میری شفاعت سے محروم رہے گا''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۷۴۴)

اَلْمَاعُوْنِ ۱۰۷

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۷ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ؕ﴿۱﴾ فَذٰلِكَ الَّذِىْ
يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۙ﴿۲﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ
ؕ﴿۳﴾ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۙ﴿۴﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ
سَاهُوْنَ ۙ﴿۵﴾ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۙ﴿۶﴾ وَيَمْنَعُوْنَ
الْمَاعُوْنَ ﴿۷﴾

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۷) کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جو روزِ جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے۔ (یعنی قیامت کو)[۱]
وہ یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے پر کسی کو ترغیب نہیں دیتا۔[۲-۳]
اور ہلاکت ہے ان نماز پڑھنے والوں کیلئے جو اپنی نماز میں غافل رہتے ہیں
یا جو نماز رِیا کاری کی خاطر پڑھتے ہیں۔[۴-۶]
اور معمولی چیزیں لوگوں کو ادھار دینے سے گریز کرتے ہیں۔[۷]

تشریح : آخرت پر ایمان اور یقین رکھنا انسان کو نیکی کی طرف مائل کرنے میں اور بُرائی سے روکنے میں ایک ستون کی حیثیت رکھتا ہے۔

اگر انسان کو اس بات کا شدت سے احساس ہو جائے کہ قیامت کے دِن مجھ سے ہر عمل کا حساب کتاب لیا جائیگا تو لازمی بات ہے کہ وہ دو باتوں کو باقاعدگی سے اپنی زندگی کا معمول بنالے گا۔

(۱) نماز کی وقت پر پابندی کرنا کیونکہ یہ تمام قسم کی بے حیائیوں سے روکتی ہے اور انسان کی طبیعت میں نیکی کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اگر توجہ سے نماز پڑھی جائے

(۲) اپنا مال غریبوں کی مدد کیلئے خرچ کرنا۔ اگر آپ مالدار ہیں اور آپ زکوٰۃ نہیں دیتے تو زکوٰۃ کا پیسہ سارے مال میں ملا ہوا ہونے کی وجہ سے سارے مال کو حرام کر دیتا ہے کیونکہ آپ غریب کا حق مار رہے ہیں۔ ''جو حرام کھائے گا، وہ جہنم میں جائے گا''۔[مشکوٰۃ]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت (یعنی وضو) ہے''۔ ([احمد] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۷۳)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو مسلمان اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے اور ان دونوں کاموں کے درمیان حضورِ قلب کیساتھ متوجہ رہے تو اسکے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے''۔([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۶۷)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''بندگی کرنے والے اور کافر کے درمیان حد فاصل نماز کا ترک کرنا ہے''۔ ([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۵۲۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے دریافت کیا کہ ''اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''وقت مقررہ پر نماز اَدا کرنا''۔ میں نے دوسرا سوال کیا کہ ''اسکے بعد'' تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''والدین کیساتھ اچھا

سلوک کرنا''۔ میں نے ایک اَور سوال کیا کہ ''اسکے بعد'' تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جہاد فی سبیل اللہ''۔([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۵۲۲)

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے رِیا کی، اس نے شرک کیا''۔(جامع ترمذی) جس نے رِیا کیلئے نیک کام کیا، اس نے شرک کیا۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''مسکین وہ نہیں جو لوگوں سے مانگتا پھرتا ہے اور دو ایک لقمے یا دو ایک کھجوریں اسکو دے دی جاتی ہیں بلکہ مسکین وہ ہے جسکے پاس اتنا مال نہیں ہے کہ اسکو غنی کر دے اور نہ اس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ محتاج ہے (کہ وہ لوگوں سے نہیں مانگتا) ایسے آدمی کو صدقہ دیا جانا چاہیے اور وہ لوگوں سے سوال کرنے کیلئے نہیں اُٹھتا''۔(یہ ہے مسکین)([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۳۴)

حضرت عطا بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''کسی مالدار شخص کیلئے جائز نہیں کہ وہ صدقہ لے سوائے ان پانچ افراد کے:

(۱) اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا (۲) زکوٰۃ وصول کرنے والا اہلکار
(۳) تاوان کی رقم دینے والا (اور قرض)
(۴) ایسا شخص جو صدقے کے مال کو خرید لے
(۵) وہ شخص جسکے پڑوسی کو کسی نے صدقہ دیا اور پڑوسی نے آگے اپنے مالدار پڑوسی کو ہدیہ کر دیا''۔(ایک حدیث شریف میں مسافر کا ذِکر بھی ہے)
([ابوداؤد] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۷۳۸)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ایک دینار تو وہ ہے جسکو تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہو اور ایک دینار وہ ہے جس سے تم غلام کو آزاد کرتے ہو اور ایک دینار وہ ہے جو فقیر کو دیتے ہو اور ایک دینار وہ ہے جو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے ہو تو اَجر وثواب کے اعتبار سے وہ دینار سب سے بہتر ہے جسکو تم نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا ہے''۔([مسلم] مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۱۸۳۵) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''مسکین

پر صدقہ کرنا ایک اَجر اور رشتہ دار کو صدقہ دینا دہرا اَجر ہے۔ ایک صدقہ کا ثواب اور دوسرا صلہ رحمی (یعنی رشتہ داری) کا ثواب''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۸۴۳)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے تو اللہ تعالیٰ ہر اس بال کے بدلے جس پر اسکا ہاتھ پھرے، نیکیاں لکھ دیتا ہے اور جو کوئی کسی یتیم لڑکی یا یتیم لڑکے کیساتھ اچھا سلوک کرے جو اسکے پاس ہو (یعنی انکا سربراہ ہو) تو میں اور وہ جنت میں اس طرح ہونگے'' اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی دو (۲) انگلیاں ملائیں۔ (مشکوٰۃ شریف جلد دوم، حدیث ۴۷۵۵) **حضرت عمر بن خطاب** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میرے نزدیک تمام اہم فرائض میں سب سے اہم نماز ہے۔ جس نے نماز کی حفاظت کی، اس نے دِین کی حفاظت کی اور جس نے نماز کو ضائع کیا، اس نے باقی تمام چیزوں کو بہت زیادہ ضائع کیا''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۵۳۸) **حضرت ابن عمر** رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جسکی نمازِ عصر فوت ہوگئی گویا کہ اسکے اہل وعیال اور اسکا مال لٹ گیا''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۵۴۶) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** فرماتے ہیں کہ ''فرشتے فجر اور عصر کے وقت تبدیل ہوتے ہیں۔ جب وہ واپس اپنے رَبِّ کریم کے پاس لوٹتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے ان بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے تو وہ عرض کرتے ہیں کہ جب ہم پہنچے تھے تو وہ مصروفِ نماز تھے اور جب ہم وہاں سے رُخصت ہوئے تو بھی مصروفِ نماز تھے''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل، حدیث ۵۷۷)

ے یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات
ے تیرے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے خودی تری مسلماں کیوں نہیں ہے
عبث ہے شکوۂ تقدیر یزداں تو خود تقدیر یزداں کیوں نہیں ہے
ے مست رَکھو ذکر وفکر صبح گاہی میں اسے پختہ تر کر دو مزاجِ خانقاہی میں اسے
ے ترے دِین واَدب سے آ رہی ہے بوئے رہبانی یہی ہے مرنے والی اُمتوں کا عالم پیری
[اقبال]

اَلْكَوْثَرِ ۱۰۸

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۳ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝

ترجمہ ◄ (آیات ۱ سے ۳) اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! ہم نے تمہیں ''**الکوثر**'' عطا فرما دیا ہے۔[۱]

پس (اپنے رَبِّ کریم کے شکر کیلئے) نماز پڑھو اور قربانی کرو۔[۲]

یقیناً تمہارا دُشمن ہی برباد ہوگا۔[۳]

تشریح : مکی زندگی میں تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ مشرکین مکہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے سخت دُشمن ہو گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو ذہنی، جسمانی اذیتیں دینے میں ہر موقع کی تلاش میں رہتے تھے۔ جب انسان حالات سے بے بس ہو جاتا ہے تو وہ یوں کہتا ہے کہ میں مر جاؤں تو بہتر ہے یا یوں کہتا ہے کہ میرا دُشمن مر جائے تو بہتر ہے تو مشرکین مکہ یہ خواہش رَکھتے تھے کہ یہ انسان جب تک رہے گا، ہمیں سکون نہیں آئے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دو بیٹے مکہ مکرمہ میں بچپن میں ہی فوت ہو گئے۔ سب سے بڑے بیٹے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنکا سب سے پہلے انتقال ہوا۔ ان کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے کہا کہ اب تو (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کا نام ونشان نہیں رہے گا۔

جب حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے تو اس پر عاص بن وائل نے کہا کہ ان کی نسل ختم ہوگئی۔ اب وہ ابتر ہیں۔ ان کا کوئی بیٹا نہیں ہے جو ان کا قائم مقام بنے گا۔ جب وہ مر جائیں گے تو ان کا نام دُنیا سے مٹ جائے گا اور ان سے تمہارا پیچھا چھوٹ جائے گا۔ (حوالہ محمد بن اسحٰق [سیرت ابن ہشام])

اس واقعہ سے عام لوگوں میں اس کا تاثر یہ پھیلا کہ اب ان کا نام لینے والا کوئی نہیں رہے گا اور ان کے فوت ہوتے ہی ان کا مشن بھی ختم ہو جائے گا۔

جب یہ حالات مکہ مکرمہ میں رونما ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ''**سورۃ الکوثر**'' نازل فرمائی جس میں اشارہ دیا گیا کہ اے کافرو! تم تو اس بات پر خوش ہوتے ہو کہ اس کے فوت ہوتے ہی اس کا نام ونشان مٹ جائے گا لیکن ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ اس کا نام و نشان اتنی کثرت سے پھیلے گا کہ دُنیا حیران رہ جائے گی۔

''**الکوثر**'' گرائمر کی رُو سے اسم معرفہ ہے۔ اس کا معنیٰ ''کثرت'' ہے۔ اشارہ اس طرف ہے کہ اس کا نام کثرت سے دُنیا اور آخرت میں لیا جائے گا۔ انسان کو سب سے زیادہ خوشی اس وقت ہوتی ہے جب کوئی دوسرا اس کا نام لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بھی سب سے زیادہ خوشی اس وقت ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن حکیم میں فرمایا کہ ''**اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا**''۔ (الاحزاب ۳۳، آیت ۴۱)
ترجمہ ''اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کیا کرو''۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ذِکر کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ''**اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا**''۔ (الاحزاب ۳۳، آیت ۵۶)
ترجمہ ''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر رحمت بھیجتا ہے (اور اس کے) فرشتے اللہ تعالیٰ سے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے لیے رحمت کی دُعا مانگتے رہتے ہیں۔

اے ایمان والو! تم بھی اللہ تعالیٰ سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر رحمت بھیجنے کی دُعا کرتے رہا کرو اور سلامتی کی بھی''۔ (یعنی درُود شریف کثرت سے پڑھتے رہا کرو)

اب ذرا اندازہ لگائیں اور پین اور پیپر ہاتھ میں لے کر حساب کتاب کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے نبی بننے سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے قبر سے دوبارہ اُٹھنے تک اس دُنیا میں کتنے اربوں کھربوں لوگ ہوں گے جو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر روزانہ درُود شریف بھیجتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا نام عزت واحترام سے لیتے ہیں۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ ایک اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذِکر فرمایا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ''کوئی دِن ایسا نہیں گزرتا مگر ستر ہزار فرشتے صبح کو اُترتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر انور کو گھیر لیتے ہیں۔ اس سے اپنے پروں کو مَس کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر صلوٰۃ (یعنی درُود پاک) بھیجتے ہیں۔ جب شام ہوتی ہے تو وہ چلے جاتے ہیں اور اتنے ہی دوسرے آ جاتے ہیں اور وہ اسی طرح کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ جاری رہتا ہے جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبرِ انور شق نہیں ہو جاتی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ستر ہزار فرشتوں کے جلو میں قبر سے باہر تشریف لائیں گے''۔ ([دارمی] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۷۰۱)

اس سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ زندہ ہونے کے بعد جنت میں داخل ہونے تک یہی سلسلہ جاری رہے گا اور جنت میں جا کر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو مقامِ محمود (یعنی وسیلہ) عطا فرمایا جائے گا۔ اس مقام کے متعلق **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جنت میں یہ اعلیٰ ترین مقام ہے اور مجھے اُمید ہے کہ یہ مجھے ملے گا'' اور یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اذان کے بعد جو شخص میرے لیے یہ دُعا مانگے گا، میں اس کی شفاعت کروں گا''۔ (مشکوٰۃ شریف)

اذان کے بعد کی دُعا: اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِىْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَاد۔

اے اللہ تعالیٰ! اس کامل دعوت (یعنی نماز کیلئے اذان) کے رَبّ اور قائم ہونے والی نماز کے رَبّ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وسیلہ عطا فرما (جنت کا ایک مقام) اور ان کو فضیلت عطا فرما اور ان کو مقامِ محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔ یقیناً تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

مقام محمود وہ مقام ہے کہ جس شخص کو بھی ملے گا اور ہم اُمید رَکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو ہی ملے تو کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے نام کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے نام کا ذِکر کیا کریگی۔ یہ فضیلت کسی اَور مخلوق کو نہ انسانوں میں سے، نہ جنات میں سے، نہ ملائکہ میں سے مقدر ہے۔

ایک دفعہ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''میرے پاس (حضرت) جبریل (علیہ السلام) آئے اور فرمایا کہ ہلاک ہو وہ شخص جسکے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذِکر مبارک ہوا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درُود پاک نہیں بھیجا''۔ ([اختصار شدہ] ابن ماجہ، ترمذی) **حضرت ابن عباس** رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو تمام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دی اور آسمان والوں پر بھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ''نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اسی قوم کی زبان میں تاکہ ان کے لیے بات کھول کر بیان کر دے''۔ (سورۃ ابراہیم ۱۴، آیت ۴) لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''نہیں بھیجا ہم نے تمہیں مگر (قیامت تک آنے والے دُنیا کے) تمام انسانوں کیلئے''۔ (**سورۃ سبا ۳۴، آیت ۲۸**) اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو جنوں اور انسانوں کا رسول بنایا۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۵۲۴)

مومنین جنات بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر مسلسل درُود پاک بھیجتے ہیں لیکن ان کی تعداد کا ہمیں کوئی علم نہیں۔ اندازہ ہے کہ ان کی تعداد ہم سے بہت زیادہ ہے کیونکہ وہ ہم سے پہلے پیدا کیے گئے ہیں اور یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ ہم سے کتنے ہزار سال پہلے پیدا کیے گئے ہیں۔

یہ تو ہے ''**الکوثر**'' کی پہلی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذِکر کے بارے میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ**''۔ ''**الکوثر**'' کی دوسری

تفسیر جنت میں اس دَریا کے نام کے متعلق ہے جسکو ''**حوضِ کوثر**'' یا ''**نہرِ کوثر**'' کہا جاتا ہے یہ دریا جس کا نام ''**الکوثر**'' ہے، باقی نبیوں کے دریاؤں سے بہت بڑا ہوگا کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے روز انسانیت کی ایک سو بیس قطاریں حساب کتاب کیلئے ہوں گی، ان میں سے چالیس تمام نبیوں کی اُمت پر مشتمل ہوں گی جبکہ اکیلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی اُمت کی قطاریں اَسّی (۸۰) ہوں گی۔ اتنی بڑی تعداد کیلئے دریا یا حوض بھی اتنا ہی بڑا ہونا چاہیے، اسلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دریا کو ''**حوضِ کوثر**'' کہا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میرا حوض (الکوثر) ایک مہینے کی مسافت تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کے زاویے برابر ہیں۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ اس کی خوشبو مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ اس کے آبخورے (یعنی پینے کے برتن) آسمان کے تاروں جیسے ہیں۔ جو اس سے ایک دفعہ پی لے گا، اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۳۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جب میں جنت کی سیر کر رہا تھا تو ایک دریا پر پہنچا جس کے کنارے اندر سے خالی موتیوں کے تھے۔ میں نے کہا کہ اے (حضرت) جبریل (امین علیہ السلام) یہ کیا؟ بتایا گیا کہ یہ حوضِ کوثر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے رَبِّ کریم نے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔ اس کی مٹی خالص مشک ہے''۔ ([بخاری] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۲۹)

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میرا حوض اس سے بھی زیادہ لمبا ہے جتنا ایلہ سے عدن تک کا فاصلہ ہے۔ وہ برف سے زیادہ سفید، شہد ملے دودھ سے زیادہ شیریں۔ اس کے برتن آسمان کے تاروں سے زیادہ تعداد میں ہیں''۔ اسی حدیث شریف میں **حضرت ثوبان** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا کہ ''اس میں جنت سے دو پرنالے گرتے ہیں جو اس کو بڑھاتے رہتے ہیں۔ ان میں سے ایک سونے کا ہے اور ایک چاندی کا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۳۳۱)

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ..... نماز پڑھنا اور قربانی کرنا:

یہ سورت مبارکہ قرآن کریم کی پہلی سورتوں میں سے ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شروع میں ہی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ نماز میرا حق ہے، یہ ضائع نہ ہونے پائے۔ قربانی (مال کا خرچ کرنا) لوگوں کا حق ہے، اس میں بھی سستی نہیں ہونی چاہیے۔

یہ دو اعمال سارے دِین کی بنیاد ہیں۔ نماز میں فرض نماز اور نوافل آتے ہیں اور خاص خاص نمازیں آتی ہیں۔ قربانی میں مالی قربانی بھی اور جسمانی قربانی بھی، نفسیاتی قربانی بھی اور روحانی قربانی بھی شامل ہیں۔

مالی قربانی میں زکوٰۃ اور صدقہ۔ جسمانی قربانی میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔ نفسیاتی قربانی میں مثلاً غصے پر قابو پانا اور معاف کر دینا۔ روحانی قربانی میں اللہ تعالیٰ کی خاطر ہر وہ عمل آتا ہے جس کا تعلق روح کی پاکیزگی سے ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ○ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ○''۔ (الشّمس ۹۱، آیات ۹-۱۰) ترجمہ ''جس نے اس (یعنی ضمیر) کی نیک صفت کو پروان چڑھایا، وہ کامیاب رہا۔ جس نے اس (یعنی ضمیر) کی بُری صفت کو ترجیح دی، وہ ناکام رہا

ے کھو نہ جا اس سحر و شام میں اے صاحب ہوش — اک جہاں اَور بھی ہے جس میں نہ فردا ہے نہ دوش
کس کو معلوم ہے ہنگامہ فردا کا مقام — مسجد و مکتب و مئے خانہ ہیں مدت سے خموش
میں نے پایا ہے اسے اشک سحر گاہی میں! — جس دُرِ ناب سے خالی ہے صدف کی آغوش
نئی تہذیب تکلف کے سوا کچھ بھی نہیں — چہرہ روشن ہو تو کیا حاجت گلگو نہ فروش
صاحب ساز کو لازم ہے کہ غافل نہ رہے — گاہے گاہے غلط آہنگ بھی ہوتا ہے سروش

.....

ے تھا جہاں مدرسہ شیری و شاہنشاہی — آج ان خانقہوں میں ہے فقط روباہی!
نظر آئی نہ مجھے قافلہ سالاروں میں — وہ شبانی کہ ہے تمہید کلیم اللّٰہی!
لذتِ نغمہ کہاں مرغِ خوش الحاں کے لیے — آہ! اس باغ میں کرتا ہے نفس کوتاہی
ایک سرمستی و حیرت ہے سراپا تاریک! — ایک سرمستی و حیرت ہے تمامِ آگاہی!
صفت برق چمکتا ہے مرا فکر بلند — کہ بھٹکتے نہ پھریں ظلمت شب میں راہی

[اقبال، بالِ جبریل]

اَلْكٰفِرُوْنَ ١٠٩

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ٦ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿١﴾ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ﴿٢﴾ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۚ﴿٣﴾ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ﴿٤﴾ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ؕ﴿٥﴾ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ﴿٦﴾ ع

ترجمہ◄ (آیات ١سے٦) اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! کافروں سے کہ دو کہ اے کافرو! میں ان چیزوں کی عبادت کرنے والا نہیں ہوں جنکی تم عبادت کر رہے ہو[١-٢]
اور نہ ہی تم اسکی عبادت کرنے والے ہو جسکی عبادت میں کر رہا ہوں۔[٣]
اور نہ ہی میں انکی عبادت کرنے لگا ہوں جن کی عبادت تم کرتے ہو۔[٤]
اور نہ تم اس کی بندگی کرنے لگے ہو جس کی بندگی میں کر رہا ہوں۔[٥]
تمہارا دِین تمہارے لیے، میرا دِین میرے لیے۔[٦]

تشریح : ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو خبردار کیا ہے گو بظاہر معلوم یہ ہوتا ہے کہ

صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہی خبردار کیا گیا ہے کہ تم نے مشرکوں کی اطاعت نہیں کرنی کیونکہ مشرکین ہرگز اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے پر راضی نہیں ہونگے لہٰذا تم بھی اپنے ایمان پر قائم رہو اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کی بندگی مت کرو خواہ تمہیں دُنیا کا کوئی لالچ دیا جاتا رہے لیکن یہ سورت مبارکہ تمام انسانوں کیلئے ہے جو توحید پر ایمان رَکھتے ہیں

ایمان بالتوحید ایک بہت بڑی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ جو بھی ''**لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ**'' کا اقرار کرلے گا، وہ جنت میں ضرور جائیگا خواہ اس نے چوری کی ہو، خواہ اس نے بدکاری کی ہو۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیرانگی سے پوچھا کہ آیا وہ جنت میں ضرور جائیگا؟ خواہ اس نے چوری کی ہو، خواہ اس نے بدکاری کی ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا ہاں ہاں! وہ ضرور جنت میں جائیگا خواہ اس نے چوری کی ہو، خواہ اس نے بدکاری کی ہو۔ یہ مکالمہ تین دفعہ ہوتا رہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بدستور مثبت انداز میں حوصلہ افزائی فرماتے رہے حتیٰ کہ آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو یہ کہنے کی ضرورت محسوس ہوئی کہ خواہ ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی ناک خاک آلود ہو، کلمہ گو ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ (مشکوٰۃ، کتاب الایمان، حدیث ۲۳)

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ اس میں پورا قرآن کریم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پوری سیرت مبارکہ شامل ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم قرآن کریم کو پڑھ کر اس پر عمل کریں اور احادیث شریف کو پڑھ کر ان پر بھی عمل کریں اور دونوں کے امتزاج سے اپنے مسائل کا حل ڈھونڈیں جو نزولِ قرآن کریم کے وقت نہیں تھے لیکن اب نئی تہذیب میں بہت سے نئے مسائل پیدا ہو چکے ہیں جن کا حل کرنا صرف اس وقت ممکن ہے جب ہم قرآن کریم اور احادیث شریف کا گہرا علم رَکھتے ہوں گے۔ صرف یہی ایک راستہ ہے کہ ہم کافروں کے دِین سے اپنے آپکو ملوث ہونے سے بچالیں۔

ہم موجودہ زمانے میں بدعات میں اور مغربی تہذیب کی خرافات میں ایسے پھنس گئے ہیں کہ جن سے نکلنے کا کام آسان نہیں ہے لیکن ہر شخص کو اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ وہ قرآن کریم اور احادیث شریف کے گہرے مطالعہ سے اپنے عمل کو درست کرے اور غلط راستوں پر چلنے والوں کا ساتھ نہ دے۔

اَلنَّصْرِ ۱۱۰

مدینہ منورہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۳ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ﴿۱﴾ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ﴿۲﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾

ترجمہ◄ (آیات ۱سے۳) جب اللہ تعالیٰ کی خاص مدد آ گئی تو فتح بھی آ گئی اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے دِین میں کیسے فوج دَر فوج داخل ہونے لگے۔[۱-۲]
پس اپنے رَبِّ کریم کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو اور اس سے مغفرت مانگو۔ بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔[۳]

تشریح: یہاں فتح سے فتح مکہ مکرمہ مراد ہے جو بہت بڑی مشقتوں کے بعد حاصل ہوئی اور اس فتح کو اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ ہماری خاص مدد سے تم نے حاصل کی ہے۔ مکہ مکرمہ کی فتح اللہ تعالیٰ کے مشن کا اختتام نہ تھا بلکہ یہ فتح اس مشن کی بنیاد تھی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو ساری دُنیا میں پھیلایا جائے۔ یہ ذِمہ داری اللہ تعالیٰ نے قریش کے

حوالے کرنی تھی۔اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''خلافت قریش میں رہے گی جب تک وہ خود ٹھیک رہیں گے''۔(مشکوٰۃ)

اس فتح کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خاص مدد عرصہ دراز تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے ساتھ شامل حال رہتی ہے۔

فتح مکہ کے ساتھ ہی بعد میں مدینہ طیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پاس عرب کے اتنے قبائل خود بخود آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی مجلس میں آ کر ایمان قبول کرتے رہے کہ اس سال کا نام ہی پڑ گیا ''عام الوفود'' یعنی وفدوں کا سال۔اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے وصال سے شروع ہو کر حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مشرق ومغرب میں ایک آندھی کی طرح پھیل گئے اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو سارے فارس میں اور سارے مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ کے ممالک حتیٰ کہ مراکش تک پہنچ گئے اور افریقہ سے بحر ابیض المتوسط کو عبور کر کے سپین کو بھی فتح کیا اور بعد کا یورپ اس سپین میں مسلمانوں کی تعلیم سے ایک طرف اور دوسری طرف استنبول کی مسلمانوں کی مغربی فتوحات کی وجہ سے علم کا ایک بین الاقوامی مرکز بن گیا اور خود مسلمان آہستہ آہستہ تنزل پذیر ہوتا گیا۔اسی مغربی قوموں کے محکوم بن گئے جنہوں نے مسلمانوں سے علم حاصل کیا۔

ایک انگریز سائنسدان لکھتا ہے کہ مغربی ملکوں میں ابن سینا کی طب کی تصنیف ٹیکسٹ بک آف میڈیسن (Textbook of Medicine) میڈیکل کالجوں میں چھ صدیوں تک ایک معیاری ٹیکسٹ بک کے طور پر پڑھائی جاتی رہی۔

ابن سینا ازبکستان میں پیدا ہوئے اور ایران کے شہر ہمدان میں فوت ہوئے۔ابن سینا اسلامی اطباء میں نمبر ایک پوزیشن رکھتے تھے۔

ملت اسلامیہ کی وحدت دوسری جنگ عظیم کی وجہ سے ختم ہوگئی۔اتحادیوں نے تمام ملت کو چھوٹے چھوٹے اسلامی ملکوں میں تقسیم کر دیا اور ان کے حکمران اپنی پسند کے آدمیوں کو بنا دیا۔اگر اب پھر ایک اُمت بن جائیں، ہمارا حکمران بھی ایک ہو، معیشت بھی ایک ہو اور فوج بھی ایک ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کی مدد سے دوبارہ وہی مقام حاصل کر سکتے ہیں جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دَور میں تھا۔

لیکن آج کل مشکل اس لیے نظر آتا ہے کہ ہم قرآن کریم کو چھوڑ چکے ہیں اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بھی چھوڑ چکے ہیں۔اس کی جگہ بدعات کو اختیار کیا ہوا ہے جن کو ہم چھوڑ کر اصلی سنت کی طرف نہیں آنا چاہتے۔**رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''جب ایک بدعت آتی ہے تو ایک سنت غائب ہو جاتی ہے اور وہ سنت دوبارہ نہیں آتی''۔مزید آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ ''**ہر بدعت گمراہی ہے**''۔(مشکوٰۃ)

ے ترے سینے میں ہے پوشیدہ رازِ زندگی کہہ دے مسلماں سے حدیث سوز و سازِ زندگی کہہ دے
ے پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مسلماں کی ستارے جسکی گردِ راہ ہوں، وہ کارواں تُو ہے
یہ نکتہ سرگزشت ملت بیضا سے ہے پیدا کہ اقوام زمین ایشیا کا پاسباں تو ہے
ے بتانِ رنگ و بُو کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی، نہ افغانی
مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو جس نے وہ کیا تھا، زورِ حیدر، فقر بوذر، صدقِ سلمانی
جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا تو کر لیتا ہے یہ بال و پَر روح الامیں پیدا
کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

[اقبال، بانگ درا،طلوعِ اسلام]

ے اگر ملک ہاتھوں سے جاتا ہے، جائے تُو احکامِ حق سے نہ کر بے وفائی
نہیں تجھ کو تاریخ سے آگہی کیا؟ خلافت کی کرنے لگا ہے تو گدائی
خریدیں نہ ہم جس کو اپنے لہو سے مسلماں کو ہے ننگ وہ پادشائی

[اقبال، بانگ درا]

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے قریب فتنے بہت نازل ہوں گے اور لوگ ایسے ہو جائیں گے کہ نیک کام کو پہچانیں گے اور نہ ہی بُرے کام کو ناپسند کریں گے۔بس انہیں اپنی خواہشات سے ہی محبت ہوگی''۔([اختصار شدہ] مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۱۴۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر تم قرآن کریم، میری سنت اور حضرات خلفائے راشدین کی سنت کو پکڑے رکھو گے تو گمراہ نہیں ہو گے''۔(مشکوٰۃ)

اَللَّهَبِ ١١١

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۵ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ؕ﴿۱﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ
وَمَا كَسَبَ ؕ﴿۲﴾ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۚ﴿۳﴾ صلے
وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۚ﴿۴﴾ فِىْ جِيْدِهَا حَبْلٌ
مِّنْ مَّسَدٍ ﴿۵﴾ ع

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۵) ٹوٹ جائیں ابولہب کے ہاتھ اور وہ ہلاک ہو جائے کیونکہ نہ تو اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی۔[۱-۲] (یعنی اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اتنا تنگ کیا کہ اسکی دُنیا کی کمائی اس کو جہنم میں لے گئی)

وہ ایک بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالا جائے گا اور اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی ہوگی جو کہ لکڑیاں اُٹھا کر لاتی تھی۔ (اور یہ کانٹے دار لکڑیاں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے راستے میں تکلیف دینے کے لیے ڈال دیتی تھی)[۳-۴]

اور قیامت کے دِن اس کی گردن میں مونجھ کی رسّی ہوگی۔[۵] (مونجھ کی رَسّی سب رسیوں سے زیادہ تکلیف دہ ہے)

تشریح: سارے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے مشرکین جیسے فرعون، ہامان اور نمرود کو کہیں بھی گالی نہیں دی لیکن یہاں اللہ تعالیٰ ابولہب کو ایک لطیف گالی دے رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابولہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے سگے چچا تھے۔ زمانے کے رواج کے مطابق اس وقت ہر قبیلہ، ہر خاندان اپنے اپنے آدمی کی حفاظت کرتا تھا اور اسکا ساتھ دیتا تھا خواہ بات غلط ہو یا صحیح ہو۔ حضرت ابو طالب جو خود تو ایمان نہیں لائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ہمیشہ پشت پناہ رہے اور آپکی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو قریش کے مختلف خاندانوں کی اذیت سے حفاظت ملتی رہی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ مجھے ابو طالب پر افسوس ہے کہ اس نے نیکیاں تو بہت کیں لیکن وہ مجھ پر ایمان نہیں لایا۔ حضرت ابو طالب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سگے چچا تھے۔ اسکے برعکس ابولہب اور اسکی بیوی آئے دِن آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو ذہنی اور جسمانی اذیتیں دینے میں کوئی کمی نہیں چھوڑتے تھے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اس پر اور اسکی بیوی پر غضب ناک ہوئے۔

یہ غضب ناکی جب تک قرآن کریم اس دُنیا میں موجود ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک جو بھی انسان قرآن کریم کو پڑھے گا، وہ گویا کہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کر رہا ہے کہ مزید غضب ناکی کی جائے لہٰذا ان کا آخرت کا عذاب دِن بدن بڑھتا جا رہا ہے اور یہ عذاب قیامت تک بڑھتا جاتا رہے گا۔

جان لینا چاہیے کہ کائنات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس اللہ تعالیٰ کو پوری کائنات کی مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○**''۔ (التوبہ ۹، آیت ٦١) ترجمہ ''جو اللہ تعالیٰ کے رسول کو اذیتیں دیتے ہیں، ان کیلئے ہم نے دَردناک عذاب تیار کر رکھا ہے'' **حضرت ابو ہریرۃ** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے روز اولادِ آدم کا سردار میں ہونگا۔ سب سے پہلے شفاعت کرنے والا میں ہونگا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت منظور ہوگی۔ قیامت کے روز میری پیروی کرنے والے سب سے زیادہ ہونگے۔ مجھے تمام انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔ زمین کے خزانوں کی کنجیاں مجھے دے دی گئیں''۔ (مشکوٰۃ شریف)

اَلْاِخْلَاصِ ١١٢

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۴ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ﴿۳﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۴) اعلان کر دو کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس ایک ہی اللہ تعالیٰ ہے۔ (کائنات میں کوئی دوسرا اللہ تعالیٰ نہیں ہے) اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ ہی زندہ رہنے والا ہے۔[۱-۲]

نہ تو اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔[۳]

(اور کائنات میں) کوئی دوسرا اس جیسا ہے بھی نہیں۔[۴]

تشریح : توحید کا اقرار کرنے کی بہترین سورت مبارکہ قرآن کریم میں یہی سورت مبارکہ ہے جس کو سورۃ الاخلاص کہا جاتا ہے کہ اگر تم ان چار باتوں پر یقین کے ساتھ ایمان لے آؤ تو تمہارا خلوص ہم مان لیں گے۔ جو ان چار صفات میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرے گا، وہ یا تو منافق ہوگا یا کافر ہوگا۔

منافق تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زمانے میں بہت تھے۔ آج ہم

نہیں جانتے کیونکہ دِلوں کے حالات اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کوتو اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے لوگوں کے دِلوں تک رسائی کرادیتے تھے۔

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ

(۱) ''جوشخص دس مرتبہ سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرے، اسکے لیے جنت میں ایک محل تعمیر کیا جاتا ہے۔

(۲) جوشخص اسکو بیس مرتبہ تلاوت کرے، اسکے لیے دو محل تعمیر کیے جاتے ہیں۔

(۳) جوتیس مرتبہ تلاوت کرے، اس کیلئے تین محل تعمیر ہونگے''۔

(مشکوٰۃ شریف، جلداوّل، حدیث ۲۰۸۱)

ایک شخص نے **نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** سے عرض کیا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! قرآن کریم کی کون سی سورت مرتبہ کے اعتبار سے عظیم ہے؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''**سورۃ الاخلاص**''۔ اس شخص نے دوبارہ سوال کیا کہ ''کون سی آیت مبارکہ عظیم ہے؟'' تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے جواب دیا کہ ''**آیۃ الکرسی**''۔ اس شخص نے تیسرا سوال کیا کہ ''کون سی آیت مبارکہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو محبوب ہے؟'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''**سورۃ البقرۃ کا آخری رکوع** [یعنی سورۃ البقرۃ ۲، آیات ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶] کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے خزانوں میں سے ہے جو اس نے اس اُمت کو عطا فرمائے اور اس اُمت کی دُنیا اور آخرت کی کوئی بھلائی ایسی نہیں جو اس میں موجود نہ ہو''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلداوّل، حدیث ۲۰۶۵)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے سورۃ اخلاص پڑھتے سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''واجب ہوگئی''۔ میں نے پوچھا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! کیا چیز واجب ہوگئی؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اس پر جنت واجب ہوگئی''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلداوّل، حدیث ۲۰۵۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ

آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص سوتے وقت دائیں کروٹ پر سو بار سورۃ الاخلاص پڑھے، قیامت کے دِن اس بندے سے اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ اے میرے بندے! دائیں طرف سے جنت میں داخل ہو جا''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۰۵۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص دِن میں دو سو مرتبہ سورۃ اخلاص کی تلاوت کرتا ہے تو اسکے پچاس سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں سوائے قرض کے''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۰۵۴)

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے اپنے امام مسجد کی شکایت کی کہ وہ ہر نماز میں سورۃ الاخلاص ضرور پڑھتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا سورۃ اخلاص پڑھنا اس کو جنت میں لے جائے گا۔

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ:

یہ اشارہ عیسائیوں کی طرف ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنایا ہوا ہے اور پھر اسکو رَبّ بھی بنایا ہوا ہے۔ یہ دونوں باتیں غلط ہیں اور عیسائیوں نے حضرت مریم علیہا السلام کو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں، ان کو بھی رَبّ کا دَرجہ دیا ہوا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ یہ آیت شریفہ اس کا ردّ ہے۔(دیکھیں سورۃ المائدۃ ۵، آیات ۱۱۶-۱۱۷/سورۃ التوبہ ۹، آیت ۳۰)

یہ اشارہ مشرکین مکہ کیلئے بھی ہے کہ انہوں نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنائی ہوئی تھیں، یہ بات بھی غلط ہے۔(دیکھیں سورۃ النحل ۱۶، آیت ۵۷/سورۃ النجم ۵۳ آیت ۲۱

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ:

اللہ تعالیٰ کی ذات کائنات میں کسی مخلوق کے مشابہ نہیں ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی ذات کا ادراک نہیں کر سکتے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نور ہے اور ہم ان آنکھوں نور نہیں دیکھ سکتے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کا دیدار ہر جنتی کو آخرت میں ہوگا اور جب وہ اپنے رَبِّ کریم کو دیکھیں گے تو جنت کی تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کے دیدار کے سامنے ہیچ نظر آئیں گی۔ اللہ تعالیٰ کا دیدار سب سے زیادہ پیاری چیز ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۱۲)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''تم اپنے رَبِّ کریم کو واضح طور پر دیکھو گے ایسے جیسے تم چودہویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر تم سے ہو سکے تو تم سورج طلوع ہونے سے پہلے (یعنی نمازِ فجر) اور سورج غروب ہونے سے پہلے (یعنی نمازِ عصر) پڑھنے سے غفلت نہ کیا کرو''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۱۱)

اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جو نمازِ فجر اور نمازِ عصر کی پابندی کرے گا، وہ جنتی اللہ تعالیٰ کو ضرور دیکھے گا۔

اعلیٰ ترین جنتی یعنی جنت الفردوس کے مکین اللہ تعالیٰ کا دیدار روزانہ کریں گے۔ باقی جنتی اللہ تعالیٰ کا دیدار مختلف دِنوں میں کیا کریں گے۔ کوئی ہفتے میں ایک دفعہ۔ کوئی صبح شام۔ کوئی ہفتے میں دو دفعہ اور کوئی ہفتے میں چار دفعہ۔ (اختصار شدہ مفہوم احادیث مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جمع ہو جاؤ۔ میں تم لوگوں کے سامنے تہائی قرآن کریم پڑھوں گا''۔ چنانچہ لوگ جمع ہو گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم گھر سے نکلے اور سورۃ الاخلاص پڑھی پھر واپس چلے گئے۔ لوگ آپس میں باتیں کرنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تو فرمایا تھا کہ تہائی قرآن کریم پڑھیں گے۔ میرا خیال ہے کہ آپ آسمان سے کوئی نئی چیز نازل ہونے کی وجہ سے اندر گئے ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دوبارہ تشریف لائے اور فرمایا کہ ''میں نے تم لوگوں سے کہا تھا کہ میں تہائی قرآن کریم پڑھوں گا۔ جان لو کہ یہ (سورۃ الاخلاص) تہائی قرآن کریم کے برابر ہے''۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، حدیث ۲۶۹۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''[۱] سورۃ الزلزال نصف قرآن کریم کے برابر ہے [۲] سورۃ الاخلاص تہائی قرآن کریم کے برابر ہے [۳] سورۃ الکافرون چوتھائی قرآن کریم کے برابر ہے''۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، حدیث ۲۶۹۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''سورۃ النصر چوتھائی قرآن کریم ہے''۔ (ماخذ از جامع ترمذی، جلد دوم، حدیث ۲۶۹۱)

اَلْفَلَقِ ۱۱۳

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۵ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾
وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ
فِي الْعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾ ع

ترجمہ◄ (آیات ۱سے۵) کہہ دو کہ میں حفاظت طلب کرتا ہوں صبح کے رَبِّ کریم کی ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے۔[۱-۲]
اور رات کی تاریکی کے شر سے جبکہ وہ چھا جائے۔[۳]
اور گرہوں میں پھونکنے والوں کے شر سے۔[۴](یعنی جادو کے شر سے)
اور حسد کرنے والے کے شر سے جبکہ وہ حسد کرے۔[۵]

تشریح: اپنے آپکو اللہ تعالیٰ کی حفاظت یعنی پناہ میں دے دینا روزمرہ کی زندگی میں انتہائی ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس دُعا سے انسان کو بہت سے نقصانات سے بچالیتا ہے جن میں اگر پناہ نہ مانگی جائے تو ممکن ہے کہ آپ نقصانات میں پھنس جائیں مثلاً

ایک **اُمّ المومنین** رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اپنی دُعاؤں میں یہ فرمایا کرتے تھے کہ ''اے اللہ تعالیٰ! میں ان کاموں کے شر سے جو میں نے کیے اور ان کاموں کے شر سے جو میں نے نہیں کیے، تیری پناہ (یعنی حفاظت) مانگتا ہوں''۔(مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی دُعاؤں میں ایک یہ بھی تھا کہ ''اے اللہ تعالیٰ! میں تیری حفاظت مانگتا ہوں ہر اس نعمت کے چھن جانے سے جو تو نے مجھے عطا فرمائی ہے اور ہر اس عافیت کے چھن جانے سے جو تو نے مجھے دی ہے اور تیرا غضب یکا یک ٹوٹ پڑنے سے اور اے اللہ تعالیٰ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری ہر طرح کی ناراضگی سے''۔(مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ

''اے اللہ تعالیٰ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو نافع نہ ہو۔ اس دِل سے جو تیرا خوف نہ رَکھے۔ اس نفس سے جو کبھی سیر نہ ہو اور اس دُعا سے جو قبول نہ ہو''۔

(روایت کیا حضرت زید بن ارقم نے مسلم میں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ایک اَور دُعا حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت ہے کہ ''اے اللہ تعالیٰ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بھوک سے کیونکہ وہ بدترین چیز ہے جسکے ساتھ کوئی رات گزارے اور تیری پناہ مانگتا ہوں خیانت سے کیونکہ وہ نفس کی سخت بیماری ہے''۔(ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ''اے اللہ تعالیٰ! تیری پناہ مانگتا ہوں کوڑھ سے، جنون سے اور تمام بیماریوں سے''۔(ابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم یہ دُعا بھی مانگا کرتے تھے کہ ''اے اللہ تعالیٰ! میں تیری پناہ لیتا ہوں آگ کے فتنے سے (یعنی جہنم سے)۔ مالداری کے فتنے سے اور مفلسی کے فتنے سے''۔(جامع ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے یوں بھی دُعا مانگی کہ ''اے اللہ تعالیٰ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں بُرے اخلاق سے، بُرے اعمال سے اور بُری خواہشات

سے''۔(جامع ترمذی)

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے یہ بھی دُعا مانگی ہے کہ ''اے اللہ تعالیٰ! میں طلب کرتا ہوں تیری پناہ اپنی سماعت کے شر سے۔اپنی بصارت کے شر سے۔اپنی زبان کے شر سے۔اپنے دِل کے شر سے اور اپنی شہوت کے شر سے''۔(جامع ترمذی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے پناہ مانگی عاجزی سے، کاہلی سے، بزدلی سے، بڑھاپے سے، بخل سے، قبر کے عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنے سے، قرض کے بوجھ سے اور اس بات سے کہ لوگ مجھ پر غالب آجائیں''۔(بخاری ومسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی منزل پر اُترے اور یہ الفاظ کہے کہ ''میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے تو اس شخص کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا یہاں تک کہ وہ منزل سے کوچ کر جائے''۔(مسلم) ایک **اُمّ المومنین** رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا یہ عمل ہر شب آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا دستور تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بستر پر لیٹتے تو دونوں ہتھیلیوں کو جوڑ لیتے اور پھر سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر ان کو اپنے ہاتھوں پر پھونکتے اور پھر اپنے ہاتھ جسم پر جہاں تک جاتے انہیں پھیر لیتے۔مسح کی ابتدا سر سے کرتے۔یہ عمل آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تین بار کیا کرتے تھے۔(اذکارِ مسنونہ از حافظ ابن قیم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ ''پہلی اُمتوں کی بیماریوں سے حسد اور بغض کی بیماریاں تم میں بھی آئیں گی حالانکہ یہ مونڈنے والی ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سر کو مونڈنے والی بلکہ دِین کو مونڈنے والی''۔(یعنی بالآخر تمہیں جہنم میں لے جانے والے اعمال کرائیں گی)(مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۸۱۶)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو''۔(مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۸۱۷)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''حسد تقدیر پر غالب آسکتا ہے''۔ ([بیہقی] مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۸۲۸)

اَلنَّاسِ ۱۱۴

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۶ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ﴿۴﴾ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿۶﴾

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۶) کہو کہ میں پناہ (یعنی حفاظت) مانگتا ہوں لوگوں کے رَبِّ کریم کی۔ انسانوں کے بادشاہ کی۔ انسانوں کے حقیقی معبود کی۔ اس وسوسہ ڈالنے والے کی شرارت سے جو بار بار لوٹ کر آتا ہے۔[۱-۴] (یعنی شیطان)
پھر لوگوں کے دِلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔[۵]
خواہ وہ وسوسہ ڈالنے والا جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔[۶]

تشریح: شیطان دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک قسم شیطانوں کی جنات میں سے ہے اور ایک قسم شیطانوں کی انسانوں میں سے ہے۔ جناتی شیطان اور انسانی شیطان ایک دوسرے کے

دوست ہیں۔ یہ دونوں نیک آدمیوں کو نیک کام کرنے سے روکتے ہیں اور بُرائی کرنے پر اُکساتے ہیں۔ ان دونوں کا کام نیک انسان کے دِل میں ہر قسم کا بُرا وسوسہ ڈالنا ہے اور کثیر تعداد انسانوں کی ان کے وسوسوں کی وجہ سے بے راہ ہو جاتی ہے۔

ایک دفعہ **حضرت ابوذر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پاس بیٹھ گئے۔ پوچھا کہ ''اے (حضرت) ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم نے نماز پڑھی؟'' انہوں نے عرض کیا کہ ''نہیں!''۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اُٹھو اور نماز پڑھو'' چنانچہ میں نے نماز (یعنی تحیۃ المسجد) پڑھی اور پھر آ کر بیٹھ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''یا (حضرت) اباذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! ''**تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ شَيَاطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ**''۔ ترجمہ ''اے (حضرت) ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! شیاطین انس اور شیاطین جن کی شرارتوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ (یعنی حفاظت) مانگ لیا کرو''۔ میں نے عرض کیا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! کیا انسانوں میں بھی شیطان ہوتے ہیں؟'' فرمایا کہ ''ہاں!''۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اچھا گمان رکھنا اچھی عبادت کا ایک حصہ ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم حدیث ۴۸۲۵) آپکو کسی کے متعلق حسد کرنے کی بجائے اچھا گمان پیدا کرنا چاہیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اطمینان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۸۳۲)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ سے ڈرو خواہ تم کسی جگہ ہو۔ بُرائی کے بعد نیکی کرو جو بُرائی کو مٹا دے گی اور لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ برتاؤ کرو''۔ (یعنی شیطانی کاموں سے بچو) ([احمد، ترمذی، دارمی] مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۸۵۹)

الحمدللہ رب العالمین.....فہم القرآن الحکیم کی تفسیر پانچ جلدوں میں مکمل ہوئی.....وما توفیقی الا باللہ

۝.....۝.....۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُؤَدَّعٍ
وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا

تمام پاکیزہ اور بابرکت حمد اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے کہ اسی پر کفایت نہ ہو اور نہ یہ آخری ہو اور نہ ہی اس سے بے پرواہی ہو۔ نہ یہ آخری ہماری کوشش ہو اور نہ اس سے بے نیازی ہوائے ہمارے پروردگار۔

اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِيْ فِيْ قَبْرِيْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمِ وَاجْعَلْهُ لِيْٓ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًى وَّرَحْمَةً اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِيْ مِنْهُ مَا نَسِيْتُ وَعَلِّمْنِيْ مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِيْ تِلَاوَتَهٗٓ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارَ وَاجْعَلْهُ لِيْ حُجَّةً يَّارَبَّ الْعَالَمِيْنَ اٰمِيْن۔

اِظہارِ تشکر

ہمیں نہیں معلوم کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر کیسے اَدا کریں جس نے ہمیں خاص اپنی رحمت سے اپنے کلام پاک کا آسان اُردو ترجمہ کرنے کی توفیق دی۔ ہم تو صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ

يَـارَبِّ لَكَ الْـحَـمْـدُ كَـمَـا يَـنْبَغِـىْ لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَعَظِيْمِ سُلْطَانِكَ

اے اللہ! تیرے لیے ایسی ہی حمد ہے جو تیری شان کے شایاں ہے اور جو تیری عظیم سلطنت کے لائق ہے

ہم تہہ دِل سے شکر گزار ہیں اپنے اہل وعیال کے جنہوں نے ہمیں کئی طریقوں سے اس کتاب کی تیاری میں مدد دی۔

ڈاکٹر عبدالحمید سلیمان

حافظ محمد ناصر رشید